انا مدینۃ العلم و علی بابہا

OSMANIA UNIVERSITY

جامعۂ عثمانیہ

اصُول معاشیات

جلد دوم

جامعہ عثمانیہ
OSMANIA UNIVERSITY

سلسلۂ نصابیات عربی جامعہ عثمانیہ

اصولِ معاشیات

جلد دوم

تصنیف

ایف۔ ڈبلیو۔ ٹاسگ پی ایچ۔ ڈی لٹ۔ ڈی ال۔ ال۔ ڈی
ہنری لی پروفیسر معاشیات ہارورڈ یونیورسٹی

ترجمہ

مولوی رشید احمد صاحب بی۔ اے (علیگ) ایف۔ آر۔ ای۔ ایس (لندن)
رکن سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

۱۳۵۷ھ م ۱۳۴۷ف م ۱۹۳۸ع

دار الطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

یہ کتاب مسرز میکملن اینڈ کمپنی پبلشرز کی اجازت
سے جن کو حق اشاعت حاصل ہے اُردو میں ترجمہ
کرکے طبع وشایع کی گئی ہے۔

فہرست مضامین

باب ۳۹

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد وطلب

باب ۴۰

سود پر مزید بحث

باب ۱۴　　۶۷ تا ۸۲

پیدائش مفرط و شغل مفرط

باب ۴۲

لگان۔ زراعت اور حقیت اراضی

باب ۴۳

شہری سکنی زمین کا لگان

باب ۴۴

لگان (آخری بحث)

باب ۴۵

نفع اجارہ

باب ۴۶

اصل کی تعریف اور نوعیت

باب ۲۷

اجرتوں کے اختلافات معاشری طبقہ بندی

باب ۴۸ ۲۱۲تا۲۲۷

اجرت وقدر

باب ۴۹ ۲۲۸تا۲۵۰

کاروباری منافعہ

باب ۵۰

کاروباری منافعہ (بسلسلۂ سابق)

باب ۱۵

کثیر تمول

باب ۵۲

اجرتوں کی عام سطح

باب ۵۳

آبادی اور محنت کی رسد

باب ۵۴

آبادی (بسلسلۂ سابق)

باب ۵۵

عدم مساوات اور اس کے اسباب وراثت

حصۂ ششم ۳۹۱ تا ۴۴۵

مسائل محنت

باب ۵۶ ۳۹۳ تا ۴۱۶

اجرت کا نظام۔ ہڑتال اور ہڑتال کرنے کا حق

باب ۵۶

۴۱۷ تا ۴۴۴

مزدور سبھائیں

باب ۵۸

۴۴۴ تا ۴۶۷

اوقات کار اور عمالی قانون سازی

باب ۵۹

صنعتی امن و امان کے چند وسائل

باب ۶۰

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

باب ۶۱

امداد باہمی

حصۂ ہفتم

معاشی تنظیم کے بعض مسائل

باب ۶۳ — ۵۷۴ تا ۵۹۰

ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق)

باب ۶۴

سرکاری ملکیت اور سرکاری انتظام

باب ۶۵

اتحادات اور ٹرسٹ

باب ۶۶

اشتراکیت

باب ۶۷

اشتراکیت (بسلسلۂ سابق)

باب ۶۸

تحصیل (ٹکس) اساسی اصول

باب ۶۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

باب ۷۰

محصول اراضی و امکنہ

باب ۱۷

۷۹۶ تا ۸۱۲

اشیا کے محصول

حصہ پنجم

تقسیم دولت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۳۸

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود طلب کے حالات و شرایط

(۱) تقسیم کا مفہوم ''اصل'' کا مفہوم۔ (۲) اصل، اشیا اصل سے الگ نہیں ہے۔ (۳) سود کے بارے میں اہم اور اساسی مسئلہ۔ زر سود کا سبب نہیں ہے اور نہ اس کی مقدار شرح سود پر اثر انداز ہوتی ہے۔ (۴) موجودہ ذرائع کی طلب کیوں ہوتی ہے، پیدائش کے طویل المدت عملوں کی تاثیر۔ کیا اصل پیدا آور ہے؟۔ (۵) اصل کی اختتامی پیدا آوری سے شرح سود کا تعین کس طرح ہوتا ہے؟ اصل کو زیادہ موثر طریقے سے لگانے سے نفع صاف رونما ہوتا ہے۔ قدر اور افادے کے مسائل سے تمثیل۔ (۶) کیا اصل کے جرعوں کو یکے بعد دیگرے لگانے سے تقلیل حاصل کا عام رجحان رونما ہوتا ہے؟۔ (۷) اصل کو کامیاب طریق پر مشغول رکھنے کے لیے انسان کی نگرانی اور انتظام ناگزیر ہے۔ اس مسئلے کے بارے میں استدلال کرتے وقت انسانی عامل کو بالعموم نظر انداز کیا جاتا ہے۔

اے لفظ ''تقسیم'' کے معنی، اس مفہوم کے لحاظ سے جو معاشی تحریروں میں اس کے ساتھ

باب ۱

بالعموم منسوب کیا جاتا ہے، قوم کے متعدد طبقوں اور ارکان میں اس کی آمدنی کی تقسیم و تسہیم کے لیے جاتے ہیں۔[1] جہاں کہیں صنعتی نشوونما کسی حد تک ترقی پا چکی ہو وہاں اولاً زمین اور اصل کے مالک ہوں گے، دوسرے ایسے اشخاص ہوں گے جو زمین اور اصل کو استعمال تو کرتے ہیں، مگر اس کے مالک نہیں ہیں، بلکہ محض پٹہ دار کاشتکار اور قرضگیر یا قرضدار ہیں، اور تیسرے ہمہ اقسام کے مزدور اور کارپرداز ہوں گے جن کی معاشری حیثیت اور آمدنیاں معمولی اجرت پانے والے مزدور سے لیکر خوش حال پیشہ ور شخص اور تنخواہ دار منتظم تک مختلف المدارج ہوں گی۔ وہ شخص کتنا حصہ پاتا ہے جو محض اصل یا زمین کا مالک ہے؟ اور مزدور کو، خواہ وہ کسی قسم کا ہو، اس کی محنت کا کیا معاوضہ ملتا ہے؟ یہی سوالات تقسیم دولت کے مرکزی مسائل میں سے ہیں۔ عام طور سے اس موضوع کو قوم کے اُن چار طبقوں کے بالمقابل چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن کی آمدنی کا تعین مختلف اسباب کا تابع خیال کیا جاتا ہے۔

4

وہ طبقے یہ ہیں:- اصل دار، زمیں دار، مزدور، اور آخر میں کاروباری اشخاص یا صنعتی معاملات کے عملی منتظم۔ اصل داروں اور زمیں داروں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ان کو علی الترتیب سود اور لگان وصول ہوتا ہے، اور مزدور اور کاروباری اشخاص علی الترتیب اُجرت اور منافعہ یا اُجرت تنظیم پاتے ہیں۔ سر دست اس پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ ترتیب و تقسیم کس حد تک اطمینان بخش ہے، صرف اس نئے موضوع کی نوعیت کو بیان کر دینا کافی ہے جس پر اب ہم بحث کریں گے۔

قبل از قبل یہ بیان کر دینا بھی ضروری نہیں ہے کہ ان میں سے کس موضوع کو سب سے پہلے غور کرنے کے لیے انتخاب کرنا چاہیے۔ یہ سب مباحث آپس میں ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں، اور کسی ایک کی کامل تفہیم اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ دوسروں کو بھی جانچ نہ لیا جائے۔ ہم پہلے سود پر یعنی اس حصے پر جو اصل کے مالک کو ملتا ہے بحث کریں گے۔

[1] جب ہم یہ کہیں کہ صارفوں کے ہاتوں میں پہنچنے سے قبل اشیا تھوک فروش اور خردہ فروش تاجروں کے ذریعے سے تقسیم ہوتی ہیں تو لفظ تقسیم بظاہر بالکل مختلف مفہوم میں استعمال ہوتا ہے، اور اس کے یہ معنی زیادہ تر عام کاروباری زبان میں لیے جاتے ہیں۔

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اصل[1]، پس اندازی اور شغل کا نتیجہ ہے۔ اور اس کا بھی ذکر آ چکا ہے کہ شغل اصل کا تدریجی تقسیم عمل سے بھی گہرا تعلق ہے۔ یعنی شغل اصل، نہ صرف ان مسلسل مراحل سے جن سے پیدائش گزرتی ہے بلکہ تنظیم پیدائش میں وقت کے عنصر سے بھی، قریبی تعلق رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ موجودہ قومحل میں شغل اصل کی مخصوص شکل یعنی اصل داروں کی ایک علٰحدہ اور ممیز جماعت کی جانب سے اجرت دے کر مزدوروں کو حاصل کرنے کا طریق موجودہ زمانے کی تقسیم دولت کی عدم مساوات کا نتیجہ، اور حقیقت یہ ہے کہ سب سے اہم واحد نتیجہ ہے۔ یہ سب اصول اور قضیے اس استدلال پر اثر انداز ہوتے ہیں جو اصل وسود کے موضوع کے بارے میں آیندہ سطور میں کیا جانے والا ہے اور اس بیان سے ان اصول کی تشریح اور مزید توضیح بھی ہوگی۔

اولاً "اصل" کے کیا معنی ہیں جس پر سود وصول کیا جاتا ہے؟ اس اصطلاح کو "پیدا کرنے والوں کے اصل" کے معنی ہی میں استعمال کر کے بحث کا آغاز کرنا بہت مناسب ہوگا۔ چنانچہ اس میں وہ مادی ومقرون آلات شامل ہیں جو انسان کے ساختہ ہیں اور جنھیں صارفوں کے اشیا کی پیدائش کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً کارخانے، گودام، اشیائے خام اور تیار شدہ مال جو بیوپاریوں کے ہاتھ میں ہو، ریلیں، دخانی جہاز اور آلات کشاورزی یہ سب اسی تعریف میں داخل ہیں۔ سردست ہم صارفوں کی دولت مثلاً عمارات، اور مکانوں کے فرش اور فرنیچر وغیرہ کو نظر انداز کر دیں گے۔ زمین اور اسی کے مثل دوسرے عاملین بھی، جن کو قدرت انسانی محنت کے استعمال کیے بغیر مہیا کرتی ہے، اصل کی بحث سے خارج کر دیے جا سکتے ہیں۔ اس پیچیدہ مسئلے کا اس کے منفرد حصوں میں تجزیہ کرنے کی غرض سے ہم ہر جزو پر علٰحدہ علٰحدہ غور کریں گے، چنانچہ ہم "اصل پیدائش" یا "اشیائے اصل" سے بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

لیکن بعض اصطلاحی معاملات اور اصطلاحوں کے فرق مزید تمہیدی غور و بحث کے متقاضی ہیں۔

5

[1] ۔ دیکھو باب ششم فصل (۴۳) تا فصل (۶۲)۔

باب ۳

عام طور سے کوئی شخص انفرادی حیثیت سے اپنی جائداد کے اس جزو کو اصل شمار کرتا ہے جس سے اس کو آمدنی حاصل ہوتی ہے؛ لیکن وہ چیز جو قوم کے لیے اصل ہے اور وہ چیز جو عام مفہوم کے لحاظ سے فرد واحد کے لیے "اصل" ہے ان دونوں کے مابین بدیہی فرق پایا جاتا ہے۔

اسٹاک، بونڈ اور تمسکات[ل] کو ان کا مالک اپنے اصل کا جزو خیال کرتا ہے اور ان سے مالک کو آمدنی وصول ہوتی ہے۔ اس قسم کے سب تمسکات اپنی حد تک محض ملکیت یا قرضداری کی شہادت یا وثیقہ ہوتے ہیں۔ اسٹاک کے وثیقے میں یہ تحریر ہوتا ہے کہ اس کا حامل کسی مقررہ مقرون شے یا اقسام اشیا کی تملیک میں مقررہ حصہ رکھتا ہے۔ بونڈ (Bond) محض رقم کی ادائی کا وعدہ ہوتا ہے۔ بونڈ بالعموم پس اندازی اور شغل اصل کے کاروبار کے نتیجے کے طور پر جاری کیے جاتے ہیں اور ان کا تعلق اصل آفرینی سے ہوتا ہے۔ لیکن جیسا کہ حکومت کی جانب سے باغراض جنگ قرضہ لیے جانے کی صورت میں ہوتا ہے، بونڈ ایسے کاروبار کا نتیجہ بھی ہوسکتے ہیں جو بالکل غیر پیدآور اور مضرت رساں ہو۔ اگرچہ فرد واحد کی حد تک یہ اصل ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ وہ اصل صحیحہ کی تخلیق یا موجودگی کی نمایندگی کرے یا نہ کرے۔

کوئی فرد واحد صارف کی دولت کو بالعموم اپنے اصل کا جزو خیال نہیں کرتا۔ وہ جن چیزوں کو اصل شمار کرتا ہے یہ ہیں: وہ کارخانہ، اشیا کا ذخیرہ جو کاروبار میں استعمال ہو، زرِ نقد جو کسی کے پاس یا بنک میں کاروباری اغراض کے لیے نہ کہ روزمرہ کے خانگی اخراجات کے لیے ہو۔ لیکن مکان کا فرنیچر، لباس، گھوڑے، گاڑی کو وہ اصل تصور نہیں کرتا، اس لیے کہ ان سے کوئی آمدنی وصول نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ ایک ایسے مکان کو بھی جس پر خود مالک قابض ہو اور جس سے کوئی مادی آمدنی نہ ہوتی ہو، وہ اپنے اصل کا جزو خیال کرے؛ اس لیے کہ اس کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ اگر وہ اس کا مالک نہ ہوتا تو اس کو دوسرا مکان کرایہ پر لینا پڑتا، اور اس بنا پر وہ یہ نتیجہ اخذ کرسکتا ہے کہ اس کا ذاتی مکان آمدنی والی

ل۔ Stocks, bonds and Securities

باب ۳

جائداد کے معادل ہے۔ ایسے مکان جو مالک کے قبضے اور تصرف میں نہ ہوں، بلکہ کرایہ پر دیے گئے ہوں، بلا شبہ اصل تصور کیے جائیں گے۔

"اصل" کی اصطلاح ان اصطلاحوں میں سے ایک ہے جو روزمرہ کی بول چال سے لے کر معاشیات میں بہ کثرت استعمال کی جاتی ہیں، مثلاً منافع، اجرت، لگان، زرمحصول، ٹکس وغیرہ، اور ان کے مثل وہ بھی مختلف مفہوموں اور معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ ہر وہ شخص جو معاشیات پر قلم اٹھاتا ہے یا غور کرتا ہے یہ محسوس کرے گا کہ ان الفاظ میں سے کسی ایک سے بعض اوقات وہ وہی معنی منسوب کر رہا ہے جو عرف عام میں ہیں یا متعدد معانی میں سے صرف ایک معنی منسوب کر رہا ہے، اور بعض اوقات اس سے زیادہ صحیح مفہوم منسوب کر رہا ہے جو شدید تجزیے کے اغراض کے لیے اس نے قرار دیا ہے۔ عام طور سے تو کسی مقررہ عبارت کے سیاق و سباق سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ لفظ کس مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً اگر ہم بنک کا اصل کہیں تو ہمارا مطلب بظاہر اس اصل سے ہوتا ہے جو بحوالہ زر شمار ہو۔ علیٰ ہذا جب ہم اصل اور ماحصل زائد" کہتے ہیں تو ہمارا مطلب کسی مشترکہ انجمن تجارت یا کاروبار کی آمدنی کی مد اور سرمایہ کی مد ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض اوقات مطلب واضح نہیں ہوتا اور مبہم رہتا ہے۔ چنانچہ محتاط سے محتاط مصنف کو بھی کسی باقاعدہ مسلمہ علمی اصطلاح کی عدم موجودگی کی وجہ سے کسی واقعے کے بیان میں بلکہ اس کے متعلق تفکر میں لغزش ہو سکتی ہے۔ متعاقب صفحات میں بلکہ عام طور سے پوری کتاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ "اصل" کی اصطلاح ان سب مادی اشیا یا اشیائے اصل کی نمائندگی کرے جن پر قوم کے مادی ساز و سامان اور لوازم مشتمل ہیں، چنانچہ ہمارے پیش نظر مادی اشیا رہیں گی؛ نہ کہ مادی اشیا کا حق ملکیت، اور ہمارے ذہن میں پیدا کرنے والوں کا اصل، یعنی وہ اشیا رہیں گی جن سے آلات پیدائش ترتیب پاتے ہیں۔

۲۔ بعض مصنفین نے "اصل" اور "اشیائے اصل" میں فرق قائم کیا ہے۔ موخر الذکر اصطلاح سے وہ مادی آلات پیدائش مطلب لیتے ہیں، یعنی ٹھیک وہی معنی لیتے ہیں جو موجودہ بحث میں واحد لفظ "اصل" سے متعین ہوتے ہیں۔ لیکن مجرد لفظ "اصل" سے یہ مصنف مادی ساز و سامان اور آلات کی قدر مراد لیتے ہیں؛ اور وہ بعض اوقات

باب ۳

اس طرح بحث کرتے ہیں جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ گویا اصل کا ایک قسم کا خلاصہ یا سَتّ ہوتا ہے جو مادی اشیائے اصل سے، جن میں وہ شامل ہوتا ہے، مختلف ہے۔

بحوالۂ قدر و قیمت اصل کی پیمایش کرنے اور اس کا اندازہ کرنے میں بالعموم سہولت ہوتی ہے۔ مثلاً، یہ کہ زر کی اتنی مقدار موجود ہے۔ صرف اس طریق پر مختلف عناصر ترکیبی کو مشترک نسب نما میں تحلیل کیا جا سکتا ہے۔ کوئی فرد واحد اپنے اصل کی مقدار کو بحوالۂ قدر زر بیان کرتا ہے۔ اس کا اصل بدیہی طور سے زر کی مقررہ مقدار پر مشتمل نہیں ہوتا بلکہ کارخانوں، کلوں، عمارات، تجارتی اشیا، تمسکات اور حصص پر مشتمل ہوتا ہے اور انھیں اشیا سے فرد واحد کا اصل مرکب ہوتا ہے۔ وہ ان کی پیمایش محض اس قیمت سے کرتا ہے جس پر وہ سب فروخت ہوں گے۔ اسی طرح ہم قوم کے اصل کا اندازہ بھی اُس قیمت کے حوالے سے کر سکتے ہیں جس پر اس کی سب ملکی اشیا فروخت ہوں گی۔ اگر مختلف کارخانوں، ریلوں، جہازوں، کلوں، آلات، ساز و سامان، ذخیرہ کردہ اشیا کی قیمتیں مروجہ شرحوں پر جوڑی جائیں، تو اس مجموعے سے یہ اندازہ ہوگا کہ قوم کے پاس کتنا اصل موجود ہے۔ لیکن یہ اندازہ بہت ہی غیر مکمل ہوگا۔ اس قسم کے اعداد و شمار، جو اطلاع عام کی غرض سے سرکاری افسروں کی جانب سے بعض اوقات مرتب کیے جاتے ہیں، اکثر اعتبارات سے غلط اور گمراہ کن ہوتے ہیں۔ پھر بھی اگر ہم مجموعی اصل یا مجموعی دولت کا اندازہ قائم کرنا چاہیں تو ہم صرف اسی غیر اطمینان بخش طریق پر عمل کرنے پر مجبور ہیں۔ اگرچہ اصل کی بعض شکلوں کی قدر کا اندازہ دوسری اشیا کے حوالے سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کلوں کی پیمایش گھوڑوں کی قوت کے حوالے سے، یا پارچہ بافی کی گرنیوں کی پیمایش تکلوں اور کرگھوں کے حوالے سے کی جا سکتی ہے؛ لیکن صرف ایک قابل پیمایش عنصر، جو سب شکلوں کے لیے مشترک ہے، یہ ہے کہ وہ قدر و قیمت رکھتی ہیں؛ اور سب کو مقداری حیثیت سے بیان کرنے کا واحد طریقہ صرف بحوالۂ قدر و قیمت ہے۔ لیکن یہ فرض نہ کرنا چاہیے کہ کوئی ایسی شے بہ شکل "اصل" موجود ہے جو "اشیائے اصل" سے ممیز و مختلف ہے۔ صرف ایک حقیقی اور موجود شے پیدایش کے مادی آلات ہیں۔ ان کی قدر یا قیمت محض دوسری اشیا کے ساتھ ان کے علاقے یا نسبت کو ظاہر کرتی ہے اور یہ پیمایش کا ایک طریقہ ہے۔

٦

۳۔ ان اصطلاحی معاملات سے نبٹ لینے کے بعد اب ہم اصل موضوع زیر بحث کی جانب متوجہ ہو سکتے ہیں۔

سود کے متعلق اساسی مسئلے کو سیدھے سادے الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ کوئی فرد واحد، جو دوسرے سے اشیا کی ایک مقررہ مقدار (جس کی نمایندگی بجز قدیم اور غیر ترقی یافتہ قوموں کے سب ملکوں میں زر کی مقررہ مقدار سے ہوتی ہے) مستعار لیتا ہے، کیوں اس کا معاہدہ کرے کہ ایک مدت معینہ کے بعد، وہ نہ صرف مستعار اشیا واپس کردے گا، بلکہ ان کے علاوہ کچھ اور بھی دے گا؟ اس امر کی توجیہ و تشریح بظاہر کافی آسان ہے کہ جو اشیا مستعار لی گئی ہیں انھیں بجنسہ واپس کر دینا چاہیئے۔ لیکن قرض دہندے کو اس قرضے پر بڑھوتری وصول کرنے کا کیا حق ہے؟ اس بڑھوتری کو، جیسا کہ کافی عام طور سے معلوم ہے، بحساب فی صد سالانہ کی شکل میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ قرضگیر نہ صرف اصل قرضے کو واپس کرنے کا بلکہ ہر سال کے ختم پر پانچ فی صد یا اس کے لگ بھگ کوئی رقم زائد بھی اور ہر سال کی کسر کے لیے اس کے متناسب فی صد ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ معلوم کرنا کہ یہ زائد فی صد کیوں ادا کیا جاتا ہے؟ سود کے مسئلے کا حل کرنا ہے۔

اس واقعے کی بنا پر کہ موجودہ قوموں میں لین دین، زر کو قرض دینے اور اس کی واپسی سود کے ساتھ کرنے کی شکل اختیار کرتا ہے لوگوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ لین دین خصوصیت کے ساتھ زر کے متعلق ہے اور زر کے افعال اور نوعیت ہی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ تصور بالعموم استدلال دوری کی شکل اختیار کرتا ہے۔ سود پر قرضہ دینے کا جو عام روزمرہ کا طریقہ ہے اس سے لوگ واقف ہیں؛ وہ کہتے ہیں کہ زر کی اتنی "قدر و قیمت" ہے، جس سے ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زر کسی مقررہ سالانہ شرح پر بطور قرض دیا جا سکتا ہے؛ اور وہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس رقم کو حاصل کرنے کی غرض سے قرضگیر کو یہ شرح ادا کرنی چاہیئے۔ اس سے زیادہ سہل اور سادہ بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ یا وہ، مبہم طریقے پر شائی لاک کی طرح یہ کہتے ہیں کہ زر سود یا آمدنی پیدا کرتا ہے؛ مگر اس میں بھی کوئی حل پیش نہیں کیا گیا ہے، بلکہ محض مسئلے کو بیان کیا گیا ہے۔ ذرا سے غور سے معلوم ہو جائے گا کہ دوسری

8

باب ۳

صورتوں کے مثل، اس صورت میں بھی زر محض بطور آلۂ مبادلہ کام کرتا ہے۔ قرضگیر کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ فی نفسہ زر نہیں ہے، بلکہ اشیا اور خدمات پر دسترس ہے، جو زر سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ یا تو اپنے فوری ذاتی استعمال کے لیے یا پیدائش کے عمل میں استعمال کرنے کے لیے اشیا خریدنا چاہتا ہے؛ اور موخر الذکر صورت میں جس سے موجودہ بحث کا نسبتہً بہت زیادہ قریبی تعلق ہے، وہ کلیں، ساز و سامان اور اُجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کو معاوضۂ محنت ادا کرنے کے ذرائع حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ قرضہ مع سود واپس کرتا ہے، تو لینے دار کو نہ صرف وہی دسترس و قدرت واپس کرتا ہے جو اُسے موصول ہوئی تھی، بلکہ اس کے علاوہ کچھ بڑھوتری بھی ادا کرتا ہے۔ گویا خود اُسے جتنی اشیا بطور قرض وصول ہوئی تھیں ان سے زیادہ مقدار وہ معاوضے میں دیتا ہے۔ اگر زر جیسی شے موجود نہ ہو، تب بھی اسی قسم کا لین دین عمل میں آئے گا، ٹھیک اسی طرح جس طرح مقررہ تقسیم عمل کی موجودگی میں اشیا کا ایک دوسرے سے مبادلہ، مبادلۂ اشیا کے نظام کے تحت، اساسی طور سے اُسی نہج پر عمل میں آئے گا جس نہج پر کوئی آلۂ مبادلہ استعمال ہونے کی صورت میں عمل میں آتا ہے۔ مبادلۂ اشیا بالاشیا کے نظام کے تحت دونوں قسم کے معاملات کا انتظام بدیہی طور سے بہت زیادہ دشوار ہوگا۔ آلۂ مبادلہ کی موجودگی قرض کے لین دین کو اسی طرح نسبتہً زیادہ آسان کر دیتی ہے جس طرح کہ وہ مبادلے میں آسانی پیدا کرتی ہے؛ اور وہ کثیر المقدار قرض کے لین دین اور کثیر المقدار مبادلے کو، جو آلۂ مبادلہ کی عدم موجودگی میں ناممکن العمل ہوتا، ممکن بناتی ہے۔ لیکن ان دونوں قسم کے مظاہر کی توجیہ و تشریح زر کے استعمال میں نہیں ملتی بلکہ ان عملوں کی نوعیت میں ملتی ہے جن میں زر کا استعمال سہولتیں پیدا کرتا ہے۔

ہم نہ صرف اس تصور کو مسترد کر سکتے ہیں کہ سود کی پیدائش زر کے استعمال کے سبب سے عمل میں آتی ہے، بلکہ اس خیال کی بھی نفی کر سکتے ہیں کہ شرح سود کا مدار مقدارِ زر پر ہے۔ مقدارِ زر کی زیادتی قیمتوں کو بڑھا دیتی ہے، شرح سود کو کم نہیں کرتی۔ چنانچہ بنک کے بٹے کی شرح اور بنک کے زرِ نقد کی مقدار کے باہمی تعلق کی کافی طور سے توضیح کی جا چکی ہے۔[1]

9

[1] دیکھو باب ۲ خاصکر فصل (۲)۔

یہ شرح بنک، سود کی اصلی شرح سے یعنی مستقل مشاغل اصل کے ماحصل کی شرح سے بڑھتی اور گھٹتی رہتی ہے۔ متعاقب بیان میں اس اساسی شرح سود کو ذہن میں رکھا جائے گا۔

۴۔ اس طرح سود بظاہر اس مبادلے کے عمل کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے جس کے ذریعے سے زر (یا اشیا) کی کوئی مقدار جو فی الحال پاس موجود ہو، زر (یا اشیا) کی اس زیادہ مقدار کے عوض دی جاتی ہے جو مستقبل میں واپس کی جانے والی ہے۔ اس طرح جو زائد مقدار یا ماحصل زائد وصول ہوتا ہے وہ بظاہر کسی محنت کا نتیجہ نہیں معلوم ہوتا، اس بڑھوتری یا سود کا کوئی بدیہی معادل نہیں ہے۔ پھر بھی ایسے مبادلے کی توقع نہیں کی جا سکتی جو سال بہ سال، عشرہ بہ عشرہ اور صدی بہ صدی جاری رہے، اور جس میں کچھ دیے بغیر کوئی چیز حاصل ہو جائے۔ یہاں دو سوال سامنے آتے ہیں: ایک تو یہ کہ قرضگیر جسے ہم خریدار تصور کر سکتے ہیں، کیوں اس زیادتی کو ادا کرنے پر رضامند ہوتا ہے؟ اور دوسرے یہ کہ لیندار یا فروشندہ اس زیادتی کو اپنے لیے حاصل کرنے کے قابل کیوں ہوتا ہے؟ دوسرے الفاظ میں، طلب کے حالات جن کی نمایندگی قرضدار کرتے ہیں اور رسد کے حالات جن کی نمایندگی فروشندے کرتے ہیں کیا کیا ہیں؟ ان سوالات پر ہم بیان کردہ ترتیب کے ساتھ موجودہ باب اور اس کے بعد کے باب میں بحث کریں گے۔ ہم اول ان قرضداروں کے تعلق سے طلب کے حالات کی تحلیل کریں گے، جو پیدائش کے عمل میں مصروف ہیں؛ اس لیے کہ ہمیں پہلے اس سود کی حالت پر غور کرنا ہے جو پیدائش دولت کرنے والوں کے اصل سے حاصل ہوتا ہے۔

طلب کے حالات کے متعلق کچھ اشارات اس سے پیشتر دیے جا چکے ہیں۔ کسی گزشتہ باب میں[1] اصل کی نوعیت اور اصل کے افعال کا بیان آچکا ہے چنانچہ اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ اصل کے استعمال کے معنی ایک مقررہ مدت میں پیدائش کا عمل انجام پانے کے ہیں۔ اس کا بھی ذکر ہو چکا ہے کہ پیدائش بذریعۂ اصل کو بقول بیوہم باورک، طویل المدت یا بالواسطہ پیدائش کہتے ہیں۔ محنت اول آلات بنانے، ساز و سامان فراہم کرنے، اور وسائل آمد و رفت کی تکمیل کرنے میں صرف کی جاتی ہے، اور

[1] دیکھو باب ۵ فصل (۱ تا ۳)۔

آخر میں، تیاری کے مراحل کے خاتمے پر جن میں طویل مدت لگتی اور وقت اٹھانی پڑتی ہے، قابل تمتع و صرف اشیا پیدا ہوتی ہیں، اور اس سے بدرجہا زیادہ مقدار میں پیدا ہوتی ہیں جتنی کہ محنت کے براہ راست استعمال کرنے کی صورت میں پیدا ہوتیں۔ معدن، ریلیں، دخانی جہاز، لوہے کے کارخانے، صنعت گاہیں، گودام اور تھوک فروشی اور خردہ فروشی کے انبار خانے، یہ سب طویل المدت اور وقت طلب پیدائش کے عمل کی مثالیں ہیں۔

10

علاوہ ازیں موجودہ زمانے کی ترقی یافتہ قوموں میں پیدائش، ایک دوسرے مفہوم کے لحاظ سے "اصل دارانہ" ہوتی ہے، یعنی، اصلداروں کی ایک مخصوص جماعت، جو دوسروں سے زیادہ تر الگ ہے، پیدا ہوگئی ہے۔ محنت کو یکے بعد دیگرے آنے والے مرحلوں میں طویل مدت تک استعمال کرنا صرف اس وقت ممکن ہے، جبکہ ابتدا ہی میں کچھ بچت موجود ہو، یعنی رقم کسی نہ کسی شکل میں پس انداز اور فراہم کرلی گئی ہو۔ رقم پس انداز کرنے والے اور بچت کے مالک بالعموم محنت مزدوری کرنے والے اشخاص سے مختلف طبقے کے ہوتے ہیں، اگرچہ یہ کوئی لازمی امر نہیں۔ وہ پیدائش کے عمل کے مختلف مرحلوں میں مزدوروں کو اجرت پر حاصل کرتے ہیں۔ اصل کی تخلیق اور سود کی پیدائش، تقسیم دولت کا ایک نمایاں عنصر ہونے کی حیثیت سے، دونوں، زائد رقوم پس انداز کرنے اور بالواسطہ طریق پر محنت کو استعمال کرنے کے دُہرے عمل کے یکساں طور سے نتائج ہیں۔

لیکن اب ہمیں زیادہ توضیح کے ساتھ یہ بیان کرنا ہے کہ اس عمل کے معنی محنت کی پیدا آوری کے اضافے کے ہیں۔ قدیم زمانے کی آٹا پیسنے کی چکی کے مقابلے میں عصر جدید کی آٹے کی گرنی کی کارکردگی اور پیدا آوری بہت زیادہ ہوتی ہے۔ استعمال کردہ محنت کی ہر اکائی سے زیادہ پیداوار تیار ہوتی ہے اور بہتر نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ اس قسم کی دو صورتوں میں محنتوں کی پیداوار کا صحیح اضافی اندازہ قائم کرنے کے لیے بہت باریک اور پیچیدہ حسابی تحلیل کی ضرورت ہوگی۔ ایک طرف تو جدید گرنی میں ابتدائی مراحل میں بہت زیادہ محنت صرف ہوتی ہے۔ دوسری طرف وہ بالعموم بہت زیادہ دیرپا ہوتی ہے، اور گرنی کی تیاری میں استعمال کردہ محنت طویل مدت تک مسلسل اپنا عمل کرتی رہتی ہے، یہاں تک کہ انجام کار گرنی بالکل

فرسودہ اور از کار رفتہ ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا۔ اس سلسلے کی آخری محنت، یعنی وہ محنت جو حالیہ مزدور، جدید آٹے کی گرنی میں، روزانہ ہزارہا میپے بھر کر تیار کرنے کے سلسلے میں انجام دیتے ہیں، قدیم وضع کے چکی والے کی محنت سے بظاہر بدرجہا زیادہ پیدا آور ہوتی ہے؛ اس لیے کہ ہم آٹا پیسنے کی محنت میں بالعموم اُس ابتدائی محنت کو شمار اور شامل ہی نہیں کرتے جو اس کی کلوں اور انجنوں کی تیاری میں صرف ہوتی ہے۔ پھر بھی اس امر کا ثبوت کہ اس طرح کُل جتنی محنت صرف ہوتی ہے، خواہ وہ ابتداً کلوں کے بنانے میں صرف ہو، یا بعد کے مرحلے میں، سب کی کارکردگی نسبتہً زیادہ ہے، محض قیمتوں کا موازنہ کرنے سے بہم پہنچتا ہے۔ چنانچہ دورِ قدیم کے مقابلے میں عصرِ جدید میں آٹا بہت زیادہ ارزاں ہے، یعنی غلّے کی قیمت کے مقابلے میں آٹے کی قیمت کی زیادتی بہت کم ہے۔ علیٰ ہذا ریلوں کا بھی یہی حال ہے؛ اس میں بھی اصل بہت کثیر مقدار میں صرف ہوا ہے، یعنی ابتدائی تیاری میں بہت محنت لگی، اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نقل و حمل کی شرحیں اس قدر کم ہیں کہ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ، تعمیر، تنظیم اور چلانے کی کل محنت کا لحاظ کرنے کے بعد بھی اس میں کام کرنے والے مزدوروں کی کارکردگی، لدو گھوڑوں اور بار برداری کے چھکڑوں جیسے سادہ آلاتِ پیدائش کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ ہے۔

11

بعض اوقات اس نتیجے کو اس قول کے ذریعے سے بیان کیا گیا ہے کہ اصل پیدا آور ہے؛ لیکن اس قول کو نہایت احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہیئے۔ حقیقت میں صحیح بیان یہ ہوگا کہ بعض طریقوں سے استعمال کردہ محنت دوسرے طریقوں سے صرف کردہ محنت کے مقابلے میں زیادہ پیدا آور ہوتی ہے۔ آلات اور کلیں، عمارتیں اور ساز و سامان، یہ سب محنت ہی سے تیار ہوتے ہیں، اور محنت کے استعمال میں درمیانی مرحلے کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے پیدائش میں اصل کوئی آزاد عامل نہیں ہوتا، اور اصل کی پیدا آوری بھی الگ نہیں ہوتی۔ آیندہ صفحات میں جہاں کہیں اصل کی پیدا آوری کا ذکر آئے گا وہاں اس اصطلاح کے معنی محدود و مشروط ہوں گے اور وہ مجملاً محنت کے اصلدارانہ استعمال کے نتیجے کو ظاہر کرے گی۔

اصل اور پس اندازی سے محنت کا جو تعلق ہے اس کا یہ سب تجزیہ دوبارہ اس قضیئے کی جانب رہبری کرتا ہے کہ اصلداروں کے سب کاروبار اپنے آپ کو اُن یکے بعد دیگرے آنے والی پیشگی ادائیوں میں تحلیل کر لیتے ہیں جو مزدوروں کو کی جاتی ہیں[1] بعض اشخاص کے پاس زائد رقم بچی ہوئی ہوتی ہے اور وہ اس کو شغل اصل کے لیے الگ رکھ دیتے ہیں، یہی ٹھیٹ اور خالص اصلدار ہیں۔ پھر بھی بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں جو پس انداز کردہ رقم کو بطور قرض حاصل کرتے ہیں (اور بہت ممکن ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ اپنے ممکنہ ذرائع کو بھی استعمال کریں) اور آلات و ساز و سامان بنانے اور پیدایش کے سب عملوں کو انجام دینے کے لیے اجرت پہ مزدور حاصل کرتے ہیں اور اس طرح انجام کار اس سے زیادہ مقدار میں قابل صرف اشیا تیار کرتے ہیں جتنی کہ مزدوروں کو ادا کی گئی تھیں۔ مزدور بحیثیت مجموعی اس سے زیادہ اشیا تیار کرتے ہیں جتنی کہ خود انھیں وصول ہوتی ہیں۔ جو لوگ رقم بطور قرض حاصل کرتے ہیں اور اس کی مدد سے مزدوروں کو اجرت پہ حاصل کرتے ہیں وہ اپنی مستعار رقم سے زیادہ رقم واپس ادا کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ یہی وہ عمل ہے جس کے ذریعے سے پیدایش میں صرف کردہ اصل پر سود وصول ہوتا ہے۔

۵۔ اب یہ فرض کیا جائے کہ کسی مقررہ وقت میں پیدایش میں اصل یعنی آلات، کلیں، اشیائے خام وغیرہ استعمال کرنے کے طریقے اس قدر معین و مستقل شکل اختیار کر چکے ہیں کہ سب لوگ ان سے واقف ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی مان لیا جائے کہ ان طریقوں سے سب یکساں طور سے استفادہ کر سکتے ہیں؛ یہ کہ کسی خاص شکل کا کسی کو اجارہ حاصل نہیں ہے؛ اور یہ کہ جو لوگ انھیں استعمال کرنا چاہتے ہیں ان سب میں آزادانہ مسابقت ہے۔ ایسی صورت میں کوئی قرضگیر اصل کی کسی خاص شکل پر دسترس حاصل کرنے میں پس انداز کردہ رقوم کو استعمال کرنے کی حد تک کسی دوسرے کے مقابلے میں بہت زیادہ فائدہ حاصل نہ کر سکے گا۔

[1] دیکھو باب ۲ فصل (۵)۔

مسابقت کی وجہ سے شغل اصل کی سب شکلوں کی آمدنی مقررہ و یکساں سطح پر رہے گی۔ اس یکساں سطح کو متعین کرنے والی شے کیا ہوگی؟۔

اصل کے سب اجزائے ترکیبی، اگرچہ ان کے استعمال کرنے والوں کو ان سے یکساں و مقررہ حاصل ملے گا، لازمی طور سے مقررہ و یکساں درجے میں محنت کی پیدا آوری پر اثر نہ ڈالیں گے۔ یہ ممکن بلکہ تقریباً یقینی ہے کہ بعض اجزا دوسروں کے مقابلے میں پیدائش میں زیادہ مفید ثابت ہوں۔ فرض کرو کہ کسی قوم کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اس کی ملکیت میں جو آلات اور ساز و سامان کا ذخیرہ ہے اس سے وہ بتدریج اور بہ اقساط دست بردار ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ وہ پہلے ان اجزا کو اپنے پاس سے الگ کرے گی جن سے محنت کی پیدا آوری میں سب سے کم مدد ملتی ہے، اور اس کے بعد اگر اور چیزوں سے دست بردار ہونا پڑا تو ان کے افادے یا ان کے کارآمد ہونے کے لحاظ سے معکوس ترتیب کے ساتھ انھیں اپنے پاس سے علیحدہ کرے گی۔ وہ آخر تک اصل کے ان اجزا یا پیداوار پیدائش کے ذرائع کو اپنے پاس محفوظ رکھے گی جو پیداوار میں سب سے زیادہ اضافہ کرتے ہیں۔ یہ ذرائع، جو موجودالوقت حالات میں سب سے آخر میں ترک کئے جائیں گے، اور سب سے اول استعمال کیے جائیں گے، غالباً ایک طرف تو ایسی اشیا ہوں گی جو زرعی پیدائش کے ایسے عملوں کے لیے ضروری ہوں گی جو معتدل آب و ہوا میں موسمی لحاظ سے انجام دینے پڑیں گے، یعنی تخم، آلات کشاورزی اور تقریباً ایک سال کی زائد غذا؛ اور دوسری طرف فلزائی ساز و سامان ہوں گے جن سے لوہا پیدا ہوتا ہے جو تقریباً سب آلات بنانے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ یہی اصل کی سب سے زیادہ موثر شکلیں ہیں، لیکن تاریخی اعتبار سے یہ شکلیں لازمی طور سے سب سے زیادہ قدیم نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ ایجاد کی ترقی نے دوسری کم مفید اشیا کے مقابلے میں انھیں بعد میں چل کر کارآمد ثابت کیا ہو لیکن جتنے مختلف آلات پیدائش ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو موجود ہیں ان میں سے بعض زیادہ موثر ہوں گے اور بعض کم موثر ہوں گے؛ اور جو زیادہ موثر ہوں گے وہ جبری دست برداری کی صورت میں سب سے آخر میں ترک کیے جائیں گے۔

باب ۳ب

ان حالات میں مالکان اصل کو جو منافعہ یا بڑھوتری یا سود وصول ہو گا اس کا تعین اصل کے کم سے کم پیدآور استعمال کے ذریعے سے ہو گا؛ یا اس سے زیادہ صحیح طریقے سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ محنت کی اس آخری پیداوار کے اضافے کے ذریعے سے ہو گا جو پیدا ار پیدایش یا استعمال اصل کے سب سے کم موثر پہلو کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جو لوگ اصل کو سب سے کم موثر طریقوں کے مقابلے میں زیادہ موثر طریقوں سے استعمال کرتے ہیں وہ اپنے لیے فائدہ فائق قائم نہیں رکھ سکتے۔ چونکہ وہ سب لوگ جن کو اصل پر دسترس حاصل ہے ان زیادہ موثر طریقوں کو اختیار کر سکتے ہیں، لہذا باہمی مقابلہ اشخاص کی کسی ایک جماعت کو ان طریقوں سے خاص طور سے اعلیٰ منافعہ حاصل کرنے سے باز رکھے گا۔ اصل کی آخری قسط کی پیدآوری (آخری بلحاظ ترتیب پیدآوری) ہر قسم کے اصل پر منافعے کی شرح کو متعین کرتی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں اسی قضیے کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اصل کا ماحصل اس کی مختتم پیدآوری پر مبنی ہوتا ہے۔ یہاں یہ دوبارہ کہہ دینا نامناسب نہ ہو گا کہ "پیدآوری" (Productiveness) (Productivity کا لفظ اس محذوف معنی میں استعمال ہوتا ہے جس کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ 13

یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا اصل کی سب شکلوں کی افادیت یا پیدآوری، اختتامی شکلوں کی پیدآوری ہی پر چل کر ختم ہوتی ہے؟ مالکان اصل کے ماحصل میں تو تسویہ عمل میں آتا ہے، لیکن کیا پیدآوری میں بھی تسویہ عمل میں آتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ کوئی لازمی امر نہیں ہے۔ یہ نتیجہ اسی نتیجے کے مماثل ہے جس پر ہم کسی قابل تمتع شے کی رسد کے متعدد اجزاے ترکیبی کی قیمت اور افادے کے بارے میں قدر کے اصول کی بحث کرتے وقت پہنچے تھے[1]۔ اگرچہ کسی رسد کی سب اکائیاں بازار میں ایک ہی مقررہ قیمت پر فروخت ہوتی ہیں لیکن سب کا افادہ مقررہ و یکساں نہیں ہوتا۔ ایسی شے بھی وجود رکھتی ہے جس کو نفع صارف کہا جاتا ہے۔

[1] دیکھو باب ۹ خاص کر فصل (۳ تا ۶)۔

علیٰ ہذا اگرچہ اصل کے سب اجزاے ترکیبی کے مالکوں کو آزاد مقابلے کے تحت ماحصل مقررہ و یکساں وصول ہوتا ہے، پھر بھی اجزاے ترکیبی سے قوم کی مادی خوش حالی میں جو اضافہ ہوتا ہے وہ مقررہ و یکساں نہیں ہوتا بعض اجزا دوسروں کے مقابلے میں زیادہ کارآمد ہوتے ہیں، اور ان کے افادوں کے فرق کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ قابل تمتع اشیا کے افادوں کی صورت میں ہوتا ہے یعنی وہ نفع صارف پر اثر ڈالتا ہے۔ اصل کو زیادہ پیدا آور طریق پر استعمال کرنے سے خاص صورتوں میں اشیا کی کثیر مقدار تیار ہوتی ہے، بعض قسم کے دوسرے افادے پیدا ہوتے ہیں، اور اس طرح تمام قوم میں احتیاجات کی زیادہ وسیع تسکین پذیری ہوتی ہے۔

اس طرح نظریۂ قدر کی تہ میں جو اصول مضمر ہے ویسا ہی اصول نظریۂ اصل کی تہ میں مضمر ہے۔ اختتامی فروخت پذیری اشیا کی مروجہ قدر کا تعین کرتی ہے؛ اور اختتامی پیدا آوری مروجہ شرح سود کا تعین کرتی ہے۔ اشیا اور خدمات میں ایسے افادے موجود ہوتے ہیں جو اختتامی حد کے افادے سے زیادہ ہوتے ہیں، اور اصل کی مختلف شکلوں کا ماحصل اختتامی حد کے ماحصل سے زائد ہوتا ہے۔ ان زوائد اور ماحصل زائد کو انفرادی مالک نہیں رکھ سکتا؛ تمام قوم ان سے نفع صارف کی شکل میں استفادہ کرتی ہے [۱] اور جس قسم کی دقت اشیا سے حاصل کردہ نفع صارف کی پیمایش کرنے میں ہمیں محسوس ہوئی تھی اسی قسم کی دقت اصل کے بعض اجزاے ترکیبی سے حاصل کردہ اسی قسم کے نفع صارف کی پیمایش کی کوشش کرنے کی صورت میں محسوس ہوگی۔ اصل کے کون سے اجزاے ترکیبی سب سے آخر تک رکھے جائیں گے اور اس بیش قیمت مابقی جزو کی پیدا آوری کتنی زیادہ ہوگی اس کا اندازہ ہم غالباً نہیں کر سکتے۔ ہم صرف اتنا یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ

14

[۱] اس کا مقابلہ کرو جیونس کی کتاب Theory of Political Economy. (نظریۂ معاشیات) صفحہ ۲۷۷ کی بلیغ عبارت سے اس کا برعکس خیال کلارک کی کتاب Distribuction of wealth (تقسیم دولت) باب ۱۲ میں ظاہر کیا گیا ہے۔

پیدا آوری میں مدارج کا فرق ضرور ہے اور یہ کہ معاشرہ بحیثیت مجموعی اپنے اصل کی سب شکلوں کو اسی شرح پر حاصل کر کے، جو وہ کم مفید شکلوں کے لیے ادا کرتا ہے، بڑی حد تک منافعہ حاصل کرتا ہے۔

۶۔ ہمارے زمانے کے بعض تیز طبع علمائے معاشیات[1] نے نظریۂ اصل و سود کے اس جزو کو مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے، اگرچہ وہ جس نتیجے پر پہنچے ہیں وہ اساسی حیثیت سے بہت زیادہ مختلف نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان کا خیال یہ ہے کہ اگر پیدائش میں اصل پیچدار طریقے پر یکے بعد دیگرے زیادہ مقداریں بالواسطہ لگایا جائے تو محنت کی پیداوار بحساب فی اکائی غیر محدود طریقے پر بڑھائی جا سکتی ہے لیکن یہ اضافہ مسلسل ایک ہی مقررہ شرح سے نہ ہوگا۔ میلان تقلیل منافعہ یا تقلیل حاصل کی جانب ہوگا؛ یعنی پیدائش کے اضافے کی شرح میں انحطاط کا رجحان ظاہر ہوگا۔ آلات اور ساز و سامان جتنے جتنے زیادہ استعمال کیے جائیں گے یعنی تیاری کی محنت جتنی جتنی زیادہ کی جائے گی اور پیدائش کے مجموعی عمل کو جتنا زیادہ طویل اور دقیق طریقے سے انجام دیا جائے گا اتنا ہی زیادہ مجموعی پیداوار ہمیشہ حاصل ہوگی۔ لیکن محنت کی پیدا آوری کا اضافہ، جو اس پیچدار عمل پیدائش کی ابتدائی حالتوں میں زیادہ ہوگا، آخری مرحلوں میں گھٹتا جائے گا۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چونکہ محنت کو وقت اور نازک کلوں اور اشیا کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ منظم و معین کیا جا سکتا ہے، اس لیے محنت کی پیدا آوری کے اضافے کی کوئی حد معین نہیں خیال کی جاتی۔ اس میں جو مزاحمت ہوتی ہے وہ اسی قسم کی ہوتی ہے جیسی کہ ایک سخت ربڑ کے فیتے کو کھینچنے میں ہوتی ہے یعنی اس میں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کھینچ تان کرنے کی گنجائش ہوتی ہے، لیکن ہر مرتبہ جو زائد قوت استعمال کی جائے گی اس کا اثر گھٹتا جائے گا۔

یہ معلوم ہوگا کہ اس خیال میں پیدا آوری اور اختتامی پیدا آوری کے

[1] مثلاً پروفیسر بوہم باورک، کلارک، اور کارور (Bohm-Bawerk, Clark and carver)

باب ۳

پیدائش میں استعمال
اصل کا سود۔ طلب
حالات و شرایط

فرق نہ صرف کسی مقررہ وقت میں صنعت کے کسی شعبے یا جزو پر غور کرنے سے ظاہر ہوئے ہیں، بلکہ رفتار زمانہ کے ساتھ صنعت میں جو ترقی ہوئی ہے اس میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ کارکردگی میں، تقلیل منافعہ کا رجحان ایجادوں اور ترقیوں کی وجہ سے زائل ہو جائے۔ لیکن اس قسم کی ترقیوں کی عدم موجودگی کی صورت میں منافعے کا اختتامی اضافہ گھٹ جاتا ہے، اور اسی طرح اصل کا سود بھی گھٹ جاتا ہے؛ اور اس میں جو تخفیف (15) ہوتی ہے وہ بتدریج اور کسی حد تک باقاعدگی کے ساتھ ہوتی ہے۔

اس سے لازماً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مالک اصل کو جو سود ملتا ہے اس کو موقوف کیے بغیر اصل کے استعمال کو غیر محدود طریقے پر بڑھایا جا سکتا ہے۔ اصل کے زائد اقساط ہمیشہ کسی فائدے کے ساتھ استعمال کیے جا سکتے ہیں؛ اور ہمیشہ کچھ نہ کچھ اختتامی پیدآوری ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں، سود ہمیشہ وصول ہوگا، خواہ اصل کی مقدار میں کتنا ہی اضافہ ہو جائے۔ اس کے برعکس زیادہ تشکیکی خیال یہ ہے کہ اگر پس انداز کردہ رقوم اور اصل میں غیر محدود طریقے پر اضافہ کیا جائے تو اس سے ایک انتہائی سیری کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ اگر تیاری کی محنت کو استعمال کرنے کے لیے ذرایع میں غیر محدود اضافہ کیا جائے تو اس کی وجہ سے پس اندازکردہ رقوم کو فائدے کے ساتھ استعمال کرنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جائے گا؛ اور اس طرح اس حد تک جس حد تک کہ طلب کی قوتیں سود کو متعین کرتی ہیں یہ سود بالکل غائب ہو جائے گا۔

یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ تقسیم دولت کے بارے میں جو دوسرے مسائل ہیں ان کی طرح یہ مسئلہ بھی تصفیہ طلب ہے۔ متعلقہ استدلال کے سلسلوں کی مکمل بحث میں پڑنا موجودہ کتاب کے دائرے سے باہر قدم دھرنا ہے۔ سردست اصل کے استعمال کے بارے میں تقلیل حاصل کے عام اصول کو تسلیم کرنے میں مجھے جو تامل ہے اس کے متعلق میں اختصار کے ساتھ اپنے وجوہ پیش کروں گا۔

یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ آلات اور کلوں کا اضافہ دو طریقوں سے عمل میں آسکتا ہے:۔ یعنی یا تو اسی قسم کے آلات میں زیادتی ہو جو پہلے استعمال ہوتے رہے، یا نئے قسم کے آلات کا اضافہ کیا جائے۔ ایک ہی قسم کے آلات کی تعداد کو دوچند کر دینے سے پیدآوری میں بہت کم اضافہ ہوگا یا بالکل نہ ہوگا۔ اگر ہر نجار کو پہلے کے

باب ۳

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود، طلب کے حالات و شرائط

مقابلے میں دوچند آرے یا رندے، ہر نورباف کو دوکرگھے اور ہر انجینیر کو دو انجن دیے جائیں تو اس عمل کے معنی یہ نہ ہوں گے کہ نجّار، نورباف اور انجینیر پہلے کے مقابلے میں اب زیادہ کام انجام دیں گے یا زیادہ مقدار تیار کریں گے۔ اس کے معنی تو محض دولت کو ضایع کرنے کے ہوں گے۔ کسی بڑے کارخانے کی پیچیدہ کلوں کے بارے میں بھی بظاہر یہی چیز صادق آئے گی۔ ان کلوں کو چلانے کے لیے کاریگروں کے ایک عملے کی ضرورت ہوتی ہے جو اعلیٰ درجے کے تجربے اور حساب کی بنا پر کلوں کی مناسبت سے مقرر کیا گیا ہو۔ اگر محض کارخانے کے ساز و سامان کی تعداد کو دگنا کردیا جائے تو اس زائد ساز و سامان کو سنبھالنے اور اس سے کام لینے کے لیے کوئی نہ ہوگا۔ عملہ اس سے زیادہ آلات استعمال نہیں کرسکتا جتنے کہ اس کے ہاتھ میں پہلے سے برسرکار ہیں۔

16

دوسرے طریقے کے بارے میں، جس میں کہ اصل کی زیادتی کا وقوع فرض کیا جاسکتا ہے، مسئلہ بہت زیادہ پیچیدہ صورت اختیار کرلیتا ہے۔ یہاں یہ فرض کیا گیا ہے کہ ایک ہی قسم کے آلات میں اضافہ عمل میں نہیں آیا، بلکہ نسبتہً بہت زیادہ نازک اور پیچیدہ قسم کے آلات میں اضافہ عمل میں آیا۔ پس اندازکردہ رقوم کی زیادتی اور محنت کو بیشتر استعمال کرنے کے زیادہ امکان کے ساتھ ساتھ اصل تقریباً خود بخود ایک مختلف شکل اختیار کرلیتا ہے۔ یعنی ایک ہی قسم کے دو آرے نہیں ہوتے بلکہ ایک نسبتہً زیادہ بڑا اور بہتر ہوتا ہے، علیٰ ہٰذا دو انجن نہیں ہوتے بلکہ ایک نسبتہً زیادہ بھاری اور زیادہ طاقت دار ہوتا ہے۔ محض یہ واقعہ کہ شغل اصل کے لیے جو موجودہ ذرایع دستیاب ہوسکتے ہیں ان میں زیادتی واقع ہوئی، پیدائش کے بالواسطہ اور پیچدار عمل میں وسعت پیدا کرنے اور کل عمل کی مدت کو بڑھانے کا موجب ہوتا ہے۔ کارخانہ بڑا ہوجاتا ہے، کلیں زیادہ پیچیدہ اور زیادہ تر ازخود چلنے والی ہوتی ہیں اور اشیائے خام کی رسد میں تنوع کے ساتھ ساتھ اضافہ بھی ہوتا ہے۔ اس طرح پیداوار انجام کار بہت بڑھ جاتی ہے، لیکن یہ خیال کیا جاتا ہے کہ پیداوار کے اضافے کی شرح میں تقلیل کا میلان رہتا ہے۔

باب ۳ب
پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود۔ طلب کے حالات و شرائط

اس پیچیدہ عمل پیدائش کا قابل پیش گوئی ہونا یا تقریباً خود بخود واقع ہونے والی نوعیت ہی مجھے مشتبہ سی معلوم ہوتی ہے۔ عمل پیدائش میں محنت کے ساتھ زیادہ اصل کو صرف کرنے سے لازمی طور سے کارکردگی نہیں بڑھتی۔ جہاں اس طرح کارکردگی بڑھتی ہے وہاں ممکن ہے کہ زیادہ طویل تیاری یکساں یا تکثیر پذیر یا تقلیل پذیر شرح سے موثر ہو۔ نتیجے کا مدار ایجاد کی ترقی پر ہوتا ہے اور اس کے متعلق کوئی قاعدہ معین نہیں کیا جا سکتا۔

یہ صحیح ہے کہ صنعتی انقلاب کے بعد کے دور میں صنعتوں کی ترقی بالکلیہ ایسے آلات بنانے کی سمت میں رہی ہے جن کی تیاری میں وقت لگتا اور محنت صرف ہوتی ہے اور جو انجام کار محنت کی پیدا آوری کو بڑھا دیتے ہیں۔ اور اس کی بھی کوئی علامت نہیں پائی جاتی کہ اس قسم کی ترقی رک جائے گی۔ گزشتہ چند نسلوں کی تاریخ اور آیندہ چند نسلوں تک کے توقعات اس اصول کی تائید کرتے ہیں کہ پس انداز کردہ رقوم اور اصل کی مقداروں کے اضافے نے محنت کی پیدا آوری میں اضافہ کیا ہے اور آیندہ بھی کرے گا۔ لیکن اس کا باعث موجدوں اور اولوالعزم مخترعوں کی کثیر جماعت رہی ہے اور یکے بعد دیگرے عمل میں لائے جانے والے ایسے مراحل رہے ہیں جن میں سے ہر ایک ابتداءً کم و بیش مشتبہ ہوتا ہے' اور یہی آیندہ بھی باعث رہیں گے۔ اس قسم کی ترقی کتنی عظیم ہوگی اور کتنی مدت تک اس کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اس کا پیشتر سے کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ پس انداز کردہ رقوم کے غیر محدود طریقے پر استعمال ہونے کا امکان اور اصل کی پیدا آوری میں غیر محدود اور افزوں اضافے کا امکان کوئی ایسا میلان نہیں ہے جو صنعت میں مضمر ہو، بلکہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کا موجودہ زمانے میں مقابلۃً بہت ہی قلیل تجربہ ہوا ہے۔

17 اس مسئلے کو دوسرے طریقے سے اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے۔ یعنی پیچدار یا بالواسطہ عمل پیدائش کے متعلق یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو موجودہ ذرایع (پس انداز کردہ رقوم) کی رسد کے لحاظ سے منتظم کرے گا، یا موجودہ ذرایع کی رسد کے متعلق یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو

باب ۳۸

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود۔ طلب کے حالات و شرائط

پیچیدار یا بالواسطہ عمل پیدائش کے لحاظ سے اپنے آپ کو منظم کر لیتی ہے۔ پہلا خیال وہ لوگ ظاہر کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جتنا جتنا اصل بڑھتا جاتا ہے اتنا اتنا تقریباً خود بخود تبدیل ہیئت کرتا جاتا ہے، اور جس قدر یہ اصل زیادہ پیچیدہ شکلوں میں تبدیل ہوتا جاتا ہے اتنا ہی تقلیل حاصل کا رجحان ظاہر ہوتا جاتا ہے۔ دوسرا خیال مجھے بظاہر ایسا خیال معلوم ہوتا ہے جو تاریخی واقعے کے زیادہ مطابق ہے۔ ایجاد کی ترقی اصل کو زیادہ دقیق اور پیچیدہ بنانے کی سمت ظاہر ہوئی ہے، اور اسی وجہ سے پس انداز کردہ رقوم کو کثیر سے کثیر مقداروں میں پیدا آور طریقوں سے استعمال کرنے کا امکان پیدا ہوا ہے۔ پس انداز کردہ رقوم کی رسد، جیسا کہ آیندہ باب میں بیان ہوگا، بہت تغیر پذیر ہے۔ اس نے شغل اصل کے تمام ممکنہ مواقع سے فائدے حاصل کیے ہیں اور آیندہ بھی کرے گی؛ اس کی بدولت کارخانے، ریلیں، کلیں، دخانی جہاز، برقی آلات وغیرہ اسی سرعت کے ساتھ وجود میں آئے جس سرعت کے ساتھ موجدوں نے اصل کی ان شکلوں کو موثر طریقے سے استعمال کرنے کا طریقہ بتلایا۔ یہ صحیح ہے کہ اس معاملے میں، دوسرے متعدد معاملات کے مثل جن پر علمائے معاشیات نے بحث کی ہے، باہمی تعامل ہوتا رہا ہے پھر بھی یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ پس انداز کردہ رقوم کی کثیر مقدار صنعتوں کی ترقی کا جس قدر موجب ہوئی ہے اس کے مقابلے میں صنعتوں کی ترقی نے پس انداز کردہ رقوم کی مصروفیت کا زیادہ موقع بہم پہنچایا۔

لیکن اس بارے میں رائے کے اختلافات مذکورۂ بالا اس عام نتیجے کو متاثر نہیں کرتے کہ کسی مقررہ وقت میں اصل پر جو سود وصول ہوتا ہے اس کی شرح کا مدار اس پیدا آوری کے فائدے پر ہوتا ہے جو اصل کے سب سے کم پیدا آور جزو کا نتیجہ ہے۔ جہاں تک اس قضیے کا تعلق ہے وہاں تک موجودہ زمانے کے علمائے معاشیات میں بظاہر کامل اتفاق پایا جاتا ہے۔ خواہ یہ خیال کیا جائے کہ محنت کی پیدا آوری سے الگ اصل میں بھی فی الحقیقت پیدا آوری پائی جاتی ہے یا اس کے برعکس خیال کیا جائے، اور خواہ یہ خیال کیا جائے کہ اصل کی پیدا آوری کے اختلافات، تقلیل حاصل کے ذریعے سے ظاہر ہوتے ہیں یا

باب ۳۸

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود۔ طلب کے حالات و شرایط

خواہ اس کے برعکس خیال کیا جائے، بہر صورت یہ امر بظاہر متفق علیہ ہے کہ پیدائش میں استعمال کردہ اصل کے سود کی شرح کو جو عامل متعین کرتا ہے (جس حد تک وہ طلب پر مبنی ہے) وہ کارکردگی یا پیداوار کی زیادتی ہے جو اصل کی آخری یا مختتم قسط سے حاصل ہوتی ہے۔

18 گزشتہ فصل میں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اصل کی مقدار اور اس کی پیدآوری کے مابین کوئی لازمی تعلق نہیں ہے۔ ایجادوں کی رفتار کا اور صنعتوں کی اصلاح و ترقی کی بے قاعدہ رفتار کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ اس بے قاعدگی کے عنصر کا تعلق انسانی عامل سے ہے، جس کو اصل کے سود کی روایتی بحث میں حد سے زیادہ نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

موجودہ وافر مالی ذرایع کو پیچیدہ اور محنت طلب ساز و سامان تیار کرنے کی غرض سے استعمال کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کوئی نہ کوئی شخص اس کے بارے میں خاکہ مرتب کرنے والا اور ان کا انتظام کرنے والا بھی لازمی طور سے ہوگا۔ کسی دوسرے مقام پر[1] یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ پیدائش بر پیمانۂ کبیر کے متعلق اکثر جو توقعات قائم کیے جاتے ہیں ان کی نوعیت کس طرح بے بنیاد اور خیالی ہے۔ مثلاً یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ تصور کہ کارخانوں اور اس کے ساز و سامان کو پہلے کے مقابلے میں دوچند کر دینے سے خود بخود پیدآوری بڑھ جائے گی مبنی بر حقیقت نہیں ہے۔ توپوں کو چلانے کے لیے آدمی بھی ہونے چاہئیں۔ محض آلات کے بنا دینے سے یا محض ان میں اضافہ کر دینے سے ماحصل میں اضافہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ان آلات کو بنانے اور ان میں زیادتی کرنے کے بہترین طریقوں کو منتخب کرنے سے ماحصل بڑھ سکتا ہے۔ لیکن صنعت کی جدید تنظیم میں، اصل کے ذریعے سے پیدائش کرنے کے پیچدار عمل کی نگرانی کرنے والے اشخاص اور ان عملوں میں توسیع کرنے کی غرض سے ضروری موجودہ ذرایع کو فراہم کرنے والے اشخاص دونوں ایک ہی نہیں ہوتے۔ اس میں شک نہیں کہ آجر یا عملی منتظم بھی اصل

[1] دیکھو باب ۳۲ فصل (۳)۔

باب ۸

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود۔ طلب کے حالات و شرائط۔

پس انداز کرتے اور اس کے مالک ہوتے ہیں، لیکن انھیں کے ساتھ ساتھ اور پھر بھی ان سے زیادہ تر الگ رقم پس انداز کرنے والوں کی ایک بڑی غیر عملی یا مجہول جماعت ہوتی ہے۔ یہ دونوں گروہ، یعنی کاروباری اشخاص اور شغل اصل کرنے والے، یہ محسوس کرتے ہیں کہ ساز و سامان سے زیادہ کام لینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ماحصل منفعت بخش وصول ہوتا ہے لیکن اضافۂ پیداوار کا باعث محض عمل پیدائش کی مدت کا طول یا قابل تحصیل موجودہ ذرائع کی فراہمی نہیں ہے۔ گو یہ ممکن ہے کہ اس اضافے کا مدار ان عاملین پر ہو، لیکن صرف اس وقت وہ حاصل ہوتا ہے جبکہ تنظیم مناسب طریقے پر کی جائے۔

اسی وجہ سے تقسیم منافعہ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اعلیٰ درجے کے منتظموں کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی اور موجودہ ذرائع کی رسد جس قدر کم ہوگی، اتنا ہی اس کا زیادہ امکان ہوگا کہ رقم پس انداز کرنے والوں کو معقول ماحصل ملے اور شرح سود میں زیادتی کا میلان ہو؛ اور اگر رقم پس انداز کرنے والے بہ کثرت ہوں اور اعلیٰ درجے کے منتظموں کی تعداد قلیل ہو تو اس کے برعکس نتائج رونما ہوں گے۔ اگر اعلیٰ قابلیت رکھنے والے منتظموں کی رسد اچھی خاصی موجود ہو، لیکن ان میں سے صرف چند ہی ایسے ہوں جو بڑے پیمانے پر جوکھم سے بھرے ہوئے اصلدارانہ کاروبار کو سنبھالنے کی قابلیت اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں ممتاز طریقے پر رکھتے ہوں، تو یہ چند افراد کثیر المقدار نفع حاصل کریں گے جو رقم پس انداز کرنے والوں یا کاروباری اشخاص کی جماعت کو وصول نہ ہو سکے گی۔

19 ان سب امور کا تعلق کاروباری منافعے کے نظریے سے ہے جس پر عنقریب بحث کی جائے گی۔ یہ ان متعدد علامات میں سے ایک علامت ہے کہ نظریۂ تقسیم دولت کے متعدد شعبے ایک دوسرے سے کس درجہ تعلق رکھتے ہیں۔ اس نوبت پر جس چیز پر سب سے زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ انسانی عامل یعنی قابلانہ قیادت، اصل کے ذریعے سے پیدائش کے عمل کو کامیابی کے ساتھ انجام دینے کے لیے ناگزیر ہے۔ معاشیات میں کوئی شے خود بخود رونما نہیں ہوتی۔ ہر جگہ ہمیں انسانوں سے سابقہ پڑتا ہے اور ان کی مجبوریوں، ان کے

باب ۳

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود۔ طلب کے حالات و شرایط

عادات وخصائل، روایات ومحرکات، آپس کے غیر معمولی اختلافات و فروق اور تحدیدات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اور ایسے اعمال سے بحث کرنی پڑتی ہے جن کا عام نتیجہ ممکن ہے کہ قابل پیش گوئی ہو، لیکن جو انفرادی صورتوں میں عظیم ترین تخالف و تضاد رکھتے ہیں، اور جن کے متعلق پیش گوئی سے کام لینا بالکل ناممکن ہے۔

باب ۲۹

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

20

(۱) موجودہ ذرایع کی فراہمی کے لیے ترغیب کی ضرورت ہے۔ (۲) پس انداز کرنے کے میلان کے مدارج، ایسی صورتیں جن میں قلیل ترغیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۳) کن صورتوں میں ماحصل کی توقع کی جاتی ہے، اس کا امکان کہ ادنیٰ شرح ماحصل بعض اوقات کثیر رقوم کے پس انداز کرنے کی ترغیب دے گی؛ بالعموم ادنیٰ شرح رقوم پس انداز کرنے میں مانع ہوتی ہے، انتہائی پس انداز کرنے والوں کا تصور۔ (۴) توازن طلب و رسد کی شکلیں پس انداز کرنے والوں کا ماحصل زائد۔ (۵) موجودہ زمانے میں شرح سود کی ثبات پذیری اور اس کی اہمیت۔ (۶) فراہمیٔ اصل اور ترقی و اصلاح پیدایش کے مابین مسابقت۔

۱۔ اس باب میں ہم اصل کی رسد کے حالات اور توازن رسد و طلب کے بیان کی جانب توجہ کریں گے۔ سود کی شرح، کسی شے کی قدر کے مثل، کسی وقت مقررہ میں زیادہ تر طلب کی بنا پر قرار پاتی ہے۔ لیکن طویل مدت میں رسد کے تغیرات کا بھی لازمی طور سے اثر پڑتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ لینداروں یعنی اُن اشخاص کی کیا حیثیت ہے جو موجودہ ذرایع زائد مقداریں رکھتے ہیں؟

اگر زائد رقم کا پس انداز اور فراہم کرنا کسی طرح دقّت طلب نہ ہو تو، موجودہ ذرایع یا پس انداز کردہ رقوم کی رسد، سود کی شکل میں صلہ ملنے کی

باب ۳۹

سود اسلسلۂ ما سبق توازن رسد و طلب

ترغیب کے تحت، بہت سرعت کے ساتھ اور غیر محدود طریقے پر بڑھے گی۔ جس وقت تک قرضگیر بڑھوتری ادا کرنے یا جتنی رقم انھیں لینداروں سے ملے اس سے زائد ادا کرنے کے لیے تیار ہوں، اُس وقت تک لیندار زیادہ سے زیادہ رقم جمع کرتے جائیں گے، اور ان کی یہ زائد پس انداز کردہ رقوم پیدا کرنے والوں کے ہاتھوں میں پہنچکر مزدوروں کو زیادہ سے زیادہ مقدار میں پیشگیاں ملنے کا موقع بہم پہنچائیں گی۔ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ صنعتوں کی حالت یکساں ہے، اور زیادہ کارگر اور دقیق تر آلات کے ذریعے سے محنت کی پیدآوری بڑھانے کے نئے طریقے موجود نہیں ہیں، تو ایسی حالت پیدا ہوگی جس میں کہ مزدوروں کو زائد پیشگیاں دینے کا نتیجہ پیداوار کا اضافہ نہ ہوگا۔ اس صورت میں اصل کی پیدآوری صفر ہوگی، اور اصل پر کوئی سود وصول نہ ہوگا۔ اگر حقیقت میں یہ حالت پیدا نہ ہو تو، اس کی وجہ لازمی طور سے یہ ہوگی کہ تاوقتیکہ کچھ ترغیب نہ دی جائے، رقم کی پس اندازی اور فراہمی کا سلسلہ غیر معین طور سے جاری نہ رہا ہو۔ 21

۲۔ کیا رقم پس انداز کرنے کا مدار لازمی طور سے بڑھوتری یا سود کی قسم کے کسی صلے پر ہوتا ہے؟ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سوال اس متعلقہ سوال سے بالکل مختلف ہے جو ابھی بیان کیا گیا۔ یعنی یہ کہ آیا اصل کی ساخت پرداخت کا مدار رقم پس انداز کرنے پر ہے؟ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے اور اکثر دفعہ صاف اور صریح طور سے یہ فرض کیا جاتا ہے کہ اصل کی ساخت پرداخت خود بخود عمل میں آتی ہے، اور اس عمل میں اصل کے مالکوں کے رجحانات یا ارادوں کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہ خیال ایسے اشخاص کی جانب سے ظاہر کیا گیا ہے جو کسی اشتراکی اثر سے بالکل آزاد ہیں[1]۔ خود اشتراکئین بالعموم یہ فرض کرتے ہیں کہ یہ ایسا معاملہ ہے جو خود بخود عمل میں آتا ہے، اگرچہ وہ اکثر اصل کی فراہمی کے مسئلے کو نظرانداز کردیتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ موجودہ زمانے کے

---

[1] دیکھو مثلاً جے۔ بی کلارک کی کتاب موسوم بہ "تقسیم دولت" باب ۹۔ (Distribution of wealth)

باب ۳۹

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

اعلیٰ درجے کے ترقی یافتہ معاشرے میں ممکن ہے کہ بظاہر ایسا ہوتا ہو۔ جس قدر کہ آلات اور کلیں فرسودہ ہوتی جاتی ہیں ان کی جگہ باقاعدہ طور سے دوسرے آلات اور کلیں لیتی جاتی ہیں؛ اور نئی نئی کلیں اور آلات تیار کر لیے جاتے ہیں۔ لیکن ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان سب کی بنیاد رقم کی پس اندازی اور مشغولیت کے عمل پر ہے؛ اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہے کہ نہ صرف نئے اصل کی تخلیق، رقم پس انداز کرنے پر مبنی ہوتی ہے، بلکہ موجودہ اصل کی پرداخت کا مدار بھی پس انداز کرنے پر ہی ہوتا ہے۔[1] جوں جوں پید آور آلات فرسودہ اور ناکارہ ہوتے جاتے ہیں اور ان کا کام جاری رکھنے کے لیے دوسرے آلات سے ان کی پابجائی کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی جاتی ہے، ویسے ویسے مالکوں کے سامنے یہ سوال متواتر پیش ہوتا رہتا ہے کہ وہ اپنی پس اندازکردہ رقوم کو استعمال کرنے کا کونسا طریقہ منتخب کریں یعنی آیا وہ شغل اصل کا سلسلہ جاری رکھیں اور اصل کی پرداخت کریں، یا شغل اصل کو روک دیں اور قابل صرف اشیا کے بنانے میں محنت کو متوجہ کریں۔ کسی مدت مقررہ کے لیے ممکن ہے کہ انھوں نے مستقل طور سے اپنے آپ کو شغل اصل کے لیے پابند بنا لیا ہو اور اس لحاظ سے وہ اس شکل کو تبدیل نہیں کر سکتے جو ان کی جائداد نے اختیار کر لی ہے۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا ہے اور دولت کی متعدد قسموں کو استعمال کرنے اور ان کی جگہ نئی قسموں سے کام لینے کا سلسلہ جاری رہتا ہے انھیں پھر اس انتخاب و اختیار سے کام لینا پڑتا ہے جس سے ابتدائی مراحل میں کام لینا پڑا تھا۔ ممکن ہے کہ وہ رقم کو پس انداز اور مشغول کریں یا ممکن ہے کہ وہ رقم خرچ کر دیں اور اس سے تمتع حاصل کریں۔ کسی قوم کا اصل ایک مرتبہ تشکیل پانے کے بعد جتنی مدت تک قائم رہتا ہے خواہ وہ کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو اور وہ عمل جس کے ذریعے سے اصلداروں کا رجحان عملی شکل اختیار کرتا ہے کتنا ہی تدریجی اور دھیما کیوں نہ ہو، پھر بھی یہ صحیح ہے کہ مالکوں کا ارادہ اور نیت انجام کار اصل کے وجود اور عدم کا تعین کرتی ہے۔

22

[1] دیکھو باب ۳۸ فصل (۶)۔

باب ۳۹
سود (بسلسلۂ ماسبق)
توازن رسد و طلب

لیکن اس موقع پر یہ تکرار نا مناسب نہ ہوگی کہ ایک دوسرا سوال بھی ہے، اور وہ یہ کہ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ اصل کی تخلیق اور ساخت پرداخت، رقم پس انداز کرنے پر مبنی ہوتی ہے تو، کیا یہ ضروری ہے کہ لوگوں کو پس انداز کرنے کی ترغیب دینے کے لیے زائد زر یا سود ادا کیا جائے؟ یہ صحیح ہے کہ یہ بات عام طور سے صادق نہیں آتی۔ رقوم کی کثیر مقدار ایسی بھی ہوتی ہے جو سود کے بغیر یعنی قرضگیر کی جانب سے لیندار کو کچھ بڑھوتری ادا ہوئے بغیر بھی پس انداز ہوتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایک ایسی صورت حالات بھی تصور کی جا سکتی ہے جس کے تحت یہ عام تعلق معکوس ہو، اس صورت میں بڑھوتری قرضگیر ادا نہیں کرتا بلکہ لیندار ادا کرتا ہے۔ دوسری طرف ایسی پس اندازیاں بھی ہوتی ہیں، جو بجز اس صلے کے جو بالعموم قرضگیر کی جانب سے بطور سود ادا کیا جاتا ہے، قطعاً معرض وجود میں نہیں آتیں۔ جن حالات و شرایط کے تحت فراہمیٔ اصل اور قرض کا لین دین وقوع میں آتا ہے ان کے مدارج کسی قدر تفصیلی بحث چاہتے ہیں۔

ایک انتہائی صورت، جو ابھی بیان کی گئی، عملی اہمیت اس قدر نہیں رکھتی جس قدر کہ نظری حیثیت رکھتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ:۔ لیندار مستقبل کے لیے روپیہ فراہم کرنے کا اس قدر خواہشمند ہو کہ وہ اپنے املاک کے تحفظ کی قیمت کے طور پر اس رقم سے نسبتہً کم مقدار کسی مابعد تاریخ میں واپسی میں قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جو اس نے موجودہ زمانے میں اپنے پاس سے الگ کی ہو۔ یہ صورت بظاہر اس حالت میں پیدا ہو سکتی ہے جہاں موجودہ زمانے میں ذرایع بہ کثرت موجود ہوں اور جہاں مستقبل میں کمتر ذرایع کی توقع کی جا رہی ہو اس طرح ممکن ہے کہ ایک آدمی، اپنے شباب کے زمانے میں، جبکہ اس میں کمانے کی قوت تو بہت زیادہ ہوتی ہے مگر اصل اس کے پاس اتنی کثیر مقدار میں نہیں ہوتا جس سے اس کو معقول آمدنی وصول ہو، یہ جانکر کہ بڑھاپے کا زمانہ آنا لازمی ہے، ایک بڑی رقم اپنی موجودہ آمدنی سے اس غرض سے الگ کر دے کہ بعد میں چلکر اس کو اس سے مقابلتہً کم رقم ملنے کا یقین ہو جائے۔ چالیس سال کی عمر میں، اگر آمدنی

باب ۳۹

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

کثیر ہو تو، ۲۰۰ ڈالر مقابلۃً بہت آسانی کے ساتھ پس انداز کیے جا سکتے ہیں؛ اور ممکن ہے کہ اتنی رقم اس خیال سے بطیب خاطر و بلا تکلف پس انداز کر دی جائے کہ جب سن ۷۰ سال کا ہو تو ۱۵۰ ڈالر ملنے کا یقین ہو جائے۔ اس لحاظ سے اگر کوئی دوسرا انتخاب عمل میں نہ آیا تو ۴۰ سال کے سن میں ۲۰۰ ڈالر اس خیال سے پس انداز کرنا کہ تیس سال بعد، جبکہ سن ۷۰ سال ہوگا، اس کے مبادلے میں ۱۵۰ ڈالر وصول ہوں گے، غیر متعلق سوال نہ ہوگا۔ اس طرح ممکن ہے کہ سود منفی یا سلبی وصول ہو۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایک اور سیدھے سادے انتخاب کا موقع ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ ۲۰۰ ڈالر باندھ کر الگ رکھ دیے جائیں، اور اس وقت تک انھیں ہاتھ نہ لگایا جائے جب تک کہ آیندہ کسی وقت میں ان کی زیادہ ضرورت پیش آئے۔ یعنی قرض پر دیے یا مشغول کیے بغیر زر کا اندوختہ کیا جا سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ صرف اس صورت میں ممکن العمل ہے جبکہ وہ شے کسی ایسی قسم کی ہو جو زوال پذیر نہ ہو، دیر پا ہو، جس کی آسانی کے ساتھ حفاظت کی جا سکتی ہو، اور جو اپنی قدر کو قائم رکھ سکتی ہو۔ اگر انسان دقیانوسی اور غیر ترقی یافتہ حالات میں زندگی بسر کرتے اور سب آمدنیاں بہ شکل جنس وصول و منظّم ہوتیں، یعنی اگر روز مرّہ کے کھانے کی روٹی اور گوشت مستقبل کی سربراہی کے لیے الگ رکھ دیے جاتے تو ایک ایسا مبادلہ عمل میں آتا جس کے ذریعے سے مستقبل میں کم مقدار وصول ہونے کے یقین پر موجودہ زمانے میں زیادہ مقدار اس رقم کی زوال پذیر اشیا کی مبادلۃً دی جاتی۔ لیکن مستقبل اور حاضر کے مابین زر ایک آسان بدل یا سبیل البدل بہم پہنچاتا ہے۔ اگر امن و امان اور منظّم حکومت موجود ہو، نیز اگر زر کی قدر ثبات پذیر ہو تو نقد بدست بہ منزلۂ زر مستقبل ہوگا۔ فلزی سکّے یا اس کے معادل کاغذی زر کو بہت آسانی کے ساتھ بطور اندوختہ رکھا جا سکتا ہے؛ اندوختہ کرنے کے لیے نہایت عمدہ تجوریاں یا محفوظ صندوق مل سکتے ہیں اور ان تجوریوں کے اندر جتنے اندوختے کی سمائی ہو سکتی ہے اس کے مقابلے میں ان کی قیمت بہت ہی معمولی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ہم منفی سود کے امکان کو ناقابل التفات تصور کر کے نظر انداز

23

باب ۳۹
سود (بسلسلۂ ماسبق)
توازن رسد و طلب

کر سکتے ہیں۔ موجودہ زمانے کے زر کے عوض مستقبل میں کم از کم معادل یا مساوی المقدار زر پر تو ضرور دسترس حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اسی قسم کے استدلال نے بوہم باورک کی رہبری اسی عام قضیے کے بیان کرنے کی جانب کی؛ جو کسی قدر اصطلاحی زبان میں ہے، کہ بہ لحاظ قدر موجودہ اشیا مستقبل کی ہم جنس اشیا کے ہمیشہ کم از کم مساوی ہوتی ہیں اور اس وجہ سے مساوی ہوتی ہیں کہ موجودہ اور مستقبل استعمال کے مابین انتخاب ہوتا ہے۔[۱]

اس طرح گو ایسی صورتوں کو جن میں سود منفی ہو سکتا ہے نظر انداز کیا جا سکتا ہے لیکن ایسی صورتیں متعدد ہیں جن کا سود صفر ہو سکتا ہے۔ ایسی رقمیں کثیر مقدار میں پس انداز کی جاتی ہیں جن کے لیے بڑھوتری یا سود کی شکل میں کسی محرک یا ترغیب کی قطعاً ضرورت نہیں ہوتی۔ ایسی صورتوں میں موجودہ ذرایع کا مبادلہ مستقبل کے ذرایع سے مساوات کے ساتھ عمل میں آسکتا ہے۔ چنانچہ اکثر ممالک کے سیونگ بنکوں میں جو امانتیں رکھی جاتی ہیں ان کے بیشتر حصے کی نوعیت غالباً اسی قسم کی ہے۔ کثیر التعداد اشخاص آڑے وقت کے خیال سے کچھ نہ کچھ رقم پس انداز کرنے کے خوگر بن گئے ہیں۔ انھیں جہاں کہیں اپنی رقم بہ حفاظت و بہ سہولت امانت رکھنے کی جگہ مل جائے وہاں وہ اپنے موجودہ ذرایع میں سے تھوڑی بہت رقم پس انداز کر کے اس کو مستقبل کی ناگہانی ضرورتوں کے لیے رکھ چھوڑتے ہیں۔ اگر اس قسم کی پس انداز کردہ رقوم پر سود ادا کیا جائے تو وہ کافی خوش آیند ہوتا ہے؛ لیکن خواہ سود ملے یا نہ ملے وہ ہر صورت میں رقم پس انداز کریں گے۔ 24

[۱] ۔ پھر بھی یہ تصور کرنا ممکن ہے کہ اندوختہ کرنے کی نہایت مکمل سہولتوں کے باوجود بعض ڈرپوک اشخاص مستقبل کی کامل طور سے ناقابل معارضہ ضمانت کے لیے (جو محض مفروضی شے ہے)، منفی سود ادا کریں گے؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ بعض ڈرپوک شغل اصل کرنے والے اشخاص نج کے طور پر جاری کردہ محفوظ ترین تمسکات خریدنے کے بجائے ادنیٰ شرح سود کے سرکاری تمسکات خریدنے پر اصرار کریں گے۔

باب ۳ سود (بسلسلۂ ما سبق) توازن رسد و طلب

نہ صرف سیونگ بنکوں کی امانتیں بلکہ جان کے بیمہ کی کمپنیوں میں جمع کردہ رقوم بھی جو سالانہ اقساط کی شکل میں ادا کی جاتی ہیں ایک حد تک اسی قسم کی نوعیت رکھتی ہیں۔ بیمہ کمپنیوں کو جان کے بیمے کے لیے سالانہ جو اقساط ادا کی جاتی ہیں، گو ان پر برابر سود وصول ہوتا ہے، لیکن اگر یہ سود نہ بھی وصول ہو تب بھی لوگ اپنے متعلقین و لواحقین کے لیے مستقبل میں زر فراہم کرنے کی غرض سے بیمہ کر دیں گے۔ اب اس کا اندازہ کرنا ناممکن ہے کہ سیونگ بنکوں اور بیمہ کمپنیوں میں جو رقمیں جمع کی جاتی ہیں ان کے مقابلے میں اس غرض واحد سے جمع کردہ رقوم کا تناسب کتنا بڑا ہے؛ لیکن لازمی طور سے یہ تناسب بہت بڑا ہوگا۔

۳۔ اس کے برخلاف ایسی رقوم بھی ہیں جو بجز معاوضے یا صلے کی ترغیب کے پس انداز ہی نہیں کی جائیں گی۔ چنانچہ موجودہ قوموں میں جتنی رقوم پس انداز کی جاتی ہیں ان کے بڑے بلکہ غالباً بیشتر حصے کے لیے کچھ نہ کچھ سود کا وصول ہونا ناگزیر ہے۔ پھر بھی اس قسم کی ترغیب یا محرک کو پوری قوت کے ساتھ کُل حلقہ پر منطبق کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یوں تو رقم عام طور سے اس خیال سے پس انداز کی جاتی ہے کہ اس پر حاصلِ زائد وصول ہوگا، لیکن اگر سود کی مقدار گھٹا بھی دی جائے تو بھی رقم کی پس اندازی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ پھر بعض پس انداز کردہ رقوم ایسی ہوتی ہیں جو بطور امانت مسلسل جمع ہونے کے لیے پورے مروجہ شرح کی ادائی چاہتی ہیں۔ مطلوبہ محرک کے متعدد مدارج یعنی سود کی مختلف شرحوں کے متعدد مدارج کے مابین جو اختلافات ہوتے ہیں وہ اس وسیع اختلاف کے مقابلے میں کچھ کم قابل ذکر نہیں ہیں جو قلیل سود اور صفر سود کے مابین پایا جاتا ہے۔

فرض کرو کہ شرح سود، جو متعدد نسلوں سے ۴ یا ۵ فی صد کے قریب تھی بہت تیزی سے گھٹ کر ۲ فی صد یا ۱ فی صد ہو جائے۔ اس میں شک نہیں کہ اس صورت میں اکثر اشخاص امانتیں جمع کرنا ترک کر دیں گے۔ لیکن دوسرے ایسے متعدد اشخاص بھی ہوں گے جو بلا تامل رقم پس انداز کرتے چلے جائیں گے؛ اور یہ زیادہ تر وہی اشخاص ہوں گے جن کے پاس وافر اور کافی زر موجود ہے اور جو کسی صورت میں بھی پس انداز کر سکتے ہیں۔

باب ۳۹
سود (بسلسلۂ ماسبق)
توازن رسد و طلب

غالباً اس قسم کی سب سے مخصوص، اور مقداری حیثیت سے، سب سے اہم صورت کامیاب کاروباری شخص کی حالت ہے۔ وہ الفاظ کے جدید مفہوم کے لحاظ سے "زر کماتا ہے" یا "زر سازی" کرتا ہے؛ جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے معمولی مصارف زندگی کے مقابلے میں اس کی مکتسبہ آمدنی بہت زیادہ ہوتی ہے، اور یہ کہ موجودہ تمتعات و تعیشات سے محروم رہے بغیر وہ مستقبل کے لیے کچھ نہ کچھ پس انداز کرلیتا ہے۔ ایسے آدمیوں کا مقصد بالعموم دھن دولت جوڑنا ہوتا ہے۔ ایک ایسے ملک میں جیسے کہ انگلستان ہے، "خاندان" کا قیام و دوام عام مقصد ہوتا ہے؛ یعنی اہل و عیال کے لیے اتنی کافی مقدار میں زر کی تنقیل مقصود ہوتی ہے کہ اس کے برتے پر وہ آرام طلب متمول طبقے کی صف میں جگہ حاصل کرنے کے قابل ہوں، اشراف، اعیان اور اُمرا کے ساتھ میل جول پیدا کر سکیں، شادی یا بیاہ کا رشتہ جوڑ سکیں، اور انجام کار، اگر ان کے پاس خاصہ زر بچ رہے اور عزت و وقار قائم رہے تو، انھیں نائٹ ہڈ یا لارڈ کا خطاب مل سکے۔ موجودہ زمانے کی سب قوموں میں "سوسائٹی" یا معاشرے کی پرستش، جو جاہ و امتیاز حاصل کرنے کی عام اور گہری خواہش کا سب سے زیادہ عام اور نمایاں رُخ ہے، زر فراہم و پس انداز کرنے کا سب سے قوی محرک ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عملی کاروباری اشخاص میں دوسرے محرکات بھی، مثلاً حکومت و اقتدار کی خواہش، جدوجہد کا جذبہ، یا محض تقلید اور رشک اپنا عمل کرتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ زر کمانے کی تحریک نہایت ہی پیچیدہ محرکات کی بنا پر ہوتی ہے اور ان محرکات میں سود کی کوئی مخصوص شرح زر فراہم و پس انداز کرنے پر کوئی غالب یا زبردست اثر نہیں ڈالتی۔

25

بعض مصنفوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ شرح سود کی تخفیف، اکثر صورتوں میں بجائے پس اندازی میں مزاحم ہونے کے اس کو بڑھا دیتی ہے۔ خوش حال طبقے کے اکثر اشخاص اس بات کے متمنی رہتے ہیں کہ کاروبار سے علیحدہ ہونے پر یا تو اپنے لیے یا اپنے بچوں اور بیواؤں کے لیے مستقبل میں مقررہ آمدنی کا بندوبست کریں۔ مثلاً اگر ... ۵ ڈالر سالانہ کی معقول آمدنی کی بہم رسانی کا انتظام

باب ۳۹

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

کرنا مقصود ہو تو یہ ضروری ہے کہ ۱۰۰۰۰۰ ڈالر، اگر شرح سود ۵ فی صد ہو تو، الگ رکھ دیا جائے۔ لیکن اگر شرح سود ۲½ فی صد ہو تو سالانہ اتنی ہی آمدنی کی سربراہی کرنے کی غرض سے ۲۰۰۰۰۰ ڈالر کا پس انداز کرنا ضروری ہوگا۔ اس لحاظ سے حساب کیا جائے تو شرح سود جتنی کم ہوگی اتنا ہی زیادہ اصل پس انداز اور مصروف رکھنا پڑے گا۔

پھر بھی اس استدلال کی دور تک کھینچ تان نہیں کی جا سکتی۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی صورتیں ہیں جن میں شرح کی تخفیف یہ خواہش پیدا کرتی ہے کہ اصل کی زیادہ سے زیادہ مقدار فراہم کی جائے، لیکن خواہش یا ارادہ، عمل سے بالکل مختلف شے ہے۔ فراہم کردہ رقم کی مقدار کو دوچند کر لینا کثیر التعداد اشخاص کے لیے بہت ہی مشکل معاملہ ہوگا۔ ان لوگوں کے بارے میں جن کی آمدنیاں بہت کثیر المقدار ہیں مگر جو اس کے بعد بھی کثیر المقدار اصل جوڑنا چاہتے ہیں، مثلاً وہ قلیل التعداد کاروباری اور پیشہ ور اشخاص جن کی آمدنیاں بڑی بڑی ہیں، یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ سود کی تخفیف اندوختوں کو کم کرنے کے بجائے بڑھا دے گی۔ لیکن اکثر اشخاص کے لیے، جو آرام سے گزر بسر کرنے کے خیال سے زر جمع کرتے ہیں، اصل کو دوچند کر لینا تو درکنار، وہ اپنی پس انداز کردہ رقوم میں آسانی کے ساتھ معقول اضافہ بھی نہیں کر سکتے۔ آئے دن شدید ضرورتیں پیش آجاتی ہیں اور زر خرچ کرنے کے متعدد موقعے اچانک نکل آتے ہیں۔ شرح سود کی تخفیف میں جس طرح زیادہ رقم پس انداز کرنے کی ترغیب دینے کا امکان ہے اسی طرح یہ بھی امکان ہے کہ یہ تخفیف اس چیز کے پیمانے کی از سر نو ترتیب دینے کی رہبری کرے کہ مستقبل میں معقول یا اطمینان بخش آمدنی کی مقدار کیا ہوگی۔ مذکورۂ بالا مفروضہ مثال میں جو شخص اپنے لیے یا اپنے خاندان کے لیے پانچ ہزار ڈالر کی آمدنی ایک لاکھ ڈالر کے اصل پر پیدا کرنے کا متمنی تھا وہ شرح سود ۲½ فی صد تک گھٹ جانے کی صورت میں یہ کہہ سکتا ہے کہ ڈھائی ہزار ڈالر سالانہ کی آمدنی بالکل کفایت کرے گی!

26

دوسری طرف اکثر افراد کی حد تک اور بڑی بڑی پس انداز کردہ رقموں کے

باب ۳

سود لبحیثیت توازن رسد و طلب

بارے میں قیمت کا عام تعلق رسد سے ظاہر ہوتا ہے، اور وہ اس طرح کہ اعلیٰ قیمت رسد کے اضافے اور ادنیٰ قیمت رسد کی تخفیف کی جانب رہبری کرتی ہے۔ اگر سود وہ اصل کے حوالے سے بیان کیا جائے تو قضیہ یہ صورت اختیار کرے گا کہ شرح سود کی زیادتی پس انداز کردہ رقوم اور اصل کی مقدار کو بڑھا دے گی اور شرح سود کی تخفیف پس انداز کردہ رقوم اور اصل کی مقدار کو گھٹا دے گی۔ اس میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ اگر شرح سود بڑھ کر ۲۰ فی صد ہو جائے تو ایسی کثیر المقدار رقوم پس انداز اور مشغول کی جائیں گی جو، اگر شرح کم ہوتی تو، فوراً اور براہ راست کسی احتیاج کو پورا کرنے کے لیے خرچ کر دی جاتیں۔ بخلاف اس کے اگر شرح گھٹ کر ۱ فی صد یا ½ فی صد ہو جائے تو، ایسی اکثر رقمیں فوراً خرچ کر دی جائیں گی جو شرح کے اعلیٰ ہونے کی صورت میں پس انداز کی جاتیں۔ ان ممکنہ انتہائی حالتوں کے بین بین تقریباً ۴ یا ۵ فی صد کی معمولی یا مروجہ شرح ہوتی ہے؛ اور کثیر التعداد پس انداز کردہ رقوم میں سے بعض رقمیں ایسی ہوتی ہیں جن کے لیے مروجہ شرح، پس انداز کرنے کے یہ ایثار کی ترغیب دینے کے واسطے بالکل کافی ہوتی ہے۔

اس طرح ہم اختتامی حد کے تصور پر پہنچتے ہیں۔ پس انداز کردہ رقوم صرف تحت اختتامی اور اختتامی ہو سکتی ہیں؛ بلکہ فوق اختتامی یا بالقوۃ بھی ہو سکتی ہیں۔ بعض لوگ تو بالارادہ اور تقریباً بالالتزام رقم پس انداز کرتے ہیں۔ یہ وہ ہوتے ہیں جن کے رقم پس انداز کرنے کے محرکات اس قدر قوی ہوتے ہیں کہ خواہ سود ملے یا نہ ملے وہ ہر حالت میں رقم جوڑتے جاتے ہیں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو اس قدر پابندی کے ساتھ تو نہیں جوڑتے، مگر پھر بھی رقم جمع کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔ انھیں ترغیب دینے کے لیے کچھ نہ کچھ سود کی ضرورت بطور محرک ہوتی ہے، لیکن اگر مروجہ شرح سے کم سود بھی انھیں ملے تو وہ اپنا عمل برابر جاری رکھتے ہیں۔ پھر اختتامی پس انداز کرنے والے ہیں جن کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل والے ابدا اپنے مفاد کو ہمیشہ ذہن میں رکھنے والے لوگ ہیں۔ ان کے لیے موجود الوقت شرح سود مستقبل کی خاطر حال میں ایثار کرنے کی ترغیب دینے کے لیے بالکل کافی ہوتی ہے۔ اور سب سے آخر میں فوق اختتامی پس انداز کرنے والے ہیں جو

باب ۳۵ سود (بسلسلہ ماسبق) توازن رسد و طلب

بحالت موجودہ رقم جوڑنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے، لیکن اگر شرح سود بڑھ جائے تو انہیں پس انداز کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں یہ کہنے کے بجائے کہ پس انداز کرنے والے کم یا زیادہ آمادہ ہیں یہ کہنا چاہیئے کہ پس انداز کردہ رقوم کی اقساط کی ترغیب کم یا زیادہ آسانی کے ساتھ ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک ہی شخص اپنی پس انداز کردہ رقوم کے مختلف اجزا کے بارے میں مختلف میلانات رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی آڑے وقت کے لیے کچھ نہ کچھ پس انداز کرے؛ جاہ طلبی یا دوسرے محرکات کی بنا پر ممکن ہے کہ وہ اس سے کچھ زیادہ پس انداز کرے۔ یا بعض دوسرے محرکات کی بنا پر پس انداز کرے جن میں اگرچہ قلیل سود ملنے کی توقع اپنا اثر رکھتی ہے، لیکن اعلیٰ یا ادنیٰ شرح فیصلہ کن ثابت نہیں ہوتی۔ آخر میں اس کو اس سے بھی کچھ زیادہ رقم پس انداز کرنے کی ترغیب صرف موجودالوقت شرحوں پر سود ملنے کے محرک کے تحت ہو سکتی ہے۔ مدارج کا فرق افراد کے لحاظ سے نہیں ہوتا، بلکہ اقساط کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ اختتامی حد پر پس انداز کردہ رقوم کا وجود ہوتا ہے خواہ غالباً کوئی ایسا فرد واحد نہ ہو جس کی سب پس انداز کردہ رقوم اختتامی حد پر ہوں۔

۴۔ گزشتہ باب میں طلب پر اور موجودہ باب میں رسد پر جو بحث کی گئی اس کے نتیجے کو سادہ شکل میں نظریۂ قدر کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔ رقوم کی متعدد اقساط مختلف شرحوں پر پس انداز کی جا سکتی ہیں، یعنی بعض قلیل شرح سود پر اور بعض اعلیٰ شرح معاوضہ پر۔ اس طرح یہ صورت تغیر پذیر قیمت رسد کی ہے، جو اصول تکثیر مصارف کے تحت آتی ہے۔ اس صورت حال کی تشریح عام فہم شکل کے ذریعہ سے کی جا سکتی ہے[1]

طلب کے حالات خط طط سے ظاہر ہوتے ہیں، جس کا نشیبی ڈھال یا نزولی میلان اصل کے مختلف انساط کی تقلیل پذیر پیداآوری کی نمائندگی کرتا ہے۔ صعودی خط وش در رسد کے حالات کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] اس کا مقابلہ کرو باب (۱۳) سے۔

باب ۶
سود (بسلسلۂ ماسبق)
توازن رسد و طلب
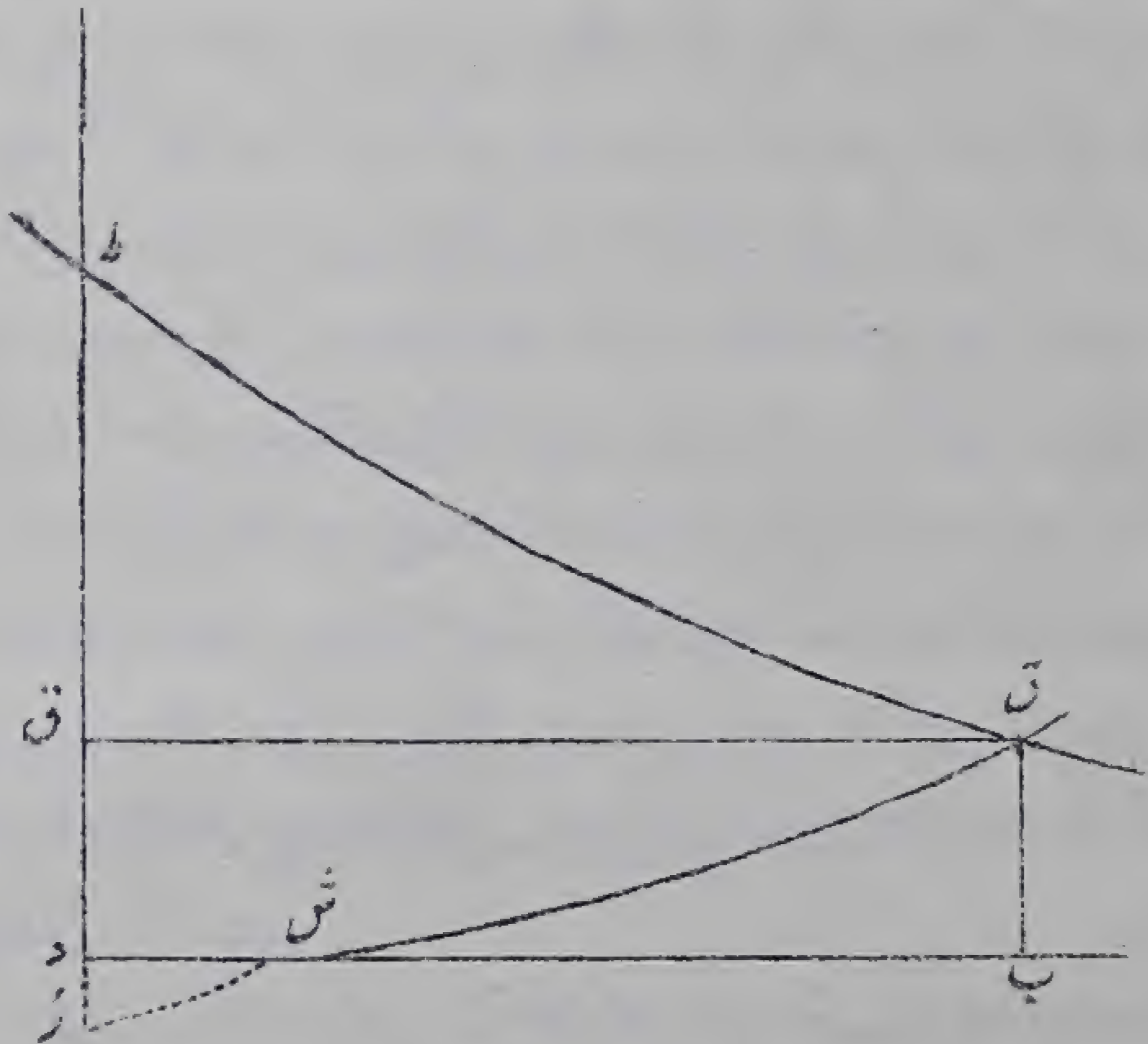
پس انداز کردہ رقوم کی متعدد اقساط کو، جن سے اصل فراہم و مترتب ہوتا ہے، ترغیب دینے کے لیے تکثیری شرح سے قیمتیں ادا کرنا ضروری ہے۔[1] یہ خط اپنے ابتدائی حصے میں بنیادی خط د ب سے اوپر نہیں جاتا بلکہ برابر رہتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اصل پر بہ شکل سود کچھ بھی ادا نہ کیا جائے تو بھی کچھ نہ کچھ رقم پس انداز کی جائے گی۔ یہی نہیں بلکہ اگر ہم یہ خیال کریں کہ مستقبل کے لیے رقم کی فراہمی کا میلان اور ترغیب بعض پس انداز کرنے والوں میں اس قدر قوی ہے کہ زمانہ حال کی رقم خطیر کے عوض مستقبل میں وہ اس سے کم رقم قبول کرلیں گے تو یہ خط اپنے ابتدائی حصے میں

---

[1] یہ اقساط جس اعدام افادہ یا ایثار پر مبنی ہوتے ہیں اس کی پیمائش ان قیمتوں سے نہیں ہوتی جو ان اقساط کو حاصل کرنے کے لیے ادا کی جاتی ہیں۔ ایسی رقوم جو آڑے وقت کے خیال سے بلا سود پس انداز کی جاتی ہیں ممکن ہے کہ بہت کثیر ایثار پر مبنی ہوں۔ حصۂ دوم کے مثل اس میں بھی رسد کی بدولت اس قیمت کے حقیقی سوال سے متعلق ہے جسے مقررہ رسد حاصل کرنے کے لیے ادا کرنا ضروری ہے۔

باب ۲۹

سود (بسلسلۂ ما سبق) توازن رسد و طلب

و ب سے نیچے ہو جائے گا اور وَ سے شروع ہوگا۔ اگر شرح محض ان ہی اشخاص کی مسابقت سے متعین ہو تو منفی سود وصول ہوگا۔ اب جوں جوں ہم ایسی اقساط پر پہنچتے ہیں جن کے پس انداز کرنے کے بارے میں میلان کمزور ہوتا جاتا ہے اور پس انداز کرنے کی ترغیب دینے کے لیے زیادہ سے زیادہ سود ادا کرنا ضروری ہے ویسے ویسے خط اوپر کی طرف بڑھتا ہے۔ آخر میں ہم اختتامی پس انداز کرنے والے کے پاس پہنچتے ہیں جو ب پر ہے۔ جس قیمت پر وہ پس انداز کرنے کے لیے آمادہ ہے وہ اس نفع کے بالمقابل و معادل ہوتی ہے جو اصل کے اختتامی اضافے کے استعمال سے حاصل ہوتا ہے۔ یہاں توازن قائم ہو جاتا ہے؛ شرح سود ایسے نقطے پر قرار پاتی ہے جہاں اصل کی اختتامی پیداآوری، پس انداز کردہ رقم کی اختتامی قسط کو کھینچ لانے کے لیے کافی ہوتی ہے۔

بظاہر وہ اشخاص، جن کے متعلق ہم نے کہا تھا کہ بالالتزام اور بے روک پس انداز کرتے ہیں، یعنی وہ جو کسی حالت میں بھی پس انداز کرنے کی جانب مائل رہتے ہیں، ماحصل زائد کی صورت میں کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ادا کردہ سود کی مجموعی مقدار، مستطیل ق قَ ب وسے ظاہر ہوتی ہے۔ پس انداز کرنے والوں کو جو کثیر نفع یا لگان وصول ہوتا ہے وہ رقبہ وش قَ ق یا اغلباً وَش قَ ق سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان لوگوں کی حد تک جو کسی صورت میں بھی پس انداز کریں گے جتنا سود وصول ہوتا ہے سب کا سب نفع یا ماحصل زائد کی نوعیت رکھتا ہے۔ جو لوگ مروجہ شرح سے کم شرح پر پس انداز کرنے آمادہ ہوں سود کی شکل میں انھیں جو کچھ وصول ہوتا ہے اس کا ایک جزو نفع یا ماحصل زائد ہوتا ہے۔

29

لیکن موجودہ تہذیب یافتہ قوموں میں یہ ماحصل زائد کتنا بڑا ہوتا ہے؟ یا (دوسرے الفاظ میں) وش قَ کے خط کا میلان کیا ہوتا ہے؟ شکل (۱) میں اس کو اس طرح ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ و ذ سے بتدریج بلند ہوتا ہے اور قَ کے قریب ہوتا ہے تو کسی قدر تیزی کے ساتھ بلند ہو جاتا ہے؛ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اختتامی یا بازاری قیمت سے کم شرح پر بھی بہت کچھ رقم پس انداز کی جائے گی، اور یہ کہ پس انداز کرنے والوں کا ماحصل زائد یا نفع کثیر المقدار ہے۔ لیکن یہ بھی

باب ۳۹
سود (بسلسلۂ ما سبق) توازن رسد و طلب

کچھ کم ممکن نہیں ہے کہ خط و ش قَ، و ش سے دفعتاً بلند ہونا شروع ہو، اور اس کے بعد خط ق قَ کے تقریباً متوازی وہ اوپر کی جانب جائے جیسا کہ شکل (۲) میں بتایا گیا ہے؛ فی الحقیقت یہ ممکن ہے کہ وہ بعد کے حصے میں خط ق قَ سے بالکل ملا ہوا آگے بڑھے۔ دوسرے الفاظ میں، پس انداز کردہ رقم کے بیشتر حصے کو پوری یا تقریباً پوری مروجہ شرح سود کے محرک کی ضرورت ہوسکتی ہے اور اس کے بالمقابل پس انداز کرنے والوں کے نفع کی مقدار کم ہوسکتی ہے۔ لیکن قَ کے آگے رسد کے خط کے میلان کے متعلق بھی ایک مزید سوال پیدا ہوتا ہے۔ فرض کرو کہ طلب میں عام اضافہ رونما ہوتا ہے (جو طلب کے منحنی کے سیدھی جانب ہٹ جانے سے ظاہر ہوتا ہے)۔ کیا ایسی صورت میں شرح سود میں دائمی اضافہ

30
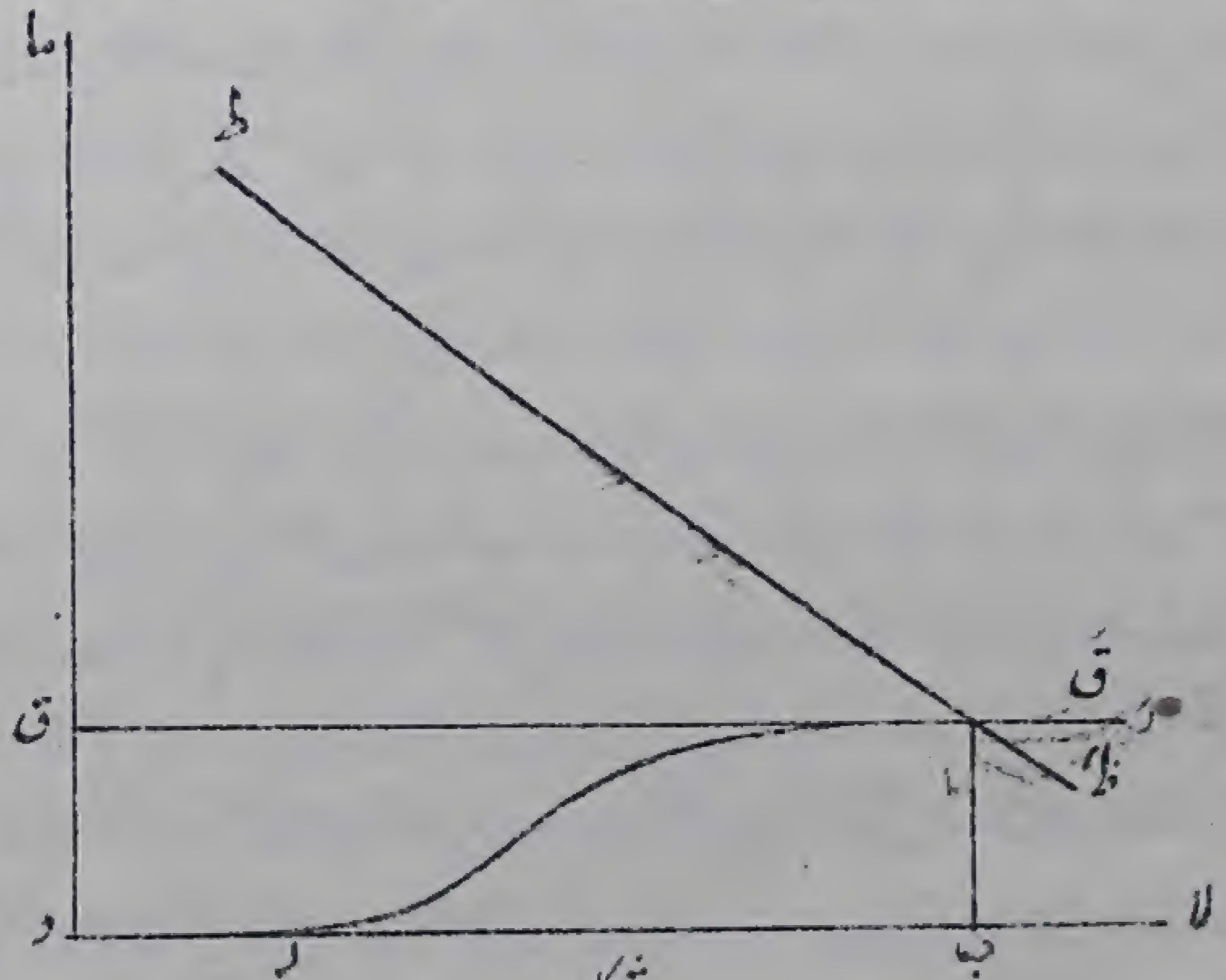
شکل (۲)

ہوگا؟ یا پس انداز کردہ رقوم اور اصل کی رسد بڑھے گی؟ اور شرح سود کو مقدار ب قَ تک واپس لائے گی؟ دوسرے الفاظ میں، کیا خط ب قَ میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ جانب راست غیر معین طور سے مسلسل ہٹایا جائے، اور اس طرح افقی خط قَ قَ، اوپر کو ہٹے بغیر قَ سے آگے بڑھ جائے؟ ان سوالات میں سے بعض کے متعلق

باب ۴

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

ہمارے جوابات کا بالکل غیر معین یا غیر قطعی ہونا ضروری ہے؛ اور ان سوالات کے لیے بھی جن کا جواب ہم کسی قدر یقین کے ساتھ دے سکتے ہیں ہمیں کسی صحیح معطیے پر انحصار کرنے کے بجائے عام مشاہدے پر اعتماد کرنا چاہیئے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، یہ بالکل ظاہر ہے کہ پس انداز کرنے والوں کو کثیر المقدار نفع ملتا ہے؛ لیکن یہ کہنا ناممکن ہے کہ یہ مقدار کتنی بڑی ہے؟ اندازاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ خط و ش قَ اسی قسم کا کچھ میلان رکھتا ہے جیسا کہ شکل (۲) میں بتایا گیا ہے؛ یہ کہ اس کی بلندی کے ایک حصے تک و ب سے ملے ہوئے رہنے کے بعد وہ قَ قَ کے قریب ایک نقطے تک بتدریج اوپر چڑھتا ہے، اور اپنے طول کے آخری حصے میں ق قَ سے تقریباً متوازی آگے بڑھتا ہے یا اس سے بالکل مل جاتا ہے۔ اس طرح یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اصل کی طلب کی تخفیف تاوقتیکہ بہت زیادہ نہو شرح سود کو پوری طرح متاثر نہیں کر سکتی۔ اس لیے کہ شرح کی تخفیف اکثر صورتوں میں ایسی رقموں کے پس انداز کرنے میں جو اختتام پر یا تقریباً اختتام پر ہوں مزاحمت پیدا کرے گی، اور اس طرح اصل کی رسد میں تخفیف پیدا کرے گی۔ پھر بھی موجودہ قوموں میں اسی قسم کی آزمایش کے استعمال کیے جانے کا امکان کم ہے۔ گزشتہ ایک یا دو صدیوں میں اصل کی طلب بے انتہا بڑھ گئی ہے، اور اس کی ابھی کوئی علامت نہیں پائی جاتی کہ مستقبل میں اس طلب کا روز افزوں اضافہ رُک جائے گا۔ دوسرے الفاظ میں، پیدایش میں زیادہ سے زیادہ اصل کو استعمال کرنے سے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں وہ بہت عظیم ہیں، اور آیندہ بھی بہت زیادہ فوائد حاصل ہونے کی توقع ہے۔ صنعتوں میں ایجاد و اصلاح کی ترقی نے خط طـ طـ کو (کم از کم اس کے نچلے حصے میں) استقلال کے ساتھ جانب راست ہٹا دیا ہے؛ مگر اس نے اس خط کو جانب چپ قطعاً نہیں ہٹایا۔ اسی کے ساتھ اصل کی رسد میں بھی اس کے بالمقابل سریع اور قطعی اضافہ ہوتا رہا ہے۔ طلب میں کثیر اضافہ ہونے کے باوجود شرح سود بحیثیت مجموعی خاص طور سے ہموار اور یکساں رہی ہے؛ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں تک و ش قَ کی توسیع کا بجانب راست تعلق ہے، اس میں توسیع ہوئی ہے، اور غالباً آیندہ بھی،

باب ۲۹

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

31

اضافے کے کسی مستقل رجحان کے بغیر، یہ توسیع قائم رہے گی۔

۵۔ اٹھارھویں صدی کے صنعتی انقلاب کے بعد جو وسیع تغیرات ہوئے ان کے دوران میں شرح سود کی ثبات پذیری ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ اس دور سے قبل بھی، سود ایسی شرحوں تک گھٹ گیا ہے جنھیں ہم معمولی خیال کرتے ہیں۔ سترھویں صدی میں سوٹزرلینڈ میں شرح اس قدر گھٹ گئی تھی کہ اس کو روکنے کے لیے قانون وضع کرنا پڑا، گو یہ عمل اچھا خاصہ بھونڈا تھا۔ متعدد اضلاع[1] میں ایسے قوانین فرداً فرداً منظور کئے گئے جن کی رو سے ہر قسم کے قرضوں کو ۴ فی صد سے کم شرح سود پر دینا ممنوع قرار پایا۔ پھر بھی اس کے بعد کی صدی میں شرح گھٹ کر ۴ فی صد تک پہنچ گئی بلکہ اس سے بھی گھٹ گئی[2]۔ چنانچہ انگلستان اور ہالینڈ اٹھارھویں صدی کے وسط میں تقریباً ۳ فی صد کی شرح سے قرضہ حاصل کرنے کے قابل ہوئے۔ اس کے بعد سے شرح سود تقریباً ۳ فی صد اور ۶ فی صد کے اقل ترین و بیشترین حدود کے درمیان متغیر ہوتی رہی۔ قدیم ملکوں کے مقابلے میں نئے ملکوں میں شرح سود کا میلان اضافے کی جانب رہا ہے؛ اور کساد بازاری کے زمانے کے مقابلے میں گرما گرمی اور پُر توقع شغل اصل کے دور میں شرح سود زیادہ رہی ہے۔ بڑی بڑی جنگوں کے زمانے میں بکثرت قرضہ جات عامہ لیے گئے (چنانچہ اس کا بیان عنقریب آئے گا) جن کی وجہ سے گاہ گاہ شرح سود میں اضافہ ہو گیا؛ اس کے بعد جوں جوں امن و امان کے معمولی حالات از سر نو بتدریج قائم ہوتے گئے شرح سود آہستہ آہستہ گھٹتی چلی گئی۔ انیسویں صدی کے پہلے تین ربع حصے میں قدیم ممالک میں تو شرح بالعموم ۴ اور ۵ فی صد کے ارد گرد رہی اور نئے ممالک میں ۱۰ فی صد یا اس سے کچھ زیادہ رہی۔ انیسویں صدی کے آخری ربع حصے میں شرح قدیم ممالک میں ۳ اور ۴ فی صد تک اور نئے ممالک میں

---

[1] Cantons

[2] دیکھو ریپرڈ کی کتاب Le facteur economique dans l, avenement de la democratie en suisse ج ۱، ص ۱۱۴

باب ۲۹

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

۵ فی صد تک گھٹ گئی۔ بیسویں صدی کے آغاز کے بعد پھر اضافہ نمودار ہوا۔ اس زمانے میں حکومتوں نے بہ اغراض جنگ جو کثیر المقدار قرضے حاصل کیے ان کی وجہ سے شرحوں میں اچانک طور سے اور کثیر اضافہ ہوگیا۔ یہاں یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ ہم قلیل المدت قرضوں کی شرح سود کے تغیرات پر بحث نہیں کر رہے ہیں بلکہ مستقل مشاغل اصل کی طویل المدت شرح پر غور کر رہے ہیں۔ اس کا اعادہ کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ اس شرح کی سطح نہ صرف اصل کی طلب کے غیر معمولی اضافے کی وجہ سے بلکہ اس کی رسد کے غیر معمولی اضافے کی وجہ سے بھی بہت نمایاں طریقے سے ہموار او ریکساں رہی ہے۔

اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غالباً ناواجب نہ ہوگا کہ اختتامی حد پر کثیر مقدار میں رقوم پس انداز کیے جاتے ہیں۔ نمایاں تغیرات کے اس قدر طویل دور میں نہ صرف فراہمی اصل کے سلسلے میں بلکہ اصل کے استعمال کے سلسلے میں شرح سود کی ثبات پذیری بظاہر ایک مستقل سبب کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ 32 اور یہ سبب اختتامی قیمت رسد ہے جس کے لحاظ سے شرح سود نے بحیثیت مجموعی اپنے آپ کو منظم کرلیا ہے۔ بلاشبہ اس کا امکان ہے کہ یہ قیمت رسد مستقبل میں خود فراہمی اصل کی کثرت کے واقعہ سے متاثر ہو یا اس قیمت پر کم از کم اُن عام صنعتی اور معاشری حالات کا اثر پڑے جو کثیر مقدار میں اصل فراہم کرنے کی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔ اگر خوشحال طبقے کے اشخاص کی تعداد اور ان کی آمدنیاں بڑھ جائیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رقم کا اندوختہ اور شغل اصل بہ لحاظ مقدار بڑھ جاتا ہے اور تکلیف و ایثار کی نوبت بہت شاذ آتی ہے۔ ممکن ہے کہ آیندہ پچاس سال کے اثنا میں اختتامی قیمت رسد گھٹ کر کم و بیش ۲ فی صد رہ جائے۔ لیکن گزشتہ چند نسلوں کا تجربہ اس سے زیادہ تخفیف کو غیر اغلب بتاتا ہے۔

۶۔ خواہ اس قسم کا سبب بھی جس کو ابھی بیان کیا گیا ہے موجود کیوں نہ ہو، طویل مدت کے لیے یعنی بیک وقت کئی عشروں کے لیے شرح سود کا مدار اصل کی طلب پر ایسی رسد کے حوالے سے ہوتا ہے جو دائمی طور سے اور تقریباً خود بخود بڑھ رہی ہو۔ فراہمی اصل اور اصلاحات کے مابین جو مسابقت ہوتی ہے

باب ۳۹

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

اس پر شرح کا مدار و انحصار ہوتا ہے۔

فراہمیٔ اصل کی رفتار بہت تیز ہے اور آیندہ بھی اس کے تیز رہنے کی توقع ہے۔ وہ پس انداز کردہ رقوم اور اصل کو اس مقام تک بڑھا لیجانے پر آمادہ رہتی ہے جہاں پہنچکر اصل کے سود میں تنزل کا آغاز ہونا ضروری ہے۔ موجودہ معاشرے کے خوشحال طبقوں میں رقم پس انداز کرنے اور اصل فراہم کرنے کی عادت اس قدر گہری جڑ پکڑ چکی ہے کہ وہ بظاہر بلا لحاظ شرح سود آگے بڑھتی اور پھیلتی جارہی ہے۔ البتہ صرف طویل مدت تک فراہمی کا سلسلہ جاری رہنے اور اس کا کھوکھلا پن ظاہر ہونے کے بعد سود کی شرح کی تخفیف اس فراہمی کے لامتناہی سلسلے میں مزاحم ہوگی۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کی ترقی کی رفتار میں کس قدر جلد اور کس قدر مکمل طریقے سے رکاوٹ پیدا ہوگی۔ اور نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خود شرح سود کی تخفیف کن مدارج کے لحاظ سے وقوع پذیر ہوگی۔ اگر اس قسم کا عام اور دور رس اصول موجود ہو جس پر گزشتہ باب میں بحث کی جاچکی ہے، یعنی یہ کہ زائد اصل کے استعمال کرنے سے ہمیشہ زائد پیداوار حاصل ہوتی ہے، اگرچہ اس اضافے کی شرح بتدریج گھٹتی جاتی ہے، تو شرح کی تخفیف کا عمل دھیما اور تدریجی ہوگا؛ بلکہ اگر اس اصول کا اطلاق غیر محدود و غیر معین طریق پر کیا جاسکتا ہو تو، خواہ فراہمی کی مقدار کتنی ہی بڑی کیوں نہو، سود بالکلیہ معدوم و غائب نہوگا۔ اگر بیدآور مشاغل میں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ پس انداز کردہ رقوم کو استعمال کرنے کا مفروضہ امکان موجود نہو تو ایسی حالت پیدا ہوجائے گی جس میں اصلاحات و ایجادات کی عدم موجودگی میں سود، ایک حد تک قبل از وقت معدوم ہوجائے گا۔ اگر گزشتہ فصلوں کا استدلال صحیح ہے تو اصل کی فراہمی، سود کے غائب ہونے سے بہت پیشتر ہی کم ہوجائے گی؛ پھر بھی وقفوں کے ساتھ، بتدریج اور بادل ناخواستہ یہ کمی رونما ہوگی، اور ان لوگوں کی پیشکش کے مسلسل دباؤ کے ساتھ رونما ہوگی جو بحالت موجودہ منافع پس اندازکنندگان سے تمتع حاصل کرتے ہیں۔

لیکن ایک لحاظ سے زائد اصل کو استعمال کرنے کا راستہ ہمیشہ کھلا رہے گا، خواہ پیدایش کے طریق میں کوئی تبدیلی نہو، یعنی اضافۂ آبادی کی صورت میں

33

باب ۲۹

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

زائد اصل ہمیشہ کھپ سکتا ہے۔ زائد مزدوروں کو معمولی قسم کے آلات اور ساز و سامان کی زائد رسد کی ضرورت ہوگی۔ موجودہ زمانے میں بہت کم ملک ایسے ہیں جن کی آبادی کی تعداد ایک حالت پر قائم ہے۔ صرف فرانس ہی ایک ایسا بڑا ملک ہے جس کی آبادی کا اضافہ رکا ہوا ہے۔ باقی اکثر ملکوں کی آبادی ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے۔ اس حد تک پس انداز کردہ رقوم کی زائد مقدار کو استعمال کرنے کا بدیہی موقع نکل آتا ہے۔

لیکن عام طور سے زائد اصل کی کھپت کی صورت اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ صنعتوں میں بھی اسی کے متوازی ترقی ہو اور اس میں اصل کی زیادہ سے زیادہ دقیق اور محنت طلب شکلوں کی طلب ہو۔ تہذیب یافتہ ممالک میں جو رقوم پس انداز کیے جاتے ہیں، ان کے اضافے کی رفتار اضافۂ آبادی کی رفتار سے زیادہ تیز ہوتی ہے، خواہ کسی ملک کی آبادی ریاستہائے متحدہ امریکہ کی طرح گنجان اور بسرعت بڑھنے والی ہی کیوں نہو۔ اسی وجہ سے یہاں اس کا اعادہ نامناسب نہوگا کہ مسابقت، اصلاحات اور فراہمی اصل کے مابین واقع ہوتی ہے۔ اگر اصلاحات کا ایسا سلسلہ جاری رہے جس میں اصل کی محنت طلب پیچیدہ شکلوں کی طلب یعنی محنت کو وقت صرف کر کے پیدائش میں بالواسطہ طریق پر استعمال کرنے کی ضرورت بڑھتی جائے تو پس انداز کردہ رقوم کی مقدار بڑھ سکتی ہے اور مالکانِ اصل کو اس صورت میں بھی سود وصول ہو سکتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ ڈیڑھ صدی سے صنعتی تاریخ کی رفتار ایسی ہی رہی ہے۔ علیٰ ہذا کم از کم آیندہ ایک یا دو نسلوں تک بھی بظاہر یہی رفتار رہتی معلوم ہوتی ہے۔

34

باب ۴۰

سود پر مزید بحث

(۱) خرچ کرنے کے لیے جو قرضے لیے جاتے ہیں وہ طلب کے بارے میں کوئی نیا اصول نہیں پیش کرتے، لیکن کامل مسابقت کے فقدان سے بڑی حد تک متاثر ہوتے ہیں۔ (۲) موجودہ زمانے میں اس قسم کے قرضوں کی سب سے اہم شکل سرکاری قرضہ برائے جنگ ہے۔ عظیم الشان جنگوں اور جنگی قرضوں کی وجہ سے معاشی و مالی مسائل رونما ہوتے ہیں۔ مسئلۂ سود کی حد تک معاشی اثرات اہم ہیں۔ (۳) دیر پا اشیائے صارف بھی، مشغل اصل کی شکل ہونے کی حیثیت سے کوئی نیا اصول نہیں پیش کرتے۔ (۴) جہاں تک سود کا تعلق ہے وہاں تک اصل پیدائش اور اشیائے صرف کے مابین فرق قائم کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ حال کا مبادلہ مستقبل کے لیے، یہی سود کے سبب کا سب سے عام بیان ہے۔ (۵) آلۂ بنک کاری و اعتبار سود کے رواج کو وسیع کرتا ہے۔ (۶) مختلف ملکوں میں اور مختلف النوع مشاغل اصل کے لیے سود کی شرحوں کے تغیرات۔ (۷) سود کی اہمیت معاشری اعتبار سے اور اس کا جواز۔

ا۔ گو مسرفانہ قرضے موجودہ زمانے میں ان قرضوں سے بدرجہا کم اہم ہیں جو پیدائش میں صرف کیے جاتے ہیں، لیکن پھر بھی ان کا وجود پایا جاتا ہے۔ افراد اور

باب ۴
سود پر مزید بحث

سرکاری ادارے اب بھی عارضی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اس امید میں قرضے لیتے ہیں کہ مستقبل میں کسی خارجی ذریعے سے اس کو واپس ادا کردیں گے۔ رہن پر قرض دینے والوں کے قرضے چھوٹے پیمانے پر اسی قسم کی نوعیت رکھتے ہیں علیٰ ہذا حکومتوں کی جانب سے بہ اغراض جنگ بڑے پیمانے پر جو قرضے لیے جاتے ہیں ان کی بھی یہی حالت ہوتی ہے۔

اس قسم کے قرضے طلب کے عمل کے بارے میں کوئی نیا اصول پیش نہیں کرتے۔ مختلف قرضگیروں کی طلب کے مدارج مختلف ہوتے ہیں۔ بعضوں کو زرخرچ کرنے کی شدید ضرورتیں پیش آجاتی ہیں یا مواقع فوراً زرخرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ بعضوں کی ضرورتیں اس سے کم شدید ہوتی ہیں یا وہ نسبتاً زیادہ محتاط اور دوراندیش ہوتے ہیں۔ اگر ہم موجودہ ذرائع کی رسد کو جو قرض دہندوں کی جانب سے پیش کی جاتی ہے معین فرض کریں اور یہ مان لیں کہ محض اسی قسم کے قرضے مل سکتے ہیں تو سود کی شرح موثر مسابقت کے تحت ایسے نقطے پر قرار پائے گی جو مسرفوں میں سے سب سے کم خواہشمند مسرف متعین کرے گا۔ دوسرے الفاظ میں شرح، قرضگیر اہل معاملہ کے درمیان جو اختتامی افادہ ہو اس کی بنا پر طے پائے گی۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ اس قسم کے قرضوں کی طلب میں پیدآور استعمال کی طلب بھی شریک ہے (جیساکہ وہ واقعی شریک ہوتی ہے) تو گزشتہ باب میں جن نتائج پر ہم پہنچے تھے اُن کی ترمیم محض مقداری ترمیم ہوگی۔ لین داروں کے لیے میدان توسیع ہو جائے گا، لیکن طلب کے مدارج میں یا اُن قوتوں کے عمل میں کوئی اساسی تبدیلی نہ ہوگی جن کی بنا پر سود کی شرح قرار پاتی ہے۔

مُسرفانہ قرضوں میں سب سے عجیب و غریب خصوصیت یہ پائی جاتی ہے کہ بالعموم نہ تو غیر محدود مسابقت جیسی کوئی شے موجود ہوتی ہے اور نہ ایسی مروجہ یا تقابلی شرح ہوتی ہے جس کا تعین اختتامی حد پر ہو۔ قرضگیروں کی ضرورتیں اور ان کی لاعلمی، بے صبری اور یہ معلوم کرنے کی صلاحیت کی عدم موجودگی کہ کس شرح پر قرضہ مل سکتا ہے اکثر صورتوں میں سود کی شرحوں کو ناواجب

باب ۲
سود پر مزید بحث

حد تک بڑھا دیتی ہے، اور "استحصال بالجبر" کی صورت پیدا کر دیتی ہے۔ ان اصطلاحوں کا مطلب خواہ وہ اشیا کی قیمتوں کے بارے میں استعمال کی جائیں یا شرح سود کے بارے میں یہی ہوتا ہے کہ شرحیں آزادانہ مسابقت کی صورت میں جس طرح قرار پاتی ہیں اس صورت میں قرار نہیں پاتیں۔[1]

مثلاً رہن رکھنے والوں کے قرضوں کی صورت پر غور کرو۔ قرضگیروں کو بالعموم فوری اور شدید ضرورت ہوتی ہے اور وہ اکثر نہ صرف بازار کے حالات سے ناواقف ہوتے ہیں بلکہ اپنی بدنامی سے خائف اور اپنی ضرورت کو راز میں رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس کا قوی امکان ہوتا ہے کہ وہ جس کسی کے پاس پہلے قرضے کی درخواست پیش کریں اسی کے پیش کردہ شرایط کو جلد ہی سے منظور کر لیں۔ یہ خیال کہ بے اصول اور چالاک ساہوکاروں کو ایسے کاروبار سے ناواجب نفع حاصل ہوتا ہے، ذہنوں میں عام طور سے اس قدر قوت کے ساتھ جم گیا ہے کہ تہذیب یافتہ ملکوں میں حکومت اس کاروبار کی خود نگرانی کرتی ہے۔ بعض اوقات سود کی شرح مقرر کی جاتی ہے یعنی بیش ترین حد معین کر دی جاتی ہے، اور حساب کتاب رکھنے کے طریق اور تمسکات کی فروخت کے طریق کے متعلق تفصیلی قواعد نافذ کیے جاتے ہیں۔ بعض اوقات فرانس کے مثل رہن دلالوں کی دوکانیں سرکاری طور سے قائم کی جاتی ہیں جہاں معقول شرایط پر اور تقریباً بازاری شرحوں پر قرضے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس میں عام طور سے جو خطرات پیش آتے ہیں ان کا نیز کثیر انتظامی مصارف کا لحاظ کرنا بھی ضروری ہے۔ رہن دلالوں کو اپنے حاصل کیے ہوئے قرضوں پر اگر دس یا بارہ فی صد کے حساب سے سود ادا کرنا پڑے تو مصارف تنظیم کا لحاظ کرنے کے بعد خالص شرح بہت کم رہ جاتی ہے۔ لیکن تمام مصارف کے لیے خطرات کو زائل کرنے کے لیے اور لیندار کے اصل و محنت کا کافی معاوضہ وصول کرنے کے لیے جتنی رقم درکار ہوتی ہے اس سے بہت زیادہ شرح بالعموم وصول کر لی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حکومت کی جانب سے تنظیم عمل میں آنے کا موقع پیدا ہوا۔

[1] دیکھو باب ۲ فصل (۸) "واجبی قیمتوں" کے بارے میں۔

باب ۲۰

سود پر مزید بحث

36

اکثر نیم مہذب ملکوں کے قریوں میں ساہوکار ہر جگہ دکھائی دیتا ہے، اور یہ غیر مستطیع یا حاجتمند دیہاتیوں کو بڑی بڑی شرحوں سے قرضے دیتا ہے۔ ہندوستان کے کاشتکار کا معیار زندگی بہت ہی پست، اور ادنی ہے۔ فصلوں کا حاصل اس قدر غیر مکتفی ہوتا ہے کہ وہ آیندہ فصلوں کے طیار ہونے تک اپنے اہل وعیال کی کھانے پینے کی ضرورتوں کو بہ مشکل پورا کرسکتا ہے۔ اور خراب موسم کے اختتام پر اس کو یا تو قرضہ لینا پڑتا ہے یا فاقہ کشی کی نوبت آتی ہے۔ یہی نہیں کہ اس کو بالعموم روپیہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے، بلکہ اس کی مالی حالت ہی بالعموم سقیم اور ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔ بیٹی کی شادی بیاہ کی رسم میں یا کسی کی موت کے موقع پر وہ اتنا روپیہ خرچ کر بیٹھتا ہے جو اس کی آمدنی سے زائد ہو، نتیجہ یہ کہ کسی شرح پر بھی وہ قرضہ حاصل کرے گا۔ اس کی یہ بے پرواہی اور ناعاقبت اندیشی، سنجیدہ مغربی مبصر کے لیے ناقابل فہم چیز ہے۔ ظالم ساہوکار اس بیچارے کو اپنے پنجوں میں دبائے رکھتا ہے۔ قدیم زمانے میں مصر کے فلاحین کی بھی بعینہ یہی حالت تھی۔ مصر میں انگریزی دور حکومت کے برکات میں سے ایک نیم سرکاری بنک کا قیام ہے جس نے ربوٰی کا سد باب کرنے اور قرضوں کو تقابلی شرحوں پر دینے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ یورپ کے اکثر علاقوں میں، آسٹریا، آئرلینڈ اور روس میں کاشتکاروں کو چھوٹی چھوٹی رقمیں قرض پر دینے والا ربوٰی خوار ہوتا ہے یعنی وہ مسابقت کے اثر سے علٰحدہ ہوتا ہے، مفلس اور جاہل اشخاص کو قرض دیتا ہے اور حاصلہ مواقع سے پوری طرح انتفاع کرتا ہے۔

دور وسطٰی میں قرض و ہندوں کے لیے کم از کم عیسائیوں کی حد تک، سود لینے کی ممانعت تھی (ممانعت کلیسا کے قوانین کی رو سے صرف عیسائیوں کے لیے کی گئی تھی؛ اسی وجہ سے یہودیوں کی حیثیت قرضخواہوں کی ہوگئی)۔ قرضگیر جتنی رقم مستعار لے اس سے زائد اس سے واپس وصول کرنا ناواجب سمجھا جاتا تھا۔ یہ طریق عمل موجودہ زمانے کے سود قبول کرنے کے معمولی طریق سے بے انتہا مختلف ہے اور اس کی توجیہ غالباً یہ ہے کہ دور وسطٰی میں

باب ۴

سود پر مزید بحث

قرضے زیادہ تر صرف کرنے کے لیے لیئے جاتے تھے۔ جب قرضگیر اس غرض سے زر قرض لیتا ہے کہ اس کو کاروبار میں لگائے گا اور اس سے منفعت حاصل کرے گا تو ایسی صورت میں سود کا لین دین بظاہر فطری اور مبنی بر انصاف معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کو ذاتی صرف کے لیے زر کی حاجت ہو اور وہ اپنے شدید ضروریات کو پورا کرنے کے لیے رقم استعمال کرے تو لیندار کی جانب سے سود کا طلب کیا جانا تشدد اور ظلم کا پہلو رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں دور وسطیٰ میں مسابقت اور سود کی بازاری شرحوں کا وجود ہی نہ تھا۔ جو بھی قرضے معاہدات کے ذریعے سے لیئے جاتے تھے وہ بالعموم ایسی شرحوں پر لیئے جاتے تھے جو انفرادی قرضگیر کی ضرورتوں کے لحاظ سے متعین ہوتی تھیں۔ جیسے جیسے تقسیم عمل کا طریق پھیلتا گیا، زر کا استعمال بڑھتا گیا اور صنعت زیادہ پیچیدہ ہوتی گئی اور آلات پیدائش زیادہ نقل پذیر بنتے گئے، ویسے ویسے پیدائش کی غرض سے عام طور سے قرضے لیے جانے لگے اور اس تبدیلی کے ساتھ ساتھ سود کے بارے میں انسانوں کے خیالات میں بھی تبدیلی ہوگئی۔ مذہبی قانون کی ابتدائی سختی کے مستثنیات، اس سختی سے انحراف کرنے کے عذرات اور تاویلات، امتناع کے برائے نام بقا کے ساتھ امتناعی احکام کی پابندی کرانے میں روزافزوں عملی سہل انگاری اور ڈھیل، اور قرضوں پر سود کا ایک عام اور معمولی واقعے کے طور پر انجام کار قبول کر لیا جانا، یہ سب اس تدریجی عمل کی تمثیلیں ہیں جس کے ذریعے سے انسان اپنے تصورات کو نئے طریقوں اور نئے ادارات کے مطابق بناتے ہیں۔

37

۴۔ صرف کے لیئے جو قرضے لیے جاتے ہیں ان کی ایک شکل موجودہ زمانے میں مقداری حیثیت سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اور یہ شکل ان سرکاری قرضوں کی ہے جو بہ اغراض جنگ لیئے جاتے ہیں۔ جہاں شاہراہیں یا ریلیں یا آبرسانی کے کام سرکاری قرضوں سے تعمیر کیئے جاتے ہیں وہاں ہمیں پس اندازی، شغل اصل اور اصل سازی کے مظاہر ملتے ہیں۔ لیکن ان صورتوں میں جن میں شغل اصل کرنے والوں کی جانب سے بہ اغراض جنگ قرضے دیئے جاتے ہیں وہاں پس اندازی اور شغل اصل کے مظاہر تو موجود ہوتے ہیں مگر اس کے نتیجے کے

باب ۴

سود پر مزید بحث

طور پر اصل نہیں بنتا۔ متخاصم فوجیں کثیر رقوم جنگ میں خرچ کر دیتی ہیں، اور اس طرح جو بڑے بڑے قرضے لیۓ جاتے ہیں وہ سب اس حد تک جس حد تک کہ ان کے معاشی اثرات کا تعلق ہے لازمی طور سے فضول خرچی میں داخل ہیں۔ اس غرض کے لیے پس انداز کردہ رقوم پر جو بار پڑا وہ نہایت عظیم ہے۔ ہر بڑی جنگ کی وجہ سے لکھوکھا بلکہ کروڑہا پونڈ قرض لیا اور ضایع کر دیا گیا۔ "ضایع کر دیا گیا" کا جملہ صرف معاشی اثرات کے تعلق سے کہا گیا ہے۔

اس قسم کے استعمال کے لیے طلب کے حالات بہت زیادہ تغیر پذیر ہوتے ہیں۔ جب کسی قوم کا خون جوش میں آتا ہے تو جنگ کرنے کے لیے جو ذرایع مطلوب ہوتے ہیں وہ کسی قیمت پر بھی طلب کئے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے جب جنگ طول کھینچتی ہے تو بالعموم سود کی شرح میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ اضافہ کئی سال تک بلکہ غالباً ایک نسل تک قائم رہتا ہے۔ چنانچہ نپولین کی جنگوں میں، خاصکر اس وجہ سے کہ برطانیہ عظمیٰ نے لڑائی میں حصہ لینے کی غرض سے کثیر المقدار قرضے حاصل کئے تھے، سود کی مروجہ شرح انیسویں صدی کے پہلے ربع حصے میں متاثر رہی۔ اس صدی کے دوسرے نصف حصے میں مسلسل کئی جنگیں ہوئیں اور ان کی وجہ سے کثیر مقداریں قرضے لیۓ گئے۔ مثلاً ۱۸۵۴ء تا ۱۸۵۵ء میں جنگ کریمیا ہوئی، ۱۸۵۹ء میں آسٹریا کے خلاف فرانس، اور اٹلی نے جنگ کی، ۱۸۶۱ء تا ۱۸۶۵ء میں امریکہ میں خانہ جنگی ہوئی، ۱۸۷۰ء تا ۱۸۷۱ء میں فرانس اور جرمنی کے مابین لڑائی ہوئی، ۱۸۷۶ء تا ۱۸۷۸ء میں روس اور ترکی میں آویزش رہی، اور ۱۸۹۹ء میں برطانیہ عظمیٰ جمہوریہ بوئیر کے خلاف مصروف پیکار رہا۔ ان میں سے ہر ایک جنگ میں نہ صرف ملک کے اندر بلکہ ملک کے باہر سے بھی قرضے حاصل کئے گئے اور ہر قرضے کا اثر تمام دنیا کے شغل اصل کے بازار پر پڑا۔ چنانچہ اس کل سلسلے کا رجحان ایک طویل مدت تک شرح سود بڑھائے رکھنا تھا۔ جنگ عظیم کے زمانے میں (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) پدموں اور اربوں قرض لیا گیا، اور نہ صرف برسرپیکار ملکوں کی جانب سے بلکہ بڑی حد تک غیر جانبدار ملکوں کی جانب سے جو قرضے لیۓ گئے ان کی مقدار ایسی حد تک

38

باب ۴
سود پر مزید بحث

پہنچ گئی جس کا پہلے کبھی خواب وخیال بھی نہ تھا۔ اس غیر معمولی طلب کے دباؤ کے تحت سود کی شرح تمام عالم میں دو چند ہوگئی۔

لڑائی اور فضول خرچی کے اس کل دور میں سود کی شرح میں جو زیادتی ہوئی اس کی وجہ سے بعض ایسی رقمیں بھی پس انداز ہوئیں جو زیادتی نہ ہونے کی صورت میں پس انداز نہ کی جاتیں۔ مگر اس کے لیے اعلیٰ شرح ہی محرک نہ تھی بلکہ دوسرے محرکات وترغیبات بھی عمل کر رہے تھے۔ حب الوطنی کے جذبے کی وجہ سے لوگوں کو رقم پس انداز کرنے اور سرکاری تمسکات میں اس کو مصروف کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ ایسی صورت کے پیدا ہونے کا امکان سب سے زیادہ ان حالتوں میں ہوتا ہے جبکہ کل قوم اس جذبے سے متاثر ہو کہ اس کا وجود معرض خطر میں ہے، جیساکہ امریکہ کی خانہ جنگی کے زمانے میں اور ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کے زمانے میں تقریباً سب ملکوں میں ہوا جس حد تک خود نازک موقع کے حالات یعنی اعلیٰ شرح سود اور حب الوطنی کا جذبہ رقوم کی پس اندازی کے لیے مہیج کا کام کریں پس انداز کردہ رقوم، پیدا آور استعمال سے نہیں ہٹائی جاتیں، بلکہ وہ ان لوگوں کے مشاغل اصل میں اضافہ کرتی ہیں جو سرکاری تمسکات خریدتے ہیں اور اس اصل کی مقدار کو بحوالۂ زر بڑھا دیتے ہیں جس پر باقاعدہ سود ادا کیا جاتا ہے۔

جنگی قرضوں اور سرکاری قرضہ جات سے دوسرے اثرات بھی مترتب ہوتے ہیں۔ وہ نہ صرف شرح سود میں بالعموم طویل مدت تک اضافہ کر دیتے ہیں؛ بلکہ حقیقی اصل کی رسد میں کمی کرتے ہیں اور اس قلت رسد کی مدت دباؤ کی مدت لحاظ سے طویل اور قلیل ہوتی ہے۔ محاذ جنگ پر اصل فی الفور اور بالعموم بہت خطرناک طریق پر تباہ وبرباد ہو جاتا ہے۔ دُور افتادہ مقامات پر کارخانے پوری گرماگرمی کے ساتھ چلتے ہیں اور ہر قسم کی اشیائے خام کا استعمال غیر معمولی طور سے کثیر مقدار میں ہونے لگتا ہے۔ کلوں کی درستی اور یا بجائی انتہائی طور سے کم ہو جاتی ہے۔ کوئی نئی کلیں نہیں بنائی جاتیں، بجز اس کے کہ جب ان کی ضرورت

باب ۳

سود پر مزید بحث

بہ اغراض جنگ ہو۔ اور جو کچھ کلیں ان اغراض کے لیے بنائی جاتی ہیں وہ امن و امان کے زمانے میں استعمال کرنے کے لیے کارآمد اور اطمینان بخش نہیں ہوتیں۔ اگر حقیقت میں جنگ بہت طویل زمانے تک قائم نہ رہے تو اصل کی کمی بہت جلد اور آسانی کے ساتھ پوری کی جاسکتی ہے۔ لیکن طویل اور تھکا دینے والی جنگ کے اختتام پر ایسا دور آتا ہے جو مصائب سے پُر ہوتا ہے اور جس میں از سر نو تنظیم کرنی پڑتی ہے؛ اور اگر اس زمانے میں جیسا کہ عام طور سے ہوتا ہے، زر کے نظام میں افراط و تفریط رونما ہو تو یہ دور اور بھی زیادہ پُر آشوب بن جاتا ہے۔

39

جنگ کے ایک مرتبہ ختم ہو جانے اور قرضہ لینا بند ہو جانے کے بعد جنگی قرضے کے معنی زیادہ تر یہ ہوتے ہیں کہ ملک کے اندر رقم کی بازگشت کا سلسلہ جاری رہے لیکن یہ معنی صرف بڑی حد تک ہیں نہ کہ ہمیشہ یا لازمی طور سے۔ جس حد تک کہ باہر سے قرضہ لیا گیا ہو اس حد تک سود کی ادائی بیرونی ممالک کے لوگوں کو کرنی ضروری ہے، اور انجام کار معاہدے کے شرایط کے مطابق اصل رقم بھی بازگشت کرنی پڑتی ہے۔ اس قسم کے لین دین کا جو اثر تجارت بین الاقوام پر پڑتا ہے اس کا بیان پہلے آچکا ہے۔ ایسی صورت میں ملک کے ذرایع پر حقیقی بار پڑتا اور ان کا اخراج عمل میں آتا ہے۔ لیکن اگر سود اور اصل کی بازگشت ملک کے اندر ہی عمل میں آئے تو صورت حالات اس سے مختلف ہوتی ہے۔ اس میں سود اور اصل کی ادائی سے نہ تو خالص نقصان ہوتا ہے اور نہ خالص نفع۔

لوگ اکثر یہ کہتے ہیں کہ قومی قرضے تباہ کُن ہوتے ہیں لیکن ادائے سود کے معنی محض یہ ہیں کہ ٹکس عائد کیا جائے اور ما حصل کو سرکاری تمسکات کے خریداروں کے حوالے کر دیا جائے۔ حکومت، اشخاص کی ایک جماعت سے زر لیکر دوسری جماعت کو دے دیتی ہے۔ اس عمل میں ممکن ہے کہ دشواری پیش آئے اور ناانصافی بھی ہو۔ اگر محصول ادا کرنے والے زیادہ تر مفلس طبقے کے افراد ہوں، مثلاً اگر روزمرہ کے استعمال کی اشیا جیسے شکر، نمک، چائے، قہوہ، تمباکو وغیرہ پر محصول عائد کیا جائے، اور اگر سرکاری تمسکات کے

باب ۱۲

سود پر مزید بحث

خرید ار زیادہ تر خوش حال اور متمول طبقے کے لوگ ہوں تو، نتیجہ یہ ہوگا کہ ان دونوں کے مابین عدم مساوات اور بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔ چنانچہ ابھی حال تک مالیات اور محصولات کے جو طریقے عام طور سے رائج تھے ان سے یہی اثرات رونما ہوئے۔ موجودہ زمانے میں اور خاص کر ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ کے زمانے میں نتیجہ اس سے مختلف رہا۔ زیادہ تر خوش حال طبقے پر محصول آمدنی عائد کیا گیا اور دوسرے تحصیلات وصول کئے گئے اور ان کو قرضے کی رقم ادا کرنے میں صرف کیا گیا۔ یہ صورت خاص طور سے برطانیہ عظمیٰ اور ریاستہائے متحدہ کے مالی معاملات میں جنگ عظیم کے زمانے میں اور اس کے بعد پیش آئی جس حد تک کہ ایک ہی طبقہ سرکاری قرضوں کا دینے والا ہو (اور واقعہ بھی یہی ہے کہ وہ ان قرضوں کا بیشتر حصہ خود ہی دیتا ہے) اس حد تک یہ عمل لازمی طور سے ایک کی جیب سے اسی طبقے میں دوسرے کی جیب میں نقل زر کا عمل رہے گا اس میں شک نہیں کہ خوشحال طبقے کے وہ لوگ جو جنگی تمسکات کا بڑا متناسب حصہ اپنے پاس رکھتے ہیں سود کی شکل میں خالص بڑھوتری وصول کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف بڑی آمدنی والے جن کے پاس مقابلۃً قلیل مقدار میں تمسکات ہوں سود کی شکل میں جتنا پاتے ہیں اس سے زیادہ محصول آمدنی کی شکل میں ادا کرتے ہیں۔

پھر بھی یہ کہنا ضروری ہے کہ قرضوں اور سود کے حقیقی اثرات کو اس طرح ٹھنڈے دل سے تولنا معمولی تمسک دار اور معمولی محصول ادا کرنے والے کے غور و فکر میں بہت کم دخل رکھتا ہے۔ تقریباً سب اشخاص کا یہ خیال ہوتا ہے کہ محصول خالص نقصان ہے، اور سود کی وصولیابی خالص نفع ہے۔ وہ ٹکس کو نامرغوب اور ناقابل برداشت بار خیال کرتے ہیں۔ مثلاً فرض کیا جائے کہ ایسی صورت میں جیسی کہ گزشتہ فقرات میں بیان کی گئی، سود کی مقدار جو ہر محصول ادا کرنے والے کو قابل ادائی ہے اس محصول آمدنی کی مقدار کے ٹھیک مساوی ہے جو محصول ادا کرنے والے کے

40

باب ۱۴

سود پر مزید بحث

ذمے واجب الادا ہے۔ ایسی صورت میں کسی شخص کا نہ تو نقصان ہوتا ہے اور نہ نفع۔[1] پھر بھی اکثر محصول ادا کرنے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ زیر بار ہو رہے ہیں۔ وہ سود کی وصولیابی کو ایک فطری، موزوں اور اطمینان بخش آمدنی خیال کرتے ہیں۔ اور ادائے محصول کو غیر فطری، نامرغوب اور پریشانی میں ڈالنے والی شئے خیال کرتے ہیں۔ اگر بعض محصول ادا کرنیوالوں کو اس سے کم مقدار میں سود وصول ہو جتنا کہ وہ تحصول کی شکل میں ادا کرتے ہیں تو انھیں اور بھی زیادہ دُکھ اور تکلیف پہنچتی ہے۔ اس کے برعکس اگر بعض دوسرے اشخاص کو محصولات کی ادائی سے مقابلے میں زیادہ مقدار میں سود وصول ہو تو انھیں اس کے بالمقابل اطمینان و تسکین ہرگز نہوگی۔ اس قسم کی دماغی کیفیت اور انداز خیال بالکل مہل اور بالکلیہ ناگزیر ہے۔ محصولات اور حکومت کی پالیسی کی جانب ملک اور املاک کی آمدنی کے بارے میں تمام عالم کے خیالات کا جو طرز یا میلان ہے یہ انداز خیال اسی کا لازمی نتیجہ ہے۔

۳۔ پس انداز کردہ رقوم کی ایک اور شکل، جو شغل اصل میں استعمال کیجاتی ہے، پیدائش کے لیے پس انداز کردہ رقوم اور صرف کے لیے پس انداز کردہ رقوم کے بین بین ہوتی ہے۔ اور یہ ان دیرپا اشیا میں اصل کا شغل ہے جو فوری استعمال کے لیے موزوں ہوں۔ چنانچہ اس کی سب سے اہم قسم رہنے سہنے کے مکانات ہیں جو کرایہ پر دیے جاتے ہیں۔ مکان کو کرایہ پر دینے سے موجودہ ذرایع کا مستقبل ذرایع سے مبادلہ عمل میں آتا ہے، اور بڑھوتری ٹھیک اسی طریقے سے وصول ہوتی ہے

---

[1] اس میں شک نہیں کہ ٹکس وصول کرنے اور سود تقسیم کرنے کی صورت میں مصارف لاحق ہوں گے؛ اور یہ ایک حقیقی بار ہے، چنانچہ اس کی مادی اور معروف شکل یہ ہے کہ حکومت کے عہدہ داروں کو اس کام کے لیے ایسے وقت مقرر کیا جاتا ہے جبکہ وہ اس سے زیادہ کارآمد اور مفید کام میں مصروف ہو سکتے تھے۔ لیکن پھر بھی تحصیل ٹکس اور عام انتظام کے مصارف مجموعی وصول شدنی محصول کی رقم کے مقابلے میں بہت ہی حقیر ہوتے ہیں۔

باب ۴
سود پر مزید بحث

جس طرح کہ سیدھے سادے طریق پر سود پر قرضہ دیتے ہیں۔ کرایہ دار بالعموم کرایہ کے طور پر ایسی رقم ادا کرتا ہے جو مالک مکان یا مکاندار کو مرمت، فرسودگی بیمہ اور ٹکس وغیرہ مصارف کے پورا کرنے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کرایہ دار ایسی رقم بھی ادا کرتا ہے جو مالک مکان کے حق میں خالص آمدنی ہوتی ہے، اور یہی اس کے اصل کے شغل کا سود ہوتا ہے۔ سردست ہم اس زمین سے قطع نظر کر لیتے ہیں جس پر عمارت بنی ہوئی ہے؛ اس زمین کا جو تعلق مجموعی خام کرایہ یا لگان سے ہے اس پر آیندہ بابوں میں بحث کی جائے گی۔ 41

مالک مکان کے پاس ابتداءً موجودہ ذرایع یا پس انداز کردہ رقوم ہوتی ہیں، یعنی وہ رقوم ہوتی ہیں جن سے وہ مکان کی تعمیر کا کام لیتا ہے۔ اگر مکان کا کرایہ جو اس کو وصول ہو، ٹھیک اسی قدر ہو کہ اس کو اس کا صرف کردہ اصل بتدریج انجام کار واپس ملجائے اور اس نے مرمت اور دوسرے رواں اخراجات میں جو کچھ صرف کیا ہو وہ بھی واپس ملجائے تو اس کو کرایہ دار سے یا یکے بعد دیگرے آنے والے کرایہ داروں سے ٹھیک صرف کردہ اصل کے مساوی مقدار وصول ہو جائے گی۔ لیکن یہ آمدنی بتدریج اقساط کے ساتھ ایک مدت دراز کے بعد مکمل طور سے وصول ہوگی۔ مثلاً ہم یہ فرض کر سکتے ہیں کہ مکان پچاس سال تک اچھی حالت میں قائم رہتا ہے جس کے بعد وہ فرسودہ اور از کار رفتہ ہو جاتا ہے اس صورت میں کل صرف کردہ اصل کی بازیافت صرف نصف صدی کے گزرنے کے بعد مکمل ہو گی۔ موجودہ ضرورتوں کی تکمیل کا التوا مکاندار کے لیے ضرور ہی ہے، اگر اس التوا کو اس وقت تک پسند نہ کیا جائے گا جب تک کہ ایسا کرنے کے لیے کچھ ترغیب نہ ہو، یعنی تا وقتیکہ کرایہ دار اتنی رقم ادا نہ کرے جو ابتداءً صرف کردہ اصل سے کافی زائد ہو، یعنی تا وقتیکہ سود ادا نہ کیا جائے۔

جہاں یہ توقع ہوتی ہے کہ کوئی عمارت یا فی الحقیقت دولت کی کوئی دوسری مادی شکل بہت طویل مدت تک قائم رہے گی، وہاں مطالبات فرسودگی (یعنی مشغولہ اصل کی تدریجی واپسی) کا اثر بہت کم ہوتا ہے، اور مرمت اور دیگر مصارف، کرائے سے منہا کرنے کے بعد جو کچھ بچتا ہے وہ تقریباً سب کا سب

باب ۳۷

سود پر مزید بحث

اصل کے سود پر مشتمل ہوتا ہے۔ سچ پوچھو تو شغل اصل کرنے والے کو ہمیشہ فرسودگی کے واقعہ کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ گو دولتِ صارف کی بعض دیرپا شکلیں پیدا کنندگان کی دولت کی بعض شکلوں کی طرح، بظاہر غیر معین مدت تک صحیح و سالم رہتی ہیں، لیکن انجام کار فرسودگی اور زوال آہی جاتا ہے۔ لیکن اس قسم کے مشاغل اصل کی اکثر صورتوں میں یہ ممکن ہے کہ مستقبل بعید کو جب کہ مشغولہ اصل کی انجام کار پابجائی کرنی پڑے گی، فراموش کر دیا جائے۔ مالک مکان کرایوں کے حسابات میں بالعموم محض اصل کا سود شمار کرے گا، اس میں مرمت اور دیگر مصارف کا لحاظ کرے گا، مگر ابتداءً جتنا اصل صرف ہوا اس کی انجام کار پابجائی کو ملحوظ نہ رکھے گا۔ ان علاقوں میں جہاں آبادی میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہو اس قسم کی حقیقی یا ظاہری حسابی غلطی اس توقع کی بنا پر رونما ہوتی ہے کہ زمین کی قیمت کا اضافہ عمارت کی فرسودگی کی تلافی کر دے گا مگر مسئلے کے اس پہلو کو کسی آیندہ بحث کے لیے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

42

رسد کے حالات سے ہٹ کر طلب کے حالات پر غور کرنے میں ہمیں ایک ایسی صورت حالات ملتی ہے جو اصل پیدائش کی طلب کے حالات سے مقابلۃً کم پیچیدہ ہے۔ مکان وغیرہ کی طلب، دوسرے موجودہ تمتعات کی طلب کے مماثل ہے۔ مکان کا دوسرے افادوں سے ہمیشہ مقابلہ و موازنہ کیا جاتا ہے اور مکان کی طلب میں بھی اسی طرح کے مدارج ظاہر ہوتے ہیں۔ مکان موسموں کی ناگواری سے پناہ دیتا ہے، اور ممکن ہے کہ وہ نفاست کی خواہش اور حسن پرستی کو بھی پورا کرے۔ وہ امتیاز اور نمایش کی خواہش کو بھی کچھ کم پورا نہیں کرتا، اس لیے کہ اس میں نمایش کی سب سے مقبول عام شکل موجود ہے۔ اس قسم کے تمتعات جتنی زیادہ مقدار میں پیش ہوں گے اتنا ہی ان کی اختتامی فروخت پذیری کی حد اور قیمت کم ہوگی۔ فرض کرو کہ شغل اصل کا واحد ذریعہ صرف مکانات کی تعمیر ہے اور یہ کہ جتنی رقوم بس انداز کی جاتی ہیں ان سب کا رخ اسی سمت میں پھیر دیا جاتا ہے؛ ہم یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ اس قسم کے تمتعات کے ذرایع کی رسد جتنی بڑھتی جاتی ہے اتنے ہی وہ کرائے جو خریدار اس رسد کے

باب ۳
سود پر مزید بحث

یکے بعد دیگرے آنے والے اقساط کے لیے ادا کریں گے کم ہوتے جائیں گے۔ پھر بھی اگر یہ فرض کیا جائے کہ محض یہی مکانات شغل اصل کی واحد شکل ہیں تو، یہ مزید استدلال کر سکتے ہیں کہ لگان یا کرایہ کی انحطاط پذیری اس وقت تک نہ رکے گی جب تک کہ شغل اصل کرنے والے (یعنی وہ جو کرایہ کے مکانات تعمیر کرتے ہیں) اس نتیجے پر نہ پہنچیں کہ ان کے موجودہ ذرایع کو آیندہ کرایہ کے مکانات تعمیر کرنے میں صرف کرنا اور ان ذرایع کے موجودہ استعمال سے باز رہنا منفعت بخش نہیں ہے! یا اس سے زیادہ احتیاط کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ تا وقتیکہ آخری یا اختتامی شغل اصل کرنے والا اس نتیجے پر نہ پہنچے کرایہ کی تنزل پذیری قائم رہے گی۔ اس طرح اس صورت میں بھی طلب و رسد کے توازن کا عملدر آمد ہوگا۔

دولتِ صارف کی دوسری شکلوں میں بھی اسی قسم کے مظاہر پیش ہوتے ہیں۔ پیانو، مکان کا فرنیچر، ناٹک کے لباس اور فینسی کپڑے کرایہ کی گاڑیاں، یہ سب اسی اصول کی تشریح اور تمثیل پیش کرتے ہیں زوال پذیری اور فرسودگی کا لحاظ مکانات کے مقابلے میں ان اشیا میں بدرجہا زیادہ اثر رکھتا ہے!! اور سود، مجموعی خام کرایہ کا نسبتۃً بہت ہی قلیل جزو ہوتا ہے۔ مہذب انسان کو اپنے املاک متفرق اور نامناسب طریقوں سے استعمال کرنے میں جو تنفر و تامل ہوتا ہے وہ اس قسم کے املاک کو کرائے پر دینے اور باخذ معاوضہ مستعار دینے کے عمل کی تحدید کرتا ہے۔ لیکن کوئی ایسی شئے جو رسم و رواج کی بنا پر ایک شخص کے ہاتھ سے دوسرے شخص کے ہاتھ میں منتقل ہو سکے، جیسے پیانو یا مکان، وہ سود کی ادائی کی شکل میں اپنے مالک کے لیے کچھ نہ کچھ آمدنی پیدا کر سکتی ہے۔

اس طرح دولتِ صارف، جو دیرپا و نقل پذیر نوعیت رکھتی ہو موجودہ ذرایع کو مشغول کرنے کی اور سود کی شکل میں آمدنی حاصل کرنے کی ایک اور صورت بھی پیش کرتی ہے۔ شغل اصل کے لیے جو رقوم پس انداز کیجاتی ہیں ان کی مجموعی مقدار کا مقابلہ ان کو استعمال کرنے کے جملہ مواقع سے

باب ۳ سود پر مزید بحث 43

کرنا چاہیے، مثلاً پیدایش دولت میں، قرضہ جات بغرض صرف میں اور صارف کے اصل میں۔ یہ مواقع متحدہ طور سے اس مجموعی طلب کو ترکیب دیتے ہیں جس کو پس انداز کردہ رقوم کی رسد کے مقابلے میں رکھنا چاہیئے۔ جہاں تک سود کی شرح کا تعلق ہے وہاں تک ان متعدد مواقع میں سے کسی ایک کو بھی بقیہ دوسروں پر فوقیت نہیں دیجا سکتی۔ لیکن پھر بھی ان سب کی اہمیت مقداری لحاظ سے یکساں نہیں ہوتی۔ بجز سرکاری قرضوں کے جتنے قرضے مسرفانہ اغراض کے لیے لیے جاتے ہیں ان کی مقدار موجودہ قوموں میں مقابلۃً قلیل ہوتی ہے۔ دولتِ صارف کی دیرپا شکلیں، جن کی بہترین مثال رہنے سہنے کے مکانات سے ملتی ہے، پس انداز کردہ رقوم کے شغل کے لیے بدرجہا وسیع اور مستقل موقع پیش کرتی ہیں، جو اضافۂ آبادی اور عام خوشحالی کی ترقی کے ساتھ استقلال طور سے بڑھتا رہتا ہے۔ پیدایش کے اعمال اور وقت کے لحاظ سے محنت کو استعمال کر کے اس کی کارکردگی کو بڑھانے کا امکان شغلِ اصل کا سب سے اہم موقع بہم پہنچاتے ہیں۔ اس مفہوم کے اعتبار سے پیدایش کے لیے جو قرضے لیے دیے جاتے ہیں ان کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مقابلۃً بازار پر تسلط جمائے رہتے ہیں اور ہر قسم کے اصل اور شغل کی آمدنی کا تعین کرتے ہیں۔

۴۔ ابتدائی حصے میں جو سوالات پیدا کرنے والے کی دولت اور دولتِ صارف کے باہمی تعلق اور اصل کی تعریف سے متعلق پیدا ہوئے تھے ان کا جواب دینے کے لیے ہم اب طیار ہیں[1]۔ اگرچہ تعریف کے معاملات بجائے خود بہت زیادہ اہمیت نہیں رکھتے، پھر بھی ان پر بحث مباحثہ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ تعریف کردہ اشیا کے اساسی لوازم پر غور و خوض کرنے اور روشنی ڈالنے پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

پیدایش کرنے والے کی دولت اور صرف کرنے والے کی دولت

---

[1]۔ دیکھو باب (۵) فصل (۲)۔

باب ۴
سود پر مزید بحث

ایک دوسرے سے اس لحاظ سے مماثلت رکھتی ہے کہ دونوں پیدائش کا آلہ یا ذریعہ ہیں۔ دونوں افادے پیدا کرتے اور تسکین پذیری بہم پہنچاتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق اس لحاظ سے ہے کہ ان سے مختلف اوقات میں افادے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدائش کرنے والے کی دولت زمانہ حال میں کوئی افادے نہیں پیدا کرتی؛ اس کے جملہ اثرات مستقبل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ صارف کی دولت زمانہ حال میں افادے پیدا کرتی ہے۔ لیکن اس کے پیدا کردہ سب افادے صرف زمانۂ حال سے متعلق نہیں ہوتے۔ وہ اپنے وجود کے کل دوران میں مسلسل افادے پیدا کرتی رہتی ہے۔ جتنی زیادہ مدت تک وہ قائم رہے گی اتنی ہی زیادہ مدت تک افادے پیدا کرنے کا سلسلہ قائم رہے گا۔ اس طرح اس کے بعض افادے مستقبل میں بھی پیدا ہوتے ہیں؛ اور وہ جتنی زیادہ دیرپا ہوگی اتنا ہی زیادہ مستقبل میں اس کے افادے پیدا ہوں گے۔

جن حالات کے تحت سود پیدا ہوتا ہے اس کے متعلق سب سے عام بیان یہ ہے کہ سود مستقبل اشیا سے موجودہ اشیا کا مبادلہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ 44
یہ قضیہ جس کی کم وبیش تاسیس وتیاری یکے دیگرے متعدد معاشئین کے مباحث میں عمل میں آئی اور جس کو انیسویں صدی کے آخر میں آسٹریا کے مشہور عالم معاشیات بوہم باورک نے نہایت منضبط شکل میں مرتب کیا تھا، ان تمام متعدد عملوں پر صادق آتا ہے جن میں قرضے دینے والے کو ماحصل زائد ملتا ہے۔ یہ قضیہ ان عملوں پر جو پیدائش کرنے والے کی دولت سے منسوب کیے جاتے ہیں جس حد تک منطبق ہوتا ہے اسی حد تک دولت صارف کے اعمال پر بھی منطبق ہوتا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے اول الذکر بھی ویسا ہی اصل ہے جیسا کہ موخر الذکر دونوں حالتوں میں حقیقی سود اس واقعہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ زمانۂ حال اپنی دل کشی کے لحاظ سے مستقبل سے بڑھا ہوا ہوتا ہے اور یہ کہ جن لوگوں کو موجودہ ذرائع پر دسترس حاصل ہے وہ ان کی تمتع پذیری اس وقت تک ملتوی نہ کریں گے جب تک کہ برھوتری کی شکل میں انھیں کوئی ترغیب نہ ملے۔ جہاں تک تقسیم دولت کے مسائل کا تعلق ہے وہاں تک دولت صارف اور پیدائش کرنے والے کی دولت دونوں ایک دوسرے کے مماثل مظاہر پیش کرتے ہیں۔ ہر دو قسم کی

باب ۹
سود پر مزید بحث

دولت سود پیدا کر سکتی ہے، اور اس طرح ایسے اشخاص کی جماعت کے وجود میں لانے کی جانب رہبری کر سکتی ہے جنھیں فراہم کردہ ذرایع سے مستقل آمدنی وصول ہو اور جنھیں مایحتاج حیات کے لیے محنت کرنے کی ضرورت نہ پڑے یعنی متمول آرام طلب طبقہ۔

اگرچہ اس طرح دولت کی یہ دو قسمیں زمانۂ حال اور زمانۂ مستقبل کے اساسی تعلقات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مماثلت رکھتی ہیں، پھر بھی دوسرے اعتبارات سے ان دونوں قسموں میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ ذرایع کی تملیک سے جو معاشری فائدہ حاصل ہوتا ہے اس کی نوعیت ہی میں ایک بدیہی فرق موجود ہے۔ یہ فائدہ پیدائش کرنے والے کی دولت کی حد تک محنت کی پیداآوری کے اضافے میں پایا جاتا ہے اس لیے کہ اس کو "اصلدارانہ" طریق پر استعمال کیا جاتا ہے۔ پیدائش کرنے والے کی دولت کی طلب کا اور اصل استعمال کرنے والوں میں سود ادا کرنے کی قابلیت کا انحصار ایسے عاملین پر ہے جو دولت صارف پر یا دولت صارف سے حاصل کردہ سود پر اثر نہیں ڈالتے۔ ایجاد کی ترقی، کلوں اور بیش خرچ آلات کی روزافزوں پیداآوری اور تیاری میں محنت کے زائد صرف سے پیداوار کے اضافے کے ممکنہ حدود، یہ سب ایسے مسائل ہیں جن پر اصل کے محدود مفہوم کے لحاظ سے غور کرنا چاہیے، اور جو دولت صارف کے بارے میں رونما نہیں ہوتے۔

۵۔ جب سود کی ادائی ایک مرتبہ عام اور مسلمہ واقعہ بن جاتی ہے، تو اس کا اطلاق ان تمام صورتوں پہ کیا جا سکتا ہے جن میں ایک شخص کے قبضے کے موجودہ ذرایع دوسرے شخص کے حوالے کیے جاتے ہیں۔ جس شخص کے پاس قرض دینے کے لیے زر موجود ہو وہ ایسے زر پر ہمیشہ سود حاصل کر سکتا ہے۔ جو کوئی قرضہ حاصل کرتا ہے اس کو قرضہ ادا ہونے تک ہر روز کا اور قرضے کے قلیل ترین جزو کا سود بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ ایک ترقی یافتہ اور اعلیٰ درجے کی بنک کاری اور اعتبار کے نظام میں مقابلہ اور باہمی عمل کا جو عنصر ہوتا ہے وہ موجودہ ذرایع کے مالکوں اور اصل کے انجام کار استعمال کرنے والوں اور آجروں کے مابین ایک

45

باب ۱۲
سود پر مزید بحث

دائمی رشتہ یا علاقہ قائم رکھتا ہے۔ چنانچہ زر نقد کے ہر جز و پر، جو بطور قرض دیا جائے، سود مسلسل اور یقینی طور سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اس صورت میں، معاشی جدوجہد کے اکثر شعبوں کے مثل، جو اشخاص براہ راست مصروف ہوتے ہیں وہ اپنے اعمال کی اہمیت سے بہت کم واقف ہوتے ہیں۔ پیشہ ور قرضخواہ یا مہاجن روزمرہ کے تجربے کی بنا پر جانتا ہے کہ اس کے پاس جتنا زر قرض دینے کے لیے ہو اس پر اس کو ہمیشہ سود مل سکتا ہے، اور وہ اپنے اس عمل کو "سود حاصل کرنے کا کاروبار" خیال کرتا ہے۔ جو شخص قرضہ حاصل کرتا ہے وہ سود ادا کرنے کی شرط کو موجودہ زمانے کا لازمہ سمجھتا ہے، اور اس امر پر غور کرنے کے لیے توقف نہیں کرتا کہ کوئی کل یا متفرق اشیا اور سامان خریدنے کی غرض سے موجودہ ذرایع کے بارے میں خود اس کی طلب ہی اُسی صورت حالات کا جزو ہے جس کی بنا پر لیندار کو سود حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح تقسیم عمل کے تحت کسی انفرادی کاریگر کو اپنے اس عمل کا کوئی احساس نہیں ہوتا جو وہ صنعت کی پیچیدہ تنظیم میں انجام دیتا ہے؛ اور جس طرح تجارت خارجہ کی تنظیم و ترتیب میں ہر ایک تاجر کو نظام کے اندر اپنی مخصوص حیثیت اور رُتبے کا کوئی تصور نہیں ہوتا، اسی طرح انفرادی لینداروں یا انفرادی دینداروں کو ان حالات کا اندرونی علم نہیں ہوتا جو ان کے بیوپار اور معاملات کی تہ میں مضمر ہوتے ہیں۔ علمائے معاشیات کو اکثر بُرا بھلا کہا جاتا ہے کہ وہ نظری ہیں اور صنعت و حرفت کے واقعات کو پیش نظر نہیں رکھتے۔ لیکن اوسط کاروباری شخص کا طرز عمل اس سے بدرجہا زیادہ غیر عملی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ تو صنعتی دنیا کے محض ایک چھوٹے سے گوشے سے باخبر ہوتا ہے، بہت ہی سطحی، معمولی اور پامال باتوں کا علم رکھنے پر قانع معلوم ہوتا ہے اور معاشیات کے اساسی مسائل کے متعلق اس قدر کم جانتا ہے کہ ان مسائل کی موجودگی کا بھی اس کو بہ مشکل علم ہوتا ہے۔

۶۔ بہترین تمسک پر سود کی جو اقل ترین شرح ہوتی ہے وہ مختلف ممالک میں مختلف ہوتی ہے۔ چنانچہ انگلستان میں وہ کئی نسلوں تک ادنیٰ ترین رہی اور فرانس میں اچھی خاصی اعلیٰ رہی۔ انیسویں صدی کے اختتام تک

باب ۹ — سود پر مزید بحث

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں یہ شرح یورپ کے دیگر ممالک کے مقابلے میں اعلیٰ رہی۔ عام طور سے، نئے، خوشحال اور روز افزوں ترقی پذیر ممالک میں شرح اعلیٰ ہوتی ہے؛ اور قدیم ملکوں میں جو ایک زمانۂ دراز تک خوشحال رہ چکے ہوں شرح ادنیٰ ہوتی ہے۔ اس کی توجیہ زیادہ تر طلب و رسد کے تغیر پذیر حالات میں یعنی فراہمی اصل اور ترقیات کی باہمی مسابقت میں پائی جاتی ہے۔ انگلستان جیسے ملک میں جس کو دو صدیوں تک کامل اندرونی امن وامان اور عظیم الشان صنعتی خوشحالی حاصل رہی، فراہمی اصل کا کام بڑے زور شور سے انجام پاتا رہا، اور باوجود اس امر کے کہ جنگی قرضوں کی صورتوں میں اکثر کثیر المقدار رقوم خرچ اور ضائع ہوتی رہیں، قومی میلان ہمیشہ منفعت بخش شغل اصل کی جانب رہا۔ نپولین کی جنگوں کے ختم کے بعد ہی فرانس بھی اس قسم کی خوشحالی سے متمتع ہوتا رہا، اور اگرچہ وہ ایک مدت دراز سے متمول ملک تھا، مگر اس کے پاس کبھی اتنی وافر رسد فراہم نہ ہوئی جتنی انگلستان میں ہوئی۔ علاوہ ازیں فرانس کے کثیر المقدار سرکاری قرضوں نے خود اس ملک کے باشندوں کی پس انداز کردہ رقوم کے بیشتر حصے کو پیدا آور صرف سے ہٹا لیا۔ دونوں ملکوں سے متعدد نسلوں تک کثیر مقداریں زر برآمد ہوتا رہا، اور زیادہ تر ان ممالک میں مشغول کیے جانے کے لیے برآمد ہوا جہاں پیدائش میں اس کے استعمال کی طلب بہت زیادہ تھی۔ جرمنی نے ۱۸۷۰ئہ کے بعد غیر معمولی صنعتی ترقی کی۔ چنانچہ یہاں بھی بسرعت تمام کثیر مقداریں اصل فراہم ہوا اور دیگر ممالک کو اس کی برآمد ہوئی۔ زر ان سب ملکوں سے زیادہ تر ان نئے ملکوں کو برآمد ہوا جن میں اصل اس وقت تک بڑے پیمانے پر فراہم نہ ہوا تھا، جن کے ذرایع سے پوری طرح استفادہ نہیں کیا گیا تھا اور جہاں اصل کو استعمال کرنے کے مواقع کثیر اور منفعت بخش تھے۔ چنانچہ انیسویں صدی کے دوران میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی یہی حیثیت رہی۔ کینیڈا، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، ارجنٹائن، چلی اور دیگر علاقے، قدیم ملکوں کے لیے شغل اصل کا وسیع اور منفعت بخش میدان پیش کرتے رہے اس صورت میں ریاستہائے متحدہ کے قدیم علاقے اور خاصکر شمالی اطلانٹک کے ساحل سے مغرب جانب کے

46

باب ۸
سود پر مزید بحث

علاقے کو، اور بعد میں، جنوبی علاقے کو جو نقل اصل عمل میں آئی وہ کچھ زیادہ حیرت انگیز نہ تھی۔ نیو انگلینڈ سے مغربی علاقے میں پس انداز کردہ رقوم کی گنگا بہنے لگی چنانچہ اس مستقل بہاؤ کی بدولت مغربی علاقہ اصل کی دیرینہ اور شدید ضرورت بخوبی پوری کرنے کے قابل ہو گیا۔

اگر ایک ملک سے دوسرے ملک میں پس انداز کردہ رقوم کی نقل بلا تامل اور بلا پس و پیش عمل میں آئے تو مشاغل اصل پر جو شرح سود وصول ہو گی وہ دونوں ملکوں میں یکساں و مقررہ ہو گی۔ لیکن یہ نقل اس طرح عمل میں نہیں آتی۔ کسی اجنبی ملک میں کسی اجنبی شخص کو قرضہ دینے کے مقابلے میں ملک ہی کے اندر کسی شخص کو یا ملک کے اندر کوئی کاروبار انجام دینے کے لیے بہت زیادہ مستعدی کے ساتھ قرضہ دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی قرضدار اپنے ملک کے سیاسی حدود سے باہر کسی لیندار سے قرضہ حاصل کرے تو اس قرضدار کو مقابلۃً کچھ زیادہ سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ ان مقامات پر بھی جہاں حدود کو عبور کرنا نہیں پڑتا بلکہ مقابلۃً کم مانوس علاقے میں جانا پڑتا ہے اس قسم کی ترغیب کا عام طور سے پیش کیا جانا ضروری ہے۔ مثلاً اس صورت میں جبکہ قرضہ دینے کی درخواست انگلستان کے باشندے کے پاس کینیڈا یا آسٹریلیا، یا ٹکساس یا اوریگون کے باشندے کی جانب سے پیش ہو۔ اگر نئے اور سرعت کے ساتھ ترقی کرنے والے علاقوں میں اصل کی رسد کا واحد ذریعہ خود انھیں علاقوں کے باشندوں کی پس انداز کردہ رقوم ہوں تو یہاں سود کی شرح، قدیم سطح سے نسبتہً بہت اعلیٰ ہو گی۔ قدیم ممالک سے جو رسد یہاں درآمد ہو وہ اس نئی شرح میں تخفیف کر دیتی ہے، گو اس کی سطح اس قدر کم نہیں ہو جاتی جتنی کہ ان قدیم ملکوں میں حقیقۃً ہوتی ہے۔

47

اس قسم کا فرق ایک ہی ملک یا علاقے کے اندر معروف اور غیر معروف مشاغل اصل کے مابین رونما ہوتا ہے۔ بوسٹن اور نیویارک کے جیسے بڑے شہر کسی چھوٹے شہر یا بلدیہ کے مقابلے میں بہتر شرایط پر قرضے حاصل کر سکتے ہیں، خواہ موخر الذکر فاصلے کے لحاظ سے اتنے ہی قریب اور قرضے کی ادائی کی اتنی ہی قابلیت کیوں نہ رکھتے ہوں۔ کوئی بڑی ریلوے کمپنی، جس کے

باب ۴
سود پر مزید بحث

تمسکات شغل اصل کرنے والوں کے وسیع دائرے میں روشناس ہوں، کسی چھوٹے پیمانے پر کام کرنے والی انجمن کے مقابلے میں بہت زیادہ فائدے کے ساتھ اپنے تمسکات فروخت کر سکتی یعنی قرضہ حاصل کر سکتی ہے، خواہ موخر الذکر کا کاروبار اول الذکر کے مقابلے میں کم غیر محفوظ ہی کیوں نہو۔ اس قسم کے فرق و اختلاف کو ملکوں کے اختلافات کے مثل بنکوں اور تاجروں کی جدوجہد اور صرافوں کے اعلانات گھٹا دیتے ہیں؛ لیکن پھر بھی کچھ اختلافات ضرور قائم رہتے ہیں۔

نقل کے اس پورے عمل میں اور کامل مساوات کے حصول کے بغیر مساوات کی جانب رجحان میں خطرات کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ چونکہ نئے ملکوں میں مشاغل اصل کے مستقبل کا امید افزا ہونا ممکن ہے، نیز اس کا بھی قرینہ ہوتا ہے کہ قدیم ملکوں کے مقابلے میں یہاں انجام کار زیادہ سود وصول ہو، اس لیے نئے ممالک کے مشاغل اصل کی ہر انفرادی صورت میں عدم تیقن اور عدم اطمینان کے عناصر بالعموم موجود ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے بیمہ کے اقساط کی شکل میں کچھ نہ کچھ بڑھوتری ادا کرنی پڑتی ہے۔

عدم جاذبیت بعض قسم کے قرضوں کے سود کو بالعموم اعلیٰ رکھتی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، رہن دلالوں کو قرضے عام طور سے ایسے حالات کے تحت دیے جاتے ہیں جو مسابقت کے پورے اثر کو محسوس ہونے نہیں دیتے۔ لیکن اگر یہ قرضے ایسی شرحوں پر بھی دیئے جائیں جو بازار کے امکانات کے متعلق قرضگیروں کی کامل واقفیت کا نتیجہ ہوں، تو بھی بلا شبہ ان کی شرحیں معمولی قرضوں کے سود کی شرحوں کے مقابلے میں زیادہ ہی ہوں گی؛ اس لیے کہ اس قسم کے قرضوں کو معاشری لحاظ سے کوئی وقعت نہیں دیجاتی۔ علیٰ ہذا رہنے سہنے کے مکانات جو غربا کو کرایہ پر دیے جاتے ہیں ان سے بھی عدم ادائی کے خطرات کا اور کرایہ کی وصولی اور انتظام کے مصارف کا لحاظ کرنے کے بعد مروجہ شرح سود کے مقابلے میں اعلیٰ شرح وصول ہوتی ہے۔ ایسے لین دین کے بارے میں اظہار تنفر کیا جاتا ہے جن میں حاجتمندوں اور اہل ضرورت پر حقیقی یا ظاہری دباؤ پڑتا ہے۔ اگرچہ ہمدردی بنی نوع کے خیال سے ۲ فی صد سود یا کرایہ

48

لینے کی بنا پر شہر کے غریبوں کو نمونے کے مکانات ایسے کرایوں پر دیئے جا سکتے ہیں جن سے مالکوں کو اس سے زیادہ آمدنی وصول نہیں ہوتی جتنی کہ اسی اصل کو دوسرے طریقوں پر صرف کرنے سے وصول ہوتی، بلکہ اس سے ایک حد تک کم ہی وصول ہوتی ہے؛ لیکن اس خیال سے جو کاروبار کیا جاتا ہے اس کا دائرہ بہت ہی محدود ہے، چنانچہ اب بھی یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اس قسم کے مشاغل اصل سے بالعموم اتنی آمدنی وصول ہوتی ہے جو مروجہ شرح سود سے زیادہ ہی ہوتی ہے۔ اسی قسم کے وجوہ کی بنا پر، امریکہ کے شہروں میں شراب کی خردہ فروشی کی تجارت کے لیے جو عمارات استعمال کئے جاتے تھے ان سے بھی غیر معمولی طور سے زیادہ مقدار میں کرایہ وصول ہوا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے شغل اصل سے خفیف سی کم وقعتی اور بے قدری منسوب کی جاتی ہے۔

۷ — اب آخر میں سود کے جواز میں اور اس کی معاشری اہمیت کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے؟

معاشیات کی قدیم انگریزی کتابوں میں سود کو بالعموم "اجتناب یا احتراز کا صلہ" کہا گیا ہے۔ اس فقرے کی بالعموم تضحیک کی گئی ہے، اور روٹ شلٹ[ا] یا وان ڈربلٹ[ب] جیسے اشخاص کے اجتناب کرنے اور صلے کے مستحق قرار پانے کو بہ نظر استعجاب دیکھا جاتا ہے۔ قدیم معاشئین میں جو زیادہ روشن خیال تھے انھوں نے اس فقرے سے اپنے دماغ میں کبھی اخلاقی مفہوم منسوب نہیں کیا۔ اگرچہ ان لوگوں نے، جنھوں نے اپنے نظریات کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی اس کی جانب

[ا] روٹ شلٹ (Rothschild) یہ انگلستان کا ایک بہت ہی مشہور ساہوکار تھا۔ اس کے بعد اس کے خاندان والوں نے اسی نام سے بنک کے کاروبار کو جاری رکھا۔

[ب] وان ڈربلٹ (Vanderbilt) یہ امریکہ کا بہت ہی معروف ارب پتی تھا۔ یہاں یہ دونوں نام محض استعارۃً استعمال کئے گئے ہیں اور ان کا مطلب "اصلداز" ہے۔

باب ۴

سود پر مزید بحث

اخلاقی مفہوم بالعموم منسوب کیا ہے۔ اس فقرے میں محض ایک واقعے کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سود محض اس وجہ سے رونما ہوتا ہے کہ زر کے پس انداز کرنے اور اصل فراہم کرنے میں "اجتناب" مضمر ہے۔ موجودہ ذرائع کس طریقے سے اس شخص نے حاصل کیے جو اب ان کا مالک ہے اس کا پس انداز کرنے اور اجتناب کرنے کے سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اس نے یہ ذرائع دھوکہ دے کر یا سرقہ کرکے حاصل کیے ہوں؛ یا ممکن ہے کہ اپنی پیدآور قوتوں کو ایسے طریقوں سے صرف کرکے جو بنی نوع کے لیے منفعت بخش ہوں حاصل کیے ہوں۔ پھر ممکن ہے کہ ان ذرائع سے کچھ حصہ پس انداز کرنے کا عمل ایسا ہو جو مستحسن قرار پائے، مثلاً اس کا مقصد اہل وعیال کی آیندہ ضرورتوں کے لیے زر مہیا کرنا ہو؛ یا ممکن ہے کہ زائد از ضرورت آمدنی سے محض شغل بیکاری کے طور پر رقم پس انداز کی گئی ہو، جس کا محرک محض متمول بننے کی مہمل رقابت ہو۔ جہاں تک معاشی مسئلے کا تعلق ہے، وہاں تک یہ سب معاملات یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ املاک کو مستقبل کے املاک پر ترجیح دی جاتی ہے اور یہ کہ موجودہ ذرائع کا مبادلہ مستقبل کے ذرائع سے اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک کہ کوئی ترغیب نہ دی جائے۔ یہ ایک سیدھا سادہ بدیہی واقعہ ہے! یہ سوال کہ آیا وہ اخلاقی معیار کے مطابق ہے یا نہیں ایک بالکل جداگانہ معاملہ ہے۔

سود، بظاہر خانگی ملکیت اور آزاد مبادلے کے نظام کا ناگزیر نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا وجود ابتدائی اور سادہ طریق پر زندگی بسر کرنے والی قوموں میں پایا جاتا ہے، اور پیدائش کے عملوں کی پیچیدگی اور کارکردگی کے اضافے کے ساتھ ساتھ وہ زیادہ وسیع اور اہم ہوجاتا ہے۔ ابتداءً وہ زیادہ تر قرضوں کی سادہ شکل میں ظاہر ہوتا ہے جو صَرف کے واسطے لیے جاتے ہیں۔ موجودہ قوموں کی ترقی کے ساتھ ساتھ پیدائش کی غرض سے قرضے لیے جانے لگے اور ایسے قرضوں کا عمل اور ان کی اہمیت بڑھتی چلی گئی، یہاں تک کہ اب قرضوں کی عام اور غالب شکل یہی ہوگئی ہے۔ معاشی تاریخ کے الجھے ہوئے سلسلے کے تبصرے میں یہ معلوم کرنا غیر ممکن ہے کہ خانگی اصل کی فراہمی، سود کے محرک کے تحت کس طرح ترک

49

باب ۴
سود پر مزید بحث

کیجا سکتی تھی۔ اس حد تک اس کو جائز اور بجا قرار دیا جا سکتا ہے۔
لیکن اس سیدھی سادی افادی وجہ سے قطع نظر کرکے دوسری وجہ کی بنا پر ایک صورت سود کے خلاف ہے اور یہ عدم مساوات کے واقعے پر مبنی ہے۔ جو لوگ موجودہ ذرایع پس انداز کرتے اور الگ رکھتے ہیں وہ اس وجہ سے ایسا کرتے ہیں کہ ان کے ذرایع بالعموم بہت وافر رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ رقم پس انداز کرنا اس معنی میں ایثار ہو کہ موجودہ تمتع پذیری کا التوا عام طور سے تکلیف دہ ہوتا ہے؛ لیکن وہ بالعموم کوئی تکلیف دہ یا ناقابل برداشت ایثار نہیں ہوتا موجودہ زمانے میں ابھی کچھ زمانہ ادھر تک اصل کا فراہم اور مشغول کرنا صرف معدودے چند اشخاص کے دائرے کی حد تک ممکن تھا، جنھوں نے اچھے یا بُرے ذریعے سے دوسروں کے مقابلے میں کثیر آمدنی پیدا کری تھی۔ موجودہ زمانے کی سرمایہ داری کے نظام کے آغاز کا حال یقینی طور سے نہیں معلوم ہو سکتا، لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس نظام کی سب سے ابتدائی حالتوں میں اور کئی صدیوں تک صرف تاجروں، ساہوکاروں اور شہر کے چند متمول اشخاص کی ایک قلیل جماعت فراہمی اصل اور شغل اصل کے کام میں حصہ لیتی تھی۔ اگرچہ سیونگ بنکوں، بیمہ کمپنیوں، انجمن ہائے اتحاد باہمی اور عوام کے لیے دیگر متعدد شغل اصل کے ذرایع کے افتتاح کی وجہ سے عصر حاضر میں یہ صورت حالات کسی قدر متغیر ہو گئی ہے، پھر بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ رقم پس انداز کرنے والے زیادہ تر متمول اور خوش حال طبقے کے لوگ ہوتے ہیں۔ گو اس امر کو ثابت کرنے کے لیے کوئی باوثوق اعدادی شہادت نہیں پیش کی جا سکتی، لیکن ایسی شہادت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ عام اور معمولی واقعات کے مشاہدے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ موجودہ زمانے میں فراہمی اصل اور شغل اصل کے کاروبار زیادہ تر گنتی کے اشخاص کی دلچسپی کے معاملات ہیں جو صاحب جائداد طبقے کے رکن ہیں یا ان سے قریبی تعلق رکھتے ہیں۔

اس طرح ایسی ملک، جس سے سود وصول ہوتا ہے اور جو عدم مساوات کا نتیجہ ہے، خود بھی عدم مساوات کو فروغ دیتی اور برقرار رکھتی ہے یہی نہیں کہ سود وصول کرنے والے موجودہ عظیم ذرایع پر قابض و متصرف ہو جاتے ہیں بلکہ اس سے بھی

باب ۴
سود پر مزید بحث

زیادہ اہم یہ چیز ہے کہ وہ خود اپنی اور اپنے اہل و عیال کی مامون و محفوظ حیثیت کو آمدنی پانے والوں کی حیثیت سے دائمی طور سے برقرار رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ دور حاضر میں معاشرے کی طبقہ بندی اور بے املاک گروہ سے متمول جماعت کی علیحدگی، موجود الوقت املاک کی آمدنی سے تائید و تقویت حاصل کرتی ہے۔ سود کے نتیجے کے طور پر آرام طلب طبقہ معرض وجود میں آیا ہے، اور سود کی وصول یابی کے ذریعے سے اپنے آپ کو وسعت دینے اور دائمی طور سے قائم رکھنے کی جانب مائل ہے۔

50

اس طرح اس کا اعادہ کرنا مناسب ہوگا کہ سود خانگی ملکیت کا ناگزیر نتیجہ ہے۔ موجودہ زمانے کی کل صنعتی ترقی اسی نظام کے تحت وقوع میں آئی ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس نظام کی عدم موجودگی میں یہ ترقی کس طرح رونما ہو سکتی تھی۔ آرام طلب طبقے کے وجود کا واقعہ غیر متعصب مُبصّر کے نزدیک کبھی اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کرنے والا واقعہ نہیں رہا ہے۔ اس کو ایسے نظام کا جز و تسلیم کرنا ضروری ہے جو بحیثیت مجموعی مفید اور بہر طور ناگزیر ہے، یعنی وہ نہ صرف زمانۂ گزشتہ میں ناگزیر تھا بلکہ مستقبل قریب کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ اس سوال سے کہ آیا خانگی ملک اور اس کے لوازم و لواحق غیر معین مستقبل تک قائم رہیں گے جو مسائل رونما ہوتے ہیں وہ اُن مسائل سے بدرجہا زیادہ وسیع ہیں جن کا سود سے راست تعلق ہے، چنانچہ ان کی بحث کو کسی متعاقب موقع کے لیے اٹھا رکھنا ضروری ہے۔[۱]

۱۔ دیکھو باب ۵۵ عدم مساوات اور اسکے اسباب پر، اور باب ۶۶ و باب ۶۷ اشتراکیت پر۔

51

باب ۱۴

51

پیدائش مفرط و شغل مفرط

(۱) مفرط پیدائش ان معنوں میں کہ پیداوار استعمال کے امکان سے متجاوز ہو غیر ممکن ہے۔ احتیاجوں کی وسعت پذیری۔ (۲) مفرط پیدائش اس پیدائش کے مفہوم کے لحاظ سے جو نفع آوری کی حالت سے متجاوز ہو، ممکن ہے بشرطیکہ شغل اصل لامتناہی طریقے سے جاری رہے۔ مزدوروں کو پیشگیاں ادا کرنے کا عمل اور مفروضہ حالات کے تحت پیدائش کی تنظیم۔ فراہمیٔ اصل کی موقوفی سے انتہائی نتائج کی روک۔ روڈبرٹس کے استدلال پر نکتہ چینی۔ (۳) معمولی صنعتوں میں مفرط شغل اصل سے مفرط پیدائش کا حقیقی رجحان ظاہر ہوتا ہے (۴) بڑے پیمانے پر کلیں چلانے والی صنعتوں کا بہترین انتظام ان کے مسلسل جاری رہنے سے ہوسکتا ہے، اور وہ مفرط پیدائش یا اتحاد کی جانب مائل ہوتی ہیں۔ (۵) صنعتی بحران اور کساد بازاری کے مظاہر، مفرط پیدائش کے مظاہر سے حقیقۃً مختلف ہیں۔

ا۔ یوں تو موجودہ باب اصل بحث سے ایک حد تک گریز کر گیا ہے لیکن مفرط

باب ۱۲
پیدائش مفرط و شغل مفرط

پیدائش کی بحث، معاشی نظریے کے ایک سے زیادہ پہلو پر حاوی ہے۔ اس کا تعلق نہ صرف پیدائش اور قدر کے مسائل سے ہے بلکہ تقسیم دولت کے مسائل سے بھی ہے۔ اس کے بارے میں جو عام استدلال ہے وہ خاصکر مفرط شغل اصل کے امکان سے اور اسی طرح اصل کی آمدنی کے لتعین سے متعلق و وابستہ ہے۔ اس وجہ سے اس پر یہاں بحث کرنا نامناسب نہ ہوگا۔

"مفرط پیدائش" یا کثرت پیداوار کے متعدد معنی لیے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی کے مطابق اس سوال کا جواب کہ آیا کثرت پیداوار ممکن ہے یا نہیں، متعدد طریقوں سے دیا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں سب سے اول اس اصطلاح کے وسیع ترین معنی پر غور کرنا چاہیئے، اور وہ یہ ہیں کہ انسان جس حد تک اشیا استعمال کرسکتا ہے عام طور سے اس سے زیادہ مقدار میں پیداوار تیار کی جائے۔ تو کیا ایسی زیادتی یا افراط ممکن ہے؟

معاشئین اس سوال کا نفی میں جو جواب دیتے ہیں اس کا انحصار انسانی احتیاجات کی وسعت پذیری پر ہے۔ یہ صحیح ہے کہ غذا، لباس اور مکان کے بارے میں انسان کی نری طبعی احتیاج میں مقابلۃً اشیا کی بہت ہی قلیل مقدار سے پوری ہوسکتی ہیں۔ اگر زائد رسد کے امکان کے ساتھ ساتھ سیدھی سادی غذا، لباس اور مکان کی زیادہ مقدار کا اضافہ کیا جائے تو رسد انسانی احتیاجوں سے زائد ہو جائے گی۔ لیکن رسد میں تغیر و تنوع پیدا کر کے تمتع اور تسکین پذیری تقریباً غیر معین طریقے سے بڑھائی جا سکتی ہے۔ غذا میں زیادہ نفاست اور خوبی کا خیال رکھا جائے، اور لباس اور مکان میں زیادہ گوناگونی، تنوع اور باریکی پیدا کی جائے تو تمتع پذیری بظاہر غیر محدود طریقے پر ہوسکتی ہے۔ چنانچہ آدم اسمتھ کا قول ہے کہ "ہر انسان میں غذا کی خواہش اور احتیاج اس کے پیٹ کی محدود صلاحیت پر منحصر و موقوف ہے، لیکن مکان، لباس، ساز و سامان اور گھر کے فرش اور فرنیچر کی آسائش اور آرائش کی خواہش کی بظاہر کوئی معین حد یا مشخص انتہا نہیں ہے"۔[1] اس سے زیادہ کوئی اور چیز حیرت انگیز نہیں کہ ایک شخص، جو قلیل آمدنی اور مختصر تمتعات سے ابتدا کرتا ہے، اپنے لیے کثیر آمدنی کے

52

[1] ۔ دیکھو "دولت اقوام" حصۂ اول باب ۱۱ جزو دوم، اور کینن کا ایڈیشن جلد یکم صفحہ (۱۶۵)۔

باب ۴
پیدائش مفرط و
شغل مفرط

وسائل بہم پہنچاتا ہے، اور اخراجات کی ایسی نئی نئی مدیں قائم کرلیتا ہے جو بہت جلد اس کی حاجتوں کی شکل اختیار کرلیتی ہیں اور پھر مصارف زندگی کی کثرت" کا شاکی رہتا ہے جس سے محض اس کی آرام و تعیش کی زندگی کی روزافزوں عادت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ صرف اُس تنوع کا نتیجہ ہے جس کی بنا پر نئی نئی احتیاجیں رونما ہوتی ہیں اور ان کی تکمیل کے نئے نئے طریقے دریافت کئے جاتے ہیں۔ گزشتہ ایک یا دو صدی میں پیدآ ورقوت میں جو عظیم الشان اضافہ ہوا اس کے معنی لازمی طور سے یہ رہے ہیں کہ صنائع میں گونا گونی پیدا ہوئی اور نئی نئی اشیا یا معمولی اشیا کی نئی نئی اور ترقی یافتہ شکلیں استعمال ہوئیں۔ اکثر اشیا جو پہلے تعیشات میں داخل تھیں اب محض روز مرہ کی آرام و آسایش کی اشیا شمار ہوتی ہیں اور متعدد اشیا جو سابق میں آرام کا سامان تھیں اب ضروریات حیات خیال کی جاتی ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ جن احتیاجوں کی تکمیل کے لیے زائد ذرایع استعمال کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک احتیاج محض حُب جاہ یا جاہ طلبی ہے۔ اکثر اشیا کی قدر و منزلت کلّی یا جزدی حیثیت سے محض اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ اعلیٰ معاشری رتبے کی علامات خیال کی جاتی ہیں، مثلاً شام کا لباس، موٹر کار، گھوڑا گاڑی، پرتکلف ضیافت اور تفریح، خانگی بادبانی کشتی کا مالک ہونا اور محل وغیرہ۔ اس قسم کی چیزوں کا خرچ غالباً تضئیع زر ہے، یعنی تضئیع اس معنی میں کہ ان سے جو تسکین پذیری حاصل ہوتی ہے وہ خیالی اور عارضی ہوتی ہے۔ دوسری جانب یہی تسکین پذیری رشک و رقابت اور نمایش و خود نمائی کی جبلّت پر مبنی ہے جو بنی نوع انسان میں عام طور پر پائی جاتی ہے اور جد وجہد کے لیے نہایت ہی قوی مہیّج رہی ہے۔ جہاں تک کثرت پیداوار یا مفرط پیدائش کے مسئلے کا تعلق ہے وہاں تک اس سے بحث نہیں کہ حاصل کردہ تمتع کتنا عظیم یا کتنا دیرپا ہے، اور لاحقہ اخراجات سے کس درجہ تناسب رکھتا ہے۔ صرف اس قدر کافی ہے کہ جیتے جاگتے اور موجودہ دنیا میں بسنے والے انسان کی ہر قسم کی احتیاجیں، خواہ وہ جسمانی آرام کے لیے ہوں یا جمالیاتی اور عقلی تسکین پذیری کے لیے، تنوع یا تفریح طبع کے لیے ہوں یا نمایش اور خود نمائی کے لیے، غیر معین طور سے توسیع پذیر ہیں۔ اس بات کا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ جتنی مقدار کو انسان

باب ۳
پیدائش مفرط و شغل مفرط

اپنی احتیاجوں کے پورا کرنے کے لیے کم از کم ضروری خیال کریں اس سے زائد اشیا کبھی بھی پیدا ہوں گی۔

یورپ اور امریکہ سے قطع نظر کر کے جہاں تک مختلف آب و ہوا کے ملکوں میں بسنے والے اور مختلف النسل انسانوں کا تعلق ہے وہاں تک اس عام بیان کو ایک حد تک مشروط کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے انسان بھی ہیں جن کی احتیاجیں توسیع پذیر نہیں ہوتیں، یا کم از کم بہت دیر میں اور تدریجی طور سے ان میں توسیع کیجا سکتی ہے۔ گرم ملکوں میں رہنے والے حبشیوں اور دوسری قوموں کو جب کھانا پانی کافی مقدار میں میسر آتا ہے تو وہ ایسے ذوق و شوق کی تکمیل کے لیے زیادہ محنت کرنے کے بجائے جسے ہم شایستہ یا بہرکیف مہذب خیال کرتے ہیں، بیکار رہ کر کاہلی میں وقت ضائع کرنا زیادہ پسند کرتی ہیں۔ جب موجودہ زمانے کا کاروباری شخص نئے علاقوں کے استحصال کی کوشش کرتا ہے تو یہ قومیں اس کو تنگ اور برافروختہ کرتی ہیں اس لیے کہ جب ان کی اساسی احتیاجیں پوری ہوجاتی ہیں تو وہ پیدائش سے دست کش ہوجاتی ہیں۔ کاروباری شخص تو یہ چاہتا ہے کہ انھیں زیادہ محنت کرنے پر ابھارے اور اس زائد کام کے لیے انھیں مزید اجرت دینے کے لیے آمادہ ہوتا ہے تاکہ منفعت حاصل ہو، لیکن تاوقتیکہ نئی احتیاجیں کسی طرح رونما نہ ہوں وہ کام کم کرتی ہیں، بلکہ زائد اجرت ملنے کی صورت میں زیادہ کام نہیں کرتیں۔ ایسی صورت میں مفرط پیدائش سچ پوچھو تو بالکل غیر ممکن ہے، جب ان غیر تربیت یافتہ اشخاص کو خورد و نوش کے لیے کافی اشیا میسر آجاتی ہیں تو وہ کام سے جی چرانے لگتے اور مزید پیدائش سے دست کش ہوجاتے ہیں۔

۲۔ لیکن ایسے عام مفہوم میں "مفرط پیدائش" یا کثرت پیداوار کی اصطلاح کو بالعموم استعمال نہیں کیا جاتا۔ یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جتنی اشیا استعمال کیجا سکتی ہیں اُن سے زائد مقداریں تیار کرنے سے مشکلات پیدا نہیں ہوتیں، بلکہ جتنی اشیا منافعے کے ساتھ فروخت کیجا سکتی ہیں ان سے زائد مقداریں تیار کرنے سے دشواریاں رونما ہوتی ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دشواریاں ہمارے زمانے کے موجودہ اصل اراثہ معاشرے کی خصوصیت متاثر ہیں۔ یہ معاشرہ محض اپنے

باب ۴
پیدائش مفرط
شغل مفرط

اکتسابات اور کامرانیوں کی بدولت اپنے آپ کو مشکلات میں گھرا پاتا ہے۔ اصلدار کے نفع کے خیال سے جتنی اشیا فروخت کیجا سکتی ہیں ان سے زیادہ مقدار میں تیار کیجاتی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ انھی عملوں کے ذریعے سے جن کو انجام دینے کا مقصد جلب منفعت تھا نقصان رونما ہوتا ہے۔

یہ چیز کسی ایک صنعت کے لیے اور کسی ایک شئے کے لیے بھی ممکن ہے۔ یہ خیال کرنا بالکل ممکن ہے کہ جتنی سائیکلیں یا جتنا ریشم نفع کے ساتھ فروخت کیا جا سکتا ہے اس سے زیادہ مقدار میں یہ اشیا طیار ہو سکتی ہیں۔ گو یہ صورت عام طور سے واقع نہیں ہوتی، پھر بھی اتنی کافی کثرت کے ساتھ وقوع پذیر ہوتی ہے کہ اس کو عام کہا جا سکتا ہے۔ حسابات اور تخمینوں میں غلطیوں کا سرزد ہونا ایک شدنی امر ہے۔ لیکن اس کا علاج بظاہر سیدھا سادا اور فی وجود ممکن ہے۔ اگر کوئی شئے اس سے زیادہ مقدار میں تیار کی جائے جتنی کہ منافعے کے ساتھ فروخت ہو سکتی ہے تو اس شئے کی پیدائش میں کمی کر دی جائے گی۔ بعض پیدا کرنے والے کاروبار سے جلدی یا بدیر دست کش ہوں گے، اور اگر پیدائش کے عمل کے لیے کلوں کو بڑے پیمانے پر استعمال کرنا پڑے تو غالباً معقول وقفے کے بعد دست بردار ہوں گے؛ نتیجہ یہ کہ رسد گھٹ جائے گی، قیمت بڑھے گی اور زائد پیدائش رُک جائے گی۔

54

لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ اس طرح بچکر نکل جانا اُس وقت ممکن نہیں ہے جب سب صنعتیں مجتمع طور سے ایک ہی وقت میں اشیا کا کثیر المقدار ذخیرہ تیار کر کے بازار میں بھیج رہی ہوں۔ اگر فی الواقع صرف چند ہی صنعتیں منفعت بخش فروخت کے نقطے سے تجاوز کر کے اشیا طیار کر رہی ہوں تو محنت و اصل دوسری صنعتوں میں جہاں اس قسم کی دشواریاں نہیں ہیں، منتقل ہو سکتے ہیں اور ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ دوسری صنعتیں بھی انھیں کی طرح مشکلات میں پھنسی ہوی ہوں تو پھر اس قسم کا کوئی علاج کارگر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ یہ کہا جاتا ہے کہ تمام صنعتوں میں اس بات کا میلان پایا جاتا ہے کہ پیدائش دائمی طور سے نہیں تو کم از کم متواترا ور میعادی طور سے منفعت بخش نقطے سے تجاوز کر جائے۔

باب ۴
پیدائش مفرط و شغل مفرط

موجودہ زمانے کے کارخانے اور کلیں، قابل صرف اشیا کثیر مقدار میں تیار کرتی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ خود کلوں کے تیار ہونے کے زمانے میں لوہے، لکڑی، اور دوسری اشیا کی ضرورت ہوتی ہے جو کارخانے میں استعمال کی جاتی ہیں اور ان کے تیار کرنے میں منافعہ ہوتا ہے؛ اور کلوں کے استعمال ہونے کی ابتدائی حالت میں کوئلے، اون، روئی، وغیرہ اشیا کی ضرورت اور مانگ ہوتی ہے اور ان کے تیار کرنے میں بھی نفع ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی قابل صرف شئے مثلاً کپڑا تیار ہونے کے بعد آخر کار کثیر مقداروں میں بازار میں بھیجا جاتا ہے تو اس کو نفع آور شرایط کے ساتھ فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ پیداوار کی مقدار کثیر ہو جاتی ہے، کام رک جاتا ہے، کارخانہ بند ہو جاتا ہے، پھر اس کا ردِ عمل کلیں تیار کرنے اور اشیا پیدا کرنے والے کارخانوں پر ہوتا ہے، ان کا کاروبار بھی رک جاتا ہے اور عام کساد بازاری رونما ہو جاتی ہے۔ اس طرح تجارتی بحران کا متواتر ظہور یا دورِ تسلسل کم از کم ایک حد تک متواترہ مفرط پیدائش کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔

اس کل استدلال میں دو اساسی طور سے مختلف چیزوں کو خلط ملط کر دیا گیا ہے، ایک طرف شغل اصل میں اس مقام سے تجاوز جہاں اصل کے سود کو قائم رکھا جا سکتا ہے؛ دوسری طرف پیدائش میں اس مقام سے تجاوز جہاں اشیا کو فروخت کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے اول الذکر شکل قابل تصور ہے اگرچہ بہت زیادہ غیر اغلب ہے۔ لیکن دوسری شکل کا، جہاں تک انسانی احتیاجات قابل توسیع یا وسعت پذیر ہیں تصور نہیں کیا جا سکتا۔

اس مسئلے کو اس کی انتہائی شکل میں پیش کرنے کے لیے، (اور یہی وہ طریق ہے جس کے ذریعے سے اصول کے متعلق کسی مسئلے کو پرکھ سکتے ہیں) یہ فرض کیا جائے کہ فراہمیٔ اصل اور شغل اصل بہت افراط اور سرعت کے ساتھ عمل میں آتے ہیں؛ نیز یہ بھی مان لیا جائے کہ کلیں اور کارخانے غیر محدود طریقے پر کثیر تعداد میں قائم ہو جاتے ہیں اور یہ کہ قابل صرف اشیا کی مقدار بھی اسی کے تناسب سے زیادہ طیار ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں رفتار واقعات کیا رونما ہوگی؟

باب ۴
55
پیدائش مفرط
شغل مفرط

اولاً قوتِ خرید یا اختصار کے ساتھ کہا جائے تو "زر" آلات اور کلوں کے خریدنے میں اور ان کو بنانے کی غرض سے اشیائے خام خریدنے میں صرف ہوگا۔ زر اب ایسی اشیا میں صرف نہ ہوگا جن سے سابق میں وہ اشخاص تمتع حاصل کرتے تھے جواب شغل اصل کرنے والے بن گئے ہیں۔ تعیشات کے اخراجات میں بڑی حد تک کمی واقع ہوگی یا یہ اخراجات بالکل ترک کر دیے جائیں گے۔ طلب کی اس تبدیلی کی وجہ سے پیدائش کے رُخ میں بھی اس کے بالمقابل تبدیلی رونما ہوگی۔ کلیں طیار کرنے والی صنعتیں پُرمنفعت کاروبار کریں گی، اور سامان تعیش تیار کرنے والی صنعتیں گھاٹے میں رہیں گی۔ نتیجہ یہ کہ ایک صنعت سے دوسری صنعت میں نقل محنت واقع ہوگی۔ اس مفروضے کے مغالطے کو کہ اخراجات تعیش کے گھٹ جانے کی وجہ سے مزدوروں کی نسبتہً کم تعداد کام پر لگی رہے گی کئی دفعہ خلاف واقعہ ثابت کیا جاچکا ہے[1]۔ رقم پس انداز کرنے اور شغل اصل کرنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ مزدوروں کو کام ملنا بند ہو جاتا ہے یا اُن کے لیے ملازمت کا موقع کم ہو جاتا ہے بلکہ محض یہ کہ اب مزدوروں سے ایک جداگانہ طریقے سے کام لیا جاتا ہے۔

لیکن قلیل سی مدت کے گزرنے کے بعد ہی آلات اور کلوں کو استعمال کرنا ضروری ہے، تاکہ ان سے مزید قابل صرف اشیا طیار ہوں۔ سوال یہ ہے کہ کس قسم کی قابل صرف اشیا کی طلب ہوگی؟ یہ اشیا ایسی نہ ہوں گی جو شغل اصل کرنے والوں اور رقم پس انداز کرنے والوں (اغلباً خوش حال طبقے) کی طلب کو پورا کریں۔ مفروضے کے لحاظ سے، یہ طبقہ تمتع کی خاطر اشیا نہ خریدے گا؛ بلکہ وہ ہر حالت میں اس قسم کے اخراجات کو اقل ترین حد تک گھٹا دے گا۔ لیکن مزدوروں نے تو اپنی نفس کشی کا کوئی قانون منظور نہیں کیا ہے۔ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنیوالی اشیا کے لیے غیر محدود بازار موجود ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اگر اشیا کی خریداری بڑھانی مقصود ہو تو اشیا انھی کی پسند اور خواہش کے مطابق

[1] دیکھو باب ۲۵ فصل (۲)۔

باب ۲

پیدائش مفرط و شغل مفرط

تیار کرنی چاہئیں۔ لیکن اس قسم کی اشیا کو فروخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی بشرطیکہ انھیں کافی کم قیمت پر فروخت کیا جائے۔ تمام عبقریوں[۵] میں بنی نوع انسان کی خوشحالی کے جتنے خواب دیکھے گئے ہیں ان سے بدرجہا زیادہ خوشحالی نصیب ہونے تک اُن اشیا کی فروخت کے لیے غیر محدود طریقے پر قابل توسیع بازار مل سکتا ہے، جو انسانوں کے اس طبقے کے استعمال کے لیے موزوں ہوگا۔

لیکن اس کا اعادہ کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ جو اشیا مزدوروں کے ہاتھ فروخت کی جاتی ہیں ان کی مقدار جتنی جتنی بڑھتی جائے اتنا اتنا ان کی قیمت میں کمی کرنا ضروری ہے۔ اگر کثیر المقدار رقوم پس انداز کرنے کا کل عمل اور مناسب ترمیم یافتہ پیدائش بے کم و کاست سختی کے ساتھ انجام پائے تو انجام کار وہ سب اشیا، جو مزدوروں کے استعمال کے لیے تیار کی جائیں گی، منافعے کے بغیر فروخت کی جائیں گی۔ بلکہ اگر پیدائش بہت شد و مد کے ساتھ جاری رکھی جائے تو نہ صرف منافعہ نہ ہوگا بلکہ نقصان کے ساتھ اشیا فروخت کی جائیں گی۔ اس طرح پیدائش کی کثرت ویسی ہی عام ہو جائے گی جیسی کہ اس امکان کے قائل اشخاص کے پیش نظر اور ذہن میں ہے۔ یعنی پیدائش فی الواقع فروخت کے امکان سے تجاوز نہ کرے گی بلکہ نفع کے ساتھ فروخت کرنے کے امکان سے تجاوز کر جائے گی۔

56

لیکن اس قسم کی صورت حالات میں مشکلات کی اصلی وجہ بظاہر مفرط پیدائش نہیں ہے بلکہ فراہمیٔ اصل اور شغل اصل کی کثرت و افراط ہے۔ معمولی حالتوں میں شغل اصل کا مطلب یہ ہے کہ مزدوروں کو مسلسل "پیشگیاں" دی جائیں اور یہ کہ مزدور خود جتنی اجرت پائیں اس سے زیادہ مسلسل تیار کرتے رہیں۔ پس انداز کردہ رقوم کے مفروضہ اضافے اور اخراجات تعیش کی تخفیف کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ مقدار اجرت کی مزدوروں کو دی جائے گی۔ اگر مزدوروں کو پیشگی ادا کرنے کا سلسلہ انتہائی طریقے پر

۵۔ Utopias

باب ۶
پیدائش مفرط و شغل مفرط

جاری رہا تو مزدوروں کی پیدا کردہ مقداریں اُن مقداروں کی بازیابی کرنے کے لیے بہ مشکل کافی ہوں گی جو مزدوروں کو اجرت کی شکل میں پیشگی دی گئی تھیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس عمل کے آغاز ہونے سے پیشتر مزدوروں کا کچھ حصہ اصلداروں کے صرف کے لیے اور کچھ حصہ خود مزدوروں کے صرف کے لیے اشیا بنانے میں مصروف تھا۔ اس عمل کے ختم ہونے کے بعد سب یا تقریباً سب فرد ور محض ایک دوسرے کے لیے اشیا بنانے میں مصروف رہیں گے۔ گویا مزدور ہی وہ سب اشیا صرف کریں گے جو انھوں نے تیار کیں اور اصل سے کوئی آمدنی وصول نہ ہوگی۔

اس نتیجے کا بیان اور ان مدارج کا بیان جن کے ذریعے سے اس نتیجے تک رسائی ہوتی ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ نتیجہ کس قدر غیر ممکن وغیر اغلب ہے۔ اس صورت کا تصور تو ممکن ہے، لیکن اس کا وقوع اس قدر غیر اغلب ہے کہ اس کو بالکل غیر ممکن کہا جا سکتا ہے۔ اس میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ فراہمئ اصل اور شغل اصل کورانہ طریق پر اور کسی آمدنی کا لحاظ کیے بغیر عمل میں آتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ سابقہ بابوں میں بیان کیا جا چکا ہے، فراہمئ اصل اور سود میں جو تعلق ہے وہ سیدھا سادا نہیں ہے۔ لیکن یہ خیال کر لینا لغو ہے کہ اگر فراہمئ اصل سے کوئی سود نہ بھی ملے تب بھی فراہمی لامتناہی طریقے پر اور بلا کم وکاست جاری رہے گی۔ نفع کی اس عدم وصول یابی کا باعث جس دباؤ کو فرض کیا گیا ہے وہ خود بخود رفع ہو جائیگا۔ جب سود میں تخفیف ہوگی تو کثیر التعداد خوشحال لوگ یہ نتیجہ نکالیں گے کہ رقم کا خرچ کرنا اور مشغول کرنا دونوں ان کے لیے مساوی ہیں، چنانچہ وہ مکانات، تصاویر، موٹر کار، شام پین خریدیں گے اور اس کی وجہ سے مزدوروں کی محنت ان اشیا کے تیار کرنے میں صرف ہونے لگیگی۔ اس طرح مزدوروں کے صرف کے لیے کم اشیا تیار ہونے اور پیدائش کے سب شعبوں میں منافعے اور سود کے وصول ہونے سے بتدریج از سر نو توازن قائم ہو جائے گا۔

باب ۱۲ پیدائش مفرط و شغل مفرط

57

یہ سوال کہ مسلسل شغل اصل کا عمل کس حد تک جاری رہے گا اور بالآخر منافع کی موقوفی کی حد کب آجائے گی اس پر منحصر ہے کہ اضافۂ اصل کا اثر کسی صنعت کی پیدا آوری پر کیا پڑتا ہے۔ جیساکہ گزشتہ بابوں میں بیان کیاجاچکا ہے، بعض معاشئین کا خیال ہے کہ اصل کے اضافے کے معنی پیدائش کے غیر محدود اضافے کے ہیں، یعنی یہ کہ پیدا وار میں بحیثیت مجموعی لازماً اضافہ ہو گو اضافے کی شرح بتدریج گھٹتی جائے۔ اگر صورت حالات یہ ہو تو اصل سے ہمیشہ سود وصول ہوگا، خواہ فراہم کردہ اصل کی مقدار کتنی ہی کیوں نہ بڑھ جائے۔ میں نے خود اپنا خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ کثیر مقدار میں پس انداز کردہ رقوم کو استعمال کرنے سے اور زیادہ مقدار میں اصل فراہم کرنے سے کارگردگی میں خود بخود اور یقینی طور پر اضافہ نہیں ہوتا، اس اضافے کا انحصار ایجادوں کی ترقی پر ہے۔ بہرکیف اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر اصل کی کثیر مقدار مصروف کار ہو تو اس کا سود گھٹ جائے گا؛ اور ماحصل کی تدریجی تخفیف یا سود کی کمی بعینہ وہی اثرات پیدا کرے گی جیسے کہ سود کلیتہً غائب ہوجانے سے پیدا ہوتے۔ یہ تخفیف فراہمی اصل کو روکے گی اور اس طرح خود اپنا آپ علاج کرلے گی۔

روڈ برٹس نے، جو گروہ اشتراکیین کے قابل ترین افراد میں سے گزرا ہے، مفرط پیدائش کے ایسے نظریے کے ذریعے سے جو ہمارے بیان کردہ نظریے سے بہت کچھ مشابہت رکھتا ہے صنعتی بحران کی توجیہ پیش کرنے کی کوشش کی۔ اس نظریے میں صنعتی بحران کو، اصل کی خانگی ملکیت کا ناگزیر لازمہ و لاحقہ قرار دیا گیا ہے۔ مارکس اور دیگر اشتراکیین نے اسی کی توجیہ کا اعادہ کیا ہے۔ بیان یہ کیا جاتا ہے کہ خوش حال طبقہ مستقل طور سے شغل اصل کرنے اور پیدائش کو بڑھانے کا عزم صمیم رکھتا ہے؛ لیکن وہ خرچ کرنے کی جانب مائل نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس مزدوروں کے پاس اتنا زر ہی نہیں ہوتا کہ وہ اسے خرچ کریں؛ چنانچہ اسی وجہ سے پیدا آور قوت، ہمیشہ صرف کرنے کی قوت پر سبقت لیجاتی ہے اور اسی سبب سے صنعتی بحران بار بار رونما ہوتا ہے۔

باب ۱۴
پیدائش مفرط و شغل مفرط

اس کا جواب یہ ہے کہ مزدور خرچ کرنے کی ہر طرح قابلیت رکھتے ہیں۔ خوش حال طبقے کی جانب سے شغل اصل عمل میں آنے کے معنی محض یہ ہیں کہ "صرف کرنے کی قوت" اجرت کی شکل میں مزدوروں کو منتقل ہو جاتی ہے۔ "صرف کرنے کی قوت" میں کمی نہیں ہوتی۔ اگر حقیقت میں یہ عمل انتہائی حالت کو پہنچ جائے، یعنی اگر شغل اصل کرنے والے بلا لحاظ نتائج استقلال کے ساتھ اور بلا تامل پس انداز کرتے چلے جائیں، تو انجام کار مفرط پیدائش کی صورت اس معنی میں لازماً رونما ہو گی کہ منافعہ یا سود کلیتہً غائب ہو جائے گا۔ لیکن ایسی انتہائی حالت کبھی صورت پذیر نہ ہو گی۔ اس کے صورت پذیر ہونے کے بہت پیشتر ہی زائد از ضرورت شغل اصل کا عمل رک جائے گا، طلب از سر نو منتظم ہو گی اور مختلف قسم کی اشیا ایسے تناسب سے طیار ہوں گی کہ (نا گزیر اتفاقی غلطیوں سے قطع نظر کر کے) سب اشیا منافعے کے ساتھ فروخت ہو جائیں گی۔

گو انتہائی حالتوں اور غیر ممکن مفروضات کی یہ تحلیل ممکن ہے کہ بظاہر خیالی معلوم ہو، پھر بھی وہ اس لحاظ سے ضروری ہے کہ مفروضہ قسم کی مفرط پیدائش کے حقیقی مفہوم کو واضح کرنے میں سہولت پیدا کرتی ہے۔ اور موجودہ زمانے کی زندگی کے حقیقی مظاہر سے اس کا جتنا تعلق بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے حقیقت میں اس سے بدرجہا زیادہ تعلق وہ رکھتی ہے؛ اس لیے کہ گو انتہائی حالت رونما نہیں ہوتی لیکن ایسے رجحانات ضرور پائے جاتے ہیں جو اس کے رونما ہونے کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اب ان کی جانب توجہ کرنا مناسب ہو گا۔

58

۳۔ واقعہ یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں قلیل مدت کے لیے اصل کی فراہمی اندھا دھند اور تقریباً آپ سے آپ عمل میں آتی ہے۔ رقوم محض اس وجہ سے پس انداز اور مشغول کی جاتی ہیں کہ متمول طبقے میں اس کی عادت گہری جڑیں پکڑ چکی ہے اور شغل اصل کے ابتدائی مراحل کا انتظام نہایت مکمل حالت میں ہے، یعنی خانگی اور سرکاری سیونگ بنک، شغل اصل انجام دینے والے ساہوکار، مشترک سرمایہ دار کمپنیاں وغیرہ موجود ہیں۔ اسی وجہ سے

باب ۴
پیدائش مفرط و شغل مفرط

ایسے کاروبار کے لیے جس کو سب پسند کرتے ہوں اور جس سے سب متعارف ہوں "اصل" بہ شکل زر ہمیشہ غیر محدود مقدار میں دستیاب ہو سکتا ہے۔ اور اس قسم کے کاروبار میں مقابلے کا بہت بڑا اور تقریباً دائمی دباؤ موجود ہوتا ہے اور مفرط پیدائش کی جانب میلان پایا جاتا ہے۔ یہاں مفرط پیدائش کو اس معنی میں استعمال کیا گیا ہے کہ منافعہ کے ساتھ جتنی اشیا فروخت کیجا سکیں ان سے زیادہ مقدار میں تیار کی جائیں۔ یہ میلان ان صنعتوں سے مخصوص نہیں ہوتا جو مزدوروں کے صرف کے لیے اشیا تیار کرتی ہیں بلکہ ہر اُس صنعت میں جو اچھی طرح قائم ہو یا جو اپنا کاروبار عمدہ طریقوں پہ چلا رہی ہو ظاہر ہوتا ہے۔ اس صورت میں مقابلہ ہمیشہ سرگرمی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اصل کا ماحصل اقل ترین حدود کے اندر اندر ہوتا ہے! اور اس خطرے سے صنعتی بے ضابطگی اور عدم تیقن کا اندیشہ ظاہر ہوتا ہے، یعنی، منافعے کے غائب ہو جانے کی وجہ سے کام رُک جاتا ہے! اور قلیل مدت کے بعد پھر منافعہ ملنے کی توقع میں از سر نو کاروبار کا آغاز کیا جاتا ہے، لوگ شغل اصل کو کلیتہً ترک کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے، تاہم شغل اصل کو قائم رکھنے کی یا اس کو منافع کے ساتھ وسیع کرنے کی کم از کم صلاحیت نہیں ہوتی۔

اس خطرے سے بچنے کا راستہ، اگر اس کو حقیقی اور عام خطرہ کہا جا سکتا ہے، صاف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ پیدائش کے طریقوں میں اور پیدائش کے رُخ میں فوراً تبدیلی کر دی جائے۔ چنانچہ جو صنعتیں مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں ان کے طریق پیدائش میں ہمیشہ تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ جب تک اصلاحات و ترقیات کی وجہ سے اصل کی زیادہ کھپت ہوتی رہے، یعنی جب تک محنت بالواسطہ طریقوں سے زیادہ صرف ہو، اس وقت تک پہلے سے زیادہ شغل اصل پر معاوضہ مل سکتا ہے۔ پیدائش کے رُخ میں جو تبدیلی واقع ہوتی ہے وہ تنوع کے ذریعے سے اور نئی نئی احتیاجوں کو پورا کرنے کے لیے نئی اشیا مہیا کرنے کے ذریعے سے واقع ہوتی ہے۔ جب مسابقت کی وجہ سے روزمرہ کی عام استعمال کی

باب ۲۱
پیدائش مفرطہ
شغل مفرط
59

ان اشیا کی زائد از ضرورت پیدائش کا خطرہ نمودار ہوا جن سے ہم سب چند نسل پیشتر مانوس تھے تو مختلف قسم کی نئی اشیا مثلاً آرائشی چیزیں، دیوار پر چسپاں کرنے کے کاغذ، کمبل، قالین، میز کے لوازم، گھر کا فرنیچر اور میوے وغیرہ کی طیاری کے لیے محنت صرف ہونے لگی۔ بعض اوقات قنوطیت کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ تمام ایجادات اور تہذیب و شائستگی کے تمام ساز و سامان اور ترقیات نے عامۃ الناس کی حالت میں ذرہ برابر بھی اصلاح نہیں کی ہے۔ تاہم جو شخص یہ دیکھے گا کہ عامۃ الناس کے لیے موجودہ زمانے میں کیا کیا اشیا تیار کی جاتی ہیں اور ایک صدی قبل متمول طبقے کے لیے جو چیزیں تیار کیجاتی تھیں ان کا ان اشیا سے مقابلہ کرے گا، وہ یہ ضرور معلوم کرے گا کہ یہ بیان کس حد تک غلط ہے۔ یہ کہنا بہت زیادہ صحیح ہوگا کہ اکثر آدمیوں کی محنت میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان اشیا کی مقدار کی کثرت اور ان کے تنوع کی شکل میں بہت فائدہ حاصل ہوا ہے جن سے تسکین پذیری ہوتی ہے۔ یہ فائدہ جس عمل کے ذریعے "مفرط پیدائش" کے بغیر، یعنی عموماً نقصان کے ساتھ اشیا فروخت کیے بغیر، حاصل ہوا ہے، وہ ایک طرف تو ایجاد و اصلاح پر اور دوسری طرف پیدا کردہ اشیا کے تنوع اور گوناگونی پر مشتمل ہے۔

اس طرح اس بیان کے لیے کہ نظام سرمایہ داری اپنے اندر خود اپنی تباہی کے تخم رکھتا ہے ایک ظاہری سبب موجود ہے۔ یوں تو فراہمی اصل کے دباؤ میں منافعے کو معدوم کرنے کا خطرہ مضمر ہوتا ہے۔ لیکن اس میں ایجاد اور تنوع کے ذریعے نقصان کی تلافی کرنے کی قوتیں بھی موجود ہیں۔ اور آخری چارۂ کار کے طور پر فراہمی اصل کو ترک کرنے کا ہمیشہ اختیار ہوتا ہے جس پر اس نظام کا شیرازہ حقیقت میں بکھرنے سے قبل عمل کرنا یقینی ہے۔

۴۔ انفرادی صنعتوں میں سے بعضوں میں بقیہ کے مقابلے میں بظاہر مفرط پیدائش کا بدور، بلکہ علی التواتر رونما ہونے کا خطرہ ہوتا ہے؛ یعنی اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ پیداوار اس قدر بڑھ جائے کہ اس کو

باب ۱۲
پیدائش مفرط و شغل مفرط

نقصان کے ساتھ فروخت کرنا پڑے۔ چنانچہ عام قسم کی صنعتوں کی حالت جو بڑے پیمانے پر کاروبار کرتی ہیں ایسی ہی ہوتی ہے؛ خاصکر اگر وہ طلب کی ہوہی بے ضابطگیوں کے تابع ہوں۔

اس طرح کئی سال تک یہ کہا جاتا رہا کہ امریکہ میں چھوٹے کوئلے کی مفرط پیدائش ہو رہی ہے اور نقصان سے بچنے کے لیے رسد کو گھٹانے کی ضرورت ہے۔ لیکن تمام معدنیات کے مثل، کوئلے کے معدنیات میں کام کرنے کے لیے گڑھے کھودنے، آلات پیمائش سطح، کلوں اور نقل و حمل میں کثیر المقدار اصل کی ضرورت پڑتی ہے۔ چھوٹے کوئلے کی صورت میں پلانٹ اور کلیں اتنی بڑی ہونی چاہئیں جو سرما کے مہینوں کی شدید ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کافی ہوں؛ اس لیے کہ ایندھن زیادہ تر گھریلو اغراض کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور مقدار مطلوبہ اس موسم میں بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔ قوت محرکہ کے لیے جو کوئلہ استعمال کیا جاتا ہے (چنانچہ قیری کوئلہ اس غرض کے لیے بکثرت استعمال کیا جاتا ہے) وہ طلب کے موسمی تغیرات سے اس درجہ نمایاں طریقے پر متاثر نہیں ہوتا۔ سرما میں چھوٹے کوئلے کو کلوں کے ذریعے سے خاصے وسیع پیمانے پر نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن گرما میں یہ کلیں زائد از ضرورت ہو جاتی ہیں۔ پھر بھی ان کو گرما اور سرما دونوں موسموں میں مسلسل استعمال کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ جیساکہ تمام کلوں کا قاعدہ ہے، کان کنی کی کلوں کو بھی بیکار رکھنے میں نقصان ہوتا ہے۔ صرف کی بے اعتدالیوں کو رفع کرنے کے لیے کوئلے کا بڑے پیمانے پر ذخیرہ جمع کرنا بہت دقت طلب ہے۔ اسی وجہ سے ہم سے کہا جاتا ہے کہ مفرط پیدائش متواتر وقوع پذیر ہوتی ہے؛ اور کوئلہ نکالنے والوں کے درمیان کچھ سمجھوتہ ہونا ضروری ہے تاکہ بازار میں جتنی مجموعی مقدار بھیجی جائے وہ منفعت بخش فروخت کے حدود کے اندر رہے۔ ورنہ کبھی تو گرما گرم جد و جہد ہوتی ہے اور گلو تراش مقابلہ ہوتا ہے اور کبھی اس کے بعد ہی کاروبار رک جاتا ہے اور کساد بازاری رونما ہوتی ہے؛ اس تمام چکر کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مزدوروں کو پابندی سے

60

باب ۷
پیدائش مفرط و
شغل مفرط

کام نہیں ملتا اور معاشری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ۔

چنانچہ انھی وجوہ کی بنا پر تجارتی اتحاد اور جتھابندیوں کو معاشرے کے لیے حقیقت میں مفید کیا گیا ہے[1]۔ یہ غیر ممکن نہیں ہے کہ تجارتی جتھوں سے ایسا فائدہ حاصل ہو، لیکن میرا یہ گمان ہے کہ اس خطرے کو مبالغے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، بلکہ اس کا امکان ہے کہ علاج مرض سے زیادہ مہلک ثابت ہو۔ کاروباری اشخاص اور اصلدار مفرط پیدائش کے معنی عام طور سے یہ نہیں لیتے کہ منافع غائب ہو جاتا ہے، بلکہ یہ کہ وہ جتنا منافع چاہتے ہیں اس سے کم ملتا ہے۔ جب وہ فی الحقیقت یہ چاہتے ہیں کہ انھیں کثیر المقدار منافعہ ملے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ منافعہ معقول اور واجبی ملنا چاہیے۔ اس طرح مفرط پیدائش اس معنی میں کہ رسد اس قدر کثیر ہو کہ اشیا حقیقی نقصان کے ساتھ فروخت ہوں اس سے نسبتاً بہت کم عام ہوتی ہے جو کاروباری طبقہ ہیں باور کراتا ہے؛ اور جب مفرط پیدائش وقوع پذیر ہوتی ہے تو اس کا باعث طلب کے وہ تغیرات ہوتے ہیں جو منتشر پیدا کرنے والوں کو جس طرح متاثر کر سکتے ہیں اسی طرح ٹرسٹ یا اتحاد کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔ مفرط پیدائش اور صنعتی بے قاعدگی کی روک تھام کرنے کا ذریعہ ہونے کی حیثیت سے تجارتی اتحاد کی جو تائید کیجاتی ہے وہ نہ صرف محض ایسا اجارہ قائم کرنے کی کوشش شروع کرنے کا بالعموم حیلہ ہوتی ہے جس سے پیدائش کی تحدید ہوگی بلکہ زائد قیمت کی صورت میں عوام کو زیر بار کرکے باقاعدگی پیدا کرنے یا اس کی کوشش کرنے کا بھی بہانہ ہوتی ہے۔

۵ صنعتی بحران کے متعلق بعض مظاہر اور خاصکر کساد بازاری کے زمانے کے واقعات کی رفتار مفرط پیدائش کی جانب منسوب کی جاتی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کساد بازاری کے زمانے میں اس سے زیادہ اشیا تیار کیجاتی ہیں جتنی کہ سرعت کے ساتھ یا منافعے پر فروخت کیجا سکتی ہیں؛

[1] باب ۶ فصل (۵)۔

باب ۲۱
پیدائش مفرط و شغل مفرط

کیا عام طور سے یا منافعے پر مفرط پیدائش نہیں ہوتی۔
لیکن یہ مظاہر آلۂ مبادلہ کی شکست کا نتیجہ ہوتے ہیں[له]۔ ان کا باعث وہ دائمی اور شدید مشکلات نہیں ہیں جو منفعت بخش اور قابل توسیع بازار کے تلاش کرنے میں پیش آتی ہیں؛ بلکہ ان کا سبب یہ واقعہ ہوتا ہے کہ اعتماد میں تزلزل پیدا ہو گیا، اعتبار میں خلل واقع ہوا اور پیدائش اور فروخت کی معمولی رفتار کو سخت صدمہ پہنچا۔ فی الحقیقت ان مظاہر کو ایک حد تک کم و بیش حقیقی "مفرط پیدائش" کیجانب منسوب کیا جا سکتا ہے، یعنی اس واقعے پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ بعض صنعتیں موجودہ بلکہ مستقبل کی ضرورتوں کی تکمیل کی حد سے بہت زیادہ تجاوز کر گئی ہیں۔ یہ حالات مرور زمانہ کے ساتھ اپنی آپ اصلاح کر لیتے ہیں۔ آلۂ مبادلہ کا عمل اپنی معمولی اور اصلی حالت پر عود کر آتا ہے اور پیدائش کی بدنظمی رفع ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، بدقسمتی سے، کامل طور سے صحیح اور معمولی تنظیم کی حالت کبھی رونما نہیں ہوتی۔ حد سے زیادہ اور ناواجب گرماگرمی اور سرگرم جد و جہد کے بعد ناواجب اور حد سے زیادہ کساد بازاری کے رونما ہونے کا قرینہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ تغیرات اساسی حیثیت سے عام مفرط پیدائش کے کسی رجحان سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ جو مسائل پیش کرتے ہیں ان کا تعلق زیادہ تر زر، بنک کے کاروبار اور اعتبار سے ہے؛ دقتوں کے حل کی حد تک یہ مظاہر واقفیت کی اصلاح کی طرف اور صنعت کو ترقی کے ساتھ اور بے قاعدگی کے بغیر چلانے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ان کا تعلق طلب کے ان مفروضہ تحدیدات سے یا دائمی مفرط شغل اصل کے اُن امکانات سے نہیں ہے، جن پر عام مفرط پیدائش کے خطرے کے قائلین زور دیتے ہیں۔

له۔ دیکھو باب ۲۸ صنعتی بحران کے بارے میں۔

باب ۴۲

لگان۔ زراعت اور حقیّت اراضی

62

(۱) "حصل زائد" یا "لگان" کا نظریہ۔ لگان، قیمت کو متعین کرنے والے مصارف پیدائش کا جزو نہیں ہوتا۔ لگان، زمین کی مخصوص پیداوار نہیں ہے۔ (۲) لگان کا دارومدار تقلیل حاصل زمین پر ہے۔ موقع محل کی سہولتیں لگان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ (۳) اصول تقلیل حاصل کے شرایط و مستثنیات: تکثیر حاصل کی ممکنہ صورت؛ صرف مخصوص خطے قابل لحاظ ہیں؛ اُصول کا تعلق پیداوار کی مادی مقدار سے ہے نہ کہ پیداوار کی قیمت سے؛ زرعی مہارت کی ایک مقررہ حالت فرض کیجاتی ہے۔ (۴) وہ حالت جبکہ تقلیل حاصل کا رجحان قوی ہوتا ہے۔ (۵) کیا زمین میں اصلی اور لازوال یا لافانی قوتیں ہوتی ہیں؟ تاراجی کاشت؛ کاشت عمیق و کاشت وسیع۔ اصلی فروق و اختلافات کم ہو جاتے ہیں، لیکن معدوم نہیں ہوتے۔ (۶) حقیّت اراضی۔ زمین پر مالکوں کا ذاتی طور پر کاشت کرنا جنہیں سے ہر ایک کے پاس متوسط درجے کا کھیت ہو، بہترین معاشری فائدہ رکھتا ہے۔ (۷) کیا قوم کو زرعی لگان اپنے لیے مختص و محفوظ رکھنا چاہیئے؟۔

۱۔ موجودہ باب کے استدلال کو سمجھنے کے لیے ناظرین کو حصۂ اول

باب ۱۳

لگان، زراعت اور حقیقت ارضی

باب ۱۳ کی جانب متوجہ و رجوع ہونا چاہیئے۔ اس باب میں تغیر پذیر مصارف اور تقلیل حاصل کے حالات کے تحت قدر کی تحلیل کی گئی تھی۔ ان حالات کے تحت جب اختتامی مصارف اور اختتامی فروخت پذیری میں مساوات ہو تو رسد وطلب میں توازن پایا جاتا ہے۔ اگر اس کو سیدھے سادے الفاظ میں بیان کیا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ رسد کے سب سے بیش خرچ جزو کے مصارف، کل رسد کی طویل المدت قیمت کو متعین و منظم کرتے ہیں۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو لوگ کم مصارف کے ساتھ اشیا تیار کرتے ہیں وہی معمولی منافعہ سے زیادہ منافعہ حاصل کرتے ہیں۔ جلد اول میں صفحہ ۲۳۵ شکل نمبر (۶) پر دوبارہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ ب پر اختتامی پیدا کرنے والا، جو ب ج قیمت پر پیداوار فروخت کرتا ہے، نہ صرف اصل کا معمولی منافعہ حاصل کرتا ہے، بلکہ محنت کی معمولی اُجرت بھی پاتا ہے؛ خواہ اصل و محنت اس کے ہوں یا دوسروں سے سود اور اجرت پر حاصل کیئے ہوئے۔ اگر اس کو اتنا منافعہ وصول نہ ہو تو دیر یا سویر وہ اس حرفے سے دست کش ہو جائے گا۔ ل پر پیدا کرنے والے کے مصارف پیدایش، جن کی پیمایش ل ڈ کے فاصلے سے ہوتی ہے، کم ہوتے ہیں؛ اور اس کے لیئے یہ بالکل ممکن ہوگا کہ وہ ل ڈ قیمت پر اپنے کاروبار کو جاری رکھے۔ نقطۂ و پر پیدا کرنے والا، جو سب سے زیادہ سہولت اور فائدہ رکھتا ہے، قیمت رو کے بقدر قلیل ہو جانے کی صورت میں بھی اپنا کاروبار جاری رکھ سکتا ہے پھر بھی دونوں پیدا کرنے والے مروجہ قیمت ب ق = ق و پر اشیا فروخت کرتے ہیں، اور یہی وہ قیمت ہے جو اس اعتبار سے ادا کرنی ضروری ہے کہ ب پر پیدا کرنے والا فائدے کے ساتھ اپنا کاروبار جاری رکھنے کے قابل ہو، اور جو اس لیے بھی ادا کرنی ضروری ہے کہ توازن قائم ہو سکے۔ بڑی مقدار ب ق اور چھوٹی مقداروں ل ڈ اور د و کا درمیانی فرق اس زائد منافعے کی پیمایش کرتا ہے جو زیادہ سہولت رکھنے والے تحت اختتامی پیدا کنندگان کو ملتا ہے۔ ان سب خوش قسمت اشخاص کو جو منافعہ ملتا ہے اس کی مجموعی مقدار

63

اُس رقبے سے ظاہر ہوتی ہے جو ق ک د کی کم و بیش مثلث نما شکل رکھتا ہے۔

یہ زائد مقدار، جو اختتامی پیدا کرنے والے کے مقابلے میں زیادہ سہولتیں رکھنے والے پیدا کرنے والوں کو ملتی ہے، اس کو علمائے معاشیات بالعموم اس لیے "لگان" کہتے ہیں کہ وہ عام طور سے زمین کے تعلق سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ تجویز کی گئی ہے کہ اس کو "پیدا کرنے والے کا ماحصل زائد" کہا جائے۔ عرف عام میں لگان کے معنی ایسی مقدار یا رقم کے ہیں جو ایک شخص کی جانب سے دوسرے شخص کو کسی دیر پا شئے مثلاً خطۂ زمین، مکان، پیانو کے مستعار دیئے جانے کے معاوضے یا کرائے کے طور پر ادا کی جائے۔ علمائے معاشیات جن کی مادری زبان انگریزی ہے، لگان کو زمین کے مخصوص حوالے سے "پیدا کرنے والے کے نفع یا ماحصل زائد" کے معنوں میں متعدد نسلوں سے استعمال کرتے آرہے ہیں اور اس کی وجہ سے لفظ "لگان" (Rent) کے ساتھ یہ اصطلاحی مفہوم وابستہ ہوگیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ "پیدا کرنے والوں کا نفع" نسبتہً زیادہ موزوں اصطلاح ہے، اور یہ کہ "لگان" کا لفظ استعمال کرنے میں صرف یہی خرابی نہیں ہے کہ اس کا فنی و اصطلاحی مفہوم روزمرہ کے عرفی مفہوم سے متصادم ہو جاتا ہے، بلکہ اس طرح وہ ان اشخاص میں غلط فہمی پھیلانے کی جانب بھی رہبری کرتا ہے جو علمائے معاشیات کی مصطلحات سے ناواقف ہیں۔ لیکن "لگان" کی اصطلاح میں فائدہ یہ ہے کہ وہ بہت مختصر ہے اور مشہور ترین علمائے معاشیات کے دیرینہ استعمال کی سند اس کو حاصل ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں اس کو اسی اصطلاحی مفہوم میں استعمال کیا جائے گا۔ جہاں کہیں غلط فہمی کا اندیشہ ہو وہاں اس کو "معاشی لگان" کہا جائے گا۔ لیکن جہاں "لگان" عرفی اور غیر اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوگا وہاں سیاق و سباق یا واضح انتباہ سے غلط فہمی و پیچیدگی پیدا ہونے دی جائے گی۔

لگان، مصارف پیدائش کا کوئی جزو نہیں ہوتا، یعنی وہ اُن مصارف پیدائش کا جزو نہیں ہوتا جو قیمت پر اثر ڈالتے ہیں، وہ ایک ماحصل زائد ہے جو خوش قسمت پیدا کرنے والوں کے مجموعی مصارف ادا ہو جانے کے بعد

باب ۴۲
لگان، زراعت اور حقیقت اراضی

تفرقی نفع کے طور پر وصول ہوتا ہے۔ قیمت، اختتامی جرعے کے مصارف سے متعین ہوتی ہے۔ لگان ان عاملین میں سے نہیں ہے جو قیمت پر اثر ڈالتے ہیں بلکہ وہ قیمت کا نتیجہ اور آفریدہ ہے۔ لگان کا باعث وہ مقابلۃً اعلیٰ قیمت ہے جو مجموعی رسد کی نکاسی کے لیے ادا کرنی ضروری ہے۔

34

یہ صحیح ہے کہ بعض ایسے حالات و شرائط بھی ہیں جن کے تحت لگان بظاہر بعض پیدا کرنے والوں کے مصارف پیدائش میں داخل ہو سکتا ہے۔ فرض کرو کہ ایک پیدا کرنے والا جو نقطۂ د پر پیدائش کرتا ہے اور کسی دیرپا سہولت یا منفعت بخش ذریعے پر قابض ہے، مثلاً ایسے خطۂ زمین کا مالک ہے جو زرخیز ہے یا اچھا موقع محل رکھتا ہے، بذات خود کوئی کاروبار انجام دینا نہیں چاہتا بلکہ کسی دوسرے کو اپنی زمین کرائے پر دیدیتا ہے۔ یہ دوسرا شخص اس کو زمین کے استعمال کے لیے اسی مقدار ادا کرنے کے قابل ہو گا جس کی پیمائش د ق یا کل لگان سے ہو۔ یہی نہیں کہ وہ ایسا کرنے کے قابل ہو گا بلکہ مسابقت کی وجہ سے ایسا ہی کرنے پر مجبور رہو گا۔ اس زمین پر مقدار س و تمام مصارف پیدائش کو بہ شمول اُجرت محنت اور اصل کے سود کے پورا کرنے کے لیے کفایت کرتی ہے۔ اگر مالک زمین اپنے کھیت کو کاشتکاروں کو استعمال کرنے کے لیے دے تو کاشتکار اس کھیت کے لیے اُس نقطے تک مسابقت کریں گے جہاں تک کہ وہ محنت و اصل کی معمولی آمدنی کو اپنے لیے رکھ سکیں گے؛ یعنی وہ مقدار س ق تک لگان ادا کرنے کے لیے ایک دوسرے کے مقابلے میں بڑھیں گے۔ اس طرح س ق لگان ادا کرنے کا معاہدہ کرنے کے بعد کاشتکار یہ کہیگا کہ اس کے مصارف پیدائش ب پر اختتامی پیدائش کرنے والے کے اعلیٰ مصارف سے کم نہوں گے۔ اگرچہ وہ محنت کی اُجرت وغیرہ کے لیے کم مصارف ادا کرے گا، پھر بھی اس کو لگان ادا کرنا پڑے گا جو اختتامی پیدا کرنے والے کو ادا نہیں کرنا پڑتا۔ اس کے نقطۂ نظر سے لگان بھی اسی طرح مصارف پیدائش میں داخل ہے جس طرح اُجرت، اور اس کے مجموعی مصارف کسی دوسرے پیدا کرنے والے کے مصارف سے کسی طرح کم نہیں ہوتے۔ لیکن لگان کی تمامتر ادائیاں اگرچہ ان کو اس قسم کے کاشتکار "مصارف" کہتے ہیں،

باب ۱۲
لگان، زراعت اور حقیقت اراضی

قیمت سے واضح طور پر اس سے مختلف تعلق رکھتی ہیں جو قیمت اور مصارف پیدائش کے مابین ہے۔ لگان کی ادائی اختتامی حد کے اندر مصارف کی کمی کا نتیجہ ہے، نہ کہ اختتامی حد پر قیمت کا سبب۔ لگان کی ادائی ایسے مختلف اشخاص کی حیثیت میں تسویہ کرتی ہے جن میں سے کوئی بھی اتنا خوش قسمت نہیں ہوتا کہ منفعت بخش رسد کے ذریعے کا مالک ہو۔ ایسے شخص کے لیے جو حقیقت میں ایسے منفعت بخش ذریعے کا مالک ہو لگان کی ادائی زائد منافع کی حیثیت رکھتی ہے جو اس کو ہر صورت میں مساوی طور سے حاصل ہوتا ہے، خواہ وہ اپنی سہولتوں کا اپنے طور پر استحصال کرے یا یہ آمدنی اس کو کسی دوسرے شخص سے وصول ہو جو زمین کو استعمال کرنے کا حق حاصل کرنے کے لیے مسابقت میں سب سے زیادہ لگان ادا کرنے کے لیے آمادہ ہو۔

لگان کی سب سے عام مثال زرعی زمین کے لگان کی ہے اور یہی وہ مثال ہے جس سے اصول کی تشریح نہایت آسانی کے ساتھ ہوتی ہے۔ فرض کرو کہ و، ا اور ب پر پیدائش کرنے والوں کے پاس مختلف زرخیزی والے کھیت ہیں۔ اگر اصل و محنت کی مقررہ مقدار صرف کی جائے تو بحساب فی ایکڑ زمین و سے ۲۵ بشل، ا سے ۲۰ بشل اور ب سے ۱۵ بشل گیہوں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی قیمت ایسی ہونی چاہیئے جو ب پر گیہوں کی پیدائش کو منفعت بخش ثابت کرے؛ ورنہ مجموعی رسد تیار اور فراہم نہ ہو سکے گی۔ و اور ا پر جو رسد تیار کی جا سکتی ہے وہ محدود ہے اور رسد و طلب میں توازن قائم ہونے سے پیشتر ب پر زائد رسد حاصل کرنی ضروری ہے۔ قیمت اتنی اعلیٰ ہے کہ وہ ب پر پیدا کرنے والے کے لیے فی ایکڑ ۱۵ بشل کے حساب سے نفع آور ثابت ہونے کے لیے کافی ہے۔ ۱۵ بشل سے جو کچھ قیمت وصول ہوتی ہے وہ ا پر پیدا کرنے والے کے مصارف پیدائش (بہ شمول اصل کے معمولی سود ہا) کو پورا کرنے کے لیے بھی کافی ہے۔ اس طرح اس کی زمین سے ۵ بشل زائد پیداوار جو ملتی ہے وہ اس کے لیے زائد منافع کی حیثیت رکھتی ہے۔ علیٰ ہذا و پر جو دس بشل زائد ملتے ہیں وہ و پر پیدائش کرنے والے کے لیے زائد منافع بہم پہنچاتے ہیں۔ اور اگر و یا ا کے

65

باب ۲۲

لگان، زراعت اور حقیقت اراضی

مالک بجائے خود کاشت کرنے کے زمین دوسروں کو کرائے پر اٹھا دینا پسند کریں، تو وہ فی ایکڑ ۵ اور ۱۰ بشل کا لگان یا اس کا معادل بہ شکل قیمت حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس چیز کا نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا وہ یہ فائدہ بہتر محل وقوع کی وجہ سے بہ شکل مقدار پیداوار پائیں یا بہ شکل زر۔

بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ لگان زمین کی مخصوص پیداوار ہے۔ علی ہذا سود کے متعلق بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اصل کی پیداوار ہے، اور اجرت محنت کی پیداوار ہے؛ اور اس طرح تقسیم دولت کے تین عناصر، اجرت، سود اور لگان، پیدائش دولت کے تین عوامل، محنت، اصل اور زمین سے علی الترتیب منسوب کیے جاتے ہیں۔ لیکن ان مصطلحات کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔ اصل کے بارے میں ایسی اصطلاح کو استعمال کرنے کی بابت جو اعتراض ہے اس کے اسباب کو بیان کیا جا چکا ہے[1]۔ محنت کو بعض طریقوں سے استعمال کرنے سے جتنی پیداوار حاصل ہوتی ہے اس سے زیادہ محنت کو دوسرے طریقوں (یعنی آلات) کے ذریعے سے استعمال کرنے سے حاصل ہوتی ہے؛ اور صرف اسی مفہوم کے لحاظ سے اصل میں پیدا آوری ہوتی ہے۔ زمین کے بارے میں بھی اس اصطلاح کو استعمال کرنے میں اسی قسم کی احتیاط برتنی چاہیے۔ بعض زمینوں پر جو محنت صرف کی جاتی ہے اس کی پیداوار دوسری زمینوں پر صرف کردہ محنت کی پیداوار سے زیادہ ہوتی ہے؛ اور صرف اسی مفہوم کے لحاظ سے زمین میں پیدا آوری ہوتی ہے۔ اگر زمین رسد کے لحاظ سے غیر محدود اور خوبی کے اعتبار سے یکساں ہو، تب بھی جو قدرتی قوتیں اس کے اندر مضمر ہوں گی ان کی تنظیم محنت کے ذریعے سے کی جائے گی اور محنت ہی کے ذریعے سے ان سے استفادہ کیا جائے گا۔ لیکن کسی خطۂ زمین سے نہ تو تفرقی پیداوار حاصل ہوگی اور نہ کوئی لگان وصول ہوگا، اور یہ خیال کرنے کا کوئی موقع ہی نہ ہوگا کہ زمین کی پیدا آوری کے فرق کے باعث لگان پیدا ہوتا ہے۔ لگان تو رسد کے بہتر ذرائع کی تحدید کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے؛ اور اس وجہ سے

[1] دیکھو باب ۳۸ فصل (۴)۔

پیدا ہوتا ہے کہ محنت کی مساوی مقداروں سے حاصل کی ہوئی پیداواروں کی مقداروں میں فرق ہوتا ہے۔

۲۔ لگان کا اساسی اصول یہی ہے۔ لیکن وہ متعدد مستثنیات و شرایط چاہتا ہے۔ یہ شرایط پیدآوری کے فرق و اختلافات کے اسباب اور انواع سے متعلق ہیں اور ان پر الگ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ زرعی زمین کی مثال، جو پہلے بھی اکثر دفعہ اصول کی تمثیل کے لیے استعمال کی گئی ہے، پہلے لیجا سکتی ہے؛ اور موجودہ باب کے آخر تک یہی ہماری توجہ کا مرکز رہے گی۔

تاوقتیکہ کسی ایک خطۂ زمین میں تقلیل حاصل کا رجحان نہو لگان جیسی کوئی چیز پیدا نہیں ہوسکتی۔ اگر رسد کے بہتر ذرایع ماحصل کو کم کیے بغیر غیر محدود طریقے پر استعمال کیے جاسکیں، یعنی اگر اصل و محنت کی زیادہ سے زیادہ مقدار زمین کے کسی مقررہ خطے میں لگائی جاسکے اور اس سے ہمیشہ اتنی زائد پیداوار حاصل ہو جو زائد مصارف کے متناسب ہو، تب تو محض اصل و محنت کے انھی بہتر ذرائع کو استعمال کیا جائے گا۔ ادنیٰ درجے کی زمینوں کو کوئی ہاتھ نہ لگائے گا، اور سب زرعی پیداوار عمدہ زمینوں سے ہی حاصل کی جائے گی۔ اس واقعے سے کہ حقیقت میں صورت حال ایسی نہیں ہوتی؛ نیز یہ کہ اعلیٰ درجے کی زمینیں، اوسط درجے کی زمینیں اور ادنیٰ درجے کی زمینیں سب ایک ساتھ کاشت ہوتی ہیں، یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی ایک خطۂ زمین میں کسی نہ کسی نوبت پر تقلیل حاصل کا میلان ظاہر ہوتا ہے۔

جب زائد اصل اور محنت کاشت میں استعمال کیے جاتے ہیں تو ممکن ہے کہ نفس معاملہ پر اس کا کوئی اثر نہ پڑے کہ آیا وہ ادنیٰ زمینوں پر استعمال کیے جاتے ہیں کہ خراب حالات کے تحت اعلیٰ زمینوں پر۔ گزشتہ فصل میں زمین کے تین درجے فرض کیے گئے جن کا ماحصل محنت و اصل کی ایک ہی مقررہ مقدار کے استعمال سے بحساب فی ایکڑ ۲۵، ۲۰ اور ۱۵ بشل ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی خیال کیا جاسکتا ہے کہ محنت و اصل کو تین الگ الگ زمینوں پر استعمال کرنے کے بجائے ایک ہی زمین پر الگ الگ استعمال کیا جاتا ہے، اور ان سے یکے بعد دیگرے ۲۵، ۲۰، ۱۵ بشل فی ایکڑ ماحصل تدریجاً تقلیل پذیر تناسب سے وصول ہوتا ہے۔

باب ۴۲
لگان زراعت اور حقیت اراضی

ہر صورت میں اختتامی پیداوار ۱۵ ہے۔ دونوں صورتوں میں ۱۵ بشل جو آخری قسط پر مبنی ہیں اس وقت تک بازار نہ لائے جائیں گے جب تک کہ ان سے ایسی قیمت وصول نہ ہو جو ان کی پیدائش کو نفع آور ثابت کرے؛ اسی وجہ سے دونوں صورتوں میں دوسری اقساط سے ماحصل زائد یا لگان ملتا ہے۔ دونوں صورتوں میں کاشت مختتم کی حد پیدائش کی وہ حالت ہے جس میں محنت واصل کا صرف معمولی ماحصل ملتا ہے۔ اختتامی حد کو "وسیع" اس وقت کہا جاتا ہے جب ادنیٰ زمینیں زیر کاشت آنے لگتی ہیں؛ اور جب عمدہ زمینوں پر کم موافق حالات کے تحت زیادہ سے زیادہ اصل اور محنت صرف کیئے جاتے ہیں تو اختتامی کاشت کو "عمیق" کہا جاتا ہے۔ پیداوار میں فرق لازماً رونما ہوگا اور اس لحاظ سے بطور فرق زائد آمدنی وصول ہوگی، خواہ سب زمینیں اصل و محنت کے استعمال سے قبل حقیقت میں ایک ہی مقررہ خوبی رکھتی ہوں حقیقت تو یہ ہے کہ زمین کے قدرتی خواص میں کبھی مساوات و یکسانی نہیں پائی جاتی۔ کوئی خطہ اچھا ہوتا ہے اور کوئی اس سے زیادہ یا کم اچھا ہوتا ہے؛ اسی وجہ سے اختتامی کاشت "وسیع" اور "عمیق" دونوں ہوسکتی ہے۔

67

محل وقوع کے اختلافات کا ٹھیک وہی اثر ہوتا ہے جو زرخیزی کے اختلافات کا ہوتا ہے موقع محل کے اثرات کی سبب سے موزوں خیال جس کو سب سے پہلے جرمانی عالم معاشیات تھیونن نے دقت نظر کے ساتھ مرتب کر کے پیش کیا تھا، اس مفروضے میں ملتی ہے کہ سب زمینیں ایک ہی مقررہ زرخیزی رکھتی ہوں اور وہ سب کی سب ایک مرکزی شہر کے تمام اطراف و جوانب میں واقع ہوں، اور ان کھیتوں کی پیداوار مرکزی شہر میں بغرض فروخت لائی جاتی ہو۔ یہ تصور کرلو کہ ایسے مرکزی نقطے کے اردگرد متعدد ہم مرکز دائرے کھینچے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ زمین جو قریب تر حلقوں میں واقع ہوگی دوسری دور افتادہ زمینوں کے مقابلے میں زیادہ منفعت بخش ہوگی۔ سب پیداوار مرکزی بازار میں ایک ہی مقررہ قیمت پر فروخت کی جاتی ہے؛ لیکن دور افتادہ کھیتوں کی پیداوار پر زیادہ مصارف نقل و حمل برداشت کرنے پڑیں گے اور ان پر کاشت کرنے والوں کا یہ نقصان نفع میں کمی کردے گا۔ نزدیک کا کھیت والا

باب ۲۲
لگان زراعت اور حقیقت اراضی

ایسی سہولت رکھتا ہے جس کے باعث اس کے لگان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

مصارف نقل وحمل جتنے کم ہوں گے اتنا ہی موقع محل کی وجہ سے جو فائدہ ہوگا وہ بدیہی طور سے کم ہوگا۔ موجودہ زمانے میں وسائل نقل وحمل کی ارزانی کی وجہ سے موقع محل کے لگان کی اہمیت بڑی حد تک گھٹ گئی ہے۔ یہ صورت خاص کر تمام زرعی پیداوار، مثلاً غلّے، پر صادق آتی ہے جس کی نقل وحمل آسانی کے ساتھ ممکن ہے۔ گو اشیا کو سرد اور محفوظ رکھنے کے آلات اور بعجلت نقل وحمل کرنے کی سہولتوں نے گوشت، میوہ جات، ترکاریوں اور دودھ کو دور دراز مقامات سے لانا ممکن کر دیا ہے، پھر بھی قریب کی زمینوں کو موقع محل کی وجہ سے کچھ نہ کچھ سہولت حاصل ہوتی ہے۔ اگر حقیقت میں مصارف نقل وحمل کی شرحیں تمام فاصلوں کے لیے مقررہ ویکساں ہوں تو یہ سہولت اور اس کا فائدہ معدوم ہو جائے گا۔ ریاستہائے متحدہ کے بڑے شہروں کو جو ریلیں دودھ پہنچاتی ہیں انھوں نے کسی زمانے میں "ڈاک کے ٹکٹ کی شرح" کا قاعدہ رائج کیا تھا یعنی: فاصلہ خواہ کچھ ہی ہو، سب کے لیے ڈھلوائی کی یکساں شرح رکھی گئی تھی۔ جہاں تک کہ انھوں نے اس طریق پر عمل کیا، موقع محل کے فوائد اور نتیجۃً موقع محل سے جو معاشی لگان وصول ہوتا تھا وہ دودھ بیچنے والے مزرعوں کے لیے غائب ہو گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ قریب کے مزرعوں کے مالکوں نے سرکاری عہدہ داروں کے پاس اس طریقے کا انسداد کرنے کے لیے درخواستیں دیں اور یہ بیان کیا کہ فاصلے کا لحاظ کیے بغیر نقل وحمل کی شرحیں مقرر کرنا نہ صرف غیر منصفانہ بلکہ غیر معقول بھی تھا۔ بین الریاستی تجارتی کمیشن[۱] نے اس استدلال کو تسلیم کر لیا اور اس کے مطابق "ڈاک کے ٹکٹ کی شرح" کے طریق کو ممنوع قرار دیدیا، اگرچہ یہ طریق بظاہر دودھ صرف کرنے والوں کے لیے مفید معلوم ہوتا تھا اور قریب کے پیدا کرنے والوں کے ناممکن الانفکاک یا مقدس حقوق میں خلل انداز نہ ہوتا تھا۔[۲]

88

۱۔ (Interstate Commerce Commission)

۲۔ اس کا مقابلہ کرو باب ۲۶ کے بیان سے دودھ کی شرحوں کے بارے میں دیکھو بین الریاستی تجارتی کمیشن کی روئداد جلد ہفتم صفحہ ۹۲۔

باب ۱۲

لگان، زراعت اور حقیت اراضی

۳۔ اس فصل میں ہم اصول تقلیل حاصل کے بعض شرائط، مستثنیات اور توجیہات پیش کریں گے۔

ممکن ہے کہ زراعت کی بعض حالتوں میں تقلیل حاصل ظاہر ہی نہ ہو بعض حالات ایسے ہوتے ہیں جن کے تحت محنت و اصل کو زائد مقداریں استعمال کرنے سے کچھ مدت تک ماحصل کا تناسب گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس صورت کے پیش آنے کا امکان سب سے زیادہ وہاں ہوتا ہے جہاں تہذیب و شائستگی کے لحاظ سے ترقی یافتہ قوم غیر مزروعہ افتادہ زمین پر دفعتہً کاشت شروع کر دے، جیساکہ ریاستہائے متحدہ اور دیگر نئے ممالک میں گزشتہ صدی کے دوران میں ہوا۔ ابتدائی منازل میں ایسی قوم کے لیے کاشت بالعموم مشکلات کے ساتھ عمل میں آتی ہے۔ دوسری حالت پر کاشت اس وقت پہنچتی ہے جب کہ زمین پر زیادہ محنت صرف کی جائے، زیادہ دقتیں اٹھاکر کھیت صاف کیا اور نرایا جائے اور زیادہ بیش خرچ آلات کشاورزی استعمال کیے جائیں؛ اور اس کے بعد ہی کہیں محنت و اصل کی ایک اکائی کے حساب سے بیشترین ماحصل وصول ہوتا ہے۔ یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ، اگر حقیقت میں ایسا ہوتا ہے تو، یہ واقعہ کس طرح رونما ہوتا ہے کہ پہلے جو زمینیں زیر کاشت تھیں ان پر بیشترین پیدآوری کی حالت طاری ہونے سے پیشتر زائد زمینیں زیر کاشت لائی جاتی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابتدائی کاشتکار صرف موجودہ ماحصل ہی پر نظر نہیں رکھتا، بلکہ زمانۂ مستقبل بھی اس کے پیش نظر ہوتا ہے جب کہ مالک زمین کی حیثیت سے اس کے قبضے میں وسیع الرقبہ عمدہ کھیت ہوں گے۔ کامل تملیک کی کشش ہی وہ شئے ہے جو انسانوں کے دلوں میں دشت و بیاباں کو قابل کاشت بنانے اور آباد کرنے کا ولولہ پیدا کرتی ہے۔ لیکن آبادکاری کے اس عمل سے تکثیر حاصل کی جو حالت رونما ہوتی ہے وہ محض عارضی ہوتی ہے، یعنی وہ قوم کی صنعتی زندگی میں عارضی حیثیت رکھتی ہے۔ زیادہ مدت گزرنے سے قبل ہی ایک اور حالت جو غیر معین مدت تک قائم رہتی ہے رونما ہو جاتی ہے یعنی: ایسا زمانہ جلد آجاتا ہے جبکہ زمین کو زیادہ عمیق طریق پر کاشت کرنے کا نتیجہ ابتدائی

باب ۱۲
لگان از زراعت
اور
حقیت اراضی

رہبری کی حالت کے مثل زائد پیدا وار نہیں دیتا۔ تقلیل حاصل کی صورت ظاہر ہو جاتی ہے اور زراعت ایسی حالت پر پہنچ جاتی ہے جس کو اس کی معمولی حالت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔
اس کے بعد یہ امر قابل ذکر ہے کہ تقلیل حاصل کا رجحان صرف کسی ایک مختص خطۂ زمین یا خطہ ہائے زمین کے بارے میں صادق آتا ہے۔ اس سے لازمی طور سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ موجودہ قوموں کو عام طور سے دقت طلب حالات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسی زائد زمینیں بھی دسترس کے اندر ہوں جو مستعملہ زمینوں کے مقابلے میں زیادہ خراب نہ ہوں۔ نئے نئے علاقوں کے کام میں لانے سے اس قسم کے دوررس اثرات پیدا ہوئے ہیں۔ نئے نئے علاقوں کے استعمال نے نہ صرف یورپ کے قدیم ملکوں کو بلکہ خود نئے ممالک کو بھی متاثر کیا ہے، اور ان سے بین الاقوامی تجارت کے فوائد کے بارے میں نہایت پیچیدہ اور دقت طلب سوالات پیدا ہو گئے ہیں جن کو بیان کیا جا چکا ہے۔[۱] یوں تو تاریخ کے وسیع میدان میں یہ مسائل واقعات کی مستقل رفتار میں محض عارضی انحراف کی حیثیت رکھتے ہیں؛ لیکن موجودہ نسلوں کے لیے یہ بہت نتیجہ خیز رہے ہیں۔

69

علاوہ ازیں تقلیل حاصل کے قضیئے کے متعلق یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس کا تعلق پیداوار کی مادی مقدار سے ہے نہ کہ قدر سے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ غلہ یا گیہوں کے کم بشل یا مٹر اور آلو کے کم انبار حاصل ہوتے ہیں، نہ کہ یہ کہ کاشتکار کو بحوالۂ زر کم ماحصل ملتا ہے۔ فی الحقیقت یہ قضیہ اس اصول کا جزو ہے کہ وہ کمی کے بغیر زر کے حوالے سے ماحصل وصول کرتا ہے۔ گیہوں یا آلو کی قیمت میں ان زائد مصارف کے مطابق اضافہ ہوتا ہے جو آخری زائد مقدار کو تیار کرنے کے لیے ضروری ہوں۔ تا وقتیکہ قیمت میں اس طرح اضافہ نہ ہو کاشتکار زائد پیداوار کی کاشت نہ کرے گا۔ ناخوشگوار امکانات کا مقابلہ کاشتکار کو ہی نہیں کرنا پڑتا؛ بلکہ صارف کو یعنی عام مخلوق کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ البتہ صرف اس حد تک جس حد تک کہ خود کاشتکار زرعی پیداوار کا صارف ہو، کاشتکاران ناموافق نتائج سے متاثر ہوتا ہے جو

[۱] دیکھو باب ۳ فصل (۴)۔

باب ۱۲
لگان، زراعت اور حقیت اراضی

تقلیل حاصل کے میلان سے پیدا ہوتے ہیں۔

مقدار اور قدر کے اس فرق کو ذہن نشین نہ رکھنے ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ معاشری مسائل کے بارے میں ایک حد تک انوکھے طریقے پر غلط قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ عبقریوں[۱] کے معماروں نے تقلیل حاصل کے میلان کو ہمیشہ مشتبہ نظر سے دیکھا۔ یہ میلان، پیدایش کے غیر محدود اضافے میں اور اس سے بھی زیادہ آبادی کے غیر محدود اضافے میں ایک رکاوٹ ہے اسی وجہ سے اس کو بہ نظر تحقیر دیکھنے اور غلط ثابت کرنے کی غرض سے اس کے خلاف شہادت فراہم کرنے کا میلان پایا جاتا ہے۔ چنانچہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ کہ کثیر مصارف کے ساتھ کاشت کر کے بھی کاشتکار خاصہ منافعہ حاصل کرتا ہے اس قسم کی شہادت فراہم کرتا ہے۔ لیکن یہ امر نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ کاشتکار کی آمدنی معرض بحث میں نہیں ہے بلکہ اس کی تیار کردہ پیداوار کی مادی مقدار زیر غور ہے۔ اس قسم کے مغالطہ آمیز استدلال کی انوکھی مثال کروپوٹکن[۲] جیسے مستقل مزاج رجائی کی ایک عبارت میں ملتی ہے جس میں مصنف مذکور ان تجارتی باغبانوں کی اعلیٰ آمدنی کی جانب اشارہ کرتا ہے جو شہر کے بازاروں کے لیے چھوٹے چھوٹے خطہ ہائے زمین پر پیداوار حاصل کرتے ہیں۔ خیال تو کرو کہ ایک چھوٹے سے خطۂ زمین پر بحوالۂ زرکتنی زیادہ قدر پیدا ہوتی ہے! کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں تقلیل حاصل کا کوئی میلان ہے یا زمین سے پیداوار حاصل کرنے کی کوئی عملی حد ہے؟ یہ بے شک صحیح ہے کہ پیداوار کی قدر کے بڑھنے کی کوئی حد نہیں ہے۔ تجارتی باغبان جو موسم سے پہلے خاص اور مناسب حالات پیدا کر کے مٹر یا ٹماٹے اُگاتا ہے فی ایکڑ کے حساب سے ہزاروں ڈالر کی آمدنی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن وہ یہ چیزیں نہ تو خود کھاتا ہے اور نہ اپنے اہل عاملہ کو کھلاتا ہے۔

70

---

[۱] (Utopies)

[۲] دیکھو کروپوٹکن (Kropotkin) کی کتاب موسوم بہ "کھیت فکٹریاں اور کارخانے" ص۳۷ تا ص۸۷۔ بحوالہ عبارت کوبرٹ اینڈ اسل جیسے فہیم مفکر نے اپنی کتاب موسوم بہ "آزادی کی مجوزہ راہیں" ص۵ و ص۹ تا ص۹۲ میں نقل کیا ہے۔

باب ۴۲
لگان، زراعت
اور
حقیّت اراضی

وہ ایک بیش خرچ تعیش کی طلب کو پورا کرتا ہے۔ وہ اور اس کے اہل معاملہ جو پیداوار استعمال کرتے ہیں ان کی کثیر مقدار کا دوسرے اور غالباً دور افتادہ مقامات سے آنا ضروری ہے۔ ہر ایک خطۂ زمین پر فرداً فرداً جو تقلیل حاصل کا میلان ظاہر ہوتا ہے اس کو پوری قوم کے لیے بہ حیثیت مجموعی پیدایش اور آبادی کی غیر محدود ترقی میں ایک مزاحمت خیال کرنا چاہیئے، نیز ایسی حد خیال کرنا چاہیئے جس کا لحاظ معاشری نظام کی از سر نو تعمیر کے سب تدابیر میں سنجیدگی کے ساتھ کرنا ضروری ہے۔

سب سے آخر میں تقلیل حاصل کے میلان کو زرعی فنون کی ترقی کی مقررہ حالت کے حوالے سے سمجھنا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ زمین کو استعمال کرنے کے نئے اور بہتر طریقے دریافت ہوں، اور وہ استعمال کردہ محنت کی افزونی کے تناسب سے زیادہ پیداوار کو بلکہ صرف کردہ محنت کے تناسب سے بہت زیادہ منافعے کو ممکن بنادیں۔ اس طرح کئی صدیوں تک یعنی دور وسطیٰ کے آغاز سے لیکر آج سے کم و بیش ایک سو سال قبل تک ممالک یورپ میں عام رواج یہ تھا کہ زمین کے ایک جزو کو (جو بالعموم ایک ثلث ہوتا تھا) ہر سال غیر مزروعہ حالت میں رکھا جاتا تھا، اور اس زمانے میں اس کو عام چراگاہ یا رمنے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ غرض کسی ایک وقت میں فی الحقیقت جتنی زمین پر کاشت ہوتی تھی وہ مجموعی زمین کے رقبے کا صرف $\frac{2}{3}$ ہوتی تھی؛ اور کوئی خاص زمین دو سال تک زیر کاشت رہنے کے بعد تیسرے سال بیکار رکھی جاتی تھی تاکہ وہ از سر نو قوت حاصل کرلے۔ اٹھارھویں صدی کے تقریباً وسط میں یہ دیکھا گیا کہ ٹرنپ، پودے اور خاص کر تپتیا گھاس اور لونگ کی کاشت زمین کے اضمحلال اور کمزوری کو جو مسلسل غلّہ اگانے سے پیدا ہوتی تھی بڑی حد تک زائل کردیتی تھی، اور دوری فصل یا باری باری سے زمین پر کاشت کرنے کا طریقہ مروج رہا جس کی بنا پر کل زمین ہر وقت زیر کاشت رکھی جاسکتی تھی اور اس کے باوجود کھاد کو مناسب طریقے سے استعمال کرکے زمین کی پیدآور قوت کو برقرار رکھا جاسکتا تھا۔ اس بڑی تبدیلی کے بعد ہر خطۂ زمین پر پہلے کے مقابلے میں زیادہ محنت صرف کیجانے لگی، مگر پھر بھی زیادہ موافق حالات کے تحت صرف کیجاتی تھی۔ علاوہ ازیں گزشتہ نصف صدی کے دوران میں جب زراعت میں کیمیائی طریقوں سے

71

باب ۴
لگان از زراعت اور حقیقت اراضی

کام لیا گیا تو کاشت کے طریقوں میں اور بھی زیادہ ترقی ظاہر ہوئی، یعنی نئی نئی کھات استعمال کی جانے لگی ہے اور زمین کو زیادہ باقاعدگی کے ساتھ باری باری سے کاشت کیا جاتا ہے۔ زمین کو جوتنے، ترانے، پانی کے اخراج کے لیے نالیاں بنانے اور جانوروں اور پودوں کے نئے نئے انواع کے انتخاب کے طریقوں میں بھی بہت ترقی ہوگئی ہے۔ نیز یہ بات کچھ کم اہم نہیں کہ کشاورزی کے آلات اور کلوں میں بھی بہت کچھ اصلاح و ترقی ہوگئی ہے اور وہ ارزاں نرخ پر مل سکتی ہیں۔ اسی وجہ سے جب زمین کو بہترین معلومہ طریق پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل ہوتی ہے، اور پھر بھی اختتامی محاصل میں ایک حد تک کوئی کمی نہیں ہوتی۔

یہ کہنا بظاہر ایک چیستاں سا معلوم ہوتا ہے کہ تقلیل حاصل کا حقیقی میلان موجود ہے، اور یہ کہ فی الحقیقت تکثیر حاصل کا بھی وجود پایا جاتا ہے۔ پھر بھی یہ دونوں بیان صحیح ہیں۔ گو برطانوی ہند اور چین جیسے پسماندہ و غیر ترقی یافتہ ملکوں میں، بلکہ یورپ کے بعض علاقوں میں بھی، زمین سے اب تک ایسے طریقوں سے کام لیا جاتا ہے جنھیں ہم دقیانوسی کہہ سکتے ہیں، یعنی یہ طریقے ۵۰۰ سال قبل رائج تھے، لیکن ریاستہائے متحدہ اور یورپ کے اکثر علاقوں میں زرعی محنت، بمقابلہ ۵۰۰ سال پیشتر یا ایک سو سال پیشتر کے زمانے کے، بدرجہا زیادہ ذہانت اور بہت زیادہ کارکردگی کے ساتھ استعمال کیجاتی ہے۔ بایں ہمہ تقلیل حاصل کا میلان باقی ہے۔ زمین کو باقاعدہ ترانے، نئے آلات سے اچھی طرح جوتنے، نئے طریقے سے کھات دینے اور کھیت پر باری باری سے کاشت کرکے کچھ مدت تک حاصل کی تقلیل ملتوی اور زائل کی جاسکتی ہے۔ کسی خطۂ زمین سے پیداوار کی جتنی مقدار حاصل کرنے کی کوشش کیجاتی ہے وہ جب تک معتدل ہو اس وقت تنگ دباؤ کی حالت رونما نہیں ہوتی۔ لیکن اس حد اعتدال سے تجاوز کرکے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی کوشش کو بہت سخت اور بہت جلد ناقابل گریز ناقابل عبور موانع کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

جہاں تک مختلف محل وقوع رکھنے والے خطوں کے ماحصل کے مستقل

باب ۱۲
لگان، زراعت اور حقیت اراضی

اختلافات کا تعلق ہے وہاں تک نفس معاملہ پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے کہ آیا زرعی ترقی و اصلاح کی گنجایش سب زمینوں میں مساوی طور سے ہے یا صرف چند زمینوں میں۔ مثلاً اگر اصلاح و ترقی کی گنجایش صرف ادنیٰ درجے کی زمینوں میں ہو (یا اُن زمینوں میں ہو جو زرعی صنعت کی ابتدائی حالتوں میں ادنیٰ تصور کی جاتی تھیں)، اور اگر کھیت نرانے یا صاف کرنے اور مسطح کرنے کے طریقوں سے، جو صرف ایسی چند زمینوں کے لیے استعمال کیے جا سکتے ہوں جو کسی زمانے میں غیر منفعت بخش تھیں، یہ زمینیں ایسی ہی زرخیز بنائی جا سکتی ہوں جیسی کہ وہ زمینیں جو سابق میں زیادہ زرخیز تھیں، تب تو لگان اس حد تک جس حد تک کہ وہ بعض زمینوں پر بعض دوسری زمینوں کے تفوق کی بنا پر پیدا ہو، غائب ہو جائے گا اور صرف اس صورت میں پیدا ہوگا جبکہ سب زمینوں پر بہت زیادہ عمیق کاشت کی جائے گی۔ لیکن اگر اصلاح و ترقی کی ضرورت سب زمینوں پر مساوی طور سے ہو تو ان کے مابین فرق قائم رہے گا۔ اچھی اور بری زمینوں سے ماحصل مساوی طور سے زیادہ ملیگا، لیکن پھر بھی اچھی زمینوں سے اس سے کچھ زائد ماحصل بھی ملیگا؛ اسی وجہ سے جس حد تک کہ دونوں پر ساتھ ساتھ کاشت کیجائے مقررہ محنت صرف کرنے پر ماحصل یا لگان غیر مساوی وصول ہوگا۔ چنانچہ زرعی ترقیوں کا یہی عام طور سے اثر رہا ہے۔ وہ قدرتی اور جبلی اختلافات کو نہیں مٹاتیں۔ صرف ایک قسم کی ترقی ایسی ہے جو نمایاں طور سے غیر مساوی اثرات ڈالتی ہے اور وہ وسائل نقل و حمل کی ارزانی ہے۔ چنانچہ ارزاں وسائل نقل و حمل دور افتادہ زمینوں کا فاصلہ گھٹا دیتے ہیں، ایک کو دوسری سے قریب تر کر دیتے ہیں اور موقع محل کی سہولتوں اور محل وقوع کے فوائد میں بڑی حد تک کمی کر دیتے ہیں۔

۴۔ کسی مقررہ خطۂ زمین کے متعلق ایسی حالت رونما ہوتی ہے جس میں پوری صحت کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ زمین سے وہ سب پیداوار حاصل ہوتی ہے جس کے پیدا کرنے کی اس میں صلاحیت ہو۔ اس صورت میں اس خطے کی انتہائی پیداوار سے جتنے انسانوں کے خور و نوش کا انتظام ہو سکتا ہے اس سے زیادہ کی وہ کفیل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ محض تقلیل حاصل کے عام اصول کی

باب ۴۲

لگان، زراعت اور حقیت اراضی

تشریح کرنے کی غرض سے ہی ہم تدریجی ڈھال کا صعودی منحنی فرض کرتے ہیں جیساکہ جلد اول صفحہ ۲۳۵ شکل نمبر (۲) میں ہے۔ بہت زمانہ گزرنے سے قبل ایسی حالت رونما ہو جاتی ہے جبکہ بہت ڈھلواں صعودی منحنی صورت حالات کی نمایندگی کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ زمین سے زیادہ ماحصل بھی وصول کیا جا سکتا ہے اور منحنی کا صعود بالکل عمودی نہ ہوگا۔ لیکن زائد پیداوار حاصل کرنے کے لیے جو زائد مصارف عائد ہوتے ہیں وہ مزاحم ہوتے ہیں۔

گو زرعی ترقیات اس میلان کو زائل کر دیتے ہیں اور اس حد کو آگے بڑھا دیتے ہیں جہاں تقلیل حاصل کا نمایاں میلان رونما ہوتا ہے، پھر بھی زرعی ترقیات کے اثرات بہت شاذ ہی عظیم اور سریع ہوتے ہیں۔ جب ایک مرتبہ کسی ملک کی سب زمین پر زراعت شروع ہو جائے اور اس قسم کی کاشت اس پر ہونے لگے جس کو فن زراعت کی موجودالوقت معلومات بہترین طریق قرار دے تو پیداوار میں مزید اضافہ و ترقی کی رفتار بہت سست اور دھیمی ہو جائے گی۔ اس صورت میں اس حد تک جس حد تک کہ آبادی اپنی اشیائے خورد و نوش کے لیے اپنے ہی ملک کی زمین پر منحصر ہو اضافۂ آبادی کی رفتار سست رہے گی۔ یہ صحیح ہے کہ بعض علمائے معاشیات اور فن زراعت کے ماہر یہ خیال کرتے ہیں کہ کاشت کے ترقی یافتہ طریقوں کو عام طور سے استعمال کرنے کی صورت میں زمین کے ماحصل کو یورپ کے ایسے علاقوں میں بھی بہت زیادہ بڑھایا جا سکتا ہے جہاں آبادی بہت گنجان ہو اور کاشت وسیع اور عمیق طریق پر کیجارہی ہو۔ لیکن میرا یہ گمان ہے کہ یہ امکانات کسی قدر مبالغے کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ بہرصورت خاصکر براعظم یورپ میں کاشت کے بہترین طریقوں کے عام طور سے اختیار کرنے میں زرعی آبادی کے بڑے حصے کی جہالت اور کاہلی رکاوٹیں پیدا کرتی ہے۔ خواہ ترقی کے امکانات کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں، پھر بھی وہ حالت جبکہ تقلیل حاصل واضح طور سے رونما ہوگی حقیقت میں زیادہ دور نہیں ہوتی۔ اگر موجودہ زمانے میں آبادی کے نمایاں اضافے کی وجہ سے کوئی سخت دباؤ محسوس نہ ہو تو اس کی توجیہ اس

73

باب ۲۲
لگان، زراعت اور حقیت اراضی

عظیم تبدیلی میں ملتی ہے جس نے عصر جدید کی کُل معاشی تاریخ پر نہایت گہرا اثر ڈالا ہے اور یہ تبدیلی وسائل نقل و حمل کے غیر معمولی ترقیات اور نئے ملکوں میں رسد کے زائد ذرایع کے افتتاح کی صورت میں ہوی ہے۔

۵۔ ریکارڈو کے نام کے ساتھ نظریۂ لگان سب سے زیادہ منسوب کیا جاتا ہے، چنانچہ اسی کا یہ قول تھا کہ لگان "زمین کی اصلی اور نا قابل فنا قوتوں کے استعمال کے معاوضے میں ادا کیا جاتا ہے" لیکن کہا یہ جاتا ہے کہ زمین کی قوتیں نا قابل فنا نہیں ہوتیں۔ اگر زمین مسلسل زیر کاشت رہے تو اس کی قوتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ زمین کا فرسودہ اور از کار رفتہ ہو جانا عام مشاہدہ اور واقعہ ہے۔ بات یہ ہے کہ مٹی میں بعض کیمیاوی اجزا ایسے ترکیبی شریک ہیں، جو پودے اُگانے سے صرف ہو جاتے ہیں اور جن کے مسلسل اخراج کے معنی یہ ہیں کہ انجام کار زمین کی زرخیزی فنا ہو جائے۔ ان اجزا میں اہم ترین جزو نائٹر وجن ہے۔ اگر زمین پر کوئی فصل کاشت نہ کیجائے تو قدرتی عمل کے ذریعے سے یہ جزو خود بخود زمین کو واپس ملجاتا ہے، اگرچہ اس عمل کے طریقے غیر معین اور بے قاعدہ ہوتے ہیں؛ اسی وجہ سے قدیم زمانے میں یہ طریقہ مروج تھا کہ زمین کو غیر مزروعہ حالت میں چھوڑ دیا جاتا تھا تاکہ اس کو "آرام" مل سکے۔ لیکن زمین کی قوت کو اس سے زیادہ سرعت کے ساتھ اور زیادہ موثر طریق پر اس طرح بحال کیا جاسکتا ہے کہ کھاد دیجائے، باری باری سے کاشت کی جائے اور خاصکر جڑیلو پودے اگائے جائیں۔ موجودہ زمانے کی سائنس نے ان تمام کیمیاوی عملوں پر بہت خاصی روشنی ڈالی ہے؛ وہ ان طریقوں کی توجیہ کرتی ہے جن پر قدیم زمانے میں تجربی طور سے عمل کیا گیا اور نئے اور بہتر طریقوں کیجانب رہنمائی کرتی ہے۔ بہر حال یہ یقینی ہے کہ کوتاہ اندیشی اور بے احتیاطی کے ساتھ کاشت کرنے سے زمین کی قوتیں زائل ہو جاتی ہیں اور یہ کہ مسلسل کاشت کی وجہ سے جو قوتیں صرف ہوتی رہتی ہیں ان کو از سر نو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

جب نئی زمین پہلی مرتبہ زیر کاشت لائی جاتی ہے تو اس میں تازہ قوت

باب ۲۴
لگان، زراعت اور حقیت اراضی

پیدا کرنے یا اس کو بحال کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اس حالت میں زرخیزی کے عناصر کا ذخیرہ زمین میں بہت کافی مقدار میں موجود ہوتا ہے۔ کئی سالوں تک بلکہ ایک نسل تک بھی اس کے مسلسل زیر کاشت رہنے کے باوجود وہ زمین برابر کام دے سکتی ہے۔ اگر نئی زمین کافی مقدار میں موجود ہو تو پہلی مرتبہ زیر کاشت آئے ہوئے خطے پر ضعف کے علامات ظاہر ہونے پر دوسرا خطہ کاشت کیا جا سکتا ہے؛ علیٰ ہذا القیاس نئی زمین کے باقی رہنے تک یہی عمل جاری رکھا جا سکتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کو اہل جرمن (Raubau) نو توڑ یا تاراجی کاشت کہتے ہیں۔
چنانچہ کیوبا کی نیشکر کی زمینوں پر مسلسل کئی سالوں تک فصلیں بوئی جاتی ہیں؛ جب نیشکر تیار ہوجاتا ہے تو اس نے کا رس نکال لیا جاتا ہے اور جڑوں اور پتوں کو ایندھن کے طور پر جلایا جاتا ہے۔ زمین کو کھاد نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ وہ عناصر بھی جو جڑوں اور پتوں میں موجود ہوتے ہیں زمین کو واپس نہیں کیئے جاتے۔ لیکن متعدد سالوں تک مسلسل کاشت ہونے کے بعد بہترین نیشکر پیدا کرنے والی زمین میں بھی پیداوار کی تقلیل ظاہر ہونے لگتی ہے۔ بایں ہمہ اس کے بعد کاشتکار نئی زمینوں کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور یہاں بھی وہی عمل از سر نو شروع ہوجاتا ہے۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جبکہ نئی اور تازہ دم زمین استعمال کے لیے باقی نہ رہے؛ اس لیئے تاراجی کاشت اس وقت تک بہت منفعت بخش ہوتی ہے جب تک کہ زمین میں قوت موجود ہو۔

74

چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں اور خاص کر مسی سی پی اور مغربی ریاستوں کی زرخیز وادیوں کی زمین میں زراعت کی ابتدائی حالت عام طور سے ایسی ہی رہی ہے۔ چونکہ گیہوں کی مانگ عام اور عالمگیر تھی اور اس کے نقل و حمل میں سہولتیں پیدا ہوگئی تھیں اس لیے گیہوں کی ہی عام طور سے کاشت ہوتی رہی۔ اس ابتدائی دور میں گیہوں سال بہ سال مسلسل بویا جاتا ہے اور کھاد نہیں دیجاتی یا بہت کم دیجاتی ہے؛ اور جو کچھ کھاد دیجاتی ہے وہ خس و خاشاک یا بھوسے کو جلا کر۔ جہاں زمین قدرتی کھاد کی وجہ سے بہت زرخیز ہو وہاں اس سے دس یا پندرہ

باب ۱۲
لگان زراعت
اور
حقیت اراضی

سال تک اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ مدت تک کام لیا جا سکتا ہے پھر بھی مرور زمانہ کے ساتھ ضعف کی علامتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ زمین پیشتر کے مثل ماحصل نہیں دیتی؛ اس کو "آرام" دینے کی ضرورت پڑتی ہے یا اس کا مداوا کرنا پڑتا ہے؛ اور کاشتکار کو یا تو نئے خطہ ہائے زمین کی جانب متوجہ ہونا پڑتا ہے یا قدیم زمین پر جس میں کاشت کی صلاحیتیں اور قوتیں باقی ہوں زراعت کرنی پڑتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں اس تغیر کے ساتھ ساتھ بالعموم ملکیت میں بھی تبدیلی ہوتی رہی ہے۔ ابتدائی کاشتکار اپنی فرسودہ و از کار رفتہ زمین کو (جو فی الواقع بہت زیادہ از کار رفتہ نہیں ہوتی بلکہ محض محتاط طریقے پر کاشت کی طالب ہوتی ہے) نو وارد کے ہاتھ جو بالعموم جرمنی یا اسکنڈی نیویا کا باشندہ ہوتا ہے اس لیے فروخت کر دیتا ہے کہ یہ نو وارد کاشت کے پیچیدہ تر طریقوں کا خوگر ہوتا ہے؛ اور ابتدائی کاشتکار خود مغربی علاقوں میں آگے کو ہٹتا جاتا ہے، وہاں پھر نئی زمین لے لیتا اور از سر نو قدیم عمل کو دُہراتا ہے۔

نوتوڑ یا "تاراجی کاشت"، "کاشت وسیع" کا ایک شعبہ یا رُخ ہے؛ وہ انگلستان، فرانس، جرمنی اور یورپ کے اکثر علاقوں کی "کاشت عمیق" کا ضد ہے۔ کاشت وسیع کے معنی یہ ہیں کہ محنت و اصل ایک وسیع رقبے پر مقابلۃً کم مقدار میں لگائے جائیں؛ اس میں بحساب فی ایکڑ ماحصل بالعموم کم وصول ہوتا ہے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں فی ایکڑ پیداوار کا اوسط ۱۲ اور ۱۵ بشل کے درمیان ہے۔ انگلستان میں اوسط ۲۵ بشل بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ لیکن انگلستان میں محنت اور اصل کی ایک اکائی کے حساب سے پیداوار کم ہوتی ہے، اس لیے کہ ہر ایکڑ میں بہت زیادہ محنت صرف کیجاتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ کے خاص خاص زرعی علاقوں، مثلاً شمالی وسطی ریاستوں میں، ایک سو ساٹھ ایکڑ کے ایک کھیت پر اس کا مالک اپنے خاندان والوں کی مدد سے غالباً ایک مزدور کے ساتھ جس کو اُجرت دیجاتی ہے کاشت کرتا ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں اتنے ہی رقبے کے کھیت پر اصلدار کاشتکار، زرعی مزدوروں کے پورے عملے کو مصروف رکھ کر کاشت کرتا ہے۔

75

لیکن کاشت وسیع لازمی طور سے تاراجی کاشت نہیں ہے۔ محنت و اصل

باب ۴۲

لگان، زراعت اور حقیت اراضی

وسیع رقبے پر مقابلۃً کم مقدار میں لگائے جا سکتے ہیں، لیکن بایں ہمہ احتیاط کے ساتھ اور زرخیزی کے عناصر کے مناسب تحفظ کے ساتھ استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ میں ابتدائی یا تاراجی کاشت کی ابتدائی حالت غالباً دس بلکہ بیس سال تک قائم رہتی ہے، اور اس کے بعد عام طور سے بہت احتیاط کے ساتھ لیکن اس سے بھی زیادہ وسیع طریق پر کاشت کی جاتی ہے۔ مسی سی پی کی بالائی وادی میں اس وقت زمین بڑی حد تک دوسری حالت یا منزل میں ہے۔ یہ توقع کیجا سکتی ہے کہ جتنی جتنی آبادی بڑھتی جائے گی اور نئے نئے خطہ ہائے زمین کا حاصل کرنا مشکل ہوتا جائے گا اتنی اتنی اعلیٰ درجے کی فلاحی یا کاشت عمیق کی حالت کی جانب تدریجی تغیر واقع ہوتی جائے گی اور جس طرح اب یورپ کے ترقی یافتہ ملکوں میں ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہوگا، یعنی فصلوں کو باری باری سے بونے میں بہت زیادہ باریکی سے کام کیا جائے گا، ہر خطۂ زمین کو بہت زیادہ مسلسل طریقے پر کاشت کیا جائے گا، زمین کی جتائی بہت گہری ہوگی، بہت جلد جلد ہینگا پھیرا جائے گا، بہت زیادہ باقاعدہ طریقے سے پانی خارج کیا جائے گا اور منتخب کھاد بہت کثیر مقدار میں استعمال کیے جائیں گے۔ یہ تبدیلی تقلیل حاصل کے رجحان کے باعث نمودار ہوتی ہے، اور اس بات کی علامت ہے کہ زمین پر دباؤ پڑ رہا ہے۔ اگر زمین سے کثیر ماحصل وصول کرنے کی کوشش کی جائے تو زمین کی پیداآوری کو قائم رکھنے کی غرض سے اعلیٰ درجے کی کاشت کرنا ضروری ہے؛ لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ کثیر ماحصل کسی قدر دقت کے ساتھ وصول ہوتا ہے، اور یہ کہ اضافے کے امکانات کی حد عنقریب ختم ہونے والی ہے۔

بہرصورت کسی ملک کی زمین جتنی جتنی زیادہ استعمال کی جائے گی، اتنا اتنا بحیثیت عامل پیدائش اس کی پیداآوری کا مدار اس چیز پر زیادہ ہوتا جائیگا کہ انسان نے زمین پر کتنی محنت صرف کی۔ جو زمینیں پہلے بہترین تھیں وہ اب اپنے قدرتی ذخائر سے تقریباً محروم ہو گئی ہیں۔ وہ زمینیں جو ابتداً کم اچھی تھیں، مسلسل اور محتاط طریقے پر کاشت کرنے کی وجہ سے اوسط درجے کے قریب آ گئی ہیں، سب زمینوں کو سطح کر لیا گیا ہے، ان میں بدررَوئیں بنا دی گئی ہیں، ان کے

باب ۱۲
لگان، زراعت اور حقیت اراضی
76

اردگرد باڑ بنا دی گئی ہے، بڑے بڑے پتھران سے خارج کر دیئے گئے ہیں اور ان میں سڑکیں تعمیر کر دی گئی ہیں۔ اس طرح طویل مدت تک استعمال ہوتے رہنے کی وجہ سے مختلف خطوں کے درمیانی فرق واختلافات کم ہو جاتے ہیں؛ اور قدیم ملکوں میں سب زمینوں کو تقریباً اسی حالت میں لانے کا میلان پایا جاتا ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ زمین کے پیدائشی فرق واختلافات کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ لیکن، یہ نتیجہ لازمی طور سے نہیں نکلتا۔ یہ صحیح ہے کہ سب زمینیں محتاط استعمال چاہتی ہیں، اور اپنی زرخیزی کے قیام ودوام کے لیے انسان کے عمل پر منحصر ہیں، لیکن سب زمینیں انسان کے عمل کے اثر کو یکساں آسانی کے ساتھ اور یکساں پیمانے پر قبول نہیں کرتیں۔ ایسی زمین جس میں آل کی گہری تہ موجود ہو، پودوں کی غذا کے لیے بہت ہی بیش بہا ذخیرہ پوشیدہ رکھتی ہے جو بآسانی پودوں میں منتقل نہیں ہوتا، لیکن پھر بھی غیر محدود طریقے پر استعمال کیئے جانے کی صلاحیت اس میں صرف اس وقت ہوتی ہے جبکہ اس پر کاشت کرنے کے بعد اس کو از سر نو قوت حاصل کرنے کی مہلت یا فرصت بھی دی جائے۔ زمین کی طبیعی ترکیب: یعنی یہ کہ ریت، مٹی اور نمی اس میں کس تناسب کے ساتھ موجود ہے، کاشت کے امکانات پر بہت اہم اثر ڈالتی ہے۔ گو ریتیلے میدان یا ناقابل کاشت پہاڑی علاقے میں مسلسل توجہ اور محنت کر کے اس کو از سر نو اس قابل بنایا جا سکتا ہے کہ اس سے معقول پیداوار حاصل ہو، پھر بھی اس پر اتنی کم محنت صرف کر کے جتنی کہ اس سے بہتر قدرتی زرخیزی رکھنے والی زمین پر صرف کی جاتی ہو، اس کو اس اعلیٰ حالت پر نہیں لایا جا سکتا یا اس حالت پر برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ نیو انگلینڈ کو اتنا زرخیز کبھی نہیں بنایا جا سکتا جتنا کہ الی نائس اور کن ٹکی[1] کا علاقہ قدرتی طور سے زرخیز ہے۔ علاوہ ازیں آب و ہوا، یعنی دھوپ، حرارت اور بارش بھی دیرپا فرق واختلافات کا ایک اہم سبب ہے۔ مثلاً کنیڈا کے شمال مغربی علاقے کی نئی نئی زمینیں، جن کے متعلق موجودہ زمانے میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے، بظاہر گیہوں کی کاشت کے لیے بغایت موزوں معلوم ہوتی ہیں، اور توقع ہے کہ

ـ۱ (Illinois and Kentucky.

باب ۲۲ لگان زراعت اور حقیت اراضی

ابھی مسلسل کئی سالوں تک ابتدائی کاشتکاری کے لیے یہ منفعت بخش مواقع بہم پہنچائیں گی لیکن غالباً ایک نسل کے بعد جب زمین کو مہلت دینے اور اس کی قوت بحال کرنے کا ناگزیر موقع آ پہنچتا ہے، تو اس زمین کے امکانات بہ نسبت اُس زمین کے جو زیادہ معتدل آب و ہوا کے علاقوں میں واقع ہو کم پائے جائیں گے۔ وہ زمین جہاں سال کے بڑے حصے میں کُہر گرتی رہے کاشت کے لیے موزوں نہیں ہوتی اور زیادہ عمیق کاشت کا اثر قبول نہیں کرتی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مغربی ریاستوں کے نیم خشک علاقوں میں، یعنی نیبراسکا، کنساس، اور ٹیکساس کے اُن خطوں میں جو ایک طرف مسی سی پی کی سیراب وادی اور دوسری طرف وایومنگ، کولوریڈو اور نیومیکسیکو کے خشک میدانوں کے درمیان واقع ہیں، اگر خشکی کی زراعت کیجائے، یعنی گہرا ہل چلایا جائے، احتیاط کے ساتھ ہینگا پھیرا جائے اور خاص طور سے منتخب تخم استعمال کیئے جائیں تو ان طریقوں سے آب و ہوا کی وہ مزاحمتیں ہٹائی جا سکتی ہیں جو مدت مدید تک ناقابل ارتفاع سمجھی جاتی تھیں۔ خواہ یہ توقعات پورے ہوں یا نہ ہوں، یہ امر یقینی ہے کہ وادی مسی سی پی کے مقابلے میں جہاں قدرت کافی رطوبت بہم پہنچاتی ہے ان زمینوں میں بدرجہا زیادہ محنت صرف کرنے کی ضرورت ہے۔

گو اس طرح زمین کی زرخیزی میں قدرتی فرق و اختلافات مستقل طور سے قائم رہتے ہیں، پھر بھی یہ صحیح ہے کہ ان سب زمینوں کے بارے میں جو ایک مدت دراز سے زیر کاشت ہوں، یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ زمین کا ماحصل اس کی "اصلی اور ناقابل فنا قوتوں" سے کس حد تک متاثر ہوتا ہے اور ان خواص و صفات سے کس درجہ متاثر ہوتا ہے جو انسان کے عمل کے ذریعے سے مہیا ہوتے ہیں۔ معاشی لگان کا تمیز کرنا نہایت مشکل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض زمینوں پر یہ لگان ملتا ہے؛ مثلاً: امریکہ کی مغربی وادیوں کی نشیبی زمینوں میں جہاں آل کی تہیں بہت گہری ہیں، یا بڑے شہروں کے قریب کے اُن خطوں میں جو تجارتی باغبانی کے لیے موزوں ہیں (موقع محل کی خوبی کے لحاظ سے) معاشی لگان موجود ہوتا ہے۔ ہم یہ یقین کرسکتے ہیں کہ دوسری زمینوں پر یعنی نیو انگلینڈ کے پتھریلے رمنوں پر یا اسکاٹ لینڈ کے پہاڑی علاقوں میں یہ لگان بہت کم وصول ہوتا ہے یا بالکل وصول نہیں ہوتا۔ لیکن کسی مخصوص خطۂ زمین کے بارے میں جو مدت دراز سے زیر کاشت ہو، یہ کہنا تقریباً ناممکن ہے کہ محنت کو انسان کے

77

باب ۲۲
لگان، زراعت اور حقیت اراضی

ہاتھوں سے کی ہوئی اصلاح و ترقی سے کس قدر مدد ملتی ہے اور جبلی خواص سے کس درجہ مدد ملتی ہے۔

جب ایک مرتبہ زمین میں مستقل طور سے اصلاح و ترقی عمل میں لائی جائے تو اس کا اثر ٹھیک ایسا ہی ہوتا ہے جیساکہ قدرت ہی کے زمین کو زرخیز اور عمدہ بنانے کی صورت میں ہوتا۔ مثلاً، اوہیو، انڈیانا، الی نائس اور دیگر ریاستوں میں جہاں کاشت کی ابتدائی حالت ختم ہو چکی ہے، پانی کی نکاسی کے لیے بدررووں کا بڑے پیمانے پر انتظام کیا گیا ہے اور یہ ایک ناقابل بازگشت، لاینفک اور مستقل شغل اصل ہے۔ جب نالیاں کام کرنے لگیں تو، یہ ایسا ہی ہے جیساکہ قدرت نے نہ کہ انسان نے ضرورت کے مطابق پانی کھیت میں رکھنے اور ضرورت سے زائد پانی کو خارج کرنے کا بہترین انتظام کیا ہے۔ علیٰ ہذا جب بدررووں کے لیے بڑے بڑے انتظامات کیے جاتے ہیں، جیسے کہ انگلستان میں بیڈفورڈ کے میدان میں، یا مسوری اور ارکن ساس کے درمیانی حدود میں دریائے مسی سی پی کے خطوں میں کیے جا رہے ہیں تو، ان کا بھی وہی اثر ہوتا ہے۔ اس طرح وسیع رقبے، جن میں زرخیزی کے عناصر بہ کثرت موجود ہیں، زائد اور غیر ضروری رطوبت سے پاک صاف کر دیئے گئے ہیں۔ ایک مرتبہ جب اس قسم کی دائمی اصلاحات عمل میں لائی جائیں تو زمین کے ماحصل کا مدار سود کے اصول کے بجائے لگان کے اصول پر ہو جاتا ہے۔ اصلاح و ترقی کے بعد زمین کی جیسی کچھ حالت ہو جاتی ہے اسی کی پیداآور خوبی پر پیداوار کا ہمیشہ کے لیے انحصار ہو جاتا ہے[1]۔

۶۔ زمین کو پٹے یا کرائے پر دینے اور "لگان" یا پٹہ ادا کرنے کے عام معنی لازمی طور سے یہ نہیں ہیں کہ معاشی لگان کا وجود پایا جاتا ہے۔ جو کچھ کرایہ دار ادا کرتا ہے وہ ممکن ہے کہ اس سے زیادہ نہ ہو جتنا کہ مالک کی انجام دی ہوئی اصلاح و ترقی پر بشکل سود معمولی سلہ ہو۔ لیکن عام طور سے جو کچھ حقیقت میں ادا کیا جاتا ہے اس میں

[1] ۔ دیکھو باب ۲۳ فصل (۴)۔

باب ۱۴

لگان، زراعت اور حقیقت اراضی

79

کچھ تو معاشی لگان ہوتا ہے اور کچھ اصل کا سود۔ پٹہ داری یا حقیت اراضی سے بعض جداگانہ اور آزادانہ مسائل رو نما ہوتے ہیں۔

پٹہ داری، زمین کو بہترین طریقے پر استعمال کرنے کی راہ میں تقریباً ہمیشہ رکاوٹ پیدا کرتی ہے؛ اس لیے کہ پٹہ دار کو محض یہ فکر ہوتی ہے کہ اپنے ٹھیکے کے زمانے میں جتنا بھی زمین سے حاصل ہو سکے حاصل کرلے، اور اس کو تاراجی طریقے یا ایسے طریقے اختیار کرنے کی ترغیب ہوتی ہے جن سے زیادہ سے زیادہ نفع گھسیٹا جا سکے۔ اس کی سادہ ترین شکل میں، جبکہ زمیں دار کچھ نہ کرے اور محض زمین پٹہ دار کو سال بہ سال پٹے پر دے دی جائے تو، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس زمین پر نہ صرف کاشت خراب ہوتی ہے بلکہ کاشتکاروں کے حق میں مخرب اخلاق ہوتی ہے۔ چنانچہ آئرلینڈ میں چھوٹے چھوٹے زرعی خطوں (کٹی کی کاشت) کا بھی یہی انجام ہوا جو کاشتکاروں کے جاہل اور مظلوم طبقے اور اجنبی زمینداروں کے باہمی معاہدے کی بنا پر صدیوں سے قائم تھے۔ لیکن جہاں طویل المدت کرایہ داری یا پٹے کی شکل میں حقیت اراضی مستقل و مقررہ ہو اور کاشتکاروں کی جانب سے اصلاحات عمل میں آنے اور کرایہ داری کی مدت کے باقی رہنے تک ان اصلاحات کے قائم رہنے کی صورت میں کاشتکاروں کو ان کا صلہ دینے کا انتظام ہو، وہاں صورت حالات بہتر ہوتی ہے۔ اس انتظام کے تحت بھی زمیندار کو اپنی زمین کی نگرانی کرنی پڑتی ہے کہ کس طریق پر اس کی کاشت کی جاتی ہے، اور وہ بالعموم باری باری سے کاشت کرنے اور اصلاحات عمل میں لانے کے بارے میں معاہدات طے کرتا ہے۔ پھر بھی اگر اس قسم کے معاہدات یا شرائط بالتفصیل طے کئے جائیں تو کاشتکار کے لیے نا واجب مزاحمتیں پیش آتی ہیں۔ انگلستان میں یہ قاعدہ ہے کہ زمین قلیل مدت کے لیے پٹے یا کرائے پر دی جاتی ہے (جو بالعموم ایک سال ہوتی ہے) اور اس کے اثرات اس لیے کچھ زیادہ خراب نہیں رہے ہیں کہ زمینداروں اور کاشتکاروں کی حیثیت فی الحقیقت شرکا کی رہی ہے۔ انگلستان کا کاشتکار ایک حد تک باوسیلہ شخص ہوتا ہے، جو ایک بڑا خطۂ زمین پٹے پر لیتا ہے اور اس کو ایک زمانۂ دراز تک باقاعدہ کاشت کرنے کے لئے آمادہ ہوتا ہے، نیز جب تک کاشت

باب ۱۲

لگان، زراعت اور حقیت اراضی

اچھی ہو وہ یہ توقع بھی رکھتا ہے کہ واجبی شرایط پر پٹہ داری کی از سرِ نو تجدید کرائے گا۔ زمیندار خود مستقل اصلاحات و ترقیات عمل میں لاتا ہے اور اس طرح زمین میں اپنا اصل مشغول کرتا ہے۔ زمیندار کو جو حصہ ادا کیا جاتا ہے وہ محض ایک حد تک معاشی لگان کی نمایندگی کرتا ہے۔ زمیندار اور کاشتکار کے درمیان جو دوستانہ اور مساویانہ تعلقات روایتی طور سے قائم چلے آرہے ہیں وہ اس انتظام کو قابلِ عمل بناتے ہیں؛ اور واقعہ یہ ہے کہ انگلستان میں زرعی فنون وصنائع ان روایات کے تحت ترقی کے ایک نہایت اعلیٰ زینے پر پہنچ گئے ہیں اسکاٹلینڈ میں عام طور سے خاصی طویل مدت کے لیے، بعض اوقات انیس سال کے لیے زمینیں پٹے پر دیجاتی ہیں، اور اس طرح اس انتظام کے تحت وہاں کاشت عمیق کی بہترین شکلوں نے ترقی پائی ہے۔

پھر بھی یہ ممکن ہے کہ مالک کی جانب سے زمین کو موثر ترین طریقے پر استعمال کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ان صورتوں میں ہمیشہ ہوتا ہے جہاں انتقالِ ارضی بہ سرعت ممکن ہو، اور جہاں زمین کو حاصل کرنے کے لیے وہ لوگ مسابقت کریں جو اس کو بہترین طریق پر استعمال کرنا جانتے ہوں۔ اس قسم کی سہولت یورپ کے اکثر ملکوں میں خاص کر انگلستان اور فرانس میں مفقود ہے؛ علاوہ ازیں انگلستان اور فرانس میں قانون کی موجودہ حالت جو موانع پیش کرتی ہے ان میں اس معاشرتی حق و تفوق کی وجہ سے زیادتی ہو جاتی ہے جو بڑی بڑی منقولہ جائدادوں سے وابستہ ہوتا ہے، اور جس کی بنا پر مالک انھیں فروخت کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ ریاستہائے متحدہ میں اس قسم کے کوئی موانع نہیں ہیں۔ یہاں، کم از کم ملک کے شمالی حصے میں، اکثر زمینوں پر خود مالک ہی کاشت کرتے ہیں۔ کھیت دائمی طور سے ایک شخص کے پاس سے دوسرے کے پاس منتقل ہوتے رہتے ہیں، جس کا انحصار مختلف اشخاص کے نقطۂ نظر سے کاشت کے مختلف امکانات پر ہوتا ہے، اور یہ ایسی حالت و شرط ہے جو زمین کے سب سے زیادہ نفع بخش استفادے کو فروغ و ترقی دیتی ہے۔ شمالی وسطی ریاستوں میں ملک کے زرعی علاقے کے بیشتر حصے پر، یعنی جملہ کھیتوں میں سے ۶۰ فی صد کھیتوں پر، خود مالکان زمین

79

باب ۲۴
لگان، زراعت اور حقیت اراضی

کاشت کرتے ہیں۔ بیسویں صدی کے آغاز کے بعد سے اس علاقے میں پٹہ داری کا رواج خاص کر شمالی حصے میں عام طور سے بڑھ گیا ہے۔ لیکن اس زیادتی کی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ نو واردوں کی مسلسل یہ کوشش رہی ہے کہ اپنی حیثیت بہت جلد مالکوں کی سی کر لیں؛ اور یہ ایسا عمل ہے جس کے لیے ان علاقوں میں بہت زیادہ وقت لگتا ہے جہاں زمین کی قیمت اعلیٰ ہے اور زمین کو فی الفور خریدنے کے لیے معقول نقد رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ پٹہ داری کے طریق کے زیادہ پھیل جانے کے باوجود ریاستہائے متحدہ کے شمالی علاقوں کی زمینوں کی ملکیت اور کھیتوں کے حالات و شرائط اطمینان بخش ہیں۔ علیٰ ہذا جرمنی کے اکثر علاقوں، اور خاص کر جنوبی و مغربی جرمنی، کے متعلق بھی، جہاں زمین کی ملکیت کا تناسب بحساب فیصد بہت اعلیٰ ہے، یہی کہا جا سکتا ہے۔

یورپ کے جنوبی علاقے میں خاصکر اٹلی میں پٹہ یا حقیت اراضی کا ایک عام طریق "بٹائی" ہے۔ زمیندار زمین کو اس شرط سے کرایے پر دیتا ہے کہ وہ بھی کاشتکار کے ساتھ پیداوار میں سے حصہ پائے گا؛ یہ حصہ بالعموم فصل کا نصف ہوتا ہے، لیکن معمولی صورتوں میں، زمین کی زرخیزی کے مطابق اور زمیندار کے مصارف کی وسعت کے لحاظ سے کم و بیش قرار پاتا ہے۔ زمیندار خود صرف کردہ اصل کا ایک جزو مہیا کرتا ہے۔ بٹائی کے طریق میں، بہ مقابلہ مزدوروں سے اجرت پر کام لینے کے طریق کے، یہ فائدہ ہے کہ بٹائی کاشتکار کے لیے ایک محرک کا کام کرتی ہے، اور وہ حتی الامکان زمین سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرتا ہے، لیکن اس میں بہ ظاہر ایک نقص بھی ہے جو اس واقعے کی بنا پر رونما ہوتا ہے کہ زمیندار بھی پیداوار میں شریک ہوتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ کے جنوبی علاقے میں حبشیوں میں پٹہ داری میں شرکت کرنے کا رواج بہت عام ہے۔ یہاں کاشتکار کے ضروری ابتدائی مصارف کا بیشتر (اور بعض اوقات کل) حصہ زمیندار ادا کرتے ہیں؛ یعنی زمیندار، صرف تخم، آلات کشاورزی اور جانور ہی فراہم نہیں کرتے، بلکہ حبشیوں کی غذا بھی فراہم کرتے ہیں۔ ان حالات کے تحت، جن میں جنوبی ریاستوں نے خانہ جنگی کے اختتام پر اپنے آپ کو پایا، اس قسم کا

باب ۴۲ لگان، زراعت اور حقیت اراضی

80

انتظام بلاشبہ ناگزیر تھا؛ اس لیے کہ جو لوگ آزاد ہو چکے تھے وہ نہ صرف کوئی ذریعۂ معاش نہ رکھتے تھے بلکہ زرعی انتظام کا کوئی تجربہ بھی نہ رکھتے تھے۔ پھر بھی یہ نظام معاشری فائدے کے لحاظ سے، کامل ملکیت کے اس نظام کا مقابلہ نہیں کر سکتا جس میں مالک خود کاشت کرتے ہیں۔ یہ نظام مقررہ زر لگان کے اس پٹے سے بھی ادنیٰ درجے کا ہے جس میں پٹے اس طریقے پر منظم کیے جاتے ہیں کہ حقیت اراضی محفوظ ہو جاتی ہے اور ترقیات اراضی کی ہمت افزائی ہوتی ہے۔ زمین کی تملیک کے طریقے کو وسعت دینا اور مالکوں میں خود کاشت کرنے کے طریق کو پھیلانا، یہی سب سے زیادہ مفید زرعی حالات ہیں؛ اور کیا ہی اچھا ہو کہ یہ حالات خوش قسمتی سے جس طرح ریاستہائے متحدہ کے بیشتر حصے میں شایع ہیں اسی طرح جنوبی ریاستوں میں بھی رو نما ہو جائیں۔

۷۔ جو ملحوظات سابقہ فصلوں میں پیش کیے گئے، یعنی زمین کی زرخیزی کو محفوظ و قائم رکھنے کی ضرورت، کاشت کے روز افزوں عمیق ہونے کے ساتھ ساتھ انسان کے عمل کی روز افزوں اہمیت، قدرتی عطیے اور مصنوعی ترقیات کے مابین امتیاز قائم کرنے کی دقت؛ یہ سب بعض معاشری مسائل پر بہت ہی اہم اثر ڈالتے ہیں۔

ایک تجویز یہ پیش کی گئی ہے کہ قوم کے مفاد پر نظر کرتے ہوئے حکومت معاشی لگان پر خود قبضہ کر لے۔ لگان، ماحصل زائد ہے جو اس ماحصل سے زیادہ مقدار میں وصول ہوتا ہے جو شغل اصل کی ترغیب دینے کے لیے ضروری ہو، گویا وہ غیر مکتسب زائد آمدنی ہے جو زمین پر بڑھتی ہوئی آبادی کی طلب کی زیادتی کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ منفرد زمیندار اس اضافۂ غیر مکتسب کا مالک کیوں بن بیٹھے؟ نام نہاد "محصول مفرد" کے تحت، یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ کل زمینوں پر ان کے معاشی لگان کی انتہائی مقدار تک محصول لگایا جائے؛ اور اس محصول کو "مفرد" کے نام سے موسوم کیا جائے، اس لیے کہ یہ توقع کی گئی ہے کہ اس سے عامۃ الناس کے لیے اس قدر مداخل وصول ہو جائیں گے کہ ان کی بنا پر دوسرے محاصل کی وصولیابی موقوف

باب ۴۲

لگان، زراعت اور حقیت اراضی

کیجا سکتی ہے۔ اگر قوم ہمیشہ کے لیے زمین پر قابض ہو جائے، اپنی ملکیت کو دائمی طور سے قائم رکھے اور کاشتکاروں کو اس کے لگان کے ادا کرنے کے معاوضے میں زمین پٹے پر دیا کرے، نیز کاشتکار کو بھی اتنا موقع دے کہ وہ اپنے پاس اتنی کافی مقدار رکھ لے جس سے وہ اپنے انجام دیئے ہوئے ترقیات کا معاوضہ وصول کر سکے اور ان کا سود بھی ادا کر سکے لیکن بقیہ زائد مقدار زمیندار کے حوالے کر دے، تو اس سے بھی تقریباً اسی قسم کے نتائج حاصل ہوں گے۔

اس نظام اکمل کی راہ میں ایک اساسی رکاوٹ زرعی زمین کی حد تک یہ ہے کہ زمین میں مشغولہ اصل اور اس کے معمولی ماحصل کی پیمایش کرنا وقت طلب ہے۔ لگان جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے خود بخود نہیں پیدا ہوتا۔ اس کو ایک جداگانہ ماحصل کی حیثیت سے تمیز نہیں کیا جا سکتا لگان کی پیدائش، زمین کو جوتنے اور اس کی زرخیزی کو قائم رکھنے کے پیچیدہ عملوں سے لاینفک طریقے پر وابستہ ہے۔ زمین کو موثر طریقے سے استعمال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ محنت کو بڑے اہتمام کے ساتھ صرف کیا جائے، بہت کچھ تجربات عمل میں لائے جائیں، اور طویل مدت تک کاشت کرنے کے لیے تدابیر اختیار کیئے جائیں، اور ان سب کے علاوہ اہم ترین بات یہ کہ انفرادی طور سے دائماً نگرانی اور خبر گیری کی جائے۔ زمین کو بہترین طریق پر استعمال کرنے کے لیے سب سے اعلیٰ درجے کا محرک یہ ہے کہ زمین کی ملکیت محفوظ ہو، اور یہ یقین حاصل ہو کہ جو کوئی اس پر کاشت کر کے کافی مقدار میں پیداوار حاصل کرے گا وہی اپنی محنت کے ثمرات سے مستفید ہوگا۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے کوئی ملک اس قدر موثر نہیں ہے جس قدر کہ غیر مشروط اور آزاد تملیک۔ یہ صحیح ہے کہ خانگی ملکیت کی وجہ سے قوم ایسی شے ہاتھ سے کھو دیتی ہے جسے اگر فرزانگی کے ساتھ بانٹ لیا جائے تو عمدہ تنظیم کے حوصلے پست کیئے بغیر وہ حصے میں آ سکتی ہے؛ لیکن فرزانگی کے ساتھ بانٹنے کی مشکلات اس قدر زیادہ ہیں اور عمدہ تنظیم کی ضرورت اس قدر شدید ہے کہ معاشری نفع اسی میں ہے کہ نہ تو محصول لیا جائے نہ میعادی تقسیم حصص کی جائے۔

81

اس تجویز میں کچھ نہ کچھ جاذبیت ہے کہ قوم کو زمین کے استحقاق سے کبھی دست بردار نہ ہونا چاہیئے؛ بلکہ زمین صرف پٹے پر دینی چاہیئے، یعنی طویل مدت کے لیے

باب ۴

لگان زراعت اور حقیت اراضی

ایسے طریقے سے پٹے پر دینی چاہیئے کہ اس سے کاشتکاروں کو اصلاحات عمل میں لانے کا وسیع موقع ملے اور زمین میں ضعف پیدا کرنے کی ترغیب نہ ہو اور پھر بھی قوم کو انجام کار بتدریج بڑھنے والے معاشی لگان کے اضافے کے حاصل کرنے کا موقع ملے۔ اگر قوم اس منصوبے پر شروع ہی سے عمل کرتی اور اگر اس ملک کی حکومت نہایت متدین، ذہین اور منظم ہوتی، تو اس ملک کی موروثی زمین کا مشترکہ انتظام کرنے کا یہ طریق خانگی ملکیت کے مقابلے میں زیادہ قابل ترجیح ہوتا۔ لیکن کسی ملک نے اس منصوبے پر عمل نہیں کیا ہے؛ یا اگر کسی نے اس کو شروع کیا بھی ہے (موزخوں کو اس بارے میں شبہ ہے کہ جرمانی قوموں نے حقیقی اشتراکی تملیک کے نظام کو کس حد تک شروع کیا تھا) تو اس کے بعد طویل صدیوں تک خانگی تملیک کا رواج جاری رہا۔ تملیک کی تحریص زرعی صنائع کی ترقی کے لیے تاریخی اعتبار سے ناگزیر تھی۔ یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ جہاں کوئی تہذیب یافتہ قوم، صدیوں کے فراہم کردہ تجربے سے تیار ہوکر، نئی زمین پر قبضہ حاصل کرلے، جیسا کہ ریاستہائے متحدہ، کنیڈا اور آسٹریلیا میں ہوا، وہاں وہ زمین کے لگان کو سرکاری ملکیت میں رکھ سکتی اور زمین کو طویل مدت کے لیے پٹے پر دے سکتی ہے۔ لیکن زمین کا لگان ہی ٹھیک وہ شے ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے ابتداءً کاشت کرنے والی نسلیں متمنی رہتی ہیں۔ آئندہ نسلوں کے اغراض کو محفوظ کرنے کا خیال بہت شاذ ایسی قوموں کے پیش نظر ہوتا ہے؛ یا اگر ایسا خیال ان کے دل میں پیدا بھی ہو تو یہ قومیں محض اپنے راست ورثا یا اخلاف کا لحاظ کرتی ہیں، اور آئندہ آبادی کی غیرممیز جماعت کا کوئی لحاظ نہیں کرتیں۔ اسی وجہ سے سب قوموں نے، خواہ انھوں نے طویل تاریخی ارتقا کے ذریعے سے بتدریج ترقی کی ہو یا ترقی یافتہ تہذیب و تمدن کی سطح سے شروع کیا ہو، اپنی صنعتی تنظیم کی بنیاد زمین کی خانگی ملکیت پر قائم کی۔ اس طرح زمین کی خرید و فروخت صدیوں تک اس مفروضے پر جاری رہی کہ ملکیت کے حقوق، جو قدیم ترین زمانے سے مسلم و موجود ہیں، آئندہ بھی غیرمعین مدت تک قائم رہیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان مکتسبہ حقوق کو پوری طرح معدوم و پامال کردینا ناقابل تصور نہیں ہے؛ لیکن اگر اس پر عمل کیا گیا تو معاشرے کے پورے نظام کو از سر نو منظم و مرتب کرنا پڑے گا۔ اس سے اشتراکیت کا مسئلہ رونما

82

باب ۸
لگان، زراعت اور حقیت اراضی

ہوتا ہے نہ کہ غیر مکتسب اضافے کے استحصال کا مسئلہ۔

ایک اور تجویز یہ ہے کہ کل غیر مکتسب اضافے کا استحصال نہ کیا جائے، بلکہ مستقبل میں جو اضافے ہوں ان کا استحصال کیا جائے۔ گویا قبض و دخل کے حقوق یعنی زمین کی خانگی تملیک اور موجود الوقت لگان کے تمتع کو حسب حال رہنے دیا جائے، لیکن لگان میں آیندہ جو اضافہ ہو اسے بحیثیت مجموعی قوم کے سپرد کر دیا جائے۔ اصولاً اس تجویز کے بارے میں کسی قسم کے اعتراضات نہیں کیے جا سکتے۔ واحد سوال یہ ہے کہ آیا اس سے بحیثیت مجموعی قوم کو فائدہ ہوگا یا نہیں؟ خالص معاشی لگان وصول کرنے اور اس منافعے کو ہاتھ لگائے بغیر چھوڑ دینے کا کام، جو زمین کو موثر طریق پر استعمال کرنے کے لیے ضروری ہے، اعلیٰ سرکاری عہدہ داروں میں نہ صرف اعلیٰ درجے کی ذہانت بلکہ بہت سخت دیانتداری کا طالب ہے۔ ایسے نازک کام کو انجام دینے کے لیے جو انتظام کیا جائے اگر اس میں خرابی یا سستی ہو تو اس سے سخت مضرت پہنچے گی، اور حقیقت یہ ہے کہ غالباً اس کل منصوبے سے غالباً یک قلم دست بردار بھی ہونا پڑے گا۔ لیکن یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جہاں زمین کی تملیک بہت پھیلی ہوئی ہو، وہاں معاشی لگان کی تقسیم بھی بہت پھیلی ہوئی ہوگی، اور ایسی انتہائی عدم مساواتیں نہ پیدا ہوں گی جو تملیک خانگی کے نظام کے سب سے قابل اعتراض نتائج ہیں۔ انتظامی مشکلات، حکومت کے نقائص اور خالص معاشی عاملین، ان سب معاملات پر غور کرنے کے بعد نفع کا پلہ غالباً زرعی زمین کی تملیک خانگی کے غیر مشروط حق کی موافقت میں اور صرف ایسی آئینی تبدیلیوں کی موافقت میں ہے جس کی بنا پر تملیک خانگی کی آزادانہ منتقلی میں اور اس کو بہترین طریق پر استعمال کرنے والے اشخاص کو اس کے اکتساب میں سہولتیں بہم پہنچیں۔

باب ۳۴

شہری سکنی زمین کا لگان

83
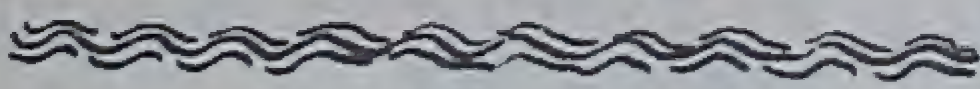
(۱) خردہ فروشی، تھوک فروشی، مصنوعات اور مکانات کی زمینوں سے کس طرح لگان پیدا ہوتا ہے۔ (۲) اصول تقلیل حاصل سکنی زمینوں کے بارے میں؛ اس کا عملدرآمد زرعی زمین کے مقابلے میں سکنی زمین پر کمتر ہوتا ہے۔ (۳) سکنی لگان کا مدار زمین کو مناسب طریقے سے اور ہوشیاری کے ساتھ استعمال کرنے پر ہے۔ غیر منقولہ جائداد کے تخمینوں کی جد وجہد۔ (۴) جب اصل مستقل طور سے زمین میں کھپ جاتا ہے تو لگان کو اصل کے سود سے الگ کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ سکنی زمین کا لگان، خالص معاشی لگان سے کس حد تک مماثلت رکھتا ہے۔ (۵) جائداد غیر منقولہ کے سوداگروں اور تخمینوں کی جد وجہد کس حد تک پیداآور ہوتی ہے۔ (۶) سکنی لگان بعض اوقات بالارادہ پیدا کیا جاتا ہے! کیا ایسی صورت میں وہ معاشی لگان ہے؟

ا۔ سکونتی زمینوں کا لگان، اساسی حیثیتوں سے، زرعی زمین کے لگان سے مماثلت رکھتا ہے۔ زرعی لگان کے مثل، سکنی یا سکونتی لگان مختلف خطوں کی مختلف المراتب سہولتوں سے پیدا ہوتا ہے۔ بعض سکنی زمینوں پر اصل اور محنت کو صرف کرنے سے

باب ۳ شہری سکنی زمین کا لگان

دوسری زمینوں کے مقابلے میں زیادہ ماحصل وصول ہوتا ہے جس وقت تک کہ بہتر موقع محل کی زمینوں پر پیدائش کے امکانات محدود ہوں، اس وقت تک مالکان زمین محض محدود مسابقت کے تابع ہوتے ہیں، اور زائد پیداوار کو اپنے لیے رکھ سکتے ہیں؛ اور بلالحاظ اس امر کے کہ خواہ وہ خود زمینوں کو استعمال کریں یا دوسروں کو کرائے پر دے دیں وہ زائد پیداوار کو اپنے لیے رکھ سکتے ہیں۔

زمین جن جن مختلف طریقوں سے استعمال کی جا سکتی ہے ان پر غور کرنے کے بعد شہری سکنی زمینوں کی مختلف المدارج سہولتوں کی وجہ اور وسعت کی توضیح و تشریح کی جا سکتی ہے۔ مخصوص ترین صورت، جو اپنی خارجی کیفیتوں کے لحاظ سے سادہ ترین بھی ہے، ان سکنی زمینوں کی ہے جو خردہ فروشی کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ جہاں کہیں عامۂ خلائق کی آمد و رفت عادۃً زیادہ ہوگی، وہاں خردہ فروشی کا کاروبار بہت زیادہ فائدے کے ساتھ انجام دیا جا سکتا ہے۔ کسی بڑی دوکان میں جاؤ جو قلب شہر میں واقع ہو اور دیکھو وہاں کیا ہو رہا ہے۔ بیع کرنے والے اہلکار مسلسل مصروف کار ہیں؛ اصل کی نقل اور کھپت بہ کثرت و بہ سرعت ہو رہی ہے؛ عمارت اور اس کا ساز و سامان دائمی طور سے موثر طریقے پر استعمال ہو رہا ہے۔ اس منظر کا مقابلہ کسی دیہاتی دوکان سے کرو جس کا مالک دن کے بڑے حصے میں گاہکوں کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا ہے؛ یا (اگر وہ مستعد و توانا ہو تو) اس کے لیے دوسرے کاموں میں توجہ صرف کرنے کے لیے بھی کافی موقع ملجاتا ہے۔ صرف کردہ محنت اور اصل کی ہر اکائی کے لیے شہر کی سکنی زمین پر پیداوار بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔ دوکان کی "پیداوار" سے ہمارا مطلب قوم کے افادوں یا تسکین پذیری کی آمدنی میں اضافہ یا اُس چیز کی تکمیل ہے جو عام طور سے صارفوں کے ہاتھ میں اشیا کو پہنچانے کی آخری منزل ہے۔ روزمرہ کی زبان میں اسی چیز کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مقام پر بہت زیادہ اور دوسرے مقام پر بہت کم کاروبار کیا جا سکتا ہے۔ 84

خردہ فروشی کے لیے بعض سکنی زمینیں دوسری زمینوں کے مقابلے میں کیوں عمدہ ہوتی ہیں اس کے صحیح اسباب بعض اوقات سادہ اور بعض اوقات مبہم ہوتے ہیں۔ سادہ ترین اسباب دسترس پذیری یا رسائی اور واقفیت ہیں۔ شہر کے وہ

باب ۳۴ شہری سکنی زمین کا لگان

مقامات جہاں آمد و رفت اور نقل و حمل کی سڑکیں ایک نقطے پر مرتکز ہوتی ہیں، خردہ فروشی کے کاروبار کے لیے نہایت کارآمد اور مفید ہوتی ہیں۔ ایسے مرکزوں سے چھوٹی چھوٹی سڑکیں عام طور سے نکلتی ہیں، اور ان میں سب سے زیادہ اچھی وہ سڑکیں ہوتی ہیں جن پر روزمرہ کے کاروبار کے لیے مخلوق کی کثیر تعداد میں ادھر سے اُدھر آمد و رفت ہوا کرتی ہے۔ ہر وہ چیز جو کسی مقررہ مقام یعنی ریلوے اسٹیشن، ڈاکخانہ یا تھیٹر میں مخلوق کو مرتکز و جمع کرنے کا باعث ہوتی ہے، اس مقام کے آس پاس کی زمینوں کو خردہ فروشی کے لیے تفوق یا خاص سہولت عطا کرتی ہے۔ اس سے کمتر درجے پر سادہ اثرات، روایات، یا امیروں کے مکانوں کی قربت، یا چند ماہر بیوپاریوں کی ندرت پسندی یا اختراع کے اثرات ہوتے ہیں جن کی بنا پر کوئی ایک سڑک یا علاقہ دوسری سڑکوں یا علاقوں کے مقابلے میں بڑی اور بیش خرچ دوکانوں کے لیے عملی طور سے بہت موزوں ہو سکتا اور فوقیت حاصل کر سکتا ہے، اور اس لحاظ سے ممکن ہے کہ اس کی منفعت زیادہ ہو جائے۔ اہل معاملہ کے لیے جاذبیت و کشش پیدا کرنے میں نمایش اور دکھاوے کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے (چنانچہ خردہ فروش تاجر کا اساسی اصول یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اشیا کو دریچوں میں منظر عام پر رکھنا ضروری خیال کرتا ہے)، اسی وجہ سے سڑک کا جنوبی حصہ، جہاں مال نمایشی دریچوں میں نہایت موثر طریقے پر اور خراب ہونے کے خطرات کے بغیر سجایا جا سکتا ہے، شمالی حصے کے مقابلے میں قابل ترجیح اور مفید ہے اور اس کا لگان بھی زیادہ وصول ہوتا ہے۔

قیمتی سکنی زمینوں پر جو اشیا فروخت کی جاتی ہیں ان کی قیمت عام طور سے زیادہ نہیں ہوتی۔ زرعی زمین کے لگان کے مثل، ان زمینوں کا لگان قیمتوں کی افزونی کا باعث نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس وہ معمولی قیمتوں پر کثیر تعداد میں اشیا فروخت کرنے کی سہولتوں کا نتیجہ ہے۔ نام نہاد شعبہ واری ذخائر میں اشیا ایسی قیمت پر فروخت کی جاتی ہیں جو کم از کم اتنی ہی ادنیٰ ہوتی ہے جتنی کہ مضافاتی یا دیہاتی دوکانوں کی اشیا کی قیمت۔ اس میں شک نہیں کہ اس بیان کے لیے بظاہر ایک استثنا ان دوکانوں کی صورت میں ہے جو متمول طبقے کو اور ان اشخاص کو جو متمول طبقے کی نقالی کرتے ہیں اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ یہاں کوئی مقررہ شے بالعموم ایسی قیمت پر فروخت کی جاتی ہے جو پاس ہی کے

باب ۱۱
شہری سکنی زمین کا لگان
85

کم شان و شوکت والے رقبے کی دو کانوں کی قیمت سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں اگر قیمتیں اعلیٰ ہیں تو انھیں کے ساتھ لگان بھی اعلیٰ ہوتا ہے؛ اور اگر بیوپاریوں سے پوچھا جائے تو وہ قیمتوں اور لگان کی زیادتی کے باہمی تعلق کی تاویل یوں کریں گے کہ چونکہ انھیں لگان زیادہ ادا کرنا پڑتا ہے اس لیے ان کو قیمتیں زیادہ وصول کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ علاقۂ سببی اس کی برعکس سمت میں پایا جاتا ہے؛ یعنی چونکہ وہ زیادہ قیمتیں وصول کر سکتے ہیں اس لیے وہ خطہ ہائے زمین کو حاصل کرنے کے لیے زیادہ لگان ادا کرنے میں ایک دوسرے سے مسابقت کرتے اور زیادہ لگان ادا کرتے ہیں۔ اس قسم کی دو کانوں میں بالعموم ایسی اشیا کے ذخائر ہوتے ہیں جو اعلیٰ درجے کی اور منتخب ہوتی ہیں اور ان کو سلیقے کے ساتھ اور دلکش طریقے پر سجا کر رکھا جاتا ہے، وہاں خاموشی اور سکون بھی ہوتا ہے؛ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خریدار کی خود نمائی اور خود بینی کو چاپلوسی کے ذریعے سے اور اعلیٰ طبقے کی صحبت کا امکان پیدا کر کے دوکان کی جانب مائل کیا جاتا ہے۔ یہاں جو افادے بہم پہنچائے جاتے ہیں ان کے منجملہ ایک مشیخت مآبانہ جاہ طلبی و امتیاز کی تسکین پذیری ہے، اور اس کے لیے معقول معاوضہ ادا کرنے پر اکثر لوگ آمادہ ہوتے ہیں۔

ٹھوک فروشی کے لیے جو سکنی زمینیں ہوتی ہیں ان کا لگان زیادہ تر اس وجہ سے وصول ہوتا ہے کہ یہ زمینیں دوسری ایسی زمینوں سے قربت رکھتی ہیں جہاں یہی یا اسی قسم کا کاروبار انجام دیا جاتا ہے۔ یہ فائدہ فائقہ یا سہولت بظاہر معمولی سی معلوم ہوتی ہے، خاصکر موجودہ دور میں جبکہ ٹیلیفون کا رواج ہے۔ تاہم جہاں تجارت بڑے پیمانے پر کی جاتی ہے کم و بیش چند سو بلکہ چند ہزار ڈالروں کی ادائی بطور لگان عام حساب کتاب میں زیادہ اہمیت نہیں رکھتی، اور بڑا کاروبار جتنی زیادہ سہولت کے ساتھ انجام پائے گا اتنا ہی موزوں خطوں کے لیے زیادہ لگان ادا کرنے میں مستعدی سے کام لیا جائے گا۔ ایسے عمدہ موقع محل کی زمینوں پر ہر قسم کے اہل معاملہ کی بکثرت آمد و رفت ہوگی؛ بنک، دلال، جہازوں کے ایجنٹ، بیمہ کمپنیاں سبھی قریب ہوتی ہیں۔ ایک ہی قسم کی تجارت کرنے والے ٹھوک فروش بالعموم ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں؛ چنانچہ بڑے شہروں میں کاروبار کی

باب ۱۳

شہری سکنی زمین کا لگان

نوعیت کے اعتبار سے مختلف حلقے ہوتے ہیں، مثلاً، دھاتوں، خشک اشیا، جوتوں اور جہازوں کے ایجنٹوں کے حلقے الگ الگ ہوتے ہیں۔ یہ سب، مالی مرکز کے ارد گرد مجتمع ہوتے ہیں، جس سے مالی مرکز کو بھی یہ سہولت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ہر قسم کے کاروبار سے متصل ہوتا اور اس سے قریبی تعلق رکھتا ہے۔ مختلف قسم کے اشخاص، جنھیں ایسے مقامات پر رہنے کی ضرورت ہوتی ہے جہاں سے وہ اپنے اہل معاملہ تک آسانی کے ساتھ پہنچ سکتے ہوں، یا ان کے اہل معاملہ ان کے پاس آسانی کے ساتھ رسائی حاصل کر سکتے ہوں، ایسے مقامات اور عمارات کے لیے ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہیں جو ہر قسم کے کاروبار کے مرکز میں واقع ہوں، مثلاً، وکیل، دلاّل، منصوبہ ساز لوگ، مشیر، ہمہ اقسام کے درمیانی اشخاص، مصنوعات تیار کرنے والے کارخانوں کے منتظم اور گماشتے۔ اسی وجہ سے امریکہ کے شہروں میں عام کاروبار کرنے والی جماعتوں کے دفتروں کی عمارتیں ترقی کے انتہائی زینے پر پہنچ گئی ہیں۔ چنانچہ کم از کم امریکہ کے شہروں میں بظاہر ایسی سکنی زمینوں کا لگان کثیر مقدار میں وصول ہوتا ہے جہاں دفاتر بنائے جاتے ہیں، کوٹھی اور خردہ فروشی کا کاروبار بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے۔ لگان بعض اوقات غیر معمولی طور سے کثیر مقدار میں وصول ہوتا ہے۔ مثلاً، شہر نیویارک میں کوٹھی کے کاروبار کے مرکز میں ایک ایکڑ زمین کی قیمت ۱۹۱۰ء میں تقریباً دو کروڑ ڈالر تھی، اور اس سے سالانہ ۸ لاکھ ڈالر خالص لگان وصول ہوتا تھا۔

80

مصنوعات طیار کرنے والے کارخانوں کے خطوں کی اعلیٰ قیمت بعض اوقات ان کی ذاتی اور مخصوص سہولتوں کی وجہ سے وصول ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ قوتِ آبی یا گہرے پانی کے بندرگاہ یا ارزاں ایندھن اور اشیائے خام سے قریب واقع ہوں۔ پانی کی سہولتوں کا جتنا اثر پڑتا ہے اس سے کچھ کم اثر ریل کے ذریعے سے نقل و حمل کی سہولتوں کا نہیں پڑتا۔ ریاستہائے متحدہ میں جس وقت تک ریلوں میں سرگرمی کے ساتھ مقابلہ ہوتا تھا اور ریل کے کرائے کی شرح میں اس مقابلے کی وجہ سے کمی تھی اس وقت تک ایسے مقام کو جہاں ریلوں کی متعدد راہیں ملتی تھیں، ویسی ہی سہولتیں حاصل ہوتی تھیں جیسے کہ قدرت کی جانب سے اس خطے کے عمدہ بنائے جانے کی صورت میں ہوتیں۔ جب ایک مرتبہ کوئی شہر ترقی کر جاتا ہے تو وہ مصنوعات تیار کرنے والے کارخانوں کے لیے ایسے اسباب کی بنا پر مسلسل مرکز کشش بنا رہتا ہے جو بالعموم عیاں اور ظاہر نہیں ہوتے۔ سوال یہ ہے کہ

باب ۱۳
شہری سکنی زمین کا لگان

شہری زمینوں کے لیے زیادہ لگان کیوں ادا کیا جاتا ہے جبکہ بظاہر انھیں کے مساوی اچھی زمینیں دیہات و مضافات میں اس سے کم لگان پر مل سکتی ہیں؟ اس صورت میں بھی ٹیلیفون بظاہر ان نقائص کو رفع کر سکتا ہے جو بُعد مسافت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں پھر بھی ہوشیار اور زیرک کاروباری اشخاص قربت کے فوائد کو اعلیٰ لگان کے مقابلے میں دائمی طور سے تولتے رہتے ہیں اور ان کے باریک حسابات اکثر کارخانوں کو شہری مرکزوں اور ان کے مضافات کی جانب مرتکز کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ اہل معاملہ اشیا کی رسد اور ذیلی صنعتوں، حتیٰ کہ حریفوں تک آسانی کے ساتھ رسائی ایک اہم عامل ہے۔ غالباً اہم ترین عامل محنت کی رسد کی کثرت اور لچکداری ہے، جس کا بیان پہلے آچکا ہے[1]۔ اور جو ایسے کارخانوں کی حد تک بہت اہمیت رکھتی ہے جن کا کام سریع تغیرات کے تابع ہو۔

وہ مقام جس پر شہر کا کاروبار مرکوز ہوا اور جس پر شہری لگان سب سے زیادہ وصول ہو بالعموم قدرتی یا جبلی اسباب کی بنا پر متعین نہیں ہوتا۔ یوں تو کسی بڑے شہر کا محل وقوع بالعموم قدرتی سہولتوں کی بنا پر قرار پاتا ہے، مثلاً: اعلیٰ درجے کے بندرگاہ کی وجہ سے، نیویارک شہر اور سن فرانسس کو؛ یا کوئلے کی بڑی بڑی کانوں کے متصل دریاؤں کے سنگم کی وجہ سے شہر پٹسبرگ؛ یا دریائی راستوں سے ملک کے اندرونی حصے تک رسائی کی وجہ سے شہر شکاگو۔ لیکن شہر کے اندر اس کی بالعموم کوئی وجہ نہیں ہوتی کہ کاروبار کے لیے ایک مختصر سے رقبے کو دوسرے رقبوں پر کیوں ترجیح دی جاتی ہے۔ کاروباری خطوں کو قدر و قیمت دینے والی شے صنعتوں کا ایک مقام پر اجتماع اور ارتکاز ہے؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح انسانوں کا اجتماع اور ارتکاز سکونتی زمینوں پر اثر ڈالتا اور ان کی قدر کو بڑھا دیتا ہے۔ کسی ایک مرکز کو سب اختیار کریں گے، اور سب کے نزدیک اس کی قدر و وقعت ہوگی؛ لیکن کن اسباب کی بنا پر تھرڈ نیڈل اسٹریٹ یا وال اسٹریٹ کاروبار کے مرکز قرار پائے وہ بالعموم نہایت پیچیدہ اور تاریخی اسباب ہیں؛ اور بعض صورتوں میں تو محض خیالی لٹک کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

87

سکنی زمینوں کی قدر کی توجیہ بھی اسی اصول کے ذریعے سے اور انھی کے مماثل

[1] دیکھو باب ۱۲ فصل (۲)۔

باب ۱۳ شہری سکنی زمین کا لگان

پیچیدگیوں اور ظاہری بے ضابطگیوں سے کی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسی زمینوں کو مخصوص سہولتیں مثلاً وسیع، روشن اور ہوادار سڑکیں اور چمنیوں اور کھلے ہوئے میدانوں کی قربت اور رسائی کی سہولت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن بالعموم فوائد اور سہولتیں محض خیالی ہوتی ہیں۔ محض اپنے ہم جنسوں کی قربت ہی اکثر صورتوں میں بعض خطوں کی طلب کی پوری طرح توجیہ کر سکتی ہے۔ شہر کی سڑکوں کے گنجان گندے حصے، جہاں ہمیشہ شور و شغب ہوتا ہے، خاموش اور صاف پاک سڑکوں کے مقابلے میں مزدوری پیشہ طبقے کے لیے زیادہ کشش و جاذبیت رکھتے ہیں۔ معاشری ترازو کے دوسرے پلڑے یعنی متمول جماعت میں، اور سب سے زیادہ مالدار طبقے میں، معاشری مدارج کے اختلافات بہت بڑی حد تک اثر انداز ہوتے ہیں۔ بعض سڑکوں پر وہ لوگ خاص طور سے بود و باش اختیار کرتے ہیں جو معاشرے میں نمایاں رتبہ و امتیاز رکھتے ہیں۔ یہاں وہ سب لوگ بہ تعداد کثیر مجتمع ہوتے جاتے ہیں جو ایسے امتیاز اور جاہ کے طالب ہوتے ہیں، اور ایسی سکنی زمینوں کا کرایہ جو ممتاز و منتخب طبقے کے لیے موزوں ہوتی ہیں صرف اس حد تک ادا کیا جاتا ہے جس حد تک کہ اس کی آمدنیاں اجازت دیتی ہیں۔ حتیٰ کہ فیشنبل محلوں کے درمیانی حصے یعنی تنگ گلی کوچے اور تاریک عقبی مقامات، جب اس قوی دلفریبی سے متاثر ہوتے ہیں تو ان کا کرایہ بھی باوجود جاذبیت کے فقدان کے معقول مقدار میں وصول ہوتا ہے۔

۲۔ شہر کی سکنی زمینوں پر تقلیل حاصل کے رجحان کے بہت مماثل رجحان ظاہر ہوتا ہے۔

اونچی اونچی اور تقریباً غیر محدود ارتفاع کی عمارتیں بنائی جا سکتی ہیں۔ آجکل فولادی ڈھانچے کے مکانوں کے دور جدید میں دس، بیس، اور تیس بلکہ اس سے زیادہ منزلیں تعمیر کرنا عملاً ممکن ہے۔ لیکن اوپر یا سویرا ایسی نوبت پہنچ جاتی ہے جبکہ عمارت کی منزلوں میں اضافہ کرنے کے نفع میں تقلیل شروع ہو جاتی ہے اور جب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایک ہی خطے پر عمارت کی منزلوں میں اضافہ کرنے کے بجائے کسی دوسرے خطے پر دوسری عمارت تعمیر کرنا زیادہ مناسب ہوگا یا نہیں؟ جہاں زمین صنعتی یا تجارتی کاروبار کے لیے استعمال کی جاتی ہو، وہاں یہ نوبت کم از کم امریکہ کے شہروں میں چھٹی یا آٹھویں منزل کے ساتھ ہی پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ ان اغراض کے لیے جو عمارتیں استعمال کی جاتی ہیں ان میں اس سے

باب ۱۳
شہری سکنی زمین کا لگان
88

زیادہ بلندی کی عمارت شاذ ہی نظر آتی ہے۔ نیچے کی منزلوں پر ہوا اور روشنی کی کمی، اشیا اور سامان کو اوپر اٹھا کر لے جانے کے مصارف (خواہ یہ نقل و حمل بہ سہولت کام کرنے والے آلہ ہائے ارتفاع کے ذریعے سے کیوں نہ ہو) اور عام نگرانی کے مشکلات، اثر انداز ہونا شروع کرتے ہیں، اور جتنی زیادہ منزلیں بنائی جاتی ہیں اتنا ہی ان کا اثر بڑھتا جاتا ہے۔ جہاں عمارتیں بڑے بڑے شہروں کے کاروباری مرکزوں میں دفاتر کے اغراض کے لیے استعمال کی جاتی ہیں وہاں بالعموم اونچی اونچی منزلیں بنائی جاتی ہیں؛ کم از کم ریاستہائے متحدہ میں تو ایسا ضرور ہوتا ہے۔ کسی کاروباری مرکز میں مستقر قائم کرنے کی سہولت اس قدر عظیم الشان ہوتی ہے کہ ہر قسم کے پیشوں کے کثیر التعداد اشخاص اسی سہولت کے حاصل کرنے کی خاطر فراخدلی کے ساتھ معاوضہ ادا کرنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں؛ اور دفتر کی مرتفع عمارت بجائے خود ایک چھوٹا سا شہر بن جاتی ہے۔ لیکن اس حالت میں بھی انجام کار ایک حد ہوتی ہے، اگرچہ یہ ایسی حد ہے جس کو ایجادوں کی ترقی مسلسل آگے بڑھائے جا رہی ہے۔ بہر کیف یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ سب سکنی زمینوں کو اس طرح استعمال نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ اس صورت میں ایسی عمارتیں دوسری عمارتوں تک ہوا اور روشنی کے پہنچانے میں بڑی حد تک مزاحم ہوں گی۔ اسی وجہ سے متصلہ خطوں کی نگرانی اور تحدید ضروری ہے؛ دوسرے الفاظ میں، سب خطوں کا بحیثیت مجموعی لحاظ کرتے ہوئے عمیق استعمال کا امکان بہ مقابلہ اس صورت کے جبکہ محض واحد خطے کا لحاظ کیا جائے بدرجہا زیادہ محدود ہوتا ہے۔ عمارت کا محل وقوع اگر سڑک کے نکڑ پر ہو، یا اگر عمارت کسی چوک یا کھلی ہوئی جگہ کے سامنے واقع ہو (جیسا کہ ٹرینٹی کا قبرستان نیویارک میں براڈوے پر واقع ہے) تو کسی مقررہ رقبے پر اصل کثیر مقداریں مصروف کرنے کا امکان پیدا ہوتا ہے۔

جب رہنے سہنے کے مکانات شہری زمین پر بنائے جائیں تب بھی یہی بات بڑی حد تک صادق آتی ہے۔ اس صورت میں بھی عمارتیں اونچی سے اونچی بنائی جا سکتی ہیں اور اس طرح بڑے بڑے شہروں میں عمدہ موقع محل کے خطے نہایت عمیق طریق پر استعمال میں لائے جا سکتے ہیں۔ مفلس ترین اور متمول ترین طبقوں کے لیے قابل سکونت مکانات بہت اونچے اونچے بنائے جا سکتے ہیں؛ اسی طرح ان لوگوں کے مکانات کئی کئی منزلوں کے بنائے جا سکتے ہیں جنھیں اپنے کاروبار اور ساتھیوں سے قریب رہنا ضروری ہے (یا جو اس کو ضروری خیال کرتے ہوں)،

باب ۱۳
شہری سکنی زمین کا لگان

اور ان لوگوں کے لیے بھی جنھیں فیشن اعلیٰ درجے کے منتخب خطوں کی جانب مائل کرتا ہے بڑی بڑی کوٹھیاں یا حویلیاں بنائی جا سکتی ہیں۔ لیکن انجام کار فولادی ڈھانچے کے ذریعے سے تعمیر، ٹیلیفون اور آلۂ ارتفاع کے باوجود ایسی حد آجاتی ہے جہاں بلندی میں مزید اضافہ کرنا کم منفعت بخش ہونے لگتا ہے۔ جتنا زیادہ اصل اور جتنی زیادہ محنت ایک ہی خطے کو کام میں لانے کے لیے صرف کی جائے گی اتنا ہی تقلیل حاصل کا میلان زیادہ قوی ہوتا جائے گا۔

یہ میلان شہر کی سکنی زمینوں پر اس قدر قوت کے ساتھ اور براہ راست عمل نہیں کرتا جس قدر کہ دیہاتی یا زرعی زمین پر۔ جس زمین پر زراعت کی جاتی ہو وہاں تقلیل حاصل کا میلان مقابلتہً بہت جلد ظاہر ہونے لگتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض اغراض کے لیے مثلاً تجارتی باغات یا انگور کے کھیتوں کی حد تک، بعض زرعی زمینوں کو بہت عمیق طریق پر استعمال کیا جا سکتا ہے، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ شہر کی بعض سکنی زمینوں کو نہایت عمیق طریق پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن تقریباً سب صورتوں میں زرعی زمین پر تقلیل حاصل کا میلان مقابلتہً بہت جلد رونما ہو جاتا ہے اور ان مزاحمتوں اور موانع کا عمل جو پیداوار کی کمی کا باعث ہوتے ہیں بہت سریع اور قوی ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف شہری زمینوں پر موانع نسبتہً زیادہ تدریجی طریقے پر ظاہر ہوتے ہیں، اور اسی وجہ سے خطوں کو کم یا زیادہ عمیق طریق پر استعمال کرنے کے مابین انتخاب کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ چنانچہ ایک ہی سڑک پر نہایت بلند و بالا عمارتوں کے برابر برابر پست عمارتیں بھی دیکھنے میں آتی ہیں؛ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونچی عمارتوں پر مزید منزلیں بنانے کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک منزلوں میں اضافہ کرنے سے نہ تو کوئی بڑا نفع ہوتا ہے (یعنی جملہ آمدنی میں سے مصارف تعمیر و انتظام منہا کرنے کے بعد خالص آمدنی وصول نہیں ہوتی) اور نہ تقلیل حاصل کا کوئی قوی رجحان رونما ہوتا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوگا کہ شہر کی بعض سکنی زمینوں، خاصکر کاروباری عمارتوں پر، کثیر المقدار اصل صرف کیا جا سکتا ہے اور بہت دور تک ایسی حالت قائم رہتی ہے جس میں کہ قانون استقرار حاصل کا عملدرآمد کم و بیش رہتا ہے۔

۳۔ زرعی زمین کے مثل شہر کی سکنی زمین پر زمین کی کوئی جداگانہ پیداوار نہیں ہوتی۔ خطۂ زمین سے آپ سے آپ کوئی شے حاصل نہیں ہوتی؛ اور کوئی شے "لگان" کے طور پر مشخص و مختص نہیں کی جا سکتی۔ جو کچھ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ان خطوں میں سے بعض پر جو اصل اور محنت کثیر مقدار میں

89

باب ۱۲
شہری سکنی زمین کا لگان

لگائی جاتی ہے اس سے غیر معمولی طور سے کثیر المقدار ما حصل وصول ہوتا ہے۔ چونکہ ایسے خطے محدود ہوتے ہیں، اس لیے مالکان زمین کو اس کا موقع ملتا ہے کہ معمولی طور سے جو کچھ وصول ہوتا ہے اس سے زائد ملنے کی صورت میں اس زائد حصے کو خود لے لیں۔

منفعت بخش خطوں پر جو ما حصل وصول ہوتا ہے اس کا مدار اس مہارت پر کچھ کم درجے پر نہیں ہوتا جس مہارت کے ساتھ یہ خطے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کے امکانات پر سب اشخاص کی نظریں نہیں پڑتیں۔ ان خطوں کو حاصل کرنے کے لیے سب سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ وہ لوگ مسابقت کرتے ہیں جو اپنی تیز فہمی سے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ ان سے کیا کام لیا جا سکتا ہے، اور اپنے حسابات کے مطابق اپنے خیال کو حقیقی اور عملی آزمائش کی کسوٹی پر کسنے کی ہمت رکھتے ہیں۔ بعض اوقات ان لوگوں سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں جو اعلیٰ قیمت پر شہر کی زمین خریدتے یا کرائے پر حاصل کرتے ہیں اور انھیں نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں، لیکن اس کے برعکس بعض اوقات لوگوں کو کامیابی اور فائدہ ہوتا ہے اور وہ زمین کو عمدگی کے ساتھ استعمال کر کے غیر معمولی طور سے کثیر منافعہ حاصل کرتے ہیں۔

مثلاً دفتروں کی عمارتیں، جو امریکہ کے شہروں کی ممتاز خصوصیت ہیں، تدریجی ارتقا کے عمل کا نتیجہ ہیں۔ متعدد اشخاص نے یکے بعد دیگرے بہت اہتمام اور محنت کے ساتھ مرکزی خطوں کو استعمال کرنے کے بارے میں خاکے مرتب کیے، تعمیر کے نئے نئے طریقے، اونچی اونچی عمارتیں بنانے کے ڈھنگ اور ان پر آمد و رفت کی سہولتیں مہیا کرنے کے راستے نکالے۔ ہر ترقی و اصلاح میں کچھ نہ کچھ خطرہ مضمر تھا؛ اور اگر ہر اصلاح و ترقی کامیاب رہی، تو فوراً متعدد دیگر اشخاص نے اس کی نقل کر لی، اگر عملی اصلاح و ترقی کامیاب رہی تو اولاً ایک خاص خطے کے مالک کو اور اس کے بعد اس کے مماثل خطوں کے مالکوں کو فائدہ حاصل ہوا۔

امریکہ کے شہروں میں عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ جدت یا اختراع کرنے والا جو زمین کو نئے طریق پر استعمال کرنا چاہتا ہو (مثلاً بہت اہتمام کے ساتھ کوئی عمارت بنانا چاہتا ہو) زمین کو اس کے سابق مالک سے ایسی قیمت دے کر فوراً خرید لیگا جو زمین کو استعمال کرنے کے روایتی طریقوں پر مبنی ہو۔ اس طرح اگر اس کو اپنی با ہمت پیش قدمی میں کامیابی ہو تو وہ اپنے مجموعی شغل اصل پر ما حصل کی معقول مقدار پائیگا، اور اس کی زمین بازار میں پہلے کے مقابلے میں اب بہت زیادہ قیمتی ہو جائے گی۔ بعض اوقات وہ زمین کو

90

باب ۲۳
شہری سکنی زمین کا لگان

طویل مدت کے لیے کرائے پر اٹھا دیتا ہے اور اس اثنا میں کرائے کی شکل میں تمتع و نفع حاصل کرتا ہے۔ بعض اوقات مالک خود اس قدر کافی ہشیار اور مستعد ہوتا ہے کہ اپنی زمین کو خود استعمال کرتا ہے اور اس سے ایسے طریقوں سے کام لیتا ہے کہ اس سے بیشتر ین نفع وصول ہو۔ خواہ زمین کسی طریقے سے زیادہ موثر اور منفعت بخش طریقے پر استعمال کی جائے، بہت جلد اس کے مقلد پیدا ہو جائیں گے اور یہ نیا طریقہ اسی قسم کے دوسرے خطوں کے بارے میں عام ہو جائے گا؛ نتیجہ یہ ہو گا کہ مرور زمانہ کے ساتھ، خاص کر ایسی صورت میں جبکہ شہر بھی مسلسل ترقی کرتا جائے، اس طریقے میں اور زیادہ ہنرمندی دکھائی جائے گی اور مزید اصلاحات عمل میں آئیں گی لیکن کامیابی ہمیشہ اور معین طریقے پر نہیں ہوتی۔ غلطی اور حساب میں بھول چوک بھی ہو جاتی ہے، جیسا کہ ہر قسم کے شغل اصل میں ہوتا ہے۔ بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ منصوبہ ساز، زمین کی قیمت زیادہ ادا کر کے نہایت اہتمام کے ساتھ مخصوص اغراض کے لیے اس توقع میں مکان تعمیر کرتا ہے کہ اس کی مانگ بہت قوی اور سریع ہو گی! لیکن بعد میں چل کر اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے شہر میں کاروباری گرماگرمی و ترقی یا اپنے طیار کردہ مخصوص مکان کی طلب کا ناواجب تخمینہ لگایا تھا۔

ہر بڑے شہر میں نام نہاد "املاک غیر منقولہ کے ایجنٹ" ہوتے ہیں جو شہر کی غیر منقولہ جائدادوں میں کچھ اپنے لیے اور کچھ دوسروں کے لئے مشاغل اصل کی تنظیم کا خاص کاروبار کرتے ہیں۔ ان کے درمیان انتخاب کے عمل کی وجہ سے یہ ہوتا ہے کہ کمتر ہوشیار پیچھے رہ جاتے یا چھنٹ کر نکل جاتے ہیں، اور جو زیادہ زیرک اور فہیم ہوتے ہیں وہ صف اول میں آجاتے ہیں۔ ان میں سے بعض عام طور سے شہر کی مختلف المدارج زمین کی موزونیت اور امکانات کے معلوم کرنے کی جبلی مہارت رکھتے ہیں؛ اور بالعموم کثیر المقدار نفع حاصل کرتے ہیں، بلکہ بعض اوقات زمین کی خرید و فروخت سے یا مالکوں کی جانب سے گماشتوں کی حیثیت سے عظیم المقدار دولت کماتے ہیں۔ گویا یہی اس میدان کے رہنما و رہبر ہوتے ہیں، باقی سب ان کی پیروی اور اتباع کرتے ہیں۔ دوسرے ایسے لوگ بھی ہمیشہ موجود ہوتے ہیں جو ان رہبروں کے مساوی اولوالعزم تو ہوتے ہیں، مگر ان کی سی تیز فہمی اور خوش نصیبی سے وہ محروم ہوتے ہیں؛ چنانچہ ان کو اپنے تجربات میں

باب ۱۱
شہری سکنی زمین کا لگان

ناکامی ہوتی ہے اور وہ جوزر اپنی یا اپنے موکلوں کی جانب سے صرف کرتے ہیں اس میں نقصان آتا ہے۔ انفرادی نفع کی تحریص اور مسابقت کا محرک صنعتی دنیا کے دوسرے شعبوں میں پیدائش کے عاملوں کو نہایت موثر طریق پر استعمال کرنے کے لیے جس قدر ضروری ہے اس سے کچھ کم ضروری اس شعبے میں نہیں ہے۔ چنانچہ اس صورت میں بھی اگر کوئی دقت طلب مسئلہ ہے تو وہ یہی ہے کہ محنت کے صلے کو اس طرح منظم و مرتب کیا جائے کہ منصوبہ سازوں اور منتظموں کو کافی واجبی حصہ ملے تاکہ انھیں اس بات کی ترغیب و تحریص ہو کہ وہ اپنی صنعتی و انتظامی قابلیتوں کو بخوبی استعمال کریں۔

91

۴۔ شہری سکنی زمینوں میں جو شغل اصل کیا جاتا ہے وہ دیہات کی زمینوں کے شغل اصل کے مقابلے میں بہت زیادہ ناقابل انفکاک ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ زراعت میں اصلاحات عمل میں آتی ہیں، مثلاً آب پاشی کا انتظام کیا جاتا اور بدررو بنائے جاتے ہیں جو غیر معین مدت تک قائم رہتے اور ایک مرتبہ بنائے جانے کے بعد اٹل اور اَمٹ ہوتے ہیں۔ لیکن کھیتوں پر جو کام کیئے جاتے ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہوتے ہیں جن کا اثر قلیل مدت کے بعد (عام طور سے چند ہی سالوں کے بعد) زائل ہو جاتا ہے اور اس بات کا انتخاب متواتر کرنا پڑتا ہے کہ آیا محنت اور اصل کی کسی مقررہ مقدار کو دوبارہ استعمال کرنا چاہیئے یا اُس کا سلسلہ منقطع کر دینا چاہیئے۔ اس کے برخلاف شہری سکنی زمین پر جو اصل لگایا جاتا ہے اس کی نوعیت بالعموم ایسی ہوتی ہے کہ اصلاحات و ترقیات بہت دیرپا ہوتی ہیں، اور اسی وجہ سے کوئی تبدیلی مشکل ہی سے کی جا سکتی ہے۔

چنانچہ اکثر بندرگاہوں کے نشیبی علاقوں یا اُن حصوں میں جہاں موجوں کا گزر ہوتا ہے، مٹی بھر دی گئی ہے اور اس طرح عمیق بحری زمین کو خشک خطوں میں متبدل کر دیا گیا ہے۔ اس قسم کے شغل میں کوئی فرسودگی نہیں ہوتی اور نہ اس طرح اصل کو منتقل کرنے کا امکان ہوتا ہے جس طرح کہ کلوں میں ہوتا ہے کہ ان کے فرسودہ اور از کار رفتہ ہو جانے کے بعد ان کی بجائے دوسری کلوں سے کر دی جاتی ہے۔ لیکن زمین کی متبدلہ سطح ہمیشہ کے لیے ایک ہی حالت میں قائم رہتی ہے۔

باب ۲۳
شہری سکنی زمین کا لگان

چنانچہ جہاں کہیں زمین مسطح کر دی جاتی ہے یا بھر دی جاتی ہے یہی ہوتا ہے عمارتوں کی حالت بھی اسی کے مشابہ ہے، وہ اس قدر انتہائی نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ عمارتیں لازوال نہیں ہوتیں؛ لیکن وہ کئی نسلوں بلکہ صدیوں تک قائم رہ سکتی ہیں۔ ان کی مرمت برابر کرتے رہنا ضروری ہے تاکہ وہ استعمال ہوسکیں اور ازکار رفتہ نہ ہو جائیں۔ جس وقت تک عمارتوں سے اتنی آمدنی وصول ہو جس سے مصارف مرمت منہا کرنے کے بعد بھی کچھ بچ رہے اس وقت تک عمارتوں کو قائم اور اپنی ملکیت میں رکھنا فائدہ مند ہوگا، خواہ یہ آمدنی مشغولہ اصل کے مقابلے میں کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ کسی پرانی یا ناموزوں عمارت کا منہدم کرنا اور اس کی جگہ نئی عمارت تعمیر کرنا صرف اس وقت مفید ثابت ہوگا جبکہ نئی عمارت سے آمدنی کی اس قدر مقدار وصول ہونے کی توقع ہو جس سے نہ صرف صَرف کردہ اصل کا سود کافی مقدار میں وصول ہو، بلکہ اس کے علاوہ بھی اتنا کافی وصول ہو جائے جس سے قدیم عمارت کی آمدنی کے نقصان کی تلافی ہوسکے۔ نتیجہ یہ کہ فرسودہ اور پرانی عمارت، خواہ اُس سے اُس خطۂ زمین کا بہترین طریق پر یا پورے طور سے استعمال نہ بھی ہوتا ہو، ایک زمانۂ دراز تک علیٰ حالہ قائم رہتی ہے؛ اور اس سے اتنی آمدنی وصول ہو جاتی ہے جتنی کہ اس کی فراہم کردہ سہولتوں کی بنا پر ممکن ہو۔ جہاں کوئی شہر سرعت کے ساتھ ترقی کر رہا ہو، وہاں نئی عمارتوں کی مانگ کی وجہ سے مقابلۃً بہت جلد حالات اس نوبت پر پہنچ جائیں گے کہ بوسیدہ اور ازکار رفتہ عمارتوں کو منہدم کر دینا اور ان کی جگہ نئی اور جدید ترین طرز کی عمارتیں بنانا منفعت بخش ہوگا۔ جہاں کوئی شہر آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہو، اور اس کی آبادی بھی بہ لحاظ تعداد ایک حالت پر ساکن و قائم ہو، وہاں پرانی عمارت، خاص کر اگر وہ اچھی طرح تعمیر کی گئی ہو اور اس میں ترمیم وغیرہ کی ضرورت نہ ہو، غیر معین طور سے طویل مدت تک استعمال میں رہ سکتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں، جب ایک مرتبہ شہر کی سکنی زمین کا کوئی خطہ شغل اصل کے ذریعے سے استعمال کے قابل بنا لیا جاتا ہے (اور اس طرح شغل اصل کرنے کا عام طریقہ یہ ہے کہ اس پر عمارت بنا دی جائے) تو شغل اصل کی وسعت کے لحاظ کے بغیر اس پر آمدنی وصول ہوتی ہے۔ ترقی یافتہ زمین کے اس خطے سے

92

باب ۳۴
شہری سکنی زمین کا لگان

(یعنی زمین اور عمارت سے ایک مرکب کی حیثیت سے) جو آمدنی وصول ہوگی وہ محض کاروبار کے لیے یا رہنے سہنے کے لیے اس کے کارآمد اور مفید ہونے کے لحاظ سے متعین ہوگی۔ لگان اور سود کا فرق بہت طویل زمانے بعد جاکر ظاہر ہوتا ہے؛ یہاں "لگان" سے مطلب وہ آمدنی جو زمین کے مالک کو تملیک کے معاوضے میں ملتی ہے اور "سود" سے مطلب وہ آمدنی جو اصلدار کو مشغولہ اصل پر وصول ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ عمارتیں فرسودہ ہو جاتی ہیں، پرانی عمارتیں منہدم کردی جاتی ہیں اور زمین کو سب سے زیادہ منفعت بخش طریقے پر استعمال کرنے کی غرض سے پرانی کی جگہ نئی عمارتیں بنادی جاتی ہیں۔ اس طرح زمینداروں کو بھی وہ پورا تفرقی منافعہ حاصل ہوتا ہے جس کے پیدا کرنے کی اس زمین میں صلاحیت ہو۔ لیکن چونکہ زمین پر جو اصل اس طرح لگایا جاتا ہے وہ بہت دیر میں منتقل ہو سکتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ منافعے کی بیشترین حد کے حصول میں یہ تاخیر مزاحم ہو۔

پھر بھی عموماً خاصی صحت کے ساتھ یہ معلوم کرنا ممکن ہے کہ ایسی صورت میں شہر کی سکنی زمین سے منافعہ یا لگان کیا وصول ہوگا گو زمین کو استعمال کرنے کے طریقوں میں وقتاً فوقتاً تبدیلی ہوتی رہتی ہے، پھر بھی کسی مقررہ وقت میں استعمال کا ایک مقررہ یا معمولی طریقہ ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ کسی مقررہ وقت میں سوتی پارچہ یا بوٹ اور شوز طیار کرنے کا ایک مقررہ اور معمولی طریقہ ہوتا ہے۔ اس طرح ان معمولی حالات کے تحت یہ معلوم کرنا ممکن ہے کہ خطۂ زمین سے آمدنی وصول ہونے کے کیا امکانات ہیں۔ اسی وجہ سے زمین کی قیمت فروخت، جو آمدنی وصول ہونے کے امکانات پر مبنی ہوتی ہے، کافی صحت کے ساتھ معلوم کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ اس کو، زمین کی مروجہ قیمت کے لحاظ سے جو بازار میں مشتری و بائع کی باہمی گفتگو اور تکرار کے بعد طے پاتی ہے، معلوم کیا جاتا ہے۔ اس قیمت کی پیمائش محصول لگانے کی غرض سے زمین کی جانچ اور تشخیص کے ذریعے سے بھی کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ زمیندار کو جو لگان وصول ہوتا ہے اس کو جداگانہ آمدنی کی حیثیت سے مشخص نہیں کیا جاسکتا، اور گو اس لگان پر زمین کے استعمال کرنے کے طریق کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے؛ پھر بھی

93

باب ۱۲
شہری سکنی زمین کا لگان

اس لگان میں اور اُس سود میں جو زمیندار کو یا کسی پٹہ دار کو مشغولہ اصل پر وصول ہوتا ہے فرق و امتیاز کیا جا سکتا ہے۔

سود اور لگان کا فرق ایسے خطّے کے بارے میں جس کی زمین کرائے یا پٹے پر دی گئی ہو بظاہر بالکل واضح معلوم ہوتا ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں شہر کی سکنی زمینیں بالعموم طویل مدت کے لیے (۹۹ سال کے لیے) پٹے پر دی جاتی ہیں اور پٹہ دار یا مستاجران پر عمارتیں بناتا ہے۔ زمین کے پٹے کا طریق امریکہ کے شہروں میں مفقود نہیں ہے اور اس کا رواج روز بروز بڑھتا جا رہا ہے؛[1] اگرچہ یہاں کا عام طریقہ اب بھی یہی ہے کہ مالک زمین خود ہی عمارت بھی تعمیر کر دیتا ہے۔ جب پٹہ دار زمین کا کرایہ مالک کو ادا کرتا ہے تو مالک کی وصول کردہ رقم تقریباً ہمیشہ خالص معاشی لگان ہوتی ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں جہاں زمین کا مالک عام طور سے زمین پٹے پر دیتا ہے اور اس پر کوئی عمارت وغیرہ تعمیر نہیں کرتا اس کی آمدنی بظاہر اسی نوعیت کی معلوم ہوتی ہے۔

لیکن اس سے لازمی طور سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ زمین کا کل معاشی لگان زمیندار ہی کو مل جاتا ہے؛ اور یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ پٹے کے تحت وہ اس لگان سے بھی زیادہ وصول کرے۔ یہ ممکن ہے کہ پٹہ دار جو طویل مدت تک پٹہ لئے متعدد سالوں تک اس خطے سے حاصل شدہ لگان کا ایک جزو اپنی جیب میں داخل کرتا رہے۔[2] آبادی کے اضافے یا کسی خاص شہر میں آبادی کے زیادہ ارتکاز کے سبب سے ممکن ہے کہ خطۂ زمین اس متوقعہ حالت کے مقابلے میں جبکہ وہ پٹے پر دیا گیا تھا زیادہ منفعت بخش ہو جائے۔ پٹہ دار اس پر جو عمارتیں بناتا ہے ان سے ممکن ہے کہ اتنی کافی آمدنی وصول ہو کہ اس میں سے سود اور مصارف فرسودگی ادا کرنے کے بعد بھی بچت ہو؛ گویا ماحصل زائد وصول ہوتا ہے جو معاملات کو

---

[1] شہر نیویارک میں سکنی خطے مقررہ کرائے پر بالعموم ۲۰ سال کے لیے دیئے جاتے ہیں؛ اور پٹہ دار کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ مزید بیس سال کی دوسری اور تیسری میعاد کے لیے پٹے کی تجدید کرائے؛ اور ان زائد میعادوں کا کرایہ ثالثی کے ذریعے سے یا زمین کی مشخص کردہ قیمت فروخت کے فیصد کے حساب سے (مثلاً ۴ فیصد) مقرر کرائے۔ اس قسم کے انتظام سے یہ امر اور بھی زیادہ یقینی ہو جاتا ہے کہ زمیندار کو کل معاشی لگان مل جائے گا۔

باب ۱۲
شہری سکنی زمین کا لگان

اپنے موافق شرائط پر خوش اسلوبی کے ساتھ طے کرنے کا نتیجہ ہے۔ بلاشبہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی برعکس صورت واقع ہو یعنی زمین جتنی منفعت بخش ہونے کی توقع کی جاتی تھی اس سے زیادہ منفعت بخش ثابت نہو بلکہ اس سے کم ثابت ہو؛ چنانچہ اس صورت میں زمیندار کو اپنے معاہدے کے تحت زمین کی حیثیت وحالت سے زیادہ وصول ہوگا۔ گزشتہ ۱۰۰ سال کے زمانے میں، جبکہ سب تہذیب یافتہ ملکوں میں نہ صرف آبادی بڑھ گئی ہے بلکہ شہروں میں زیادہ سے زیادہ مجتمع ہوتی جاری ہے؛ عام تجربہ یہ رہا کہ نود سالہ پٹہ داروں نے سکنی زمینوں کے لگان کا ایک جزو اپنی جیبوں میں داخل کرلیا۔ جب اس قسم کے طویل المیعاد پٹوں کی مدت اختتام کو پہنچتی ہے تو ایک صدی قبل کے پٹہ دار کے ورثا یا جانشینوں کو بعض اوقات بہت ہی غیر معمولی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ ڈیوک آف بیڈ فورڈ کے دادا نے اٹھارھویں صدی میں اس علاقے کا بہت بڑا رقبہ پٹے پر حاصل کیا تھا جو اس زمانے میں شہر لندن کے آخری حدود پر مشتمل تھا۔ اس کے ۹۹ سال بعد جبکہ یہ خطہ اس عظیم شہر کے عین قلب میں آگیا تو اس کی قیمت بڑھ گئی اور متوفی کے ورثا نے اس سکنی زمین سے بہ مقدار کثیر لگان وصول کیا۔ اس قسم کی غیر متوقعہ آمدنیوں سے "غیر مکتسب زیادتی" کا مفہوم بخوبی واضح ہوجاتا ہے، اور وہ شہری زمین میں خانگی ملکیت کی ممکنہ تحدید کے مسائل کی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں جن کی جانب ہم عنقریب متوجہ ہوں گے۔

۵۔ اس سے بیشتر "جائداد غیر منقولہ" کے ایجنٹوں کا ذکر اور باہمی گفتگو اور تکرار کے ذریعے سے معاملہ طے کرنے اور سکنی زمینوں کی قیمتیں چکانے کا بیان ہوچکا ہے۔ شہر کی سکنی زمینوں کی حد تک تخمینی کاروبار موجودہ زمانے کی قوموں میں ایک عام واقعہ ہے۔ خصوصاً اس مقام میں جہاں جائداد غیر منقولہ کا قانون حق ملکیت کے انتقال میں سہولتیں پیدا کرتا ہو، زمین اس توقع میں خریدی جاتی ہے کہ اس کی قیمت بڑھے گی اور اس طرح خریداروں اور فروشندوں کے حسابات کے مطابق اس کی قیمت میں تغیرات ہوتے رہتے اور زمینیں دست بدست منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ اُن شہروں میں جو سرعت کے ساتھ ترقی کر رہے ہوں یا ان کے سرعت کے ساتھ ترقی کرنے کی توقع ہو تخمینی کاروبار بعض اوقات نہایت تیز وتند ہوتا ہے۔ جن زمینوں سے معقول منافعہ وصول ہونے کی توقع ہو ان پر بڑی

94

باب ۱۳
شہری سکنی زمین کا لگان

بولی بولنے والے خود دھوکا کھا جاتے ہیں اور انجام کاران میں سے بعض کو نقصان عظیم برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ان کے برعکس دوسرے بولی بولنے والے جو ان سے زیادہ زیرک اور خوش قسمت ہیں یا تو زمین کی بڑھتی ہوئی قیمت سے نفع حاصل کرتے ہیں یا اپنے ساتھی مخمنوں کے اغلاط سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ان سب معاملات میں محنت بظاہر خالصاً "غیر بیدآور" معلوم ہوتی ہے جیسا کہ اس سے بیشتر بیان ہو چکا ہے۔[1] مخمنوں کی محنت و مہارت، جو اپنے آیندہ عمل کے متعلق منصوبے گھڑنے، کاروبار کے متعلق حساب کتاب کرنے، معاملات سرانجام دینے کے متعلق تخمینے قائم کرنے اور غالباً ساز شیں کرنے میں صرف ہوتی ہے، قلیل یا حقیر نہیں ہوتی؛ اور اس کا مقصد اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی خطۂ زمین کی بڑھتی ہوئی قیمت سے ایک شخص کے عوض دوسرے کو نفع ملے۔ معاشری نقطۂ نظر سے یہ بظاہر بہت بڑا نقصان اور تضئیع معلوم ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ یہ کاروبار معمولی قماربازی کے مثل نہیں ہے جس میں ایک شخص کو ٹھیک اتنا ہی نفع ہوتا ہے جتنا کہ دوسرے کو نقصان ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ جائداد غیر منقولہ کے کاروبار میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کیا جائے ایک شخص کو محض اتنا ہی نفع حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے جس کے حاصل کرنے میں دوسرا ناکام یا قاصر رہتا ہے۔ پھر بھی اس قسم کے تخمینی کاروبار سے قوم کی آمدنی میں بظاہر کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

گو یہ بات عام طور سے صحیح ہے، لیکن پھر بھی وہ بعض شرائط کے تابع ہے۔ شہر کی زمینوں کے بارے میں جو تخمینی کاروبار کیا جاتا ہے اس سے قوم کی خوش حالی میں یقیناً کچھ نہ کچھ اضافہ ہوتا ہے؛ مگر یہ صرف اسی حد تک جس حد تک کہ یہ کاروبار، زمین کو زیادہ سے زیادہ موثر طریق سے استعمال کرنے کو فروغ دے۔ یہ کاروباران لوگوں کے لیے محرک کا کام کرتا ہے جو کل امکانات سے فائدہ اٹھانے میں مصروف ہوتے ہیں۔ اس کاروبار کا میلان زمین کو ایسے ہاتھوں میں لانا ہے جو زمین کو بہترین طریق پر استعمال کریں گے۔ کامیاب مخمن عام طور سے ایسا منصوبہ ساز

95

[1] دیکھو باب ۱۱۔

باب ۳۴
شہری سکنی زمین کا لگان

ہوتا ہے جو زمین کو موثر طریقے سے استعمال کرنے کے نئے نئے طریق نکالتا رہتا ہے، یا ایسا شخص ہوتا ہے جو ایسے منصوبہ سازوں سے مل جل کر کام کرتا اور ان کے تجاویز کو اصابت رائے کے ساتھ جانچ لیتا ہے۔

اس صورت میں، تملیک خانگی کے نظام کے تقریباً تمام تر عمل کے مثل، سوال محض یہ ہوتا ہے کہ نفع کا پلہ بھاری ہے کہ نقصان کا۔ چنانچہ غلہ اور روئی جیسی اشیا کی تخمین کی بحث میں اس قسم کا سوال رونما ہوا تھا[1]۔ تخمین خواہ اشیا کے بارے میں کی جائے یا زمین کے بارے میں، اس سے قوم کو فوائد حاصل ہوتے ہیں؛ لیکن ان فوائد کو حاصل کرنے کے لیے جتنے اشخاص کی مصروفیت کی فی الحقیقت ضرورت ہوتی ہے اس سے زیادہ اشخاص اس کے حاصل کرنے میں حصہ لیتے ہیں۔ گویا اس چیز میں جس کو غیر بیدا آور کاروبار کہنا چاہیئے وقت اور محنت کی بہت خاصی مقدار صرف ہو جاتی ہے۔ یہ سوال کہ اس وقت اور محنت کی فضول خرچی پر ترقی کرنے کے ترغیبات کو کم کیے بغیر کس حد تک بندشیں قائم کی جا سکتی ہیں، موجودہ زمانے کی قوموں کے سب سے زیادہ اساسی معاشری مسئلے کا جزو ہے؛ یعنی سوال یہ ہے کہ ترقی کے ساتھ ساتھ مساوات کس طرح قائم رکھی جا سکتی ہے۔

ایک اور مفہوم بھی ہے جس میں تخمین کو، خواہ وہ مفید ہو یا غیر بیدا آور، عام طور سے ان عاملین میں سے ایک عامل کہا جا سکتا ہے جن پر شہر کے کاروباری خطہ ہائے زمین کی طلب کا مدار ہے۔ ایسے خطوں کی طلب کو کم و بیش متعین کرنے والی شے وہ سہولتیں ہیں جن کو یہ خطے زر کمانے کے لیے فراہم کرتے ہیں۔ اگرچہ زمین کو ایسے طریقوں سے استعمال کرنے میں عام طور سے مالی نفع ہوتا ہے جو قوم کی خوش حالی میں اضافہ کرتے ہیں، مثلاً: اس وقت تک جبکہ عمارتیں تجارت یا صنعت کے لیے استعمال کی جائیں؛ لیکن نفع اس وقت بھی حاصل ہو سکتا ہے جبکہ عمارتیں قماربازی کے کاروبار کے لئے استعمال کی جائیں۔ اگر بڑے پیمانے پر قرعہ اندازی کو

---

[1] دیکھو باب ۱۱۔

باب ۳۴
شہری سکنی زمین کا لگان

قانوناً جائز قرار دے دیا جائے (جیسا کہ یورپ کے بعض علاقوں میں شرمناک طریقے پر اس کو جائز رکھا گیا ہے) تو ایسی زمینوں اور عمارتوں میں اس کاروبار کو انجام دینے سے بہت خاصہ منافعہ ہوگا جو کسی بڑے شہر کے قلب میں واقع ہوں چنانچہ وہ دلال جن کے توسط سے تخمینی کاروبار قمار بازی کی شکل میں انجام دیا جاتا ہے ایسے خطے حاصل کرنے پر اصرار کرتے اور ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہیں جو بڑے شہروں میں کوٹھی کے کاروبار کے حلقوں میں واقع ہوں؛ اس لیے کہ اپنے اہل معاملہ سے قریب رہنے اور اپنے اہل معاملہ کی فرمایشیں پوری کرنے کے لیے ان کا کاروبار کے مرکز اور قربت میں رہنا ضروری ہے۔

۶۔ شہری سکنی زمین کی قیمت اور سکنی زمین کا لگان بعض اوقات تخلیق بھی کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے محض قدرتی اسباب کی بنا پر اس امر کا تصفیہ نہیں ہوتا کہ ٹھیک کس مقام پر شہر آباد ہو؛ اور شہر کے اندر ٹھیک وہ مقام کونسا ہو جس کی قدر و قیمت سب سے زیادہ ہو اس کے تصفیے میں تو قدرتی اسباب کا دخل اور بھی کم ہوتا ہے۔ منصوبہ ساز بعض اوقات ایسی قوتوں کی تنظیم و رہنمائی کرتے ہیں جن کے سبب سے شہر کی زمین کا لگان وجود میں آتا ہے۔ اس توقع میں کہ ایک چھوٹے سے گاؤں کے اردگرد ایک بڑا شہر آباد ہو جائے گا اور اس کے نتیجے کے طور پر زمین کی قدر و قیمت بڑھ جائے گی اس گاؤں میں یا ایسے مقام پر جہاں کوئی گاؤں نہ ہو ایک بڑا جوکھم کا صنعتی کاروبار یا ایسے متعدد کاروبار قائم کیے جا سکتے ہیں؛ ایسے کاروبار کے مالک یا منتظم اس امید میں کہ زمینوں کو فروخت کر کے یا ان کو پٹے پر دے کر منافعہ حاصل کریں گے، پیشتر سے زمین خرید رکھتے ہیں۔ چنانچہ پُل مَن کمپنی نے اسی طرح شہر پُل مَن شکاگو کے قریب آباد کیا۔ علیٰ ہذا اسٹیل کارپوریشن نے بالارادہ شہر گیری قائم کیا۔ کوئی بڑی ریلوے کمپنی بھی اپنے کارخانوں کو خاص خاص مقاموں پر قائم کر کے کسی شہر کے نشو و ترقی پر نمایاں اثر ڈال سکتی ہے۔ اسی طرح شہر کے اندرونی مد و جزر کا بھی اسی ارادی طریق پر اہتمام و بند و بست کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ دو یا تین بڑی بڑی کمپنیاں یا ساہوکارے

باب ۴۳
شہری سکنی زمین کا لگان

اپنے کاروبار کو کسی نئی سڑک پر منتقل کر دیں اور اس طرح دوسرے سب کاروبار ان کا اتباع کریں۔ یہی حال رہنے سہنے کے مکانوں کے خطوں کا ہے: صاحبانِ دولت و ثروت کسی نئے حلقے میں منتقل ہو سکتے اور اس پر فیشن کی مہر لگا سکتے ہیں۔ ایسے خطوں کو جنھیں وہ مورد الطاف و کرم بنانا چاہتے ہوں قبل از قبل خرید کر وہ اپنے لیے آیندہ چل کر زمین کی بڑھتی ہوئی قیمتیں محفوظ اور حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ اکثر صورتوں میں زمین کی قیمتیں تخلیق نہیں کی جاتیں بلکہ الٹ پھیر کے ذریعے بڑھائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اگر آبادی مقررہ و یکساں ہو اور اس کی تقسیم کے حالات بھی مقررہ و یکساں ہوں تو شہر کی سکنی زمینوں سے بہر صورت لگان پیدا ہونا یقینی امر ہے۔ اس صورت میں ممکن ہے کہ ایک مقام کی بجائے محض دوسرے مقام میں لگان وصول ہونے کا سبب پیدا کیا جائے؛ خواہ اس کی مقدار میں اضافے کا سبب پیدا نہ کیا جائے۔ پھر بھی ایسی صورتیں پیش آتی ہیں جن میں لگان کی مقدار پر اثر پڑ سکتا ہے، جیسا کہ شہر کے سکنی مضافات یا خطوں کو یا کسی عمدہ نقشے پر بنے ہوئے صنعتی مرکز کو حسن مہارت کے ساتھ ترقی دینے میں ہوتا ہے۔

تاہم اس قسم کے سب کاروبار میں، خواہ وہ شہری زمینوں کی قیمت تخلیق کرتے ہوں یا اس کو ایک مقام سے دوسرے میں منتقل کرتے ہوں، زمین کے معمولی شغل اصل کے کاروبار کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ خطرات موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً جہاں کوئی نیا شہر آباد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہاں سڑکیں اور بدر رو تعمیر کرنا اور پانی کے نل بچھانا اور دوسری سہولتیں مہیا کرنا ضروری ہے۔ ان سب معاملات کے نفع بخش ثابت ہونے کا مدار شہر کی متوقعہ ترقی کی تکمیل پر ہے۔ شہر بفلو کے متصل ایک صنعتی شہر ڈی پیو بنانے اور آباد کرنے کی کوشش منصوبہ سازوں کی ایک جماعت نے کی تھی، اور اس کی تیاری کے سلسلے میں زر کثیر صرف کیا۔ لیکن انھیں معلوم ہو گیا کہ صنعتوں کو یا عام مخلوق کو ڈی پیو میں مرتکز یا آباد ہونے کی ترغیب دینا بہت دقت طلب ہے؛ اور آخر الامر نتیجہ یہ ہوا کہ ناکامی ہوئی اور نقصان اٹھانا پڑا۔ یہی حال شہر کی کاروباری رو کو نئی سڑکوں پر یا نئے خطوں میں منتقل کرنے کی کوششوں کا ہو سکتا ہے۔

97

باب ۲۴
شہری سکنی زمین کا لگان

عامۃ الناس کی توجہ کا مبذول ہونا، خواہ وہ کاروباری اشخاص کا طبقہ ہو یا آرام طلب متمول لوگوں کا طبقہ ان کی ضرب المثل دھن اور موج پر منحصر ہے۔ اس صورت میں بھی، تیز طبعی اور شخصیت کا اثر پڑتا ہے۔ بعض افراد اس قسم کا پُر خطر کاروبار انجام دیں گے اور کامیابی کے ساتھ موانع پر غلبہ حاصل کریں گے۔ اس کے برخلاف بعض ایسے بھی ہوں گے جنھیں ناکامی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس طرح ترقی پائے ہوئے مقامات میں جو خطے واقع ہوں گے ان کی قیمتوں کی زیادتی خالص معاشی لگان کی نمایندگی نہیں کرتی؛ بلکہ یہ زیادتی تنظیمی محنت کا معاوضہ اور خطرے برداشت کرنے کا صلہ ہوتی ہے۔

اس کے برعکس بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں خطرہ بہت ہی معمولی، بلکہ نظر انداز کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ جب حکومت کوئی بڑا کارخانہ یا تعلیمی درسگاہ قائم کرتی ہے تو یہ امر تقریباً یقینی ہوتا ہے کہ حکومت کے چہیتے یا منظور نظر خطے کی جانب آبادی کی توجہ مبذول ہو، اور اس خطے کی قدر و قیمت پر تھوڑا بہت اثر پڑے۔ جب کوئی اہم ریلوے کسی شہر کو اپنا مستقر، یعنی انتظام اور کاروبار کا مرکز قرار دیتی ہے، یا اپنے سامان تیار اور درست کرنے کے کارخانے وہاں قائم کرتی ہے تو، اس کا نتیجہ بھی مذکورۂ بالا نتیجے سے کچھ کم یقینی نہیں ہوتا۔ ممکن ہے ایسا اتفاق ہو کہ ریلوے کے منتظموں اور ڈائرکٹروں کو ان تجاویز کا پہلے سے علم ہو، اور ایسی صورت میں وہ پوشیدہ طور سے زمین خرید کر کے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ حرکت، امانت و اعتماد کی حیثیتوں کو ناواجب طریقے پر استعمال کرنے کی ایسی مخرب اخلاق مثال ہے جو ریاستہائے متحدہ کے ریلوں کے انتظام کے سلسلے میں اکثر و بیشتر رونما ہوئی ہے۔ ایسی صورتوں میں اگر زمین سے کسی قسم کے افراد کو نفع وصول ہونا چاہیئے تو وہ من حیث المجموع ریلوے کے تمسک دار یا حصہ دار ہیں نہ کہ منتظموں کا سازشی گروہ۔ اس سے بھی بہتر یہ ہوگا کہ افراد کی جیب میں اس قسم کا کوئی نفع نہ جائے بلکہ قوم بحیثیت مجموعی اس کی واحد مالک ہو۔

باب ۴۴

لگان (آخری بحث)

(۱) معدنیات کا لگان؛ خطرات کا اس پر کس طرح اثر پڑتا ہے۔ (۲) معدنیات میں تقلیل حاصل۔ (۳) آیا معدنیات کی رائلٹی لگان ہے؟ (۴) کسی خطۂ زمین کی قیمتِ فروخت، اس خطے کے لگان کی سربستہ قیمت ہوتی ہے۔ (۵) بحقِ سرکار لگان کے استحصال کا مسئلہ سب سے زیادہ نمایاں طریقے پر شہر کی سکنی زمینوں میں رونما ہوتا ہے۔ حکومت کی جانب سے طویل المیعاد پٹے دیئے جانے کا امکان؛ غیر مشروط خانگی ملکیت اور حقوق قائمہ کی تاریخی ترقی۔ (۶) لگان کے مستقبل اضافے پر محصول عائد کرنا زیادہ مناسب ہے، لیکن اس میں مشکلات زیادہ ہیں؛ اس قسم کے محصول کے عائد کرنے کے مختلف طریقے۔

98

۱۔ معدنیات ایسی صورت حالات پیش کرتے ہیں جو بعض اعتبارات سے شہر کی سکنی اور زرعی زمینوں کی حالت سے مشابہت رکھتی ہے اور بعض اعتبارات سے مختلف ہے۔ انفرادی حیثیت سے تو معدنیات میں بظاہر فروق و اختلافات موجود ہیں: بعض معدن دوسروں کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ زرخیز اور موقع محل کے اعتبار سے زیادہ منفعت بخش ہوتے ہیں اور ان سے ان کے مالکوں کو تفرقی آمدنی یا

باب ۱۰
لگان (آخری بحث)

منافعہ وصول ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ مسابقت آزادانہ ہے اور شغل اصل میں نقل پذیری موجود ہے، تو یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ کسی معدنی پیداوار مثلاً کوئلے کی طلب جتنی جتنی بڑھتی جائے گی اتنا اتنا معدنوں سے زیادہ کام لیا جائے گا یعنی: پہلے سب سے زیادہ پیداآور کانوں سے کام لیا جائے گا اور اس کے بعد ان سے کم پیداآور معدنوں سے؛ یہ کہ کوئلہ معمولی حالات میں ایسی قیمت[1] پر فروخت ہوگا جو اختتامی حد پر (یعنی ادنیٰ ترین پیداآوری کی کان پر) تمام مصارف پیدائش[1] کو پورا کرنے کے لیے کافی ہوگا؛ اور یہ کہ سب عمدہ معدنوں سے ماحصل زائد وصول ہوگا جو خالص لگان ہوگا۔

لیکن معدنوں کے بارے میں نقل پذیر شغل اصل کے حالات صرف ایک محدود حد تک صادق آتے ہیں۔ شغل اصل کی نقل پذیری میں نہ صرف اصل کا بآسانی انتقال پہلے سے فرض کرلیا جاتا ہے، بلکہ نفع کے توقعات کی عام طور سے وسیع معلومات بھی فرض کرلی جاتی ہیں۔ کان کنی میں ان میں سے کوئی حالت بھی نہیں پائی جاتی، اس لیے کہ کان کنی میں شغل اصل لازمی طور سے اٹل ہوتا ہے۔ اصل کی مقدار کثیر ہوتی ہے، اور اس میں عدم تیقن اور خطرات کا بھی بڑی حد تک امکان ہوتا ہے۔

زمین کے ہر قسم کے استعمال میں کچھ نہ کچھ خطرہ ضرور ہوتا ہے۔ سب سے کم خطرہ طویل مدت میں (یعنی مسلسل متعدد سالوں کے لیے جو موسمی حادثات کا تسویہ کرنے کے لیے کافی طویل مدت ہوتی ہے) زرعی زمین کی حالت میں ہوتا ہے؛ اس لیے کہ ایسی زمین کے امکانات کو ہر ماہر کاشتکار معلوم کرسکتا ہے۔ شہر کی سکنی زمینوں کے بارے میں خطرہ زیادہ ہوتا ہے؛ اس لیے کہ یہاں عمارت کے غیر موزوں ثابت ہونے، آبادی کے وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہوجانے، اور کاروبار میں عامۃ الناس کی دُھن اور موج کے لحاظ سے تغیر ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ کان کنی کی صورت میں خطرے کا سب سے زیادہ امکان ہوتا ہے؛ گو یہ خطرہ مختلف قسم کے معدنوں کے لحاظ سے مختلف المدارج ہوتا ہے۔ اگرچہ طبقات زمین اور طبعی حالات ارضی کی

99

[1] یعنی وہ مصارف جو سب سے کم زرریز معدن سے پیدائش کرنے میں عائد ہوں۔

باب ۱۲
لگان (آخری بحث)

ابتدائی مساحت سے (جیسے کہ کسی ملک میں کاربن زار قبے کو معلوم کرنے کے لیے کی جاتی ہے) معدنیات کے محل وقوع کا اندازہ لگانے میں بعض اوقات سہولت پیدا ہوتی یا تحریک وترغیب ہوتی ہے؛ اور اگرچہ اس طرح یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کس مقررہ رقبے کے اندر معدنی پیداوار کافی مقدار میں موجود ہے یا نہیں، تاہم یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کتنی معدنی پیداوار نکل سکتی ہے، اس کی خوبی کیسی ہے اور کتنی سہولت کے ساتھ اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے، بیش خرچ تجربات عمل میں لانے پڑتے ہیں۔ جب ایک مرتبہ کوئلے کی کان کھل جاتی ہے اور اس پر کام شروع ہو جاتا ہے تو اس کا اندازہ لگانا بالعموم ممکن ہوتا ہے کہ اس میں سے کس قدر پیداوار کتنی مدت میں حاصل کی جا سکتی ہے اور اس کو بازار تک لانے کے مصارف کیا ہوں گے؛ لیکن اس میں بھی ایک حد تک قیاس اور اندازے سے کام لیا جاتا ہے۔ خام لوہے کی حالت، اس حالت سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ لوہے کی کان کی صورت میں بھی زمین کو بَرمانے اور مساحت کے ذریعے سے تخمینہ قائم کرنے سے بالعموم یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ خام دھات کی کتنی مقدار موجود ہے، اس کی خوبی کیسی ہے، اور وہ کس حد تک قابل حصول ہے؛ لیکن اس قسم کی ابتدائی معلومات صرف ایک بڑے رقبے کی بغور جانچ پڑتال کرنے سے حاصل ہوتی رہیں۔ مساحت کے ذریعے سے معدنیات کے محل وقوع کا اندازہ قائم کرنے میں متعدد دفعہ جو ناکامی ہوتی ہے اس کی تلافی گاہ گاہ اتفاقی کامیابی سے ہو جاتی ہے۔ جب معدنی پیداوار منتشر نہیں ہوتی بلکہ کیسوں[1] کی صورت میں ہوتی ہے تو کامیابی اور ناکامی دونوں کے مواقع بیشترین ہوتے ہیں اور کان کَنی کا عمل قمار باز کے عمل سے مشابہ ہوتا ہے۔ چنانچہ نیواڈا کے قیمتی فلزات کی نام نہاد زرریز کانوں کی یہی حالت تھی۔ سونے اور چاندی کے ان غیر معمولی طور سے زرخیز کیسوں کی دریافت سے مالکوں کو بے انتہا نفع ہوا اس کے برعکس سطح کے پرفریب علامات کی ترغیبوں کی بنا پر جو کام کیا گیا اس میں بے شمار

[1] Pockets

باب ۷
لگان (آخری بحث)

ناکامیاں ہوئیں۔ یہ بہت مشہور بات ہے کہ تانبے کی کانوں کی کھدائی بہت غیر یقینی اور تخمینی نوعیت رکھتی ہے۔ ایسی سب صورتوں میں، بلکہ ایسی حالت میں بھی جبکہ ابتدائی کھدائی امید افزا ہو، شبہے کی منزل رو نما ہوتی ہے اور اس وقت جبکہ اصل کو گڑھوں کی کھدائی اور کلوں کی شکل میں، نیز دھات پگھلانے اور یکجا اور اکھٹا کرنے میں مصروف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے پس و پیش کیا جاتا ہے۔ انجام کار اگر کامیابی حاصل کرنا ہو تو اولوالعزمی و استقلال سے کام کرنا، قوت فیصلہ اور اصابت رائے سے کام لینا اور اعلیٰ درجے کی انتظامی قابلیت صرف کرنا نہایت ضروری ہے۔

جب مسلسل کئی دفعہ نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں تو، یہ لازمی ہے کہ ان کے بالمقابل نفع بھی ہو۔ سیاح جب کولوریڈو، نیواڈا، مونٹانا، اڈاہو، اری زونا، کیلی فورنیا وغیرہ ریاستوں میں سے گزرتا ہے تو اُسے بے شمار پہاڑیوں اور پہاڑوں کے ڈھلاؤ ایسے دکھائی دیتے ہیں جو جا بجا کھلے ہوئے اور کھدے ہوئے ہیں اور ان کے اطراف پتھریلی مٹی کی ڈھیریاں لگی ہوئی ہیں جو زبان حال سے اپنی داستان سناتی ہیں۔ اس قسم کے اکثر کاروبار میں ناکامی ہوئی۔ اگر معقول صلہ ملنے کی توقع نہ ہوتی تو 100 مساحت و تجسس کا یہ ضروری عظیم الشان کام ہاتھ میں نہ لیا جاتا۔ ان حالات کے تحت کامیاب کاروبار میں بڑھیا آمدنی حقیقی ماحصل زائد کی نمایندگی نہیں کرتی۔ یہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا بحیثیت مجموعی کامیاب معدنی کاروبار سے جو منافعہ وصول ہوتا ہے وہ ناکام کان کنی کے نقصانات کی کافی تلافی کر دیتا ہے یا نہیں۔ انعامات کا اثر خیالات پر بالعموم بہت ہی نامناسب پڑتا ہے۔ لاٹری کی دائمی جاذبیت و دلکشی (جس میں بنظاہر خمسوں کا، جماعت کی حیثیت سے، ہارنا یقینی ہے)، یہ ثابت کرتی ہے کہ جب خوش نصیبی سے کسی بازی میں کثیر منفعت کی توقع ہو تو، مخلوق اس موقع کے لیے بازی کی مشخصہ قدر و قیمت سے بالعموم زیادہ ادا کر دے گی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، یہ فرض کرنے کی وجہ موجود ہے کہ کان کنی میں قدیم زمانے میں قیمتی فلزات کے برآمد کرنے کے لیے جو مصارف عائد ہوتے تھے ان کی تلافی مجموعی خالص آمدنی سے نہ ہوتی تھی[1]۔

[1] دیکھو باب ۱۹ فصل (۱)۔

باب ۴ لگان (آخری بحث)

کم از کم اسی قسم کا امکان معدنی کاروبار میں عام طور سے موجود ہوتا ہے۔

یہ ممکن ہے کہ پُرخطر معدنی کاروبار کی اکثر صورتوں میں قدیم زمانے کے مقابلے میں عصر حاضر میں خطرات بہت کم ہو گئے ہوں، لیکن دوسری طرف اس زمانے میں ابتدائی حالت میں شغل اصل کرنے کی ضرورت نسبتہً زیادہ ہے۔ علم الارض و فلزیات کی معلومات کی ترقی کے ساتھ ساتھ سطح کی خارجی پیداوار سے یا آزمائشی برموں سے زمین کے نیچے کی پیداوار کی مقدار اور خوبی کا اندازہ قائم کرنا اب بدرجہا زیادہ سہل اور ممکن ہو گیا ہے۔ خام دھات کو پگھلانے اور صاف کرنے کے طریقوں میں جو ترقیات رونما ہوئی ہیں ان کی وجہ سے سونے، چاندی، تانبے، سیسے کی گھٹیا قسم کی خام دھات، جو بجائے کیسے کے زمین کی مسلسل رگوں یا تہوں میں ملتی ہے، دستیاب ہوتی ہے۔ مثلاً یہ حالت جنوبی افریقہ کی سونے کی کانوں میں پائی جاتی ہے، جہاں سے گزشتہ چند سالوں کے اندر سونے کی کثیر رسد حاصل کی گئی ہے۔ یہاں معدنی کاروبار جب ایک مرتبہ خام دھات کا پتہ لگ جائے، بڑی حد تک تخمینی نوعیت کے نہیں ہوتے؛ اور اسی وجہ سے رسد کے بہتر ذرائع سے جو پیداوار حاصل ہوتی ہے اس کی نوعیت زیادہ تر خالص ماحصل یا لگان کی ہوتی ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانے میں خام لوہے اور کوئلے کی کان کنی کا زیادہ تر یہی حال ہے، اس لیے کہ ان صورتوں میں معدنوں کی مساحت اور ان کی قدر و قیمت کی تشخیص پیشتر ہی سے ایک حد تک تیقن کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ پھر بھی اس کے مدنظر کہ زمین کی کھدائی میں اور جدید کان کنی کے طریقوں پر کلوں کو استعمال کرنے میں کثیر المقدار اصل صرف کرنا پڑتا ہے، سطح زمین کے اوپر کے اکثر صنعتی کاروبار کے مقابلے میں معدنی کاروبار میں خطرات زیادہ ہوتے ہیں۔

101 ۲۔ معدنیات میں ایک لحاظ سے تقلیل حاصل کا رجحان پایا جاتا ہے۔ تاہم عام استدلال، جو لگان کے اصول کی تہ میں مضمر ہے، اس کا اس بارے میں بھی معدنیات پر اطلاق کرتے وقت مشروط کرنا ضروری ہے۔

کسی ایک کان میں، بلکہ اغلب یہ ہے کہ اکثر کانوں میں گہرائی کی افزونی

کے ساتھ ساتھ پیداوار کی کمی کا رجحان بالعموم پایا جاتا ہے۔ پمپ کے ذریعے سے پانی اوپر کو نکالنے کے مصارف بڑھتے جاتے ہیں، اور معدنی پیداوار کو سطح پر بہت گہرائی سے اوپر لانا پڑتا ہے۔ چنانچہ کارنوال کی ٹین کی کانوں کا بھی یہی حال ہے۔ ان میں کئی صدیوں سے ٹین برآمد کیا جارہا ہے، جس کی وجہ سے زمین بہت گہری اور وسیع کھد گئی ہے؛ حتیٰ کہ خشکی کے کنارے سے ہٹ کر سمندر کی تہ کے نیچے بہت دور تک کھدائی پہنچ گئی ہے۔ علیٰ ہذا یہی حال پن سلوانیا کے بے نفتی کوئلے یا چھوٹے کوئلے کے معدنیات کا ہے بلکہ انجام کار ہر کان اپنی آخری حد کو پہنچ جاتی ہے۔ معدن، زرعی زمین یا سکنی زمین کے مثل، ایسا مستقل آلہ نہیں ہوتا جس کی وساطت سے محل کو بلا تعین وقت مسلسل مشغول رکھا جاسکے۔ گو بعض اوقات معدنی پیداوار کا بہت بڑا ذخیرہ معدن میں رہتا ہے لیکن اس ذخیرے کی مقدار معین و مقررہ ہوتی ہے؛ اور یہ ذخیرہ جب ختم ہو جاتا ہے تو ماحصل میں تقلیل ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کی یافت ہی بالکل موقوف ہو جاتی ہے۔

تقلیل حاصل اور پیداوار کی انجام کار موقوفی کے ان رجحانات کے مقابلے میں رسد کے نئے ذرائع کی دریافت کے امکان یا قرینہ کو رکھنا چاہیے۔ زراعت کے لیے زمین کا جو مجموعی رقبہ دستیاب ہو سکتا ہے (خواہ بعض اوقات غیر متوقعہ گڑھے بھی موجود کیوں نہوں) اس کا علم تو کافی صحت کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ لیکن زمین کی آنتوں میں کتنی پیداوار موجود ہے، اس کا ہمیشہ کم و بیش غیر یقینی رہنا ضروری ہے۔ انیسویں صدی کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں معدنی ذرائع کے عجیب و غریب انکشافات عمل میں آئے۔ چنانچہ اس صدی کے آغاز ہی میں برطانیۂ عظمیٰ میں اسکاٹ لینڈ کے علاقے میں خام لوہے کی تہیں دریافت ہوئیں، اور وسط صدی میں کلیو لینڈ کے شمال مشرقی ساحل پر بھی اسی قسم کی دھات کی تہ کا پتہ چلا۔ ریاستہائے متحدہ میں پٹزبرگ میں اور اس کے بعد اوہیو، انڈیانا اور الی نائس میں کوئلے کی کانیں دریافت ہوئیں۔ امریکہ کی خانہ جنگی کے بعد مشی گن، مونٹانا اور اریزونا میں یکے بعد دیگرے تانبے کا انکشاف اور حال ہی میں لیک سوپیریر کے نواح میں لوہے کی دریافت، کوئلے کی کانوں سے کچھ کم اہم نہ تھی۔ جنوبی افریقہ میں سونے کی

باب ۱۴
لگان (آخری بحث)

کانوں کا تقریباً اسی کے قریبی زمانے میں پتہ چلا۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ اور بھی ایسے ذرائع موجود ہیں جن کے محل و قوع کا پتہ چل گیا ہے، مگر جنھیں ابھی تک کھودا نہیں گیا ہے؛ چین میں لوہے اور کوئلے کی کانیں اور الاسکا میں کوئلے کی بیش بہا معدنی دولت مدفون ہے؛ اور ممکن ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی ایسے متعدد معدن موجود ہوں جن کا محل وقوع ہمارے علم سے باہر ہو۔ باوجود اس کے کہ طبقات زمین کے اندر کے معدنی ذخیروں میں سے ہر ذخیرے کی مقدار محدود و معین ہے، بنی نوع انسان کو ابھی صدیوں تک یہ امید ہو سکتی ہے کہ اس کے دسترس پذیر معدنی ذرایع میں بجائے تخفیف کے اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔

102

۳۔ کان کا مالک، جب دوسرے شخص کو اپنی کان پٹے پر دیتا ہے تو، مالک کو بالعموم رائلٹی وصول ہوتی ہے، جو پیداوار کے وزن بہ شکل ٹن کے کچھ فیصد کے حساب سے مقرر ہوتی ہے۔ معدنی پیداواروں کی خوبی و کیفیت اور ان کو برآمد کرنے کی سہولتوں کے لحاظ سے رائلٹی بھی قدرتی طور پر مختلف المقدار ہوتی ہے۔ رائلٹی سے بہت آسانی کے ساتھ، اگرچہ کسی قدر سرسری طور پر، خالص لگان کے وصول ہونے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن رائلٹی اپنی نوعیت کے لحاظ سے لازمی طور پر لگان نہیں ہوتی؛ اس لیے کہ جہاں کوئی کان "تلاش و تفحص" کے بعد دریافت ہوئی ہو اور ناکامی کے تمام امکانی خطرات موجود ہوں، وہاں ممکن ہے کہ جو کچھ محصول ادا کیا جائے وہ کسی ماحصل زائد کی نمایندگی نہ کرے۔ لیکن جہاں رائلٹی دریافت شدہ معدنوں پر، اور ایسی پیداواروں پر ادا کی جاتی ہے جن کی خوبی و قدر خاصی اچھی طرح معلوم ہو، وہاں ایسی رائلٹی لگان محض ہوتی ہے۔ چنانچہ انگلستان کی کوئلے کی کانوں کی رائلٹی کی بظاہر ایسی ہی حالت معلوم ہوتی ہے۔
بعض قابل علمائے معاشیات[1] یہ استدلال کرتے ہیں کہ رائلٹی بہر صورت

[1] پروفیسر مارشل کا یہی خیال تھا؛ چنانچہ دیکھو ان کی کتاب اصول معاشیات حصۂ پنجم باب دہم فصل ششم (چھٹا ایڈیشن)، علی ہذا ریکارڈو کا خیال بھی ایسا ہی تھا؛ دیکھو Political Economy. ریکارڈو باب سوم۔
اس تمام بحث کے لیے دیکھو پروفیسر اِی نادوی کی کتاب موسوم بہ La Rendita Mineraria.

لگان سے مختلف ہوتی ہے؛ یا دوسرے الفاظ میں یہ کہ ہر معدن سے مالک کو کچھ نہ کچھ آمدنی یا ماحصل وصول ہوتا ہے، اور یہ کہ سب سے گھٹیا کان سے بھی رائلٹی کی شکل میں تھوڑی بہت آمدنی ہو ہی جاتی ہے۔ اعلیٰ درجے کی کانوں سے اس معمولی آمدنی سے زائد خالص لگان بھی وصول ہوتا ہے، جو ادا شدنی رائلٹی کی زیادتی کی شکل میں مضمر ہوتا ہے۔ اس استدلال کی بنیاد یہ ہے کہ کسی معدن میں پیداوار کا ایک معین ذخیرہ ہوتا ہے، اور یہ کہ اس کا مالک اس کے ایک جزو کے نکالنے پر بھی اس وقت تک رضامند نہیں ہو سکتا جس وقت تک کہ اس کو کچھ صلہ یا معاوضہ نہ ملے۔
لیکن مصنف کو اس استدلال کی صحت میں شبہ ہے۔ محض اس واقعے کی بنا پر کہ کان کے اندر معدنی پیداوار کی مقدار محدود و معین ہے اس کا مالک قیمت حاصل کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ مثلاً: ریت اور چکنی مٹی کی مقدار اس معنی میں محدود ہے؛ نگران کی دسترس پذیر مقدار اس قدر کثیر ہے کہ چکنی مٹی کا گڑھا یا کھڈ یا ریت کا تودہ اس وقت تک کوئی قیمت نہیں رکھتا جب تک کہ موقع و محل کی سہولت اس کو حاصل نہ ہو۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا کوئی محصول، رائلٹی یا جو کچھ اس کو کہو، سب سے گھٹیا معدن سے ایسی صورت میں مالک کو حاصل ہو سکتا ہے جبکہ یہ فرض کیا جائے کہ اس نے اس کو ترقی دینے کی کوئی کوشش ہی نہ کی ہو۔ اس قسم کے معدن استفادے کی اختتامی حد پر ہوتے ہیں، اور اختتامی حد پر کسی قسم کا ماحصل زائد وصول نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ کوئی معدن من حیث الکل اختتامی حد پر نہ ہو، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ کوئی کھیت من حیث الکل اختتامی حد پر نہیں ہوتا۔ اچھے اجزا کے ساتھ برے اجزا بھی ملے جلے ہوتے ہیں؛ اور اصلی رائلٹی جو ادا کی جاتی ہے وہ باہمی گفتگو اور تکرار کے بعد قرار پاتی ہے، جس میں نہ صرف تمام قدرتی مواقع کا لحاظ کیا جاتا ہے بلکہ کان کنی کے جملہ مصارف اور خطرات کار کو بھی محسوب کر لیا جاتا ہے۔ معاشی شعبے کے ہر پہلو کے مثل، اس پہلو میں بھی بظاہر علمی ترشے ہوئے نظریات یہ بالکل پورے نہیں اُترتے، بلکہ محض ان کے لگ بھگ ہوتے ہیں، اور ان نظریات کا مقصد ان مظاہر کے عام رجحان کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔
لیکن خالص لگان معدنیات کے بارے میں اسی طرح نشو و ترقی کو ظاہر کرتا ہے

باب ۹
لگان (آخری بحث)

جس طرح کہ دیگر عاملین قدرت کے بارے میں۔

۴۔ قدرتی عامل کی قدر فروخت، خواہ وہ عامل زرعی زمین ہو یا سکنی زمین ہو، یا ترقی یافتہ کان، سود کی مروجہ شرح کے حساب سے اس کی سربستہ مالیت ہے جو اس عامل کے مالک کو وصول ہوتی ہے۔ پس شرح سود اور اس قیمت فروخت میں نسبت معکوس ہوتی ہے۔ فرض کرو کہ کسی مقررہ خطے پر مکان تعمیر کرنے میں مکان کی لاگت ۱۰۰،۰۰۰ ڈالر ہونے والی ہے، اور اس سے خالص آمدنی یا کرایہ سالانہ پندرہ ہزار ڈالر وصول ہونے کی توقع ہے؛ ایسی حالت میں اگر شرح سود ۵ فیصد ہو تو شغل اصل کرنے والا اس خطے کے لیے ۲۰۰،۰۰۰ ڈالر فوراً بخوشی ادا کر دے گا۔ اس طرح اس کی مجموعی لاگت یعنی ۳۰۰،۰۰۰ ڈالر پر اس کو ۱۵ ہزار ڈالر یا ۵ فیصد ملے گا۔ اگر شرح سود گھٹ کر ۲½ فیصد ہو جائے تو یہی خطہ ۴۰۰،۰۰۰ ڈالر پر فروخت ہوگا۔ اس خطے کا تفرقی فائدہ علیٰ حالہ ۱۰،۰۰۰ ڈالر سالانہ رہے گا؛ اور خریدار اس خطے کو ۴۰۰،۰۰۰ ڈالر میں خریدنے سے اپنے شغل اصل پر ۲½ فیصد پائے گا۔ عمارت پر جو ۱۰۰،۰۰۰ ڈالر صرف کئے گئے اس کی حد تک وہ مسابقت کی وجہ سے ۲½ فیصد مروجہ شرح سود کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائے گا، اور اس طرح مجموعی کرایہ ۱۲،۵۰۰ ڈالر ہوگا نہ کہ ۱۵،۰۰۰ ڈالر۔ گویا شرح سود کی تخفیف مجرد عمارت کے کرایے کو گھٹا دیتی ہے، لیکن زمین کی قیمت دوہری کر دیتی ہے۔ آزادانہ طریق پر جو اصل پیش کیا جائے اس کے سود کی شرح جتنی کم ہوگی اتنا ہی زیادہ وہ رقم ہوگی جو مقررہ آمدنی والی غیر منقولہ جائداد کے معاوضے میں ادا کی جائے گی۔

یہی اصول ضمانتی تمسکات، یعنی تجارتی کمپنیوں، مثلاً ریلوے کمپنی کے حصص کے بارے میں بھی منطبق ہوتا ہے جو مقررہ شرائط پر کسی مستاجر کو کرایہ پر دی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک ریلوے کمپنی کو دوسری ریلوے کمپنی کرایہ پر لے سکتی ہے (یا حقیقۃً خرید سکتی ہے)، اور سالانہ اتنی رقم ادا کرنے کا معاہدہ کر سکتی ہے جو اس کے حصص پر دس فیصد کے منافع کے مساوی ہو۔ اگر سود کی مروجہ شرح ۵ فیصد ہو تو، اجارہ پر حاصل کی ہوئی ریلوے کا ہر حصہ (اگر قدر مساوات ۱۰۰ ڈالر فرض کی جائے) ۲۰۰ ڈالر پر فروخت ہوگا۔ اگر سود کی

شرح ۴ فیصد ہو تو، ہر حصے کی قیمت ۲۵۰ ڈالر ہو جائے گی؛ اور اگر شرح سود ۲/۱ ۲ فیصد ہو جائے تو اسی حصے کی قیمت ۴۰۰ ڈالر ہو گی۔

104

اس میں شک نہیں کہ زمین کی قیمت نہ صرف اس کے موجودہ لگان کے حساب سے اس کی سربستہ مالیت معلوم کرنے کے عمل کے ذریعے سے متاثر ہوتی ہے؛ بلکہ مستقبل کے بارے میں مالکوں کے توقعات اور تخمین کرنے والی پبلک کے توقعات سے بھی متاثر ہوتی ہے۔ ترقی پذیر شہر میں ایسے خطے کی قیمت، جس کا موقع محل عمدہ ہو، اس کے موجودہ لگان کے تناسب سے مقابلۃً بہت زیادہ ہو گی؛ اس لیے کہ یہ توقع لگی رہتی ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ لگان میں مزید اضافہ ہو گا۔ اس کے برعکس اگر کسی خطے کے مستقبل کے متعلق شبہ ہو تو اس کی وجہ سے اس کی قیمت اس کے موجودہ لگان کے تناسب سے بھی بہت کم قرار پائے گی۔

۵۔ زرعی زمین کے بارے میں حکومت کی پالیسی کے جو مسائل رونما ہوتے ہیں وہی سکنی زمین کے بارے میں بھی رونما ہوتے ہیں۔ سکنی زمین میں، آبادی کے بڑھنے اور گنجان ہو جانے کی وجہ سے اضافۂ غیر مکتسب وصول ہوتا ہے، جو ایک حد تک خوش نصیب مالکِ زمین کی محنت یا نگرانی کی جانب بھی منسوب کیا جا سکتا ہے۔ خطۂ زمین کو اس کے سب سے زیادہ موثر استعمال کے مطابق بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ جتنے مصارف ضروری ہیں اس سے زائد تفرقی ماحصل وصول ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس ماحصل زائد کو قوم اپنے لیے کیوں نہ رکھ لے؟

یہ مسئلہ زرعی زمین کی حالت کے مقابلے میں سکنی زمین کی حالت میں بہت زیادہ نمایاں طریقے پر پیش ہوتا ہے۔ اولاً یہ کہ پوری صحت کے ساتھ یہ معلوم کرنا بالعموم ممکن ہوتا ہے کہ سکنی زمین کا لگان اور اس کی قدر و قیمت کیا ہے ہم بیان کر چکے ہیں کہ زرعی زمین کے کسی ایسے مخصوص خطے کے بارے میں جو زمانۂ دراز سے زیر کاشت ہو یہ معلوم کرنا دقت سے خالی نہیں ہوتا کہ اس خطے کی پیداآوری کے کتنے جزو کا سبب قدرتی سہولتیں ہیں، اور کتنا جزو انسانی محنت کا نتیجہ ہے۔ یہ دقت سکنی زمینوں کے بارے میں بہت کم ہے۔ کم از کم یہ بیان کرنا تقریباً ہمیشہ ممکن ہوتا ہے کہ اس اقل ترین رقم کی کیا مقدار ہے جو اس خطے کے

باب ۱۰ لگان (آخری بحث)

خالص تفرقی فائدے کی نمایندگی کرتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ نہ صرف خالص سود کا تھوڑا بہت لحاظ کرنا پڑتا ہے، بلکہ تعمیر و تنظیم میں جو محنت اور خطرات برداشت کرنے پڑتے ہیں ان کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ان سب مدوں کا نہایت کشادہ دلی کے ساتھ لحاظ کرنے کے بعد بھی ماحصل زائد بچتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں مجموعی خام ماحصل کے ایک جزو کو الگ کر دینا ممکن ہے جو بدیہی طور سے اس خطے کا لگان ہے۔

دوسرے یہ کہ سکنی زمین کا لگان بالعموم مقابلۃً قلیل سی جماعت کے ہاتھوں میں مجتمع ہوتا ہے، اور اس کی وجہ سے دولت اور آمدنی کی عدم مساوات اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ شہر کی سکنی زمین کے لگان کی مقدار زرعی لگان کی مقدار کے مقابلے میں بحیثیت مجموعی زیادہ ہو یا نہ ہو۔ جرمنی اور فرانس جیسے ملکوں میں زرعی لگان غالباً کم از کم سکنی لگان کے مساوی ہوتا ہے۔ انگلستان میں جہاں آبادی کا بیشتر حصہ شہروں میں مجتمع ہے اور جہاں خارجی پیداواروں کی آزادانہ درآمد زرعی لگان کی پیدائش کو روکتی ہے، سکنی لگان بحیثیت مجموعی بلاشبہ زرعی لگان کے مقابلے میں زیادہ مقداریں وصول ہوتا ہے چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں بھی غالباً ایسا ہی ہے؛ اس لیے کہ زرعی زمین کی کثرت اور ذرائع نقل و حمل کی کارکردگی نے زرعی لگان کی تحدید کر دی ہے؛ اس کے برخلاف شہری آبادی کی کثرت نے شہر کی سکنی زمینوں کے لگان میں بہت خاصا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن بہر صورت سکنی لگان نسبتۃً قلیل جماعتوں کے ہاتھوں میں جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ برطانیۂ عظمیٰ کا زرعی لگان مقابلۃً قلیل سی جماعت کے ہاتھوں میں جاتا ہے، اور آسٹریا میں بھی وسیع خطہ ہائے زمین حقوق یافتہ مالکوں کی قلیل سی جماعت کے قبضے اور تصرف میں ہیں۔ لیکن فرانس، جنوبی و مغربی جرمنی اور ریاستہائے متحدہ میں زرعی زمین کی تملیک اشخاص کی کثیر جماعت میں پھیلی ہوئی ہے؛ اور اس کا معاشی لگان لاکھوں مالکوں کے ہاتھوں میں جاتا ہے۔ اس کے برعکس یہاں سکنی لگان قلیل التعداد اشخاص ہی کو ملتا ہے اور ان میں سے چند ہی کو بڑی بڑی مقداریں وصول ہوتی ہیں۔ ڈیوک آف ویسٹ منسٹر اور ڈیوک آف بیڈفورڈ ایسے

برطانوی امرا کی مثال ہیں جنھیں شہر کی سکنی زمینوں کی تملیک سے اور طویل المدت پٹے پر زمین حاصل کرنے سے غیر معمولی طور سے کثیر مالی نفع ہوا۔ انیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں نیویارک میں بڑے بڑے خطہ ہائے زمین جان جیکب اسٹر کی ملکیت میں آگئے، اور اُن کی قدر و قیمت ایک صدی کے گذرنے پر عدیم النظیر طریقے پر بڑھ گئی؛ اب ان کے ورثا نہ صرف اس کثیر آمدنی سے متمتع ہو رہے ہیں، بلکہ انھوں نے خاندانی جائداد کو بہت بڑھا لیا ہے؛ حتیٰ کہ ان کی آمدنی رئیسوں اور ڈیوکوں کی آمدنی سے بھی بدرجہا زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اسی قسم کی صورت امریکہ کے تقریباً ہر شہر میں واقع ہوئی ہے۔ بعض "قدیم خاندان" جن کی بنیاد بالعموم کامیاب تاجر کی قسم کے اجداد نے قائم کی تھی، قوم کی ترقی و خوش حالی سے متمول بن گئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ برطانیہ عظمیٰ کی طرح ریاستہائے متحدہ میں اس کا رواج بہت کم ہے کہ ایک ہی خاندان کے افراد نسلاً بعد نسل مضبوطی کے ساتھ زمین پر تملیک برقرار رکھیں۔ حقیت ارضی کے انتقال کی سہولت اور تخمین کی عادت کی وجہ سے سکنی لگان خود امریکہ ہی میں منقسم ہوتا ہے اور متعدد خریداروں کے درمیان یکے بعد دیگرے اس کے اضافے کی تقسیم عمل میں آتی ہے۔ پھر بھی، دیگر ممالک کے مثل، ریاستہائے متحدہ میں شہر کا سکنی لگان دولت کی نمایاں عدم مساواتوں کا ایک سبب رہا ہے۔

اسی وجہ سے زرعی زمین کے مقابلے میں شہر کی سکنی زمینوں کے کل لگان یا اس کے ایک جزو کا تمام قوم کے لیے استحصال کرنے کے بارے میں بہت شد و مد کے ساتھ زور دیا جاتا ہے۔ مصنف کے لیے اس امر سے انکار کرنا بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ اگر شروع ہی سے قوم کے لیے کافی احتیاط و امتیاز کے ساتھ لگان محفوظ کر دیا جاتا تو، قوم کے لیے بدرجہا بہتر ہوتا۔ زمین کو موثر طریقے پر استعمال کرنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوتی، اور اسی کے ساتھ عام محصول کا بار کم ہو جاتا اور دولت کی تقسیم کی عدم مساوات کی روک تھام بھی ہو جاتی۔ محتاط اور سلیقہ شعارانہ تنظیم حقیقت میں ضروری ہوتی۔ ہر پانچ سال یا دس سال کے اختتام پر لگان وصول کرنے کے طریق سے اس بارے میں نازک مسائل رونما ہوتے کہ اولوالعزمی اور تیز طبعی کی

106

ترغیب دینے کی غرض سے جتنا ماحصل ملنا ضروری ہے اس کا کس حد تک لحاظ کرنا چاہیئے۔ ایسے نظام پر میکانکی طریق پر عملدرآمد کرنے سے یا سخت گیر نظام العمل مرتب کرنے سے (اور حکومت کے نظم ونسق میں ان دونوں خصوصیات یا ان میں سے ایک خصوصیت کے ظاہر ہونے کا بہت زیادہ قرینہ ہوتا ہے) قوم کو ماحصل غیر مکتسب کو ضبط کرنے سے اتنا فائدہ نہیں ہے جتنا کہ زمین کے استعمال میں مزاحمت پیدا کرنے کی صورت میں نقصان ہو سکتا ہے۔

سلطنت کی جانب سے زمین کو طویل المدت پٹے پر دینے کا طریق زرعی زمین کے بارے میں جس حد تک ممکن خیال کیا گیا ہے اسی حد تک سکنی زمین کے بارے میں بھی ممکن ہے۔ جہاں تک شغل اصل کی ترقی کا تعلق ہے وہاں تک نود سالہ پٹے کی حیثیت معمولی لگان کی حقیت کے مساوی عمدہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اگر زمین ایسے شرایط پر سلطنت سے حاصل کی جائے تو پٹہ دار ۹۹ سال کے بیشتر حصے میں زمین کی بڑھتی ہوئی آمدنی کے ایک معقول حصے کو حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن انجام کار جب پٹے کی میعاد ختم ہو جائے تو قوم کو بھی اس کا اپنا نفع وصول ہو گا۔ اس سے کم مدت، یعنی ۵۰ بلکہ ۲۵ سال کے پٹے بھی دیئے جا سکتے ہیں، اور اصلاح کرنے والے پٹہ دار کو اصلاح و ترقی کا ایسا معاوضہ دینے کے شرایط طے کیئے جا سکتے ہیں جس کی بنا پر شغل اصل کا کافی آزادی کے ساتھ موقع ملے۔ شہر نیویارک میں (خاص کر جیکب اسٹر کی زمینوں پر) ایسے شرایط پر پٹہ دینے کا طریق بہت عام ہے، اور یہ طریق زمین کو عمیق سے عمیق طریقے پر استعمال کرنے کے عین مطابق پایا گیا ہے۔

کانوں کی حالت میں یہ معلوم کرنا دقت طلب ہے کہ طویل المدت پٹے کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ کس طرح دو مطلوبہ مقاصد کو حاصل کر سکتا ہے، یعنی یہ کہ ذرایع سے کس طرح موثر استفادہ کیا جا سکتا ہے اور عوام کی اساسی مساوات کا تحفظ کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ کان کنی میں اس طرح کی عدم تیقن کی کیفیت پائی جاتی ہے کہ معاشی لگان کو الگ نکال لینا بالکل ناممکن العمل ہے۔ محض ایک پالیسی ایسی ہے جو قابل عمل ہوگی اور وہ یہ کہ خانگی افراد کو اجازت دی جائے کہ وہ مدت معینہ تک کاروبار کے خطرات برداشت کریں اور اس کے صلے حاصل کریں۔

107

اس میں شک نہیں کہ مالک کو یا بٹے کی مدت میں پٹہ دار کو زیادہ سے زیادہ کان کنی، بلکہ کان کے ذرایع کے ختم ہونے تک اس پر کام کرنے کی ترغیب ہوگی؛ لیکن اس دشواری کا مقابلہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ جب کان سے زیادہ پیداوار برآمد ہو تو متزاید رائلٹی کا ادا کرنا لازمی قرار دیا جائے۔ دیگر کاروبار کے مثل، اس کاروبار میں، اگر خوش نصیب یا تیز طبع شغل اصل کرنے والوں کو کبھی کبھی کثیر منفعت ہو تو اس کی بابت خاموشی اختیار کرنی چاہیے؛ اس لیے کہ بہت زیادہ سخت گیر پالیسی حد اعتدال سے گزر جانے کی وجہ سے بُرے نتائج پیدا کرتی ہے۔

لیکن اس قسم کے خیالات کا اظہار، کم از کم جہاں تک ماضی کا تعلق ہے، محض تضئیع اوقات ہے کیسی قوم نے پٹے کے ذریعے سے یا میعادی تحصیل کے ذریعے سے غیر مکتسب اضافے کے استحقاق کو اپنے لیے محفوظ نہیں رکھا ہے۔ تاریخی لحاظ سے بھی اس کے برعکس عمل ممکن نہ تھا۔ زمین کی تملیک خانگی، تہذیب و شایستگی کی ترقی کے لیے ایک ناگزیر آلہ تھی۔ یورپ کی صنعتی تاریخ اور یورپ کے شہروں کی ترقی کا تبصرہ کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ غیر مشروط حقیت ارضی کے بظاہر مقابلۃً بھدے سے آلے کے بغیر صنعتوں اور فنون کی ترقی، کاروباری آزادی اور اصل کی فراہمی، کسی طرح ممکن ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ عصر جدید کے نئے ممالک، یعنی، ریاستہائے متحدہ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور آرجنٹائن وغیرہ حقیت اراضی کے اس سے زیادہ پیچیدہ اور دور اندیشانہ نظام کو بظاہر رائج کر سکتے تھے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ کچھ تو روایات و عادات اور ابتدائی مالکوں اور قابضوں کی اس غارتگرانہ خواہش کی بنا پر کہ انھیں تملیک کا غیر محدود استحقاق حاصل رہے، اور کچھ اساسی معاشی اصول سے عام بے اعتنائی اور جہالت کی بنا پر، یہ ممالک قدیم ملکوں کے طریقے کا اتباع کرنے اور حقیت جائداد کے غیر مشروط قانون کے مقررہ و مسلمہ اصول کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئے۔

اسی وجہ سے سکنی زمین میں قدیم حقوق قائمہ کا مسئلہ پرجوش مصلحین کی راہ میں اسی طرح سختی کے ساتھ مزاحم بنا ہوا ہے جس طرح کہ زرعی زمین میں حقوق قائمہ کا

باب ۱۴ لگان (آخری بحث)

مسئلہ مزاحم ہے۔ سکنی زمینوں کی خرید و فروخت اور تنقیل کا طریق نہایت قدیم ایام سے ایک ہی نہج پر رائج چلا آتا ہے۔ موجودہ زمانے کے مالکان زمین کو زمین کی مالیت سربستہ شغل اصل یا میراث کی نمایندہ معلوم ہوتی ہے۔ زمین پر اس کی موجود الوقت قدر و قیمت کے لحاظ سے ان اصول سے مختلف اصول پر بحث نہیں کی جاسکتی جن کا اطلاق دیگر قسم کی زمینوں پر کیا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ملکیت کے کل آئین و رواج کو از سر نو منظم و مرتب کیا جا سکتا ہے، ہر قسم کی تملیک خانگی، شغل اصل اور توارث کی تحدید کی جاسکتی ہے، بلکہ انھیں بظاہر منسوخ بھی کیا جا سکتا ہے؛ لیکن تا وقتیکہ تملیک خانگی کا نظام از سر نو مرتب نہ ہو لے، زمین کے بارے میں جو موجودہ حقوق صدیوں سے ترقی کرتے اور رواج پاتے چلے آرہے ہیں ان کا احترام لازمی ہوگا۔

108

۱۱۔ مستقبل میں لگان کے اضافے کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک مسئلے کی نوعیت جداگانہ ہے۔ غیر معین مستقبل میں کوئی حقوق قائمہ نہیں ہوتے۔ یہ تجویز کہ لگان میں، اور خاص کر زرعی زمین کے لگان میں مستقبل میں جو اضافہ ہو اس کو قوم کے لیے محفوظ کر دینا چاہیئے، جان اسٹورٹ مل اور دیگر مصلحین نے پچاس سال پیشتر پیش کی تھی۔ لیکن زرعی زمین کے بارے میں غیر محدود ملکیت کے جو فوائد ہیں خاص کر ان مقامات میں جہاں ملکیت کی تقسیم بہت وسیع ہے اور صحت کے ساتھ معاشی لگان کی تشخیص کرنے کی جو دقتیں ہیں ان کا لحاظ کر کے مل کی تجویز کو اس کی بعد کی نسلوں کے اکثر معاشئین نے زرعی زمین کی حد تک مسترد کر دیا۔ اس کے برعکس موجودہ زمانے کے شہروں کی سریع ترقی اور سکنی زمینوں کے لگان کی نمایاں زیادتی کے ساتھ ساتھ سکنی زمین کے بارے میں قوم کے فائدے کے لیے لگان کے ایک جزو کے تحفظ کے خیال کو مسلسل اور روز افزوں قبولیت حاصل ہوتی گئی۔

اکثر قدامت پسندانہ میلان کے اشخاص اصولی اعتبار سے اس قسم کی تجاویز کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ یہ تو محض ابتدا ہے۔ انجام کار یہ ہوگا کہ نہ صرف جدید اضافے کا استحصال کر لیا جائے گا، بلکہ موجود الوقت اضافے کو بھی لے لینے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن اس قسم کے اعتراضات تو ہر اصلاحی تجویز پر کیے جاتے ہیں؛ اور اگر انھیں مان لیا گیا تو، تو وہ حالت موجودہ میں ہر قسم کی مداخلت

کرنے میں مزاحم ہوں گے۔ وہ زمانہ اب باقی نہیں رہا جبکہ ان اعتراضات کا حل مشکل تصور کیا جاتا تھا۔ غیر محدود حق ملکیت کا پرانا اصول اور اس حق کو بلا کم و کاست استعمال کرنے کی عملی ضرورت کا عقیدہ اس قدر متزلزل ہو چکا ہے کہ اب اس کا مستحکم طریقے پر از سر نو قائم کرنا محال ہے۔ ملکیت کے حقوق کے لیے ضروری ہے کہ ہر خاص صورت میں وہ جانچ میں اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کر دکھائیں، اور جہاں کہیں معقولیت کے ساتھ یہ توقع کی جا سکتی ہو کہ نفع کا پلہ عامۃ الناس کے حق میں ہو گا وہاں ترمیمات کو قبول کرنا ضروری ہے۔

لیکن مسئلے کے عملی پہلو کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک اعتراضات کا جواب دینا آسان نہیں ہے۔ آیا وضع آئین و قوانین کے متعلق کوئی تجویز اس طریقے سے مرتب کی جا سکتی ہے کہ ان سے صورت حالات کی پیچیدگیوں کا حل ہو سکے؟ اس کا طریق کار کیا ہو گا؟ یہ مسئلہ کسی طرح آسان نہیں ہے۔ عامۃ الناس کے استعمال کے لیے جس چیز کے استحصال کی خواہش کی جاتی ہے وہ لگان کا مستقبل اضافہ ہے۔ لیکن سب سے زیادہ نمایاں طریقے پر جو چیز رونما ہوتی ہے وہ قدر بحوالۂ اصل ہے۔ ان مظاہر سے، جن سے تمام دنیا واقف ہے، آلۂ محصولات کو مطابق و ہم آہنگ بنانے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ زمین کی قیمت فروخت کی زیادتی کے تناسب سے محصول عائد کیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ قیمت فروخت کی زیادتی پر محصول عائد کرنے سے بظاہر وہی مقصد حاصل ہوتا ہے جو کہ بڑھتے ہوئے لگان پر ٹکس لگانے سے ہوتا ہے؛ اس لیے کہ زمین کی قیمت، لگان کی شرح سے اصل کی مقدار کی سربستہ مالیت ہے۔ تاہم دشواریاں اور پیچیدگیاں موجود ہیں۔

109

دوسرا سوال یہ ہے کہ محصول کن پر عائد کیا جائے؟ عام تجویز یہ ہے کہ بائع سے ٹکس کی تحصیل کی جائے۔ اگر ایسا ہو تو خریدار تو خطۂ زمین کی پوری قیمت ادا کر دیتا ہے، اور بائع کو جتنی زیادہ قیمت وصول ہو گی وہ سب یا اس کا جز محصول جمع کرنے والا، بائع سے وضع کر لیتا ہے۔

باب ۱۴

لگان (آخری بحث)

لیکن یہ عمل بائع کی حد تک اپنی جائداد فروخت کرنے کی راہ میں حائل ہوگا؛ وہ بجائے اس کے کہ جائداد کو فروخت کرکے محصول ادا کرے جائداد کو اپنے ہی پاس رکھے گا اور اس کا لگان وصول کرتا رہے گا۔ قیمت کا اضافہ حاصل کرنے کا یقین صرف اس وقت ہوگا جبکہ زمین کی قیمت کا میعادی طور سے تخمینہ کیا جائے، یا توارث کے ذریعے سے نقل عمل میں آنے کی صورت میں محصول عائد کیا جائے۔ میعادی تخمینہ قدر ناممکن العمل نہیں ہے؛ لیکن یہ طریق بے انتہا پیچیدہ اور بیش خرچ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ اس قدر بیش خرچ عمل ہے کہ خود ہی مزاحم یا سنگ راہ ہے؛ آمدنی کے اضافے کی مقدار معلوم کرنے کے مصارف ہی بہت ممکن ہے کہ محصلہ محاصل کی مقدار سے زائد ہو جائیں۔ صرف اس صورت میں خالص آمدنی معقول مقدار میں وصول ہونے کا امکان ہے جبکہ دوسرے محاصل (مثلاً جائداد غیر منقولہ کے معمولی محاصل) وصول کرنے کے سلسلے میں زمین کے خطوں کی قدر و قیمت کی تشخیص کی گئی ہو اور اس کے متعلق تحریری یادداشتیں حاصل ہو سکیں۔ اس سے جو انتظامی اور سیاسی مسائل رونما ہوتے ہیں، مثلاً قدر و قیمت کی تشخیص کی نگرانی، نظرثانی اور مرافعے کے حقوق، مقامی اور مرکزی حکومتوں کے مابین اختلافات وغیرہ، ان کی بحث کرنے میں ہم اپنی موجودہ بحث سے بہت دور جا پڑیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ اس قسم کی مشکلات کو بالعموم بہت مبالغے کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے؛ ان کو بڑھا چڑھا کر وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو ہر قسم کی تبدیلی و تغیر کے دل سے مخالف ہوتے ہیں اور اپنی مخالفت کو حق بجانب ٹھیرانے میں کوئی سا حیلہ یا بہانہ تراش لیتے ہیں۔ دوسری طرف پرجوش مصلحین ان مسائل کو مناسب طور سے حل کرنے میں ناکام رہتے ہیں جو ان کے پیش کردہ تجاویز کو قانونی شکل میں مرتب کرنے کے بارے میں رونما ہوتے ہیں۔ غرض کسی تجویز پر اس وقت تک کوئی آخری فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ تجویز بہ احتیاط مرتب کردہ مسودۂ قانون یا ضابطے کی شکل میں آ گئی ہے۔

بائع کی غیر مکتسب آمدنی پر محصول عائد کرنے کے بارے میں ایک اور اعتراض بھی کیا جاتا ہے۔ ایسے محصول کے معنی ایک حد تک یہ ہوں گے کہ پبلک اپنا پیدائشی حق فروخت کر رہی ہے۔ خریدار مصروفہ اصل کی پوری مقدار بہ شکل قیمت ادا کرتا ہے، اور بائع کے ذریعے سے محصول وصول کرنے والے کو غیر مکتسب اضافہ ادا کر دیتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ وہ لگان کے مطالبے کو دواماً خرید لیتا ہے۔ ریاست اپنے اصل کو ہاتھ سے کھو بیٹھتی ہے؛ اور ایک ایسی رقم کا لحاظ کر کے جو فوراً وصول ہو سکنی لگان کے غیر مکتسب اضافے کے استحصال کے استحقاق کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ بیٹھتی ہے۔ یہ اسی معنی میں کفایت شعاری کے خلاف ہے جس معنی میں کہ فرد واحد کے لیے اپنی آمدنی خرچ کرنے کے بجائے اپنا اصل خرچ کرنا کفایت شعاری کے منافی ہوگا۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ اس عمل سے آرام طلب متمول طبقے کے دواماً برقرار رہنے میں بڑی اعانت ہوتی ہے۔ خریدار اور اس کے اخلاف مستقبل میں غیر معین مدت تک اس سکنی لگان کی تحصیل کرنے کا حق خریدتے ہیں۔ جس کی مجموعی قدر و قیمت بحوالۂ اصل عامۃ الناس کی جماعت کو ادا کی جا چکی ہے۔

بائع
لگان (آخری بحث)

110

بظاہر اس قسم کے تمام محصولات کا خود معاشی لگان کے حوالے سے عائد کرنا اصولاً زیادہ قابل ترجیح ہوگا خواہ ان محصولات کا مقصد منزابد لگان کا بڑا جزو ضبط کر لینا ہو یا قلیل جزو۔ یہ طریقہ بلاشبہ حقیقی جائداد غیر منقولہ کی خرید و فروخت کے موجود الوقت طریقوں کے مطابق نہیں ہے؛ چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں بھی جائداد کی اصلی قیمت بحوالۂ اصل پر نہ کہ آمدنی پر مقامی محصولات عائد کرنے کے جو طریقے ہیں ان سے یہ طریق تطابق نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے اس طریقے کو بروئے عمل لانا دقت طلب ہے؛ خاص کر اس وجہ سے بھی کہ محصول میں کسی قسم کا تغیر کرنے کی مخالفت کسی دوسرے معاشی معاملے کی تبدیلی یا تنظیم جدید کی مخالفت سے بدرجہا زیادہ کی جاتی ہے۔ تاہم سکنی لگان کا میعادی تخمینہ خود سکنی زمین کی قدر و قیمت کے میعادی تخمینے سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔ سکنی لگان کے اضافے پر کلاً یا جزءً سالانہ محصول عائد کیا جا سکتا ہے، اور

باب ۱۴
لگان دا آخری بحث

ہر پانچ یا دس سال کے بعد اس کی جانچ کر کے از سر نو مقدار مشخص کی جاسکتی ہے۔ مالک کو جو حصہ کمی کے ساتھ ملے گا اس کے لحاظ سے قیمت فروخت اپنے آپ کو منظم کر لے گی، اور اس قیمت میں شرح سود کی وجہ سے اسی طرح تبدیلی ہو گی جس طرح کہ اب ہوتی ہے، لیکن لگان کے اضافے کی توقع اس قیمت پر اثر انداز نہ ہو گی یا کم اثر انداز ہو گی۔ اس طریقے میں سب سے بڑی دقت خالی زمینوں کے بارے میں یعنی ایسی زمینوں کے بارے میں رونما ہوتی ہے جن کا وجوبی یا امکانی لگان تو بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن جو مالکوں کی جانب سے وقت کے وقت استعمال کے لیے نہیں دی جاتیں۔ ممکن ہے کہ ان کی قدر اصل بہت ہی اعلیٰ ہو، لیکن ان کی موجودہ افتادہ حالت میں تو کوئی لگان وصول نہیں ہوا۔ اب ان کو بلا محصول چھوڑ دینا ان کے افتادہ اور غیر ترقی یافتہ حالت میں پڑے رہنے میں معین ہو گا۔ امریکہ میں خالی زمین پر اس کی قدر اصل کے لحاظ سے محصول عائد کرنے کے موجودالوقت نظام پر عملدرآمد کرنے سے ایسی زمین کے استعمال کا فوراً آغاز ہو جاتا ہے۔ تاہم اس پر لگان کے امکانی اضافے کے تخمینے کے لحاظ سے پورا محصول عائد کرنا اس واقعے پر نظر کرتے ہوئے ایک تکلیف دہ معاملہ ہو گا کہ ایسی زمینوں کو فوراً استعمال میں نہیں لایا جاسکتا اور ان کے سب رقبے سے فوراً لگان وصول نہیں کیا جاسکتا۔ ان دونوں طریقوں کے بین بین راستہ اختیار رکھنے کی ضرورت ہے، یعنی ایسے امکانی اضافوں پر جزوی بلکہ نصف شرح پر محصول عائد کرنا چاہیئے، گویا محصول کی مقدار اتنی ہونی چاہیئے کہ اس سے مالک پر ایسا کافی دباؤ پڑے کہ وہ اپنی زمین کو استعمال میں لے آوے۔

III

اس میں شک نہیں کہ جزوی محصول ہی وہ محصول ہے جو کسی سکنی زمین کی قیمت کے اضافے پر بلا لحاظ اس امر کے کہ زمین بیکار رہے یا مصروف زیادہ سے زیادہ عام فائدے کے خیال سے لگایا جاسکتا ہے۔ اصول کے اطلاق کی یہ تحدید اتفاق یا حادثے کے اس عنصر کا نتیجہ ہے جو سکنی زمینوں کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ چنانچہ معدنیات کی صورت بھی اس سے ایک حد تک مماثلت رکھتی ہے۔ اگر ہر منفعت بخش کان پر اس کے کل "لگان" کی حد تک ("لگان" سے

باب ہفتم
لگان (آخری بحث)

مطلب وہ زیادتی جو اس خاص کان میں مصروفہ اصل کے معمولی محاصل کے ماسوا وصول ہو) محصول عائد کیا جائے اور اگر دوسری طرف ہر غیر منفعت بخش کان کو بلا محصول اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو، معدنی کاروبار کو کوئی ہاتھ ہی نہ لگائے گا۔ گویا حکومت کا طرز عمل اس مصداق کا تابع ہو جائے گا کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو۔ یہ طرز عمل اس صورت سے بھی مشابہت رکھتا ہے کہ شہر کی سکنی زمین کے لگان کے اضافے پر تو محصول لگایا جائے مگر لگان کی کمی کو اس کا ازالہ کیے بغیر اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ سچ ہے کہ معدنوں اور شہر کے سکنی خطوں میں کامل مشابہت نہیں ہے، اس لیے کہ اول الذکر صورت میں زمین کے زیریں طبقات کی طبعی حالت کے عدم تیقن کی وجہ سے اور موخر الذکر صورت میں سکنی خطے پر سطح زمین کی طلب کے تلون اور بے ثباتی کی وجہ سے "اتفاق" کا عنصر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن دونوں میں اساسی مماثلت یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں زمین کے اوپر اور زیر زمین اصل کو مصروف کرنا پڑتا ہے، اور دونوں میں شغل اصل کے بارے میں جوکھم اور خطرات موجود ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی میں بھی لگان خود بخود یا انسانی عمل کے بغیر پیدا نہیں ہو جاتا۔ شہر کے سکنی خطے سے پوری طرح استفادہ کرنے کے لیے اولو العزمی، قوت فیصلہ اور غیر منفک و ناقابل تنسیخ طریقے پر کثیر المقدار اصل کے کھپانے کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح معدنیات میں کام کرنے کے لیے ہے، اور اس میں خطرات اور ناکامی کا امکان موجود ہوتا ہے۔

اس قسم کے استدلال سے کھینچ تان کر کے خواہ مخواہ یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے کہ مستقبل کے اضافے پر محصول عائد کرنے کی کوشش ہی نہ کی جائے۔ یہ مسئلہ اختلاف مدارج کا مسئلہ ہے۔ تعمیری کاروبار میں خطرہ تو ہے، مگر اتنا بڑا اور ہمہ گیر نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے نتیجہ کلیتہً امر اتفاقی بن جائے۔ سکنی خطوں کی مسلسل خرید و فروخت، زمین کے لگان کے پٹے کی داد و ستد، بازار میں لین دین کا تکرار و گفتگو سے طے پانا، یہ سب امور اس بات کی جانب کافی وضاحت کے ساتھ اشارہ کرتے ہیں کہ حقیقی جائداد غیر منقولہ کا

باب ۱۲
لگان (آخری بحث)

کاروبار کرنے والی برادری کیا توقع رکھتی ہے اور سکنی خطّے کے متزاید ماحصل کے متعلق واجبی توقعات کیا ہیں۔ سکنی لگان کے مستقبل کے امکانی اضافے کا کوئی معقول جزو، اولوالعزمی کے جذبے کو دبائے یا زمین کے بہترین استفادے میں مزاحمت پیدا کیے بغیر، قوم کے لیے حاصل کیا جا سکتا ہے؛ لیکن اس کی مستقل اور دائمی شرط یہ ہے کہ آئینی مسائل حل کر لیے جائیں، اور دیانت داری کے ساتھ موثر طریقے سے انتظام کیا جائے۔

112

آخری مگر سب سے اہم بات یہ کہ ایک نہایت تکلیف دہ دشواری کو حل کر لینا چاہیئے؛ اور وہ قیمتوں کے عام تغیرات کا لحاظ ہے۔ اگر سب قیمتیں دُگنی ہو جائیں تو، یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ زمینوں کا لگان بھی دُگنا ہو جائے گا؛ ممکن ہے کہ اکثر دوسری اشیا کی قیمتوں کے مقابلے میں لگان بہت دیر میں بڑھے لیکن انجام کار لگان بھی قیمتوں کے اضافے کی شرح سے بڑھ سکتا ہے۔ اس اثنا میں ہر مخصوص خطّے پر اثر انداز ہونے والے خاص اسباب بھی اپنا عمل کریں گے، جس کے نتیجے کے طور پر سکنی لگان بڑھے گا یا غالباً گھٹ جائے گا یعنی قیمتوں اور لگان کا جو عام میلان ہے اس سے سکنی لگان کم و بیش تجاوز یا انحراف کرے گا۔ سوال یہ ہے کہ اس اضافے کی کس طرح تشخیص کی جائے جس کو معاشی نظریہ اور معاشری پالیسی الگ رکھنا چاہتے ہیں؟ یہ مسائل، خواہ قیمتی معیار طلا پر مبنی کیوں نہوں، اساسی طور سے نہایت پیچیدہ مسائل ہیں۔ یوں تو معیار طلا سریع اور اچانک تغیرات کو بالعموم روکتا ہے؛ چنانچہ اس معیار سے پانچ یا دس سال کی مدت تک ثبات پذیری کا یقین ہو سکتا ہے؛ لیکن طویل مدت میں جو تغیرات ہوتے ہیں اور جن کا لحاظ اضافوں کے محصولات کی تجاویز میں کرنا ضروری ہے یہ معیار انھیں کسی طرح نہیں روکتا۔ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کی وجہ سے زر کے نظام میں جیسے انقلابات رونما ہوئے ان کے بعد تو دشواریاں تقریباً لاینحل ہو جاتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ معاشی یا معاشری اصلاح و ترقی کی کوئی تجویز ایسی نہیں ہے جس کی پیچیدگیاں اور دشواریاں زر کے معیاروں کے اس طرح منہدم ہو جانے سے ناقابل برداشت حد تک نہ بڑھ جاتی ہوں۔ ہر قسم کے

محصولات، لگان، تحصیلات، ادائیوں اور آمدنی کے اضافوں اور تسویوں کو بحوالۂ زر مشخص و مرتب کرنا ضروری ہے؛ لیکن خیال تو کرو کہ سنہ ۱۹۲۰ئہ میں زر کی قدر و قیمت کے معنی یورپی جنگ کے انقلاب عظیم کے پیشتر کے سالوں کے مقابلے میں کیا ہوں گے؟ اور کون کہہ سکتا ہے کہ مزید دس سال کے بعد اس کے کیا معنی ہوں گے؟[۱]

---

[۱] سنہ ۱۹۱۱ئہ میں جرمنی نے سکنی زمینوں پر محصول عائد کرنے کے بارے میں ایک قانون منظور کیا؛ جس کی رو سے محصول کی بیشترین مقدار سکنی زمینوں کی قیمت کے اضافے پر ۵ء۴ فیصد قرار پائی؛ اور اس میں سے ۴۰ فیصد خزانۂ شاہی کے لیے اور بقیہ ۱۵ فیصد مقامی خزانوں کے لیے جمع ہوتا تھا۔ برطانیہ عظمیٰ نے سنہ ۱۹۰۹ئہ میں اسی قسم کا ایک محصول نافذ کیا جس کی مقدار ۲۰ فیصد تھی لیکن جس زمانے میں یہ قوانین نافذ کئے گئے تھے چونکہ اسی زمانے کی زر کی قدر و قیمت پر یہ محصول لازمی طور سے مبنی تھے، لہذا متعاقب زمانے میں قیمتوں میں جو انقلاب ہوا اس کی وجہ سے ان محصولوں کا مقصد فوت ہوگیا، اور یہ محصول اپنے مزعومہ مقاصد و اصول کی ہم آہنگی سے کوسوں دور جا پڑے چنانچہ سنہ ۱۹۲۰ئہ میں برطانوی ٹکس منسوخ کر دیا گیا؛ لیکن یہ تنسیخ اس بنا پر حق بجانب قرار نہیں پائی کہ زر کے معیار بدل گئے تھے، بلکہ اس بنا پر اس کی وکالت کی گئی کہ کسی حالت کے تحت بھی زمین کی قدر و قیمت کا تخمینہ کرنے میں مصارف عائد ہوتے اور پیچیدگیاں رونما ہوتیں۔ جرمنی کا ٹکس بعد میں چل کر ہر قسم کی آمدنیوں کے اضافے پر عائد کردہ عام محصول میں ضم ہوگیا۔
سکنی زمینوں کے محصول کی عام بحث کے لیے دیکھو باب ۸ زمینوں اور عمارتوں کے محصول پر۔

باب ۴۵

نفع اجارہ

(۱) مطلق اجارے، صنعتی اجارے، پیٹینٹ اور تحفظ حق تصنیف، مطلق اجاروں کی مثال، ان کو بذریعۂ قانون تخلیق و قائم کرنے کے وجوہ۔ (۲) "خدمات عامّہ" کے اجارے۔ تکثیر حاصل اور تکثیر منافعہ۔ (۳) تجارتی جتھے اور اتحادات اور ٹرسٹ، ان کے اجارے کی قوت کی وسعت غیر یقینی۔ (۴) حقوق قائمہ کے مسائل اور اجارے کے نفع کی قیمت یا مالیت سربستہ۔

113

ا۔ محنت و اصل کے ماحصل کے اختلافات کا ایک بڑا سبب ان قدرتی عاملین کے اختلافات ہیں جن سے لگان طغرا پذیر ہوتا ہے۔ بسا اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ "لگان اجارے کا نتیجہ ہوتا ہے" اور اجارے کی محض ایک شکل ہے۔ لیکن یہ بیان صحت سے خالی ہے۔ اجارے کی خصوصیت متمائز یہ ہے کہ بلا شرکت غیرے مجموعی رسد کو تنہا قابو میں رکھا جائے۔ لگان، کسی ایک زمیندار، یا زمینداروں کی متحد و منظم جماعت کے رسد پہ قابو رکھنے کی وجہ سے نہیں پیدا ہوتا؛ بلکہ وہ، رسد کے بہتر ذرایع کی قلت کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ لیکن جارہ، زمین کی قلت سے اس لحاظ سے مماثلت و مشابہت

باب ۴۵
نفع اجارہ

رکھتا ہے کہ اس کی بدولت بعض پرخطر کاروبار میں غیر معمولی طور سے کثیر المقدار منافعہ ملتا ہے، اور اس طرح وہ دولت اور آمدنی کی غیر مساوی تقسیم میں معین ہوتا ہے۔ اجارے کی تنظیم کے بارے میں ہم اس موقع پر کچھ نہ کہیں گے۔ موجودہ باب کا موضوع بحث محض یہ ہے کہ تملیکِ اصل کے دوسرے منافعے سے اجارے کے منافعے کا کیا تعلق ہے اور نظریۂ تقسیم دولت میں اس منافعے کی کیا حیثیت ہے[۱]۔

اجارے کی مختلف و متعدد تقسیمیں تجویز کی گئی ہیں۔ سادہ ترین تقسیم اور ایسی تقسیم جو موجودہ کتاب کے عام مباحث کی نوعیت کے لیے کافی اور موزوں ہوگی یہ ہے:۔ (۱) مطلق اجارہ؛ (۲) صنعتی اجارہ۔ مطلق اجارے وہ ہیں جن میں اجارہ دار کا اختیار یا قابو از روئے قانون یا رسد کے تمام ذرائع کی تملیک کی رو سے مکمل ہوتا ہے۔ صنعتی اجارے وہ ہیں جن میں، گو رسد پر اجارہ دار کو کامل اختیار یا قابو حاصل نہیں ہوتا، تاہم، یہ اختیار یا قابو اس قدر قوی و موثر ہوتا ہے کہ اس سے مسابقت سے ایک جداگانہ حالت پیدا ہو جاتی ہے؛ اس قسم کے اجارے میں اگرچہ کوئی قانونی یا قدرتی بندش نہیں ہوتی، تاہم کاروبار کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ مسابقت کلیۃً غائب ہو جاتی ہے، یا بہت ہی خفیف حد تک کارفرما ہوتی ہے۔ 114

جس صورت میں اجارہ مطلق ہوتا ہے وہاں صورتِ حالات نسبتہً بہت سادہ ہوتی ہے۔ اس کے متعلق عام اصول کی "قدرِ اجارہ" کے باب[۲] میں کافی تشریح کردی گئی ہے۔ اگر اجارہ دار باخبری اور فراست کے ساتھ کام کرے تو، وہ ایسی قیمت مقرر کرے گا جس پر اس کو بیش ترین خالص منافعہ حاصل ہو۔

قانونی اجارۂ مطلق کی سادہ ترین مثال تحفظِ حقوق تصنیف اور پیٹنٹ میں ملتی ہے۔ اس مخصوص استحقاق کے حاصل رہنے کے دوران میں حقوق کا مالک یا قابض، مسابقت سے صرف اس حد تک متاثر ہوتا ہے جس حد تک اشیائے بدل

لہ۔ دیکھو باب ۴۲ تا باب ۴۶ در بارۂ ریلوے، تجارتی اتحادات، تملیک سرکاری کے متعلق ابواب۔

ٹہ۔ دیکھو باب ۱۵۔

باب ۱۵
نفع اجارہ

دستیاب ہوں؛ گو اس سے بالعموم مخصوص حق کی بڑی حد تک تحدید ہو جاتی ہے، تاہم یہ تحدید کسی طرح ایسی نہیں جو بعض حقوق تصنیف اور پیٹنٹ کے کثیر منافع میں مزاحم ہو۔ موجودہ زمانے کے پیٹنٹوں میں فولاد بنانے کے لیے بسی مر کے پیٹنٹ ٹیلیفون بنانے کے لیے بل کے پیٹنٹ، جوتا سینے کی مشین کے لیے بک کے پیٹنٹ، تار تھراپ کے خود بخود چلنے والے کرگھے مرجن تھیلر کی چھاپہ ڈھالنے کی مشین، ایڈیسن کی روشنی کے پیٹنٹ بہت نمایاں طور سے کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ ایسے پیٹنٹوں سے معقول آمدنی حاصل کرنے کا جواز یہ ہے کہ اعلیٰ آمدنی حاصل کرنے کی توقع ایجاد کی تحریص و ترغیب دیتی ہے؛ اور یہ کہ اگرچہ ممکن ہے کہ پیٹنٹ کی مدت میں پیٹنٹ اشیا کی قیمت، دیگر قیمتوں کی متقابل سطح سے اوپر ہو، تاہم مخلوق کو انجام کار فائدہ ہوتا ہے۔ پیٹنٹ ایک مختصر مدت یعنی بالعموم پندرہ سال کے لیے عطا کیے جاتے ہیں (چنانچہ فرانس، جرمنی، اور آسٹریا میں یہی مدت ہے؛ برطانیہ عظمیٰ میں مدت چودہ سال اور ریاستہائے متحدہ میں سترہ سال ہے)۔ جب مدت ختم ہوتی ہے تو یہ توقع ہوتی ہے کہ اس نئی ترکیب اور ایجاد کے غیر محدود طریقے پر استعمال ہونے سے قوم کو پہلے سے زیادہ ارزاں یا بڑھیا اشیا دستیاب ہوں گی۔

پیٹنٹ کے قوانین کی تہ میں یہ مفروضہ مضمر ہے کہ ایجاد و ترقی بجز اجارے کے حق کی صورت کے عمل میں نہ آتی، اور یہ بڑی حد تک حق بجانب بھی ہے۔ گو بعض اشخاص ایجاد کی پیدائشی قابلیت اور اس کا جبلی میلان رکھتے ہیں، اور انھیں نئی چیزیں اور ترکیبیں ایجاد کرنے کی اسی طرح بے ساختہ ترغیب ہوتی ہے جیسی کہ دوسروں کو ادبیات اور سائنس میں ہوتی ہے؛ تاہم انعام یا صلے کی توقع اکثر صورتوں میں ناگزیر ہیج ہوتی ہے؛ اور اس ہیج کی ضرورت قوت ایجاد کو شہ دینے کے لیے غالباً اس قدر نہیں ہوتی جس قدر ان ایجادوں کو قوم کی خدمت میں صرف کرنے کے لیے ہوتی ہے۔[1] یہ حالت پیٹنٹوں کے بارے میں بہت زیادہ صادق آتی ہے؛ 115

[1] دیکھو اس بحث کے بارے میں ٹاسگ کی کتاب موسوم بہ Investors and Money-makers, Lectures I.

اس لیے کہ ان میں تقریباً ہمیشہ خطرات عظیم موجود ہوتے ہیں، نہ صرف موجد کے لیے بلکہ ان کے لیے بھی جو اس ایجاد کو بروئے عمل لانے کے لیے زر مہیا کرتے ہیں۔ جتنے پیٹنٹوں کی فی الحقیقت رجسٹری کرائی جاتی ہے (اور ریاستہائے متحدہ جیسے ملک میں تو سالانہ ہزاروں کی تعداد میں کرائی جاتی ہے) ان کے بیشتر حصے میں ناکامی ہوتی ہے۔ گو اکثروں میں ناکامی شروع ہی سے یقینی ہوتی ہے، کیونکہ بالکل مہمل یا غیر اہم ترکیبوں کو پیٹنٹ کرایا جاتا ہے؛ تاہم اکثروں کا مستقبل، اس سبب سے کہ ان میں فکر اور محنت کرنی پڑتی ہے، مشکوک و غیر یقینی ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ قابل قدر اور بیش بہا ثابت ہوں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ناکارہ اور بے وقعت ثابت ہوں۔ پیٹنٹ کے منظور اور جاری ہو جانے کے بعد یہ بالعموم ضروری ہوتا ہے کہ مزید نئی نئی ترکیبوں اور اصلاحوں کے بارے میں بیش خرچ تجربے عمل میں لائے جائیں۔ چنانچہ اوپر جن ایجادوں کا ذکر کیا گیا ان میں سے کم از کم ڈو کے لیے یعنی نار تھراپ کے کرگھے اور مرجن تھیلر کی چھاپنے کی کل کے لیے لکھو کھا ڈالر محض ابتدائی تجربے کے عملوں میں صرف ہو گئے۔ دوسرے الفاظ میں خطرات کا برداشت کرنا اور جوکھوں میں پڑنا ضروری ہے؛ اور ناکامیوں کو زائل کرنے کے لیے صلہ و انعامات کا ملنا ضروری ہے۔ اگر ہر عمل جس پر بہت کچھ محنت اور مصارف کثیر عائد ہوئے ہوں، مکمل ہونے کے بعد سب کے لیے عام کر دیا جائے یا اس کو سب آزادی کے ساتھ استعمال کرنے لگیں تو، اصلی موجدوں اور شغل اصل کرنے والوں کو اس عمل سے کافی صلہ یا نفع حاصل کرنے کی بہت کم توقع رہ جائے گی۔ دوسری صورتوں کے مثل اس میں بھی یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات قسمت سے ناگہانی طور پر مینہ برسنے لگتا ہے، اور وہ بظاہر استحقاق سے زیادہ معلوم ہوتا ہے؛ لیکن یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ وہ جوش، ولولہ اور اولوالعزمی پیدا کرنے کا ایک لازمی جزوی محرک ہے۔

تحفظ حقوق تصنیف کے متعلق بھی تقریباً یہی کہا جا سکتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس صورت میں میکانکی ایجادات کی صورت کے مقابلے میں کسی فرد واحد کا جبلی میلان بلا لحاظ انعامات بہت زیادہ قوی اثرات پیدا کرتا ہے۔ لیکن ادبیات اور صنعت دونوں میں نہ صرف ذاتی جوہر کے سب مدارج ظاہر ہوتے ہیں، بلکہ ہر قسم کے

باب ۱۵
نفع اجارہ

محرکات بھی رونما ہوتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں اکثر کتابوں کی تصنیف میں انفرادی نفع کا مہیج و محرک کوئی حقیر حصہ نہیں رکھتا۔ کتاب کے مصنف کے لیے قانونی تحفظ اس واسطے خاص طور سے ضروری ہوتا ہے کہ اس کا امکان ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا اس کتاب کی لفظ بہ لفظ نقل کر کے دوبارہ طبع کرا دے۔ اس کے برخلاف کسی نئی میکانکی ایجاد کو، پیٹنٹ کرائے بغیر بھی، مقابلے کی زد سے کچھ مدت کے لیے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ اگر مفید جد و جہد کے تناسب سے صلہ یا انعام کا اصول مقرر ہو تو، تحفظِ حقِ تصنیف اس اصول کا ایک قدرتی اور غیر متناقض استعمال و اطلاق ہے۔ اس لحاظ سے وہ لوگ، جو مصنفوں کی قانونی تائید کی عدم موجودگی میں تصنیف کی محنت کا کوئی معاوضہ ادا کئے بغیر ان کی کتابیں طبع کرتے ہیں، ان کو نہایت واجبی طور سے حق تصنیف کے غاصب یا سارق کا لقب دیا جاتا ہے۔

116

ایسے مطلق اجارے جو قانونی بندش پر مبنی نہیں ہوتے، بلکہ قدرتی ذرائع کے قابو پر منحصر ہوتے ہیں، بہت شاذ ہوتے ہیں۔ اس کی ایک مثال جنوبی افریقہ کے ہیرے کی کانیں ہیں، جن کا پہلے بھی ذکر آ چکا ہے۔ چلی میں شورے کی کھنوں کے مالکوں نے اپنا جتھا بنا لیا ہے؛ علیٰ ہذا کل دنیا کے سہاگے کی پیداوار کے مالک بھی متحد ہو کر ایک واحد مشترکہ انجمن کی شکل میں منظم ہو گئے ہیں۔ موخر الذکر دونوں صورتوں میں قدرتی ذرائع محدود خیال کئے جاتے ہیں؛ لیکن عقبی زمین میں نئی رسد کی دریافت کا یا ایسے ذرائع کے استعمال کا جو دریافت تو ہو چکے ہیں مگر گھٹیا درجے کے ہیں ہمیشہ امکان ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے اجارے کا قابو رسد پر غیر محدود نہیں ہوتا۔ عام حالت یہ ہے کہ اس قسم کے نام نہاد اجارہ دار پیدائش کے واحد ذریعے پر قابض نہیں ہوتے، بلکہ بہترین ذرائع پر قابض ہوتے ہیں؛ اور اسی وجہ سے ان کا نفع، اجارے کے محدود معنوں کے مقابلے میں معاشی لگان کی نوعیت بدرجہا زیادہ رکھتا ہے۔

۴۔ موجودہ زمانے میں صنعتی اجارے بدرجہا زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں بھی بالکلیہ غیر محدود نوعیت بہت شاذ ہوتی ہے؛ لیکن ان کی قیمتوں اور منافعے پر جو تحدیدات قائم ہوتی ہیں وہ رسد کے گھٹیا ذرائع کی موجودگی کی

باب ۴۵
نفع اجارہ

بنا پر اس قدر زیادہ نہیں ہوتے، جتنے کہ حکومت کی تنظیم اور مسابقت کے امکان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ وسیع معنوں میں ایسے اجاروں کی دو قسمیں ہوتی ہیں:۔ ایک "خدماتِ عامہ" کی صنعتیں، اور دوسرے عام جتھے یا ٹرسٹ (Trust)

"خدماتِ عامہ کی صنعتیں" ایک ایسی اصطلاح ہے جس کے تحت آب رسانی، گیس رسانی، ریلیں، ٹریم، ٹیلیفون، ٹیلیگراف، برقی روشنی، وغیرہ کاروبار بآسانی شمار کیے جا سکتے ہیں۔ اس قسم کے کاروبار کا اثر عامۃ الناس کی کثیر تعداد پر پڑتا ہے، اور ایسے کاروبار کے لیے عام طور سے کسی مخصوص عطیے یا حق مثلاً شاہراہوں کو استعمال کرنے کا حق یا مخصوص علاقے کی ضرورت ہوتی ہے؛ اور ان کو انجام دینے کے لیے بہترین طریق مفرد انتظام ہے۔ مذکورۂ بالا آخری خصوصیت ہمارے موجودہ اغراض کے لیے سب سے اہم خصوصیت ہے۔ انتظام مفرد میں اس قدر عظیم فوائد ہیں کہ خواہ ابتداءً دو یا دو سے زیادہ کارخانوں کے مابین مسابقت کیوں نہ ہوتی ہو، انجام کار ان سب کا متحد ہو جانا یقینی ہے۔ قوم بھی ہمیشہ کے لیے اجارے کے واقعے کو قبول کر سکتی اور اس کے مطابق اپنے معاملات کی تنظیم کر سکتی ہے۔

117

اصلی معاشی مفہوم میں تکثیر حاصل ان صنعتوں کا خاصّہ ہوتا ہے۔ کوئی مفرد بڑا کارخانہ جتنا جتنا بڑھتا اور پھیلتا جائے گا اتنا اتنا مصارف زیادہ ارزاں پڑتے جائیں گے۔ ریلوں کے دُہرے راستے قائم کرنے، پانی یا گیس کی دُہری نلیاں بنانے اور ٹیلیفون یا ٹیلیگراف کے تار لے جانے کے لیے دُہرے انتظام کا عمل بالکل فضول ہے۔ ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کی حد تک ایک اور امر بھی قابل لحاظ ہے، اور وہ یہ کہ اگر سب تار ایک ہی نظام سے متعلق ہوں تو اہل معاملہ کی خدمت زیادہ بہتر طریق پر ہو سکتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض اوقات جب کسی نظام کا استعمال حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تو دُہرا انتظام قائم کرنا ضروری ہو سکتا ہے؛ مثلاً بڑی نلیوں کے دوسرے انتظام کی ضرورت یا ریلوے کے دُہرے راستوں یا فاصل راستوں کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ پھر بھی متعدد کارخانوں کو انتظام مفرد کے تحت لانے میں تقریباً ہمیشہ قابل لحاظ حد تک مصارف کی کفایت ہوتی ہے اور ہر صورت میں یقینی ہوتا ہے کہ مسابقت کرنے والوں کی اس قدر قلیل تعداد اتحاد قائم کر لے گی۔ انتظام مفرد کی

باب ۴۵
نفع اجارہ

صورت کا منتج ہونا زیادہ تر اس وجہ سے ناگزیر ہوتا ہے کہ اس قسم کی پیدائش میں تکثیر حاصل کا میلان ہوتا ہے، اور عام طور سے اس وجہ سے کہ ممکنہ مسابقت کرنے والوں کی تعداد بہت ہی قلیل ہوتی ہے۔

ان صنعتوں میں ایک اور لحاظ سے بھی تکثیر حاصل کا رجحان رونما ہوتا ہے، یعنی: محض محنت کی کارکردگی ہی نہیں بڑھ جاتی بلکہ مالی نفع بھی زیادہ ہوتا ہے۔ قوم کی تعداد کی زیادتی کی وجہ سے مرور زمانہ کے ساتھ مفرد کارخانہ یا مرکب کارخانے زیادہ منفعت بخش ہوتے جاتے ہیں۔ ابتداءً کارخانے کی پیداوار یا خدمات کے لیے ایک روایتی قیمت مقرر کی جاتی ہے، اور یہ قیمت اس طرح "واجبی" قیمت ہوتی ہے؛ یعنی ایسی قیمت جس سے منافعہ کثیر مقدار میں نہ ملے۔ جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے اور آبادی بڑھتی جاتی ہے مصارف فی اکائی کم ہوتے جاتے ہیں؛ اور صنعتوں میں جو اصلاح و ترقی ہوتی ہے اس کی وجہ سے مصارف میں بالعموم مزید تخفیف ہو جاتی ہے۔ لیکن روایتی قیمت بحالہ قائم رہتی ہے، مسابقت مفقود ہو جاتی یا وقفے کے ساتھ رونما ہوتی ہے اور کاروباری منافعہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ منافعے میں تدریجی طور سے اس طرح اضافہ ہونے کا باعث زیادہ تر قوم کی عام ترقی ہوتی ہے اور منافعے کے اس اضافے میں زمین اور خاص کر سکنی خطوں کے لگان کے اضافے کی قوی تمثیل ملتی ہے۔

عصر حاضر کی بعض ایجادیں، ایسی صنعتوں میں منافعے کو بڑھانے میں بڑی حد تک ممد ہوئیں۔ نقل و حمل میں برقی قوت کے استعمال ہونے سے ٹریموں اور ریلوں کے مزدوروں کی کارکردگی بہت خاصی بڑھ گئی گیس کی تیاری میں خاص کر آبی گیس بنانے میں نفت کے استعمال سے جو ترقیات ہوئیں وہ بھی برقی قوت کی ترقی سے کچھ کم اہمیت نہ رکھتی تھیں۔ شہروں کی ترقی کے ساتھ ساتھ بہرصورت ان صنعتوں کا زیادہ منفعت بخش ثابت ہونا لازمی تھا۔ فنون اور صنعتوں کی عظیم الشان ترقیات کی وجہ سے جوں جوں کاروبار کے مصارف گھٹتے گئے ویسے ویسے کاروبار سے بعض اوقات ناقابل یقین حد تک کثیر منافعے وصول ہوتے گئے۔

118

باب ۴ نفع اجارہ

یہ ایک حد تک قسمت کی ستم ظریفی تھی کہ اس صورت حال سے کچھ مدت تک عارضی طور سے جو منافع کثیر ملا اور جس کے آیندہ بھی غیر معین مدت تک وصول ہونے کی توقع تھی، اس کا ملنا عارضی طور سے بلکہ غالباً مستقل طور سے موقوف ہو گیا؛ اور اس کا سبب بھی اس سے بہ مشکل کم اتفاقی یا عارضی تھا۔ وہی حالات، جن سے کثیر منافعہ حاصل کرنے کی توقع بندھتی تھی، زر کے نظام کے انقلاب کے غیر متوقعہ حالات کے تحت، مالی پریشانی اور مصیبت کا باعث ثابت ہوئے۔ جس وقت تک عام قیمتیں ثبات پذیر رہیں اور اس لحاظ سے ایسی ایجادوں اور اصلاح و ترقی کے مصارف جن کا سلسلہ اس اثنا میں قائم تھا، عام اضافے کے تابع نہ تھے، ان پیداواروں اور خدمات کی قیمت کی ثبات پذیری سے کثیر منافعہ ملنے کی توقع تھی۔ لیکن جونہی اکثر دوسری اشیا کی قیمتیں اور اُجرت کی شرحیں اضافے کی جانب مائل ہوئیں، ریلوں کے کرایے اور گیس کی قیمتوں کا تقرر و تعین مالی پریشانی و تکلیف کا سبب بن گیا۔ نہ صرف روایات بلکہ سرکاری قواعد و ضوابط کی روز افزوں اثر اندازی کرایے اور قیمت کے اضافے میں مزاحم ہوئی۔ بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں قیمتوں کی سطح میں بہت آہستہ اور تدریجی طریقے سے اضافہ ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منافعے کی سطح بھی بتدریج گھٹتی گئی۔ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کے زمانے میں منافعے کی سطح دفعۃً بہت بڑھ گئی اور اس رجحان نے انتہائی صورت اختیار کر لی۔ عوام نے کرایوں اور قیمتوں کے عادی اور معمولی پیمانے میں تبدیلی کرنے کے خلاف بہت ہی شد و مد اور جوش و خروش کے ساتھ احتجاج کیا۔ مگر انجام کار انھیں اضافوں کے سامنے سر تسلیم خم ہی کرنا پڑا؛ قیمتوں کا اضافہ ایسا ہی ناگزیر تھا جیسا کہ تنخواہوں، محصولوں اور مکان اور دوکانوں کے کرایوں کا اضافہ؛ لیکن ان اضافوں کو بہت ہی پس و پیش کے ساتھ اور بادل ناخواستہ روا رکھا گیا۔ جائدادوں کے مالکوں اور شغل اختیار کرنے والوں کے لیے مسئلہ یہ نہ رہا تھا کہ منافعے کو کس طرح چھپایا اور جیب میں داخل کیا جائے، بلکہ یہ کہ نقصانات سے کس طرح بچاؤ کیا جائے؛ اور عوام کے لیے اس وقت یہ سوال درپیش تھا کہ اساسی صنعتوں کو کس طرح قائم کیا جائے

باب ۴۵
نفع اجارہ

اور توسیع دی جائے، نہ یہ کہ اجاروں کے منافعے کو کس طرح قابو و اختیار میں لایا جائے۔

۴۔ معاشی نظریئے کے زیادہ دقت طلب مسائل اور حکومت کی پالیسی کے اسی کے مساوی دقت طلب مسائل نام نہاد ٹرسٹوں[1] کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں؛ ٹرسٹ کا مطلب انتظام مفرد کے تحت متعدد و متفرق کارخانوں کا اُفقی انضمام واتحاد ہے۔ گزشتہ فصل میں جن اجارے کی صنعتوں پر بحث کی گئی ان کا اور ٹرسٹ کا درمیانی فرق اس واقعے میں مضمر ہے کہ ٹرسٹ میں متعدد طبیعی حیثیت سے علیحدہ علیحدہ کارخانے ہوتے ہیں۔ مثلاً ٹریم، گیس کا نظام، ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کا جال، ریل کا نظام، ان میں سے ہر ایک طبیعی وحدت یا اکائی ہے۔ لیکن جب درجن بھر شکر صاف کرنے والے کارخانے یا کیمیائی ادویہ تیار کرنے والی صنعتیں یا سیسے کے کارخانے ایک ٹرسٹ کی صورت میں متحد ہو جاتے ہیں تو جداگانہ کارخانے الگ ہی رہتے ہیں؛ گو وہ ایک ہی انتظام کے تحت کام کرتے ہیں۔

119

معاشی تحقیق کی موجودہ حالت میں صاف دلی کے ساتھ اس امر کا اعتراف کر لینا ضروری ہے کہ ہمیں اس کا علم نہیں ہے کہ ایسی صنعتوں میں کس حد تک موثر اجارے کے ترقی پانے کا امکان یا قرینہ ہے۔ اگر تملیک و تنظیم کی مرکزیت کے مجرد واقعے کی بنا پر تکثیر حاصل کا عام رجحان ہو تو ہم یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ اجارہ بلا کم و کاست ترقی کرے گا[2]۔ تاہم ایسے رجحان کے مسلسل طور سے عمل نہ کرنے کی صورت میں ایک حد تک اجارے کا انتظام رونما ہو سکتا ہے۔ بڑا کاروباری اتحاد یا ٹرسٹ گلوتراش مسابقت کے ذریعے سے اور اپنی قوت کا دباؤ ڈال کر اپنے رقیبوں اور حریفوں کو میدان سے ہٹا سکتا ہے۔ اس کے برعکس کثیر منافعے کی وصول یابی دوسرے تاجروں کو دخل در معقولات کرنے کی ترغیب دیتی ہے، ان کے دلوں میں اُمنگ پیدا کرتی ہے، اور دائمی طور سے بڑھنے والے پس انداز کردہ رقوم کی وہ مقدار جو اس کی منتظر ہوتی ہے کہ اسے مشغول کیا جائے

---

[1] ۔ (Trusts)

[2] ۔ مقابلہ کرو باب ۱۲ فصل (۳) سے۔ نیز دیکھو باب ۵۶ ٹرسٹ اور کاروباری اتحادوں کے بارے میں ۱۲

کثیر منافعہ حاصل کرنے کے ہر موقع کو تلاش کر ہی لیتی ہے۔ علاوہ ازیں تنظیم کا مسئلہ بھی اہم اور خاردار مسئلہ ہے؛ جب ایک مرتبہ کسی بڑے کاروباری اتحاد کے بانی (جو بالعموم غیر معمولی قابلیت رکھتے ہیں) میدان سے ہٹ جاتے ہیں تو، تنزل و انحطاط اور کرم نمائی کے رونما ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ حریف کاروبار میں نئی جان پیدا ہوسکتی ہے، اور تفوق و تسلط کی بظاہر محفوظ حیثیت ہاتھ سے نکل کر کاروباری رہبروں کی نئی نسل کو حاصل ہوسکتی ہے۔ مگر یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ اس اہم معاشی تحریک کے مستقبل کے بارے میں ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے، اور یہ معلوم نہیں کرسکتے کہ اجارہ دارانہ نگرانی اور نفع اجارہ کس حد تک وسعت پائیں گے۔

لیکن اتنا ضرور واضح ہے کہ ایک نسل پیشتر کے علمائے معاشیات نے مقابلے کے عمل کے متعلق جو خیال قائم کیا تھا، مقابلہ اکثر صورتوں میں اس کی نسبت بدرجہا زیادہ سستی کے ساتھ عمل کرتا ہے۔ صنعت جہاں کہیں بڑے پیمانے پر انجام دی جائے وہاں یہ امکان ہوتا ہے کہ اگر کامل اجارہ نہیں تو کم از کم نیم اجارے کی سی کیفیت طویل مدت کے لیے طاری ہو جائے۔ غیر معین مدت تک معمولی یا تقابلی منافع سے بہت زیادہ مقدار میں کچھ نہ کچھ منافعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اگر بڑے بڑے کاروباری اتحادوں کی تنظیم میں اعلیٰ درجے کی تازہ قابلیت کو دائمی طور سے استعمال میں لانے کا موقع حاصل ہو تو، محض کاروبار کے وسیع پیمانے اور راس المال کی کثیر مقدار کی قوت اور پیدا ہونے والے رقیبوں کو مرعوب کرنے والی طاقت کے ذریعے سے کثیر المقدار منافعے کی سطح کو برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ سود اور معاشی لگان کے علاوہ (جنھیں گزشتہ بابوں میں بیان کیا جاچکا ہے) منافعہ وصول ہونے کا امکان بلکہ ظن غالب ہوتا ہے؛ بلکہ کاروباری منافعے کے علاوہ بھی جس کا ذکر آیندہ بابوں میں ہونے والا ہے، زائد آمدنی وصول ہوتی ہے۔ پس اس منافعہ کی مخصوص حیثیت ہے اور اُس کو "نفع اجارہ" کہنا مناسب ہوگا۔

۴۔ جس طرح زمین کے لگان کی سربستہ قیمت زمین کی قیمتِ فروخت ہوسکتی ہے، اسی طرح اجارے کے منافعے کی سربستہ قیمت اجارہ دارانہ قطعۂ جائداد کی قیمتِ فروخت ہوسکتی ہے۔ اس قسم کا تخمینہ موجودہ زمانے میں بہت عام

120

باب ۴۵
نفع اجارہ

طریقے سے تجارتی انجمنوں کے نظام کے ذریعے سے اور محدود انجمنوں کے تمسکات کے اضافے کے ذریعے سے عمل میں آتا ہے۔ جب کچھ اجارہ دارانہ سہولت رکھنے والی مشترک انجمن کثیر المقدار نفع حاصل کرتی ہے تو، اس انجمن کے حصص سے معقول مقداریں مقسوم ملتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ حصص بڑھوتری پر فروخت ہو سکتے ہیں؛ یا حصص کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکتا اور اسی مقررہ نفع کو حصہ داروں میں اس طرح تقسیم کیا جا سکتا ہے کہ حصہ داروں کی نسبتۃً بڑی جماعت کو نسبتۃً کم مقدار میں مقسوم ملے حصص کی مجموعی قیمت فروخت، خواہ حصص کی تعداد کم ہو اور ہر حصے کی قیمت زیادہ ہو یا حصص کی تعداد زیادہ اور ہر حصے کی قیمت کم ہو، ہر صورت میں شغل اصل پر مروجہ شرح سود کے حساب سے خالص آمدنیوں کی سربستہ قیمت کی نمائندہ ہوگی۔

حقوق قائمہ سے زمین کے بارے میں جس قسم کے مسائل پیش ہوتے ہیں اسی قسم کے مسائل اجاروں کے بارے میں بھی رونما ہوتے ہیں۔ جب کسی کو کسی قسم کے مخصوص حقوق کسی خاص شے اور مدت کے لیے عطا کیے گئے ہوں اور اس کے نتیجے کے طور پر اجارہ کا نفع پیدا ہوا ہو تو اجارے کی منظوری کے شرائط کی لامحالہ پابندی کی جائے گی۔ حقوق قائمہ اس صورت میں بھی کچھ نہ کچھ لحاظ کے مستحق ہیں جبکہ کسی مخصوص اور مقررہ مدت کے لیے منظوری نہ دی گئی ہو، بلکہ مقررہ پالیسی کو عہدہ داران سرکاری کے ذریعے سے طویل مدت سے قائم رکھا گیا ہو۔ مثلاً امریکہ کے بعض شہروں میں ریلوں یا ٹریموں کو سالوں کی کسی مقررہ میعاد کے لیے حقوق حاصل نہیں ہیں اور وہ سرکاری انضباط و تنظیم کے تابع ہیں۔ تاہم ان مقامات میں جہاں ان ریلوں نے حقیقت میں کسی خلل کے بغیر غیر معین مدت تک کاروبار انجام دیا ہو، اور جہاں تمسکات کی خریداری متعدد دفعہ اور مسلسل طریقے سے اس توقع میں کی گئی ہو کہ ان کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوگی، حصہ داروں کی حیثیت اس مالک زمین کی حیثیت سے بہت زیادہ مختلف نہ ہوگی جس نے نیک نیتی سے زمین کا کوئی خطہ خریدا ہو۔ اس کے برخلاف جہاں ایسے حقوق محدود مدت کے لیے دیے گئے ہوں یا واضح شرائط

121

کے ساتھ ان کے بارے میں حکومت کو حق ترمیم حاصل ہو وہاں لازمی طور سے یہ سمجھا جائے گا کہ شغل اصل کرنے والا خطرات کا ذمہ دار ہے۔ علاوہ ازیں آمدنی اور قیمت فروخت کے مستقبل اضافے کا واضح طور سے سرکار کی جانب سے استحصال کیا جا سکتا ہے۔

باب ۶
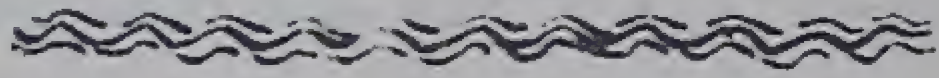
اصل کی تعریف اور نوعیت

122

(۱) اجارے کی قسم کے تفرقی منافعے کی وسعت پر نظر کرتے ہوئے آیا سود اور لگان کا فرق مستقل ہے؟ آیا ہر قسم کی ملکیت کے ما حصل ہم جنسی رکھتے ہیں؟ (۲) "لگان" اور "سود" کے متعلق ایک جداگانہ تصور، ایک ہی قسم کی آمدنی کا مختلف طریقوں سے بیان "مصنوعی" اور "قدرتی" اصل؛ اصل کی مقدار کی کس طرح پیمایش کی جائے؟ (۳) مقابلے کے اثر، سود کی معمولی شرح کی موجودگی، اور سود کے جواز کے متعلق سوالات اہم ہیں۔

۱۔ اجارے کے مدارج؛ نفع اجارہ اور لگان کی مماثلت؛ سود اور جائداد کی دوسری آمدنیوں کے مابین بالعموم خطِ فارق کا مبہم ہونا؛ یہ سب معاملات یہ سوال پیدا کرتے ہیں کہ آیا اصل اور آمدنی اصل کے پورے تصور پر نظر ثانی کی ضرورت نہیں ہے؟ پیدایش کے مختلف آلون اور ان عاملین پیدایش کے مالکوں کی مختلف آمدنیوں کے مابین جو فرق و امتیازات گزشتہ صفحات میں قائم کیے گئے ان کے جواز پر ابھی حال میں اکثر معاشئین نے اعتراض کیا ہے۔ زمین اور اصل کے فرق پر

باب ۴۶
اصل کی تعریف اور نوعیت

غالباً سب سے زیادہ نکتہ چینی کی گئی ہے؛ اور اسی کے ساتھ ان کے بالمقابل لگان اور سود کے فرق پر بھی۔ لیکن لگان اور نفع اجارہ میں اور اس کی بنا پر زمین اور اجارہ دار کی پیداآور اشیا کے مابین جو فرق قائم کیا گیا تھا اس کے بارے میں بھی شبہہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ "اصل" کی اصطلاح کے تحت کن کن چیزوں کو شمار کرنا چاہیئے اور جائداد کی تملیک سے جو مختلف قسم کی آمدنیاں وصول ہوتی ہیں ان کی معاشری حیثیت و اہمیت کیا ہے، اس پر مکرر غور کرنے کے بارے میں عام رجحان ظاہر ہوا ہے۔

ان مختلف آمدنیوں کو ہم جنس خیال کرنے کے لیے متعدد مستقل وجوہ ہیں۔

اولاً یہ کہ کسی ماحصل کو نفع اجارہ یا لگان کی حیثیت سے مشخص نہیں کیا جاتا؛ اور کسی ماحصل کو بھی بہ یک نظر معمولی سود سے ممیز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ زمین سے معاشی لگان "پیدا ہوتا" ہے تو یہ جملہ ایجازاً استعمال کیا جاتا ہے؛ علیٰ ہٰذا جب یہ کہا جاتا ہے کہ پیٹنٹ یا صنعتی اجارے سے ماحصل "اجارہ" وصول ہوتا ہے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ جملہ بھی ایجازاً استعمال ہوا ہے۔ زمین کی حد تک جو کچھ واقع ہوتا ہے یہ ہے کہ زمین کو تیار کرنے یا جوتنے میں جو محنت یا مصارف عائد ہوتے ہیں ان کے تناسب سے زیادہ ماحصل وصول ہوتا ہے؛ اور اجارے کے بارے میں یہ ہوتا ہے کہ کارخانہ تعمیر کرنے اور اس کو چلانے میں جو مصارف ہوتے ہیں ان کے مقابلے میں مجموعی آمدنی نسبتہً زیادہ ہوتی ہے۔ گویا دونوں صورتوں میں غیر معمولی آمدنی یا ماحصل زائد وصول ہوتا ہے۔ لیکن اس ماحصل زائد کو صرف اسی مفروضے کی بنا پر سود سے ممیز کیا جا سکتا ہے کہ ایسے اصل پر جو آزادانہ مقابلے کا تابع ہو معمولی آمدنی یا معین مقدار میں سود وصول ہوتا ہے۔ ہر مقرون صورت میں، مقابلے کے حالات کے تحت جو آمدنی وصول ہوتی ہے اس کو صحت کے ساتھ اس ماحصل زائد سے ممیز کرنے میں دقت ہوتی ہے جو آزاد مقابلے کی صورت میں غائب ہو جاتا ہے۔

123

علاوہ بریں "معمولی ماحصل" یا سود سادہ کی مختلف و متعدد صورتیں اور مقداریں ہوتی ہیں، اور وہ آپس میں کم و بیش باریک فرق رکھتی اور ایک دوسرے سے متصل ہوتی ہیں۔ ہر قسم کی صنعتیں، یعنی: نہ صرف وہ سکنی خطے جو نات شہر میں

باب ۴۶
اصل کی تعریف اور نوعیت

واقع ہوں اور بیش قیمت پیٹنٹ کا اجارہ، بلکہ وہ کارخانہ بھی جس کا محل و قوع نہایت عمدہ ہو اور جس کو خاص حقوق اور ٹریڈ مارک کا نیم اجارہ حاصل ہو، تفرقی عنصر پیش کرتی ہیں۔ ایسی صنعتیں اور کارخانے بہ کثرت ہیں جن میں طویل مدت کے لیے معمولی سود سے زائد آمدنی وصول ہوتی ہے؛ اور بعض ایسی بھی ہیں جہاں اس سے کم وصول ہوتی ہے۔ قدیم مصنفین صنعتی صورت حالات کو بالعموم یوں بیان کرتے تھے کہ اس میں چند صورتیں تو اجارے کی ہیں اور چند "لگان" کی جنھیں بآسانی معلوم کرلیا جاسکتا ہے؛ اور ان کے علاوہ بقیہ صورتیں ایسی ہیں جن میں معمولی منافعہ ملتا ہے۔ لیکن یہ صورت حال، دنیا کے موجودہ حالات کے غیر معمولی تنوع اور بے ضابطگی کی پوری پوری ترجمانی نہیں کرتی۔

علاوہ ازیں ماحصل کی شرحوں کے اختلافات پر نظر کرتے ہوئے نہایت معقولیت کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نفع اجارہ، معاشی لگان سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سچ ہے کہ اجارہ کا اساسی عنصر، جیساکہ پہلے کہا جاچکا ہے، رسد پر قابو اور اختیار ہے؛ اور جس حد تک کہ اجارہ دار کو یہ حاصل ہو اس حد تک وہ اس شخص سے مختلف حیثیت رکھتا ہے جسے رسد کا ایک حصہ تیار کرنے میں محض تفرقی فائدہ حاصل ہے۔ لیکن کامل اجارے کا اختیار بہت شاذ حاصل ہوتا ہے؛ کسی نہ کسی قسم کے مساوی درجے کے یا ادنیٰ درجے کے بدل سے بالعموم سابقہ رہتا ہے۔ اس طرح "نفع اجارہ" کو "لگان" کی نوع کی محض ایک فرع کہا جاسکتا ہے۔ اور نفع اجارہ ہر صورت میں اس واقعے پر مبنی ہوتا ہے کہ اجارے والی شے بہت کارآمد ہے یا اعلیٰ درجے کا افادہ رکھتی ہے؛ ایسی شے دیگر اشیا کے مقابلے میں احتیاج کو انجام کار بدرجہا زیادہ پورا کرتی ہے؛ اور اسی وجہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے تفرقی آمدنی وصول ہوتی ہے، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ ایک عمدہ آبی قوت سے یا زرخیز زمین سے تفرقی ماحصل وصول ہوتا ہے۔ اس طرح مالک کو جو کچھ ملتا ہے وہ اس "لگان" کے مشابہ ہے جو قدرتی عامل سے وصول ہو۔ 124

۲۔ اس قسم کے ملحوظات نے املاک کی آمدنی کے مسئلے پر غور کرنے کے ایسے طریق کی جانب رہبری کی ہے جو گزشتہ بابوں کے طریق بحث سے بہت مختلف ہے۔

باب ۵

اصل کی تعریف اور نوعیت

یہ کہا جاتا ہے اور بغیر کسی شبہے کے کہا جاتا ہے کہ پیدائش کے تمام مقرون آلوں کی قدر ماخوذ ہوتی ہے۔ وہ سب اپنی قدر ان افادوں سے اخذ کرتے ہیں جنھیں وہ انجام کار پیدا کرتے یا پیدا کرنے میں ممد ہوتے ہیں۔ روئی کی گرنی میں جو آمدنی پیدا کرنے کی قوت ہے وہ سوتی اشیا کی قیمت وصول ہونے کا نتیجہ ہے، اور یہ قیمت اشیا کے ان افادوں پر مبنی ہے جو صارفوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ ریل میں آمدنی پیدا کرنے کی قوت، سریع نقل وحمل کے افادوں پر مبنی ہوتی ہے؛ مکان میں آمدنی پیدا کرنے کی قوت سکنی خطے پر رہنے سہنے کی خوشگواری پر منحصر ہوتی ہے؛ کاروباری عمارتوں میں آمدنی پیدا کرنے کی قوت کا انحصار اشیا بنانے یا تقسیم کرنے کی سہولت پر ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض آلے افادے پیدا یا مہیا کرنے کی حیثیت سے دوسروں کے مقابلے میں بہت زیادہ موثر ہوتے ہیں، اور اسی مناسبت سے وہ زیادہ قیمتی اور قابل قدر ہوتے ہیں۔ لیکن سب کا ایک ہی مقررہ نوع یا قسم سے تعلق ہوتا ہے۔ یعنی وہ فی نفسہٖ غیر مکمل افادے ہوتے ہیں، اور ان احتیاجات کے پورا کرنے کے لحاظ سے قابل قدر ہوتے ہیں جو انجام کار تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

اسی خیال کو نشو و ترقی دے کر دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ ہر آلہ پیدائش سے "لگان" وصول ہوتا ہے: یعنی قدیم مفہوم کے لحاظ سے نہیں بلکہ جدید مفہوم کے لحاظ سے "لگان" پیدا ہوتا ہے۔ یہ لگان آلۂ پیدائش کی آمدنی یا ماحصل اس معنی میں ہوتا ہے جس معنی میں کہ کوئی مقررہ آمدنی پانے والا براعظم یورپ میں رینٹیئر (Rentier) یعنی کرایہ یا لگان پانے والا کہلاتا ہے۔ یہ لگان اس آلہ پیدائش کی خالص آمدنی ہوتی ہے، اور یہ آمدنی ان افادوں کا نتیجہ ہوتی ہے جس کو وہ آلہ مہیا کرتا یا مہیا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ خواہ کوئی بڑا دخانی جہاز ہو جو بڑی محنت سے بنایا گیا ہو، یا کوئی پُر منفعت سکنی خطہ ہو، مالک کی آمدنی کا مدار اس امر پر ہے کہ اس مادی شئے کی وجہ سے آخر میں چل کر قوم کی آمدنی میں کتنا اضافہ ہوتا ہے۔ دونوں اشیا کار آمد ہیں اور دونوں کا مدار افادے پیدا کرنے پر ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مالک کی آمدنی باختلاف نقطۂ خیال "لگان" یا "سود" سمجھی جاتی ہے۔ اگر اس کو رقم مطلق خیال کیا جائے تو وہ آلۂ پیدائش کا لگان ہے لیکن اگر اس کو اس جائداد یا اصل کے فیصد کے لحاظ سے دیکھا جائے جو جہاز یا خطۂ زمین میں

باب ۲ۓ
اصل کی تعریف اور نوعیت

مشمول ہے تو وہ سود ہے۔ ہر قسم کے اصل کو اگر ہم جنس خیال کیا جائے اور یہ تصور کیا جائے کہ متعدد قسم کے آلہ ہائے پیدائش اس میں شامل ہیں تو ہر قسم کے اصل کا ما حصل ہم جنس ہوگا۔ اصل کو مختلف حیثیت سے دیکھا جاتا ہے، ہم اس کا نام "سود" یا "لگان" رکھ سکتے ہیں، لیکن اساسی حیثیت میں وہ مختلف نہیں ہوتا۔

اسی سلسلۂ خیالات کو جاری رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں[1] کہ اصل دو قسم کا ہوتا ہے: ایک "مصنوعی" دوسرا "قدرتی"۔ قدرتی اصل وہ ہے جو "زمین" یا "قدرتی عاملین" کے عام عنوان کے تحت شمار کیا گیا ہو؛ اور مصنوعی اصل میں وہ سب آلہ ہائے پیدائش شامل ہیں جو انسان کے ہاتھ کے بنے ہوئے ہوں۔ قدرتی اصل بہت قابل قدر اور بہت کار آمد ہو سکتا ہے، جیسے کہ کوئی زرخیز معدنی خطہ یا بندرگاہ کے لیے گہرا مقام۔ اس صورت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قدرتی اصل کی کثیر مقدار شامل ہوتی ہے۔ ریل یا کارخانے کے متعلق بھی جس میں اشیا اجارے پر طیار کی جاتی ہوں، یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان میں اصل کی غیر معمولی طور سے کثیر مقدار شامل ہے۔ ان کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے؛ چنانچہ ان کی مجموعی سربستہ قیمت کا تخمینہ لگایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کثیر المقدار اصل موجود ہے۔

بظاہر یہاں ایک اور مسئلہ توجہ طلب ہے۔ اور وہ یہ کہ اصل کی مقدار کی پیمائش کیوں کر کی جائے؟ مذکورۂ بالا استدلال کے لحاظ سے مقدار کو بحوالۂ قدر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ یہی پیمائش کا معمولی کاروباری طریق ہے۔ معدن، ریل، جائداد، مقطعہ، کارخانہ، ان میں سے ہر ایک کی قدر اس کی خالص آمدنی کی بنا پر معلوم کی جاتی ہے۔ گویا آمدنی کی شرح کو سود کی شرح قرار دے کر اس کے حساب سے اصل کی مجموعی مقدار یا سربستہ مالیت دریافت کر لی جاتی ہے۔ علمائے معاشیات نے سود، لگان اور نفع اجارہ میں جو فرق و امتیاز قائم کرنے کی کوشش کی ہے اس پر کاروباری دنیا عمل پیرا نہیں ہے۔ کاروباری دنیا میں ہر قسم کی املاک کی قدر کی پیمائش اس کی آمدنی کے لحاظ سے کی جاتی ہے؛

---

[1] چنانچہ پروفیسر ڈیس جان سن نے بھی اپنی کتاب مقدمۂ معاشیات میں یہی کہا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۰۷۔

باب ۴
اصل کی تعریف و نوعیت

اور جو شے آمدنی پیدا کرے وہ اصل سے مماثلت رکھتی ہے، اور اس کی قیمت کی پیمایش اس کی آمدنی کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ وہ علمائے معاشیات جو قدیم نقطۂ نظر سے اختلاف رکھتے ہیں اصل کی پیمایش اور تعیین کے متعلق کاروباری طبقے کی پیروی کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے اس قدیم نقطۂ نظر کے لحاظ سے اصل کی یہ تعریف کی گئی کہ وہ ہر ایسا آلۂ پیدایش ہے جس کو انسان نے بنایا ہو؛ اور اس تعریف ہی کی بنا پر اس کی مختلف طریقے پر پیمایش کی گئی۔ یعنی مصارف، اخراجات اور محنت کے حوالے سے اس کی پیمایش کی گئی۔ جیسا کہ بعد میں چل کر معلوم ہوگا یہ اصطلاحات مساوی نہیں ہیں[1]؛ لیکن لاحق شدہ محنت اور اخراجات کے مابین جو اختلافات ہیں انھیں موجودہ بحث کی غرض سے نظرانداز کیا جا سکتا ہے۔ قدیم نقطۂ نظر کے لحاظ سے اصل کی پیمایش زیادہ تر لاحق شدہ محنت کے حوالے سے کی جاتی تھی۔ اصل کے معنی مجسم محنت یا سابقہ محنت تھے؛ اور اصل کا اندازہ اس کی قدر کے لحاظ سے نہیں بلکہ کم و بیش محنت کی اس مقدار کے مطابق ہوتا تھا جو صرف کی جاتی تھی اور اس مدت کے اعتبار سے جس میں وہ صرف ہوئی۔ قدیم اور جدید خیالات کا فرق ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی ریلوے کی قیمت کے "کاروباری" تخمینے اور "طبعی" تخمینے کے مابین ہے۔

126

اگر اس تخمینۂ قدر کے اصول کے آخری نتائج کی تفتیش کی جائے تو وہ بعض حیرت افزا نتائج کی جانب رہبری کرتا ہے۔ سرکاری قرضے، مثلاً فرانسیسی (Rente) (یعنی سالانہ رقم ادا کرنے کے وعدے) کی مجموعی مقدار یا مالیت سربستہ کا تخمینہ تمسکات کی قیمت فروخت کے حوالے سے کیا جاتا ہے؛ اور وہ "اصل" بن جاتا ہے۔ اس طرح قوم پر جو بار پڑتا ہے وہ اصطلاح اصل میں شامل کیا جاتا ہے، گو عام طور سے اس اصطلاح کی تعریف میں محض قوم کے کارآمد آلات آتے ہیں۔ برا پیٹنٹ، یا قانونی تحفظ حق ایجاد جو ابھی کسی مقرون آلہ سے منسوب ہی نہ کیا گیا ہو، اصل بن جاتا ہے۔ دائمی وظیفہ،

---

[1] دیکھو باب ۴۔

باب ۲۶

اصل کی تعریف و نوعیت

جیسے کہ برطانوی پارلیمان شاہی مقربوں یا فوجی سورماؤں کو عطا کرتی تھی، اصل بن جاتا ہے؛ اس کی پیمایش بھی بحوالہ قدر کی جا سکتی اور اس کی مجموعی قیمت سربستہ کا تخمینہ کیا جا سکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایک انسان اس حد تک جس حد تک کہ وہ پیدائش کا آلہ ہے، (اور بظاہر اس کو ایسا ہی خیال کیا جا سکتا ہے) اسی طرح اصل بن جاتا ہے جس طرح کہ غلام اثاثہ ہے؛ علیٰ ہذا محنت کے معاوضے اور املاک کی آمدنی کو "سود" یا "لگان" خیال کیا جا سکتا ہے[1]۔

ایک اور نقطۂ نظر یعنی اشتراکیین کے نقطۂ خیال سے بھی سود، لگان، اور نفع اجارہ کے فرق و امتیاز کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اشتراکی کے لیے یہ اختلافات محض لفظی اور مہمل ہیں۔ یہ سب آمدنیاں غیر ضروری اور خلاف انصاف ہیں۔ یہ سب ایک مذموم معاشری نظام کا نتیجہ ہیں اور ان سب کو منسوخ کرنا چاہیے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کہ ان سب کی مشترک خصوصیت یہ ہے کہ وہ متمول اور آرام طلب طبقے کے وجود کو ممکن بناتی ہیں۔ متمول اور آرام طلب طبقہ موجودہ سوسائٹی کا سب سے زیادہ قابل اعتراض جزو ہے، خاص کر ایسی صورت میں جبکہ یہ خیال قائم کر لیا جائے کہ قدرت کی نظم و ترتیب میں خاص حقوق کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ صحت مند اور ہٹے کٹے اشخاص کی کثیر تعداد کاہلی اور آرام طلبی میں کیوں زندگی گذارتی ہے؟ یہ چیز تو بظاہر کافی طور سے حق بجانب معلوم ہوتی ہے کہ معمر اور ضعیف اشخاص، بچے اور عورتیں (کم از کم شادی شدہ عورتیں) معمولی پیدآوری پیشیوں میں کوئی عملی حصہ نہ لیں؛ لیکن جوان اور تندرست مرد اور عورتیں کیوں محنت نہ کریں اور کیوں قوم کی عام مرفہ الحالی کو بڑھانے میں

[1] اس قسم کا انتہائی استدلال پروفیسر آی فشر نے اپنی کتاب (Elementary principles of Economics) باب ۲۴ فصل (۱) میں اور پروفیسر ایف اے فیٹر نے اپنی کتاب (Economics principles) باب ۱۶ فصل (۱) میں کیا ہے۔ مزید معلومات کے لیے دیکھو جے بی کلارک کی کتاب (Distribution of wealth) باب ۲۳۔ ۱۲۔

حصہ نہیں؟ جاگیری نظام میں تو خاص حقوق یافتہ جماعتوں سے کم از کم فوجی خدمت انجام دینے کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ مگر ہمارے موجودہ زمانے کے معاشرے میں ان سے کسی قسم کی خدمت طلب نہیں کی جاتی۔ کیا یہ ناگزیر ہے؟ کیا اس کو مبنی بر انصاف کہا جا سکتا ہے؟ کیا یہ سوال تمام آرام طلب طبقوں اور ان کی آمدنیوں کے متعلق یکساں طور پر نہیں کیا جا سکتا؟ کیا یہ طبقے اصل کے مالک نہیں ہیں اور کیا وہ سب یکساں طور پر اپنے اصل کی آمدنی نہیں پاتے؟

۴۔ ان مصطلحات اور تعریفات کی تہ میں دو اہم مسائل مضمر ہیں۔ ایک تو اصول تبویب اور ٹھنڈے دل سے تقسیم کا مسئلہ ہے کہ آیا املاک کی آمدنی کے مختلف اقسام کے مابین اتنا کافی فرق موجود ہے کہ ان کی بنا پر آمدنیوں اور املاک کی اقسام کے مختلف نام رکھنا مبنی بر معقولیت ہو سکتا ہے؟ دوسرا سوال معاشری حیثیت سے بہت اہمیت رکھتا ہے؛ اور وہ یہ کہ آیا متعدد قسم کی آمدنیوں کے لیے مختلف سرکاری پالیسی رکھنے کے وجوہ موجود ہیں؟ واقعہ یہ ہے کہ دونوں سوال بالآخر ایک ہی مقررہ نقطے کی جانب مرتکز ہوتے ہیں؛ اور وہ نقطہ یہ ہے کہ آیا اصل (مصنوعی اصل) کے بارے میں مقابلہ موثر ہوتا ہے؟ اور آیا شغل اصل سے ایسی معمولی آمدنی (جو مقابلہ کا نتیجہ ہو) وصول ہوتی ہے جو شغل اصل کی ترغیب دینے کے لیے ضروری ہو؟

یہ ظاہر ہے کہ "قدرتی اصل" یعنی زمین اور قدرتی عاملین سے جو آمدنی وصول ہوتی ہے اس کی حد تک نہ تو مقابلہ موثر ہوتا ہے اور نہ مساوات ہی پائی جاتی ہے۔ ان عاملین میں جو عامل اعلیٰ درجے کا ہوگا اس کی آمدنی ادنیٰ درجے کے عامل کی آمدنی کے مقابلے میں زیادہ ہوگی۔ جس حد تک انسان کے بنائے ہوئے آلہ ہائے پیدائش کی آمدنیوں میں اسی قسم کی عدم مساوات اور موثر مقابلے کی عدم موجودگی ہوتی ہے اس حد تک ان کی آمدنی کوئی ایسے مظاہر نہیں پیش کرتی جو قدرتی عاملین کی آمدنی کے مظاہر سے مختلف ہوں۔ لیکن مصنوعی اصل کی مختلف شکلوں کے درمیان اگر موثر مقابلہ ہو تو ان میں سے کسی شکل سے بھی اس کے مالک کو مدامی طور پر کوئی غیر معمولی یا تفرقی آمدنی وصول نہ ہوگی۔ اس صورت میں جو کچھ وصول ہوگا وہ

باب ۴۶ اصل کی تعریف و نوعیت

128

اصل پر اس کے محدود معنوں میں سود اور محض سود ہوگا؛ اور اس طرح "سود" اور "معاشی لگان" کے مابین معقول فرق موجود ہے۔

اس بارے میں کہ آیا مقابلہ درحقیقت موثر ہے یا نہیں، ہمیں احتیاط کے ساتھ بحث کرنی چاہیئے۔ بعض صورتوں میں یہ ظاہر ہے کہ مصنوعی اصل کی سب شکلوں کے مابین کامل مقابلے کا جو قدیم تصور تھا اُسے ترک کر دینا چاہیئے۔ ایسی صنعتیں موجود ہیں جن میں پیدائش بر پیمانۂ کبیرا ور تکثیر حاصل کے عمل سے اجارے کا نمودار ہونا ناگزیر ہے؛ مثلاً نام نہاد خدمات عامہ کی صنعتیں، جن کی آمدنی اس حد تک معاشی لگان سے اس کے قدیمی مفہوم کے لحاظ سے مماثلت رکھتی ہے۔ علاوہ ازیں کاروباری جتھے اور نیم اجارے ہیں کہ ان کی مفروضہ معمولی آمدنی میں اسی طرح کے تغیرات رونما ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایسی صنعتوں میں بھی جو اجارے یا اتحاد کے زمرے سے باہر ہیں، کارخانوں، گوداموں اور جہازوں کے مالکوں کو بہت غیر معمولی طور سے مختلف آمدنیاں وصول ہوتی ہیں۔ اس طرح مصنوعی اصل کی آمدنی کی مساوات کے کل مفروضے کو مسترد کرنے اور اس لحاظ سے سود اور لگان کے سب فرق و اختلاف کو رَدّ کرنے کی بظاہر معقول وجہ موجود ہے۔

تاہم انجام کار غالباً "مصنوعی اصل" کی کثیر مقدار کی حد تک یہ معاملہ جداگانہ صورت اختیار کرتا ہے۔ گو صنعتوں میں بڑی حد تک مقابلے کا نظام شکست ہوگیا ہے، پھر بھی مروجہ نظام ہونے کی حیثیت سے وہ ابھی کامل طور سے معدوم نہیں ہوا ہے۔ مادی اصل کی تقریباً سب شکلوں کے مالکوں کو جو آمدنی وصول ہوتی ہے اس میں اگرچہ کثیر اختلافات موجود ہیں، پھر بھی ان کی توجیہ، جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا[1]، مالکوں کی کاروباری قابلیتوں کے فرق سے بڑی حد تک کی جاسکتی ہے۔ ان بیان کردہ اختلافات، نیز طلب کی بے قاعدگیوں سے پیدا شدہ اختلافات سے قطع نظر کر کے؛ جتنی تاخیر و آہستگی سے نئی کلیں قائم کی جاسکتیں اور جتنی دیر سے قدیم کلیں فرسودہ اور از کار رفتہ ہوتی ہیں ان کا

[1] دیکھو باب ۴۹۔

باب ۴۶
اصل کی تعریف و نوعیت

لحاظ کرتے ہوئے؛ اور طویل مدت کے نتائج پر نظر کرتے ہوئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہر حال صنعتی شعبے میں بڑی حد تک بلکہ اس کے بیشتر حصے میں آمدنیوں میں مساوات کا میلان پایا جاتا ہے۔ اگر مصنوعی اصل کی کوئی مخصوص شکل غیر معمولی طور سے زیادہ منفعت بخش ثابت ہو تو یہ شکل زیادہ مقداریں بنائی جائے گی اور اس سے جو آمدنی وصول ہوگی وہ گھٹ جائے گی۔ اسی امکان میں اصل اور زمین کے مابین، سود اور لگان کے درمیان اور مسابقتی منافع اور نفع اجارہ کے مابین فرق و امتیاز قائم کرنے کی اساسی بنیاد مضمر ہے۔
اگر مادی و مقرون آلۂ پیدائش کی ہر مخصوص قسم پر آمدنی کا وصول ہونا محض اتفاقات پر مبنی ہوتا یا کم از کم کسی مقابلے یا مساوات کے اثر کے تابع نہ ہوتا تو ایسی سب قسموں سے بلا امتیاز محض "لگان" وصول ہوتا اور ان سب قسموں کی قدر ہمیشہ کے لیے ان افادوں پر 129 مبنی ہوتی جو وہ پیدا کرتیں محض طلب کے حالات کی عملداری ہوگی۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ رسد کے حالات، مقرون آلات پیدائش کے بیشتر حصے کو متاثر کرتے ہیں۔ ان آلات کا محض ایک جزو محدود قدرتی عاملین پر مشتمل ہے، یا اجارے کی وجہ سے مقابلے سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی وجہ سے ہم ایک صورت کو معمولی آمدنی یا سود کی صورت کہتے ہیں اور دوسری صورتوں کو لگان یا نفع اجارہ کی صورتیں کہتے ہیں۔
اسی نتیجے کو دوسرے طریقے سے یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ ایک وسیع اختتامی حد ایسی آتی ہے جہاں اصل کی آمدنی طے ہوتی ہے، اور اس معمولی شرح سے قرار پاتی ہے جو رقم کو پس انداز کرنے اور جوڑنے کی ترغیب دینے کے لیے کافی ہو۔ مقرون آلات کے مالکوں کو جو دوسرا منافع ملتا ہے اس کی پیدائش اس زائد حصے سے ہوتی ہے جو اس اختتامی حد سے ماورا ملتا ہو۔ یہ زائد منافعہ بعض اعتبارات سے معاشی لگان سے مماثلت رکھتا ہے، اور بعض اعتبارات سے اس سے مختلف ہوتا ہے۔ اس کی وسعت اور تنوع پذیری اس سے بہت زیادہ ہے جتنی کہ قدیم علمائے معاشیات جنھوں نے لگان کا نظریہ ترتیب دیا تھا فرض کرتے تھے؛ چنانچہ اس وسعت اور تنوع پذیری کا اثر تقسیم دولت پر بہت بڑا پڑتا ہے۔ لیکن جس وقت تنگ مقابلے کی وسیع اختتامی حد قائم ہے یہ وسعت اصل کی معمولی یا مکتسب آمدنی اور زائد اور غیر مکتسب آمدنی کے درمیان فرق و امتیاز پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔

باب ۲۶ اصل کی تعریف و نوعیت

پہلے سوال یعنی اصول تقسیم اور درجہ بندی کے سوال کا جواب دینے میں ہم نے ضمناً بالواسطہ دوسرے سوال کا بھی جواب دے دیا۔ مقابلے کے حالات کے تحت مصنوعی اصل پر جو سود قرار پاتا ہے اس سے اُن معاشری مسائل سے مختلف مسائل پیش ہوتے ہیں جو قدرتی عاملین کے لگان یا نفع اجارہ کے ضمن میں پیدا ہوتے ہیں۔ اول الذکر تو خانگی ملک کے نظام کا ناگزیر جزو ہے[1] اور موخر الذکر اس نظام کا جزو نہیں ہیں، یا کم از کم صرف اس حد تک ناگزیر ہیں جس حد تک حقوق قائمہ کا احترام واجب ہے یا سود اور ماحصل زائد کے مابین صحیح حد فاصل قائم کرنا ناممکن ثابت ہوتا ہے۔ معاشی لگان اور نفع اجارہ غیر مکتسب آمدنیاں ہیں، چنانچہ انھیں اصل کی خالص آمدنی سے جداگانہ شمار کرنا چاہیئے۔ اس کو فی الحقیقت وہ علمائے معاشیات تسلیم کرتے ہیں جن کا میلان تمام "اصل" کو ہم جنس خیال کرنے کی جانب ہے۔ لیکن جہاں تک محصولات یا عام انتظامی معاملات کے متعلق وضع آئین و قوانین کے مسائل کا تعلق ہے وہاں تک یہ علماء اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ مختلف قسم کے اصل کی آمدنیوں کے ساتھ جداگانہ طریقے سے سلوک کرنا چاہیئے؛ یعنی: اعلیٰ درجے کے قدرتی عاملین یا اجارے کی صنعتوں کی آمدنی کو گھٹانا چاہیئے؛ اور اصل کی ایسی آمدنیوں کو جو مقابلے کے حالات کے تحت حاصل ہوں عام طور سے انھیں کی حالت پر رہنے دینا چاہیئے[2]۔ اس کے برخلاف اشتراکئین یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ اس قسم کی سب آمدنیاں غیر ضروری اور غیر حق بجانب ہیں، اور ان سب کو بلا امتیاز موقوف کرا دینا چاہیئے۔ بہر کیف آمدنیوں کی تقسیم اور تسمیہ کا مسئلہ اسی نقطۂ نظر سے سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ معاشیات اپنے مخصوص معنوں میں ایسا مضمون ہے جو حقیقی واقعات سے اور ان کے علل و معلول سے بحث کرتا ہے۔ اس کے حقائق دراصل اس معنی میں حقائق ہیں کہ وہ انسان سے متعلق ہیں۔ اس کے جوابات اس معنی میں جوابات ہیں کہ وہ ہمارے عمل کی رہنمائی کرتے ہیں۔ تقسیم یا فرق و امتیاز قائم کرنے کے

130

[1] ۔ نیز مقابلہ کرو باب ۵ کی بحث سے۔

[2] ۔ اس کا مقابلہ باب ۲۸ فصل ۵ سے کرو۔

باب ۲۶

اصل کی تعریف و نوعیت

کسی مسئلے کے بارے میں صداقت کا معیار یہ ہے کہ اس کی ماہیت کیا ہے؟ اور اس سے کیا نتیجہ مترتب ہوگا؟ معاشیات میں جو نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ انجام کار ایسے نتائج ہوتے ہیں جو عام خوش حالی اور عام انتظام سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس طرح دیکھا جائے تو اس سوال کا جواب کہ آیا آمدنی پیدا کرنے والی سب املاک ہم جنس ہوتی ہیں اور آیا سب قسم کی آمدنیاں لازمی طور سے ایک ہی مقررہ نوعیت رکھتی ہیں نفی میں دینا پڑے گا۔

باب ۴۷

اُجرتوں کے اختلافات معاشری طبقہ بندی

(۱) اُجرتوں کے فرق؛ ان سے مختلف پیشوں کی کشش میں مساوات قائم ہوتی ہے۔ یونیورسٹیوں کے معلم، خانگی خدمتگار، سرکاری ملازم۔ (۲) اضافی اُجرتوں پر کام کی بے قاعدگی اور خطرے کا اثر یا تربیت کے مصارف۔ (۳) آزاد نقل وحرکت کے موانع سے حقیقی فرق پیدا ہوتے ہیں۔ کامل اجارہ بہت شاذ ہوتا ہے۔ (۴) تعلیم کے مصارف نقل پذیری کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں۔ (۵) جبلّی قابلیتوں کی عدم مساوات اور معاشری طبقہ بندی۔ جبلّی قابلیتوں کے اثر کے بارے میں ہماری معلومات کی غیر یقینی حالت۔ (۶) مقابلہ نہ کرنے والی جماعتیں؛ ان کی عام طور سے پانچ قسمیں کی جاتی ہیں۔ آسان اور دقت طلب پیشوں کے مابین وسیع فرق۔ (۷) موجودہ زمانے میں نقل پذیری کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے۔ معمولی مزدوروں کی حالت۔ (۸) اگر انتخاب آزادانہ ہو تو اُجرتوں میں کیا فرق قائم رہے گا؟ (۹) عورتوں کی اُجرت کم کیوں ہوتی ہے؟ اور عورتوں کی محنت معاشری اعتبار سے کس لحاظ سے منفعت بخش ہوتی ہے؟

۱۔ اُجرت عام طور سے صلے یا معاوضے کی ایک علیحدہ اور مخصوص شکل خیال کی جاتی ہے،

باب ۳

اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

جو اس وقت رونما ہوتی ہے جب ایک شخص دوسرے کو کام کرنے کے لیے اُجرت پر حاصل کرتا ہو۔ تاہم اُجرت بالعموم ایک مرکب یا متحدہ آمدنی کا جز و ہوتی ہے، جیسے کہ کاشتکار جس کی اپنی ذاتی زمین اور اصل ہو، لگان اور سود کے علاوہ اپنی محنت کا صلہ بھی پاتا ہے۔ تقریباً ہر ایسی صورت میں جس میں مزدور کو دوسرا شخص اُجرت پر حاصل نہیں کرتا، مثلاً طبیب یا وکیل یا دستکار جو آزادانہ طریق پر کاروبار انجام دے رہا ہو، مزدور کو ایک حد تک مرکب آمدنیاں وصول ہوتی ہیں۔ نظریۂ اُجرت میں ہر قسم کے مزدور کی اُجرت کا لحاظ کرنا چاہیئے؛ یعنی نہ صرف اُس معاوضے کا جو اس قسم کے آزاد مزدوروں کی مرکب آمدنیوں کا جز و ہو بلکہ اس معاوضے کا بھی جس سے اُجرت پانے والے مزدور کی واحد کمائی ترکیب پاتی ہو لیکن اجرت پانے والے مزدوروں کی حالت سے بحث کرنے میں اکثر دوسرے معاملات پر کافی روشنی پڑ جاتی ہے، اور ضمنی طور سے ان مزدوروں کی حالت پر روشنی پڑتی ہے جو اُجرت پر طلب نہ کیے جائیں۔

گو ان اسباب پر اول نظر ڈالنا بظاہر مبنی بر معقولیت ہوگا جو اُجرت کی عام شرح پر اثر ڈالتے ہیں، لیکن پہلے مختلف اقسام محنت کی آمدنیوں کے اختلافات کے اسباب کی بحث کرنے اور دوسرے ایسے مباحث کو بیان کرنے سے جو ان اختلافات سے بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں، تفہیم میں بہت زیادہ سہولت ہوگی۔ رہی عام اُجرت کے نظریئے کی بحث تو اُس پر سب سے آخر میں غور کیا جائے گا۔

132

اُجرتوں کے فرقوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؛ ایک تو وہ جو پیشوں کی دلچسپی میں مساوات پیدا کرتے ہیں، اور دوسرے وہ جو دلچسپیوں کے اختلاف کے بلالحاظ قائم رہتے ہیں۔ اگر پیشوں کے درمیان انتخاب کرنے کے لیے کامل آزادی حاصل ہو تو محض اول الذکر قسم کے اختلافات موجود رہیں گے۔ چنانچہ ہم انھی سے ابتدا کر سکتے ہیں، اور ان کو "مساوات قائم کرنے والے فرق" کہا جا سکتا ہے۔

اگر انتخاب میں آزادی حاصل ہو تو خوشگوار پیشے کی اُجرت کی شرح

باب ۴

اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

ناخوشگوار پیشے کی نسبت بہت ادنیٰ ہوگی۔ پیشے کی ناخوشگواری اور عدم جاذبیت کو زائل کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ بڑھوتری ادا کرنے کی ضرورت ہوگی۔ مماثل درجے کے پیشوں کے درمیان جو مقررہ قسم کے اشخاص کے لیے کھلے ہوتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے فرق موجود ہوتے ہیں جن کی توجیہ و تشریح اسی اصول کی بنا پر کی جاسکتی ہے۔ کسی لڑکی یا عورت کو جو کارخانے یا دوکان میں کام کرتی ہے ریاستہائے متحدہ میں خانگی ملازمہ کے مقابلے میں ادنیٰ شرح اُجرت دی جاتی ہے۔ گو دونوں کو بالعموم تقریباً ایک ہی مقررہ اُجرت متعارفہ دی جاتی ہے؛ لیکن خانگی ملازمہ کو اس اُجرت کے علاوہ قیام و طعام کی سہولتیں میسر ہوتی ہیں اور اس لحاظ سے اس کی مجموعی اُجرت نسبتہً بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی عام توجیہ یہ ہے کہ جمہور پسند قوم میں خانگی ملازمت کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے؛ خانگی ملازم کی حیثیت بالکل اسفل خیال کی جاتی ہے۔ دوکان کی نوکر لڑکی کو بالعموم طویل مدت تک اور نسبتہً سخت کام انجام دینا پڑتا ہے۔ لیکن اس کے کام کی نوعیت خانگی حیثیت نہیں رکھتی اور کسی کی ذاتی خدمت سے تعلق نہیں رکھتی، اور اس کے کاموں کے گھنٹے سختی کے ساتھ معین و مقررہ ہوتے ہیں۔ دن بھر مفوضہ فرائض انجام دینے کے بعد وہ آزاد ہے اور اپنی آپ مختار۔ یورپ کے ملکوں میں جہاں آزادی کا جذبہ اور مساوات کی خواہش ریاستہائے متحدہ کے مقابلے میں بہت کم بیدار اور بہت کم ترقی یافتہ ہے، اس قسم کے ملحوظات بہت کم خاطر میں لائے جاتے ہیں؛ چنانچہ وہاں خانگی ملازمت کی اُجرت مقابلتہً اس قدر زیادہ نہیں ہوتی۔ امریکہ میں خوشحال طبقوں کے صاحبان خانہ کو خانگی ملازموں کی قلت اور ان کی اعلیٰ اُجرت کی شکایت ہے، اور یہ امر ان کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آتا کہ یہ جمہوریت کے جذبے کے نتائج ہیں۔

دوسرے قسم کے پیشوں میں اس اصول کی تشریح یونیورسٹی کے اساتذہ کی تنخواہ سے ہوتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں اساتذہ کی تنخواہوں کی ادنیٰ شرح کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے۔ غالباً یہ بالکل صحیح ہے کہ اسی درجے کے دوسرے پیشوں کی آمدنی کے مقابلے میں اور اسی مہارت، تربیت و قابلیت کے اشخاص کی آمدنی کے مقابلے میں اساتذہ کی تنخواہوں کی سطح ادنیٰ رہی ہے

اور اس قدر ادنیٰ ہے کہ یہ پیشہ قابل لوگوں کے لیے اس سے کم جاذبیت رکھتا ہے جتنی اس میں ہونی چاہیے۔ لیکن اس دھندے میں بڑی دلفریبیاں ہوتی ہیں۔ اس پیشے کا معزز و موقر ہونا، اس کے نظام العمل کا معین اور معتدل ہونا، ذہنی دلچسپی و اکتساب کی خوشی اور طویل موسمی تعطیلات، یہ سب اس پیشے میں جاذبیت و دلبستگی پیدا کرتے ہیں، خواہ حریف پیشوں کی نسبت اس میں اُجرت یا تنخواہ کم ہی کیوں نہ ملتی ہو۔

سکون قلب اور صنعتی تحفظ کی اکثر لوگ بہت قدر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے حکومتیں اور تجارتی انجمنیں (کارپوریشن)، جو طویل اور مسلسل ملازمت کا وعدہ کرنے کے قابل ہوتی ہیں، ملازموں کو مقابلۃً ادنیٰ شرح اُجرت پر حاصل کرسکتی ہیں۔ جہاں کاروبار عامہ کا انتظام صحیح مالی اصول پر نہ کیا جاتا ہو، وہاں یہ نتیجہ رونما نہیں ہوتا۔ اکثر جمہور پسند قوموں میں، اور خاص کر ریاستہائے متحدہ اور آسٹریلیا کے سے نئے جمہوروں میں یہ توقع کی جاتی ہے کہ حکومت اپنے کام کی جاذبیت اور استقلال کا لحاظ کیے بغیر خانگی آجر کے مقابلے میں ملازم کو زیادہ اُجرت دے گی۔ گو مزدوروں کی کثیر جماعت، سرکاری ملازمت میں نہیں ہوتی، تاہم وہ سرکاری ملازموں کی برگزیدہ حیثیت کو بہت پسند کرتی ہے؛ اس کی ایک وجہ تو ہمدردی جماعت ہے اور دوسری یہ کہ مزدوروں کی جماعت معاشی اثرات سے لاعلم ہوتی ہے۔ یہ امر بالکل قطعی اور یقینی ہے کہ سرکاری ملازموں کو جو اعلیٰ اُجرت ملتی ہے وہ قوم کے بقیہ افراد کی جیبوں سے آتی ہے۔ لیکن اس قسم کی اُجرتوں کو دوسرے اجیر بھی محض اس خیال کی بنا پر بہ نظر پسندیدگی دیکھتے ہیں کہ عام اُجرتوں کی شرح کو بڑھانے میں ان کا مفید اثر پڑتا ہے۔

۴۔ اس کے برخلاف جس حد تک آزادانہ طور سے مقابلہ ہو وہاں تک، یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ملازمت کی بے قاعدگی اُجرت کو بڑھا دیتی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ زیادہ تر اسی سبب سے راج کو نجّار کے مقابلے میں زیادہ اُجرت ملتی ہے؛ اس لیے کہ راج کے کام میں موسم اور آب و ہوا کے اثر سے خلل واقع ہونے کا بہت امکان ہے جس حد تک کہ اعلیٰ اُجرت فی یوم یا فی گھنٹہ محض اس قلیل وقت کو زائل کرتی ہے جو کام کرنے کے لیے حقیقت میں

باب ۴

اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

دیا جاتا ہے، اس حد تک مجموعی معاوضے میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن اگر زیادہ عدم تیقن اور عدم اطمینان کی وجہ سے اکثر لوگوں کے نزدیک پیشہ غیر دلچسپ بن جائے تو اس کی وجہ سے مجموعی معاوضہ زیادہ ہوگا۔ بد قسمتی سے اکثر دستی مزدوروں میں اتنی دور اندیشی اور ذہانت نہیں ہوتی جو بظاہر بہت اعلیٰ مگر غیر یقینی اُجرت کے غیر منفعت بخش حصے کو معلوم کرنے کے لیے ضروری ہو۔ اس بارے میں شُبہ کیا جا سکتا ہے کہ آیا بے قاعدہ یا دقت طلب اور پُر خطر کاموں سے بالعموم اتنی اُجرت وصول ہوتی ہے جو ان کی حقیقی قدر و قیمت کے متناسب ہو۔

خطرات کا صحیح اندازہ لگانے میں یہ کوتاہی ان پیشوں کے ساتھ دلچسپی میں ظاہر ہوتی ہے جن میں خوشگواری اور فوائد ہوتے ہیں۔ قانون ایسا پیشہ ہے جس میں بڑے بڑے امکانات ہیں، یعنی کثیر آمدنی حاصل کرنے کا موقع ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان سرکاری عہدوں پر فائز ہونے اور شہرت حاصل کرنے کا قوی امکان ہوتا ہے جن کے حصول کا ذریعہ قانون ہے۔ اسی وجہ سے بیش خرچ تربیت و مہارت طلبی اور بتدریج کامل اکتسابی قوت پر پہنچنے کے یقین کے باوجود اس پیشے میں دوسرے علمی پیشوں کے مقابلے میں ہونہار اور قابل لوگوں کے لیے دلکشی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں تھیٹر کے گویے کی تربیت میں بہت وَقت اور دِقّت اور زرِ کثیر صرف ہوتا ہے اور اس کے باوجود کامل ناکامی کا امکان ہوتا ہے۔ تاہم اس پیشے کے عظیم الشان فوائد یعنی مشہور مگر قلیل گروہ کی غیر معمولی طور سے کثیر آمدنی اور ان کی نمایاں مگر عارضی شہرت ایسی چیزیں ہیں جو اس پیشے میں کثیر التعداد اشخاص کے لیے فریفتگی رکھتی ہیں، نتیجہ یہ کہ بحیثیت مجموعی اس پیشے کی اوسط آمدنی گھٹ کر بہت معمولی رہ جاتی ہے۔ 134

ایک ایسے پیشے کی آمدنی بشرطیکہ دوسرے حالات یکساں ہوں نسبتاً زیادہ ہوگی جس میں دستگاہ حاصل کرنے کے لیے طویل اور بیش خرچ تربیت حاصل کرنی پڑے۔ چنانچہ طبیب، انجنیر اور وکیل بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کئی سال تک محنت اور مطالعہ کریں اور ان پیشوں کے لیے تیار ہوں؛ اور انھیں عام طور سے اس مقررہ مطالعے کی مدت پوری کرنے کے بعد بھی کسی نہ کسی قسم کی کار آموزی

باب ۴
اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

کرنی پڑتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس ضروری تیاری کے لیے لوگ اس وقت تک کثیر المقدار زرِ صرف نہ کریں گے جب تک ایسی آمدنی وصول ہونے کی توقع نہ ہو جو کم از کم ان اخراجات کی تلافی کر دے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ عامل دوسرے عاملین کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے، اور آخری نتیجے میں بہت کچھ بے قاعدگی ہوتی ہے۔ یعنی نہ صرف پیشوں کے فوائد اور انعامات پیشوں کے اختیار کرنے پر اثر انداز ہوتے ہیں، اور کامیابی کے مواقع پر ٹھنڈے دل سے غور کیے بغیر لوگوں میں کثیر مصارف کے ساتھ ان کی طیاری کرنے کا ولولہ پیدا کرتے ہیں؛ بلکہ والدین بھی، جن کے ذریعے اور اثر سے طویل المدت تربیت حاصل کرنے کا فیصلہ عام طور سے کیا جاتا ہے، محض نفع کے خیال سے اپنی اولاد کو تربیت حاصل کرنے کے لیے نہیں بھیجتے، اور نہ نفع کے امکانات کا اندازہ قائم کرنے میں وہ مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ ان کی پہلی خواہش عام طور سے یہ ہوتی ہے کہ اپنے بچوں کے لیے زندگی کو زیادہ خوشگوار بنائیں، اور زیادہ تر مفروضہ معاشری فوائد کی خاطر وہ بالعموم اعلیٰ تعلیم کے کثیر اخراجات برداشت کرتے ہیں۔ وہ لبسا اوقات کامل انصاف کے ساتھ بھی اس امر پر غور نہیں کرتے کہ آیا ان کے بچوں کے جبلی اوصاف ایسے ہیں کہ وہ ایسی تعلیم و تربیت سے استفادہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ اس کے برخلاف ہر ایسا پیشہ، جس کی تربیت حاصل کرنے میں کثیر اخراجات عائد ہوتے ہوں، اس کے دروازے محض کثیر مصارف کی وجہ سے کثیر التعداد اشخاص کے لیے بند ہوتے ہیں۔ اور یہ واقعہ، جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا، اُجرتوں کے فرق پر تعلیم و تربیت کے اثرات کی توجیہ کرنے میں اتنی ہی اہمیت رکھتا ہے جتنی کوئی اور واقعہ۔

۳۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اُجرتوں ـــــ کے اختلافات کی ایسی توجیہات، جیسی کہ ابھی بیان کی گئیں، عام طور سے صادق نہیں آتیں بہت ہی سرسری غور کی ضرورت ہے۔ عام واقعہ یہ ہے کہ آسان اور دلچسپ ملازمتوں کی تنخواہیں عام طور سے کم نہیں ہوتیں؛ بلکہ یہ کہنا زیادہ مبنی برحقیقت ہوگا کہ ان کی اُجرت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ معمولی مزدور یا معدنی مزدور اپنے دقت طلب اور گندہ کام کے معاوضے میں اُس ماہر مزدور کے مقابلے میں کم اُجرت پاتا ہے جس کا کام آسان اور نسبتۂ زیادہ صاف ستھرا ہوتا ہے؛ حالانکہ موخر الذکر کے

باب ۴

اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

کام کے اوقات بھی بالعموم مقابلۃً کم ہوتے ہیں اور ان کے کام بھی زیادہ بے قاعدہ نہیں ہوتے۔ وکیل، طبیب اور کاروباری آدمی کا کام، اکثر قسم کے دستی مزدوروں کے کام کے مقابلے میں زیادہ آسان، فی نفسہٖ زیادہ دلچسپ، زیادہ متنوع اور زیادہ دلکش ہوتا ہے۔ تاہم ان نام نہاد "شریف" یا دماغی پیشوں کے لیے جتنی بیش خرچ تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے اس کا کافی لحاظ کرنے کے بعد بھی، ان کی آمدنیاں ان کے ایثار کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔

ایثار (یعنی کام) اور اس کے معاوضے میں یہ جو تخالف و تضاد پایا جاتا ہے موجود نہ ہوتا، اگر پیشوں کے مابین آزادانہ انتخاب ہوتا۔ دن بھر جسمانی محنت کرنے والا مزدور، میکانیک یا انجنیر بننے کے لیے خوشی سے تیار ہو جائے گا یا اپنے بچوں کو ان زیادہ دلکش پیشوں میں بھرتی کرنے کے لیے خوشی کے ساتھ آمادہ ہو جائے گا، بشرطیکہ اس کو یہ انتخاب عمل میں لانے کی آزادی حاصل ہو۔ مختلف پیشوں میں داخلے کے موانع اور مزاحمتوں کا باعث خفیف حد تک بعض پیشوں کی نیم اجارہ کی سی حالت ہے؛ لیکن عام طور سے ان موانع کی بنیاد اس معاشری طبقہ بندی پر ہے جو ایام قدیم سے قائم چلی آتی ہے۔

موجودہ زمانے میں ہر قسم کے مقررہ اجارے کی اہمیت بتدریج گھٹتی جا رہی ہے۔ قانونی اجارے، جیسے کہ قرونِ وسطیٰ میں تھے، جو حرفتی جتھوں کی شکل میں تھے، معدوم ہو چکے ہیں۔ گاہ گاہ مزدور سبھائیں انھی جتھوں کے اصول کے مماثل کسی قسم کا اجارہ حاصل کرنا چاہتی ہیں؛ چنانچہ کسی سبھا میں داخلے کے لیے بھاری فیس ادا کرنے کی شرط عائد کی جاتی ہے یا ارکان کی تعداد کی تحدید کی جاتی ہے؛ اور جہاں تک اس سبھا کے اقتدار کی وسعت کا تعلق ہے وہاں تک صرف ارکان ہی کو کام کا موقع دیا جاتا ہے۔ بعض پیشوں میں، ابھی تک دستکاری کی نوعیت بدستور قائم ہے، اور صرف محتاط تعلیم و تربیت اور طویل کارآموزی کے ذریعے ہی سے مہارت حاصل کی جا سکتی ہے؛ ایسے پیشوں میں بندشیں قائم کرنا بعض اوقات موثر و مفید ثابت ہوا ہے۔ لیکن اکثر صنعتیں ایسی ہیں جن میں آلات کے بجائے کلوں اور مشینوں کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ کمال اور عبور

باب ۴
اُجرتوں کے اختلافات؛
معاشری طبقہ بندی

حاصل کرنے کے لیے تخصیص طلب مہارت کے بجائے عام قابلیت کی ضرورت ہے؛ کسی قسم کا بھی کام ہو، اسے انجام دینے کے فن پر گنتی کے چند میکانک نگرانی قائم نہیں کر سکتے۔ مزدوروں کا اجارہ قائم کرنے کی کوشش بالعموم ناکام رہی ہے۔

136

دائمی طور سے اہم قوتیں وہ نہیں ہیں جو بالارادہ مزدوروں کی کسی جماعت کی جانب سے حرکت میں لائی جاتی ہیں، بلکہ وہ مختلف ظاہر اور مبہم براہ راست یا بالواسطہ اثرات ہیں جو معاشرے کی مختلف جماعتوں کے مابین موانع قائم کرتے ہیں۔ ان اثرات کو تین عنوانات کے تحت تقسیم اور بیان کیا جا سکتا ہے:۔ ایک تو تعلیم و تربیت کے مصارف؛ دوسرے ماحول کے سریع اثرات؛ اور آخر میں جبلی قوتوں کے اختلافات۔

۴۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے[۱] مصارف تعلیم کی وجہ سے آزاد مقابلے کے تحت بھی اُجرت اعلیٰ ہی رہتی ہے۔ یہ حالت سب سے بدیہی طور سے اس صورت میں رونما ہوتی ہے جبکہ والدین یا خود نوجوان اشخاص تعلیم و تربیت کے اخراجات ادا کرتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا یہی حال اس وقت بھی ہوتا ہے جبکہ تعلیم و تربیت کا انتظام سرکاری مدرسوں اور کالجوں میں مفت کیا جاتا ہے؛ کیونکہ خواہ تعلیم فی نفسہ مفت ہی کیوں نہ دی جائے، اس کے انتظام کے لیے امداد دینا ضروری ہے۔ اگر سلطنت ہر قسم کی تعلیم کا اہتمام صرف ان شرائط پر کرے جو ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بحری اور بری فوج کے کار آموزوں کے لیے بہ مقام اناپولس اور ویسٹ پائینٹ کیا جاتا ہے تو تعلیمی اخراجات کا بار افراد کے سروں سے کلیتہً ہٹایا جا سکتا ہے۔ موجودہ حالات میں یہ بار نہ صرف بہت بھاری ہے بلکہ ایسا بار ہے جس کی گرانی جتنی جتنی بڑھتی جاتی ہے اتنا اتنا قوم کے کم استطاعت افراد اس کو برداشت کرنے سے قاصر ہوتے جاتے ہیں۔ جب دن میں کام کرنے والے مزدور کے بچے کی عمر تیرہ یا چودہ سال کی ہوتی ہے اس وقت یا بالعموم اس سے بہت قبل ہی اس کی کفالت کے روز افزوں

[۱] ۔ دیکھو باب ۵ فصل (۲)۔

باب ۷

اُجرتوں کے اختلافات معاشری طبقہ بندی

اخراجات اور آمدنی میں خفیف سے اضافے کی توقع بچے کو مدرسے سے نکلوانے اور اس کو برسرِ کار کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ بہت ہی شاذ صورتوں میں یعنی والدین کی عظیم الشان اخوانیت و استقلال کی صورت میں یا بچے کی غیر معمولی قابلیت کے اظہار کے طور پر یا کسی مخیرانہ امداد کی حالت میں بچہ اس قابل ہوتا ہے کہ ابتدائی مدرسے سے نکل کر فوقانی مدرسے میں تعلیم پائے لیکن فی الحقیقت اعلیٰ تر تعلیم کا دروازہ اس کے لیے بند ہوتا ہے۔ میکانک یا محرر کا بچہ مدرسے میں تھوڑی بہت تعلیم حاصل کرتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ وہ ابتدائی مدرسے سے بڑھ کر ثانوی مدرسے میں داخل ہو جائے۔ اگر وہ ثانوی مدرسے میں شریک بھی ہو جائے تب بھی ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ وہ مدرسے کے نصاب کی پوری طرح تکمیل کر لے؛ اس طرح ثانوی مدرسے سے آگے بڑھنے کا راستہ بہت کم کھلا ہوا ہوتا ہے۔ علی العموم صرف وہ لوگ جنھوں نے خود اعلیٰ التعلیم حاصل کی ہو اور اس کے ثمرات سے تمتع حاصل کیا ہو، اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کا بھی انتظام کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے معاوضوں میں بھی اختلافات ہوتے ہیں؛ اور معاشری جماعتیں، جو زیادہ تر انھیں پر منحصر ہوتی ہیں اپنے آپ کو انھی پر دائماً برقرار و قائم رکھتی ہیں۔ محض یہ واقعہ کہ ایک شخص نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اس کی اولاد کے لیے بھی اعلیٰ تعلیم کے حصول کا موقع دیتا ہے۔ علیٰ ہذا محض یہ واقعہ کہ ایک مزدور تحصیل علم سے بے بہرہ رہا ہے اس کی اولاد کی تعلیم کی راہ میں تقریباً ناقابل عبور مزاحمت اور دشواری پیدا کرتا ہے۔

137

اس طرح تعلیمی اخراجات، اُجرتوں کے اختلافات پر دُہرا اثر ڈالتے ہیں۔ ایک تو مقابلے کے عمل کے ذریعے سے؛ یعنی معاوضوں کو ایسی سطح تک بڑھا کر جو کم از کم اتنی کافی بلند ہو کہ تعلیم کے مصارف خوشی سے برداشت کیے جائیں اور حق بجانب خیال کیے جائیں۔ دوسرے مسابقت کی تحدید کے ذریعے سے بھی اثر ڈالتے ہیں؛ یعنی اعلیٰ حیثیتوں اور عہدوں تک عام مخلوق کی رسائی میں رکاوٹ پیدا کر کے جو اگر قابلیت رکھتی تو، بخوشی ان عہدوں کی متلاشی ہوتی۔

آزاد نقل پذیری کی راہ میں جو موانع ہیں ان میں دوسرے درجے پر ماحول کا اثر ہے۔ مگر ماحول اور تعلیم و تربیت کے مابین کوئی باریک خط فارق قائم

باب ۴ب۔ اُجرتوں کے اختلافات، معاشرتی طبقہ بندی

نہیں کیا جا سکتا۔ تعلیمی اخراجات کے عامل ہیں؛ ماحول ایک اور عامل کا اضافہ کرتا ہے اور ان مقابلہ کرنے والوں کو زیادہ مقبول عہدوں یا حیثیتوں میں داخل ہونے کی کوشش سے باز رکھتا ہے۔ خاندان کا ماحول اور پرورش کے حالات اور تقلید اور مثال کی قوت نوجوانوں کو انھیں پیشوں کے دائرے کے اندر رکھتی ہے جن سے ان کے آبا و اجداد کا تعلق تھا۔ ایک ایسی نقل پذیر اور جمہوری قوم میں جیسے کہ ریاستہائے متحدہ کے باشندے ہیں، ماحول کا اثر قدیم ملکوں کے مقابلے میں بہت کم پڑتا ہے لیکن باقی سب ممالک میں یہ عامل بہت بڑی حد تک اثر انداز ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ خداداد قابلیت رکھنے والے اور چالاک اشخاص کے دلوں میں ترقی کرنے کا جوش اور ولولہ موجزن ہو، لیکن عوام انھیں حالات پر قناعت کرتے ہیں جن کے وہ خوگر ہو چکے ہیں۔

۵ ۔ سب سے آخر میں، ہمیں جبلی قابلیتوں کے اختلافات پر غور کرنا ہے؛ ان کا اثر بلاشبہ بہت بڑا اور دور رس ہوتا ہے؛ تاہم معاشرتی طبقہ بندی کے وسیع مظاہر پر ان کا جو اثر پڑتا ہے اس کو عام طور سے پوری طرح سمجھا نہیں گیا ہے۔ اس موضوع سے متعلق بعض اساسی مسائل کا کوئی قطعی حل نہیں ہوا ہے اور وہ ابھی تک تصفیہ طلب ہیں۔

اٹھارھویں صدی میں عام خیال یہ تھا کہ قدرت نے سب انسانوں میں یکساں طور سے دماغی اور اخلاقی قابلیتیں اور قوتیں ودیعت کی ہیں؛ چنانچہ آدم اسمتھ کا قول تھا کہ "ایک دوسرے سے غیر مشابہ اور بالکل متضاد کرداروں اور خصائل کے مابین اور ایک فلسفی اور معمولی حمال کے مابین جو فرق و اختلاف ہوتا ہے اس کا باعث و موجب فطرت اس درجہ نہیں ہے جس قدر عادات، رسم و رواج اور تعلیم اس کا سبب ہیں"[1]۔ روسو کا یہ خیال تھا کہ اگر تعلیم مناسب طور سے ہو تو سب اشخاص کی صلاحیتوں کی تشکیل ارادے اور اختیار کے موافق کی جا سکتی ہے؛ اور رابرٹ اوون نے اپنے رجائی معاشرتی تجربوں کی بنیاد ہی اس خیال پر قائم کی تھی کہ اگر حالات موافق ہوں تو سب انسان مساوی طور سے محنتی اور جفاکش اور مساوی طور سے نیک کردار اور خوش اطوار ثابت ہو سکتے ہیں۔ انیسویں صدی کے دوران میں ڈارون کی سرکردگی میں جو حیاتیاتی تحقیق

133

[1] دیکھو "دولت اقوام" حصۂ اول باب دوم صفحہ (۱۷) کینن کا ایڈیشن۔

باب ۷
اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

انجام پائی اس کا اثر یہ ہوا کہ اس کے برعکس خیالات قائم ہوئے۔ چنانچہ ایک ہی نوع کے افراد کے مابین جو جبلی فرق و اختلافات ہوتے ہیں ان پر زور دیا جانے لگا، نیز مختلف عادات واطوار کی نسلاً بعد نسل منتقلی کو اور طبیعی و دماغی قویٰ وخصائل کے ربط و تعلق کو اہمیت دی جانے لگی۔ اس کا ایک ممکنہ نتیجہ صریح یہ تھا کہ زیادہ خوش قسمت جماعتوں کی اعلیٰ حیثیت کا باعث کم ازکم ایک حد تک وہ جبلی اوصاف وخصائل تھے جو نسلاً بعد نسل منتقل ہوتے تھے۔ زمانۂ حال میں معاشری مظاہر پر اس قسم کے استدلال کا اطلاق کرنے کے طریق پر زیادہ سے زیادہ توجہ صرف کی جاتی رہی ہے؛ نتیجہ یہ کہ اس عمل کے بارے میں جو قدرتی قوتیں معاشری جماعتوں میں تفریق کرنے میں انجام دیتی ہیں نہ تو کوئی قطعی ثبوت دیا گیا ہے نہ اس کا ابطال ہی کیا گیا ہے۔

کام کے معاوضے یا صلے کے بعض فرق و اختلافات اور اس کے نتیجے کے طور پر معاشری رتبے اور حیثیت کے بعض فرق و اختلافات یقیناً جبلی اوصاف کا نتیجہ ہیں۔ معاشرے کے کسی ایک طبقے میں، اور خاصکر کسی ایک پیشے میں، بعض افراد غیر معمولی اور مخصوص قابلیتیں اور صلاحیتیں رکھتے ہیں، اور اس کی بنا پر وہ غیر معمولی طور سے کثیر معاوضے حاصل کرتے ہیں۔ وکلاء، طبیب، علماء و فضلاء، شعراء، موجد، کاروباری اشخاص، ان سب کو قدرت نے نادر اور بے نظیر اوصاف کا مالک بنایا ہے۔ ممکن ہے کہ تعلیم ان کی اعانت کرے، ماحول ان کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے؛ لیکن جبلی صلاحیت ہی وہ شے ہے جو قطعی اور فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے۔ توریث کے اثر کا بالعموم سراغ لگایا جا سکتا ہے، تاہم ایک مقررہ استعداد یا استعدادوں کا مجموعہ کس درجے تک اسلاف سے اخلاف کو وراثۃً منتقل ہو گیا یہ بظاہر کسی معین قانون کا تابع نہیں معلوم ہوتا۔ ودایع کا فرق، خواہ ذہانت و ذکاوت طبع کی شکل میں ہو یا اعلیٰ درجے کی استعداد کی شکل میں، ایسا ہی حکمی واقعہ ہے جیسا کہ اس کے اسباب ناقابل تفحص ہیں۔ اور اس واقعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بعض افراد کی آمدنی دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے، اور یہ کہ مسابقت کے نظام کے تحت اُجرتوں میں عظیم فرق کی موجودگی ناگزیر ہے۔

اس سے زیادہ مشکل مسئلہ یہ ہے کہ آیا مختلف جماعتوں کے درمیان خداداد دماغی قابلیتوں اور خصائل میں وسیع فرق موجود ہیں؟ اور خاصکر یہ سوال کہ آیا خوش حال طبقے بحیثیت مجموعی ایسے اوصاف کے مالک ہیں جن سے

باب ۲
اُجرتوں کے اختلافات
معاشری طبقہ بندی

دستی محنت کرنے والے مزدور عاری ہیں؟ اگر ہم معاشری فروق و اختلافات کے مبادی کا پتہ چلا سکتے تو، بلا شبہ ہمیں یہ معلوم ہو جاتا کہ جو لوگ خوش قسمتی سے اول اول مقبول حیثیتوں اور مدارج پر فائز ہوئے وہ محض فطری قابلیتوں کی وجہ سے ایسا کرنے پر قادر ہوئے۔ قدیم ترین زمانے کی وحشی اقوام میں جو افراد سردار یا سر خیل کے رتبے پر پہنچے وہ محض اپنی برتر طاقت اور فراست کے سبب سے پہنچے۔ جاگیری زمانے کے بڑے بڑے جاگیر دار ابتدا ہی سے جرگوں یا فرقوں کے فطری سرگروہ تھے۔ شہر کے تاجر، جن میں ہم کو حرفتی جتھوں کا منبع و ماخذ ملتا ہے، اپنے قصبوں کے نہایت لائق اور ذکی الطبع اشخاص میں سے تھے۔ توریث کے تمثیلات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان اسلاف کے اوصاف ان کے اخلاف کو وراثتہً منتقل ہوئے؛ اور یہ کہ عصر جدید کے نام نہاد اعلیٰ طبقوں سے پیدائشی اُمرا کا گروہ ترکیب پاتا ہے۔ توریث اگرچہ اپنے انفرادی مظاہر میں بے قاعدہ سی ہوتی ہے، لیکن افراد کی کثیر تعداد کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک اس میں باقاعدگی اور استقلال ظاہر ہوتا ہے۔ ایک ہزار بچے خداداد قابلیت رکھنے والے والدین کے اور ایک ہزار بچے اوسط درجے کی قابلیت رکھنے والے والدین کے لیجئے؛ اول الذکر جماعت یقیناً بہتر اور برتر ثابت ہوگی، اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ موخر الذکر جماعت سے کوئی اِکّا دُکّا ذکی الطبع فرد بھی نکل آئے۔ مگر کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ معاشری طبقوں کے مابین جو وسیع فرق و اختلافات ہیں ان کا مدار ان فروق پر ہے جو ان طبقوں کی جبلّی عقلی، ذہنی اور اخلاقی استعداد میں پائے جاتے ہیں؟

139

علاوہ ازیں یہ کہا جاتا ہے کہ زندگی میں کامیابی حاصل کرنے والوں کا اگر شمار اور درجہ بندی کی جائے تو اس سے اعلیٰ طبقوں کی عظیم الشان اوسط قابلیت ثابت ہوتی ہے۔ مختلف ممالک، خاصکر انگلستان اور فرانس کے مشاہیر کے متعلق اعداد و شمار پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُمرا کا طبقہ، خوش حال حلقہ، اور اہل شہر کا گروہ، یہی وہ جماعتیں ہیں جن میں ممتاز اشخاص، یعنی اہل قلم، اہل سیف، مدبّران سیاست، اور صنعتی قائد کثیر تعداد میں

باب ۷
اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

پیدا ہوئے۔ ان کی تعداد کے تناسب سے، اور جیسا کہ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے، ان کی استعداد بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ذکی الطبع لوگ بھی زیادہ تر انھیں جماعتوں نے پیدا کئے۔ ان سب امور سے ایسی شہادت بہم پہنچتی ہے جس سے اس خیال کو تقویت ہوتی ہے کہ جبلی قابلیتیں معاشری طبقوں کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔

اس کے بر خلاف یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ خود اسی شہادت سے اتفاقات اور ماحول کے فائق اثر کا ثبوت ملتا ہے۔ ذہنی قابلیت رکھنے والا کوئی شخص، جو بلند و برتر طبقوں کے اوسط درجے کے اشخاص کی صحبت میں رہتا ہے اور ان اشخاص کی تنگ نظری، ان کی کاہلی، نا عاقبت اندیشانہ قناعت گزینی اور بے سلیقگی اور گنوار پن کا مطالعہ کرتا ہے، اس کو یہ خیال قائم کرنے میں پس و پیش کرنا پڑتا ہے کہ یہ اشخاص اور ان کے اخلاف محض غیر معمولی قابلیتوں کی وجہ سے کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ وہ اس کے سوا کوئی اور خیال قائم نہیں کر سکتا کہ ان کی کامیابی کا راز بڑی حد تک ان کی تربیت، ان کی زندگی کے سہولت بخش آغاز اور ان کی پرورش کے ماحول میں مضمر ہے۔ اگر ادنیٰ طبقوں میں سے بہت کم اشخاص کو ترقی کا موقع ملتا ہے تو، اس کی وجہ لازمی طور سے یہ ہے کہ استعداد و قابلیت رکھنے والے کثیر التعداد اشخاص کے مقابلے میں وہ ابھرنے نہیں پاتے۔ محض ایسے اشخاص جمود انگیز ماحول کی مزاحمتوں سے بچ کر نکل سکتے ہیں جن میں غیر معمولی جوش و ولولہ اور قابلیت موجود ہو۔ اکثر پُر جوش مصلحین اس امر کے قائل ہیں کہ ادنیٰ طبقوں میں لیاقت و استعداد کا عظیم الشان ذخیرہ ابھی تک غیر ترقی یافتہ حالت میں پڑا ہوا ہے، اس کو نشو و نما کا موقع ہی نہیں ملا اور ان کی لیاقت کے امکانات خوش حال طبقے کی موجودہ لیاقت کے امکانات کے مقابلے میں کوئی حقیر درجہ نہیں رکھتے۔ اگرچہ افراد کے مابین یقینی طور سے فرق و اختلافات پائے جاتے ہیں، لیکن طبقوں اور جماعتوں کے مابین جو فرق و اختلافات پائے جاتے ہیں ان کے متعلق یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ ابھی تک غیر مصدقہ ہیں۔

140

باب ۴
اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

اس امر میں ایک اور بات کا اضافہ یہ کیا جاتا ہے کہ ہر اعلیٰ یا خوش قسمت طبقہ ان اوصاف کو، جن کے ذریعے سے ان کے اسلاف نے کامیابی حاصل کی تھی، اپنے اخلاف میں منتقل کرنے کی جانب اس قدر مائل نہیں ہوتا جس قدر کہ وہ خود حاصل کردہ باوقعت حقوق سے مسلسل مستفید ہوتے رہنے کی وجہ سے کمزور اور ضعیف ہوتا جاتا ہے۔ یہ بات عام طور سے دیکھی جاتی ہے کہ ترقی یافتہ خاندانوں کی آخری نسلیں اختلاط پذیر اور مائل بہ تنزل ہوتی ہیں۔ اگر ان میں نئی روح پھونکی جا سکتی اور نئی جان پڑ سکتی ہے تو وہ محض نیچے کے طبقوں کے تازہ خون کی آمیزش سے۔ چنانچہ بتایا جاتا ہے کہ شاہی خاندانوں اور طبقۂ اُمرا کے بارے میں تاریخ سے یہی سبق حاصل ہوتا ہے؛ علیٰ ہذا کامیاب تاجروں کی جماعت میں بھی یہی میلان پایا جاتا ہے۔ جب زندگی کے حالات سادہ ہو جاتے ہیں اور ترقی کی کشمکش کمزور پڑ جاتی ہے تو نالائق لوگ میدان سے ہٹائے نہیں جاتے اور اوسط درجے کی قابلیت رکھنے والے اشخاص اپنی حیثیت برقرار رکھ سکتے ہیں۔ اگرچہ نمایاں اور مسلسل کامیابی وہی لوگ حاصل کرتے رہتے ہیں جو غیر معمولی قابلیتیں رکھتے ہیں (خواہ یہ لوگ ادنیٰ طبقے میں پیدا ہوئے ہوں یا خوش حال طبقے میں)، پھر بھی آسان آغاز اور دائمی سرپرستی کی سہولتیں اب بھی معمولی قابلیت رکھنے والے اشخاص کو اس خوش نصیب جماعت میں رہنے اور اپنی مقبول حیثیت کو برقرار رکھنے کے قابل بناتی ہیں، جن میں وہ پیدا ہوئے۔

یہ مسئلہ ہنوز فیصلہ طلب ہے، اور ابھی مدت دراز تک غیر منفصل رہے گا۔ تجربے کا طریقہ اس میں استعمال نہیں کیا جا سکتا؛ اور واقعہ تو یہ ہے کہ اس طریقے کو کسی قسم کے معاشری مسائل کے بارے میں صحت کے ساتھ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ زیادہ خوش نصیب جماعت کے ایک ہزار بچے اور کم خوش نصیب جماعت کے ایک ہزار بچے لیں اور ان کو صحیح طریقے پر تعلیم و ماحول کے یکساں اثرات کا تابع کر کے ان کی تمام زندگی کے حالات کا مطالعہ کرتے رہیں۔ ہم یہ عمل ان کے اخلاف کی یکے بعد دیگرے آنے والی نسلوں

باب ۶

اُجرتوں کے اختلافات؛ معاشرتی طبقہ بندی

کے ساتھ تو اس سے بھی کم کر سکتے ہیں۔ صرف ایک طریقے پر ہم کو دسترس حاصل ہے اور وہ مطالعے اور مشاہدے کا طریقہ ہے؛ مگر اس میں نہ صرف مشاہدے کے تحدیدات اور معطیات کی پیچیدگی کی وجہ سے مزاحمتیں پیش آتی ہیں، بلکہ ان اشخاص کے تعصبات کی وجہ سے بھی مزاحمتیں پیش آتی ہیں جو مطالعہ اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ گو حیاتیات کے تمثیلات (جہاں تجربے کا صحیح معنوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے) اس خیال کو تقویت پہنچاتے ہیں کہ توریث کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے، لیکن روزمرہ کی زندگی کے عام واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ موقع، سہولت، اتفاقات اور ماحول کا بہت اہم اثر پڑتا ہے۔ جبلی اوصاف رکھنے والے اشخاص موقع و ماحول کے اثر کو بہت زیادہ آسانی کے ساتھ بڑھا دیتے ہیں، بشرطیکہ انھیں زندگی کے ابتدائی حصے میں تعلیم و تربیت اور کفالت کے فوائد اور سہولتیں حاصل ہوں۔ وہ لوگ جو نہایت اعلیٰ درجے کی خلقی استعداد رکھتے ہیں ان کا مدار بلا شبہ عارضی مدد پر سب سے کم ہوتا ہے۔ جرنیل، سرداری کی پیدائشی قابلیت رکھتے ہیں؛ تعلیم و تربیت کے ذریعے سے ہر ایک جرنیل نہیں بنایا جا سکتا؛ لیکن تعلیم و تربیت کے ذریعے سے کرنل اور کپتان بنائے جا سکتے ہیں۔ معمولی سپاہیوں میں ممکن ہے ایسے اکثر اشخاص ہوں جن کے اندر عمدہ افسر بننے کی قابلیت پنہاں ہو، پھر بھی انھیں سپاہیوں کی صف میں رکھا جاتا ہے، اس لیے کہ ان میں جو جوہر ذاتی موجود ہے اس کو اُبھارنے اور جلا دینے کا کوئی طریقہ دستیاب نہیں ہو سکتا۔

141

۶۔ بہرکیف محنت کی نقل پذیری، خواہ قدرتی اسباب کی بنا پر ہو یا موجود الوقت معاشرتی حالات کی وجہ سے، مختلف پیشوں کے مابین آزادانہ طور سے عمل میں نہیں آتی۔ مختلف قسم کے پیشوں اور اُجرتوں میں بعض وسیع گروہ دوسروں سے ممیز معلوم ہوتے ہیں۔ بقول کیرنس انھیں "غیر مسابق یا مقابلہ نہ کرنے والے گروہ" کہا جا سکتا ہے؛ انھیں اس معنی میں "غیر مسابق" گروہ کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ جو پیدائش کے لحاظ سے یا حالات کے اعتبار سے کسی مقررہ جماعت یا گروہ سے تعلق رکھتے ہیں عام طور سے اسی حیثیت میں

باب ۷ اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

رہتے ہیں اور دوسری جماعتوں یا گروہوں سے مقابلہ نہیں کرتے۔ کثیر التعداد اشخاص کے لیے یہ بہت مشکل اور اکثروں کے لیے یہ غیر ممکن ہے کہ وہ ایک ایسی جماعت سے جن میں وہ اپنے آپ کو پاتے ہیں زیادہ خوش قسمت جماعت میں منتقل ہو جائیں۔ سہولت تفہیم وتشریح کی خاطر ہم انھیں پانچ جداگانہ گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ان کے مابین کوئی باریک خط فارق نہیں کھینچا جا سکتا؛ اس لیے کہ ان کا اثر ایک دوسرے میں اسی طرح سرایت کیے ہوئے ہے جس طرح فضا میں رنگ وبو، اور ان میں مسلسل مدارج کی وجہ سے رشتۂ تعلقات قائم ہے؛ لیکن ان میں جو امتیاز کیا جاتا ہے وہ اسی حد تک کیا جاتا ہے جو معاشری جماعتوں کے باہمی تعلقات سے متعلق اہم سوالات کو اور اُن اساسی اسباب کو نمایاں طریقے سے ظاہر کرنے کے لیے کافی ہو جو تقسیم دولت اور قدر پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

(۱) پہلی اور سب سے ادنیٰ جماعت میں دن کے وقت کام کرنے والے نام نہاد مزدور شامل ہیں؛ مثلاً: زمین کھودنے والے اور پھاوڑے کا کام کرنے والے جو محض جسمانی محنت کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان میں بھی بعض مدارج پائے جاتے ہیں۔ سیدھے سادے کاموں کو بھی ہر روز مسلسل نو، دس، یا گیارہ گھنٹوں تک انجام دینے کی صلاحیت اور آمادگی سب مزدوروں میں یکساں طور سے موجود نہیں ہوتی؛ اور سب انسانوں اور اقوام میں تو اس سے بھی کم یکسانی کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور یہ صفت معمولی غیر ماہر مزدور کے درجے سے آگے کی چیز ہے۔ لیکن اس قسم کے غیر ماہر مزدور بہت کافی تعداد میں ہیں۔ تقریباً ہر بالغ شخص اس کام کو کر سکتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں بھی، اس قسم کی جماعتوں کی تعلیم اس اقل نقطے سے آگے نہیں بڑھنے پاتی جس کی تحصیل قانوناً ضروری ہے۔ کم سن بچوں سے ابتدائی زمانے سے کام لیا جاتا ہے جب سے وہ کچھ کمانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ جیسے ہی لڑکا سن بلوغ کو پہنچ جاتا ہے اس کو انتہائی اُجرت ملنے لگتی ہے، اور جتنا جتنا وہ کبر سنی کی جانب بڑھتا

باب ۴
اُجرتوں کے اختلافات؛ معاشری طبقہ بندی
142

جاتا ہے اور ادھیڑ عمر پر پہنچتا جاتا ہے اتنی اتنی اس کی اُجرت کم ہوتی جاتی ہے۔ اسی طبقے میں وہ کارخانے کے مزدور بھی شامل ہیں جن کا کام بہت آسان اور سیدھا سادا ہے۔ ہر کارخانے میں کچھ نہ کچھ کام کی مقدار ایسی ہوتی ہے جو سخت اور کٹھن ہوتی ہے، اور اس کے لیے معمولی مزدور کی ضرورت ہوتی ہے۔ زراعت میں اس قسم کی محنت کی طلب فصل کی کٹائی کے وقت ہمیشہ بہت شدید ہوتی ہے، اور سال کے بقیہ حصے میں نسبتہً قلیل ہوتی ہے؛ اگرچہ کھیت کی نگرانی اور انتظام کے لیے معمولی جسمانی محنت سے بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۲) دوسرے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جنھیں اگرچہ خاص مہارت کی ضرورت نہیں ہے، تاہم ان کے سر تھوڑی بہت ذمہ داری ہوتی ہے اور ان کے لیے دماغی چستی اور چالاکی ضروری ہے۔ چنانچہ ان کی مثال ریلوں کے موٹر راں ہیں۔ اکثر کان کن خاصکر انگلستان اور جرمنی میں اسی زمرے میں شامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ریاستہائے متحدہ میں بھی کوئلے کی کھدائی کو غیر ماہر مزدوروں کے ذریعے سے انجام دینے کا رجحان رہا ہے، بجز ان صورتوں کے جن میں زیر زمیں کلیں استعمال کی جاتی ہیں۔ کلوں کے رواج کی ترقی اور بڑے پیمانے پر کارخانوں کے قیام نے کارخانوں میں ایسے کام کرنے والے مزدوروں کی طلب میں گوناگوں اضافہ کر دیا ہے جن کا کام مقابلۃً بہت آسان، مسلسل اور تھکا دینے والا ہے۔ مگر ایسے مزدوروں کو کلوں کے استعمال اور ان کی نگرانی کرنے میں ذہانت کی ضرورت ہے اس گروہ میں اُجرت بالعموم ہفتہ وار نہ کہ روزانہ تقسیم ہوتی ہے؛ یہ ایک ایسی صورت ہے جس میں زیادہ مسلسل طریقے پر کام انجام دینا پڑتا ہے، اور جماعت اول الذکر کی صورت حال سے بہت زیادہ ترقی یافتہ ہے۔

(۳) تیسرے گروہ میں دستی مزدوروں کا اعلیٰ طبقہ شامل ہے۔ اس میں نجار، معمار، سیسے کا کام کرنے والا اور کل بنانے اور درست کرنے والا شمار ہوتا ہے؛ اور ہر قسم کے پیشے شامل ہیں جن میں باریک بینی، آلات استعمال

باب ۲۰ اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

کرنے کی واقفیت اور پُرمشق ومہارت ہاتھ کی ضرورت پڑتی ہے۔ گو مشینوں کے رواج کی وجہ سے دستکاروں کی ضرورت بڑی حد تک گھٹ گئی ہے، تاہم اگر کوئی مزدور کسی پیشے میں ماہر ہو تو، وہ اب بھی ایک ناگزیر حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ کلوں کے رواج کی ترقی کی وجہ سے ایسے مزدوروں کی کثیر جماعت کی ضرورت پیدا ہو گئی ہے جو کلوں کو طیار کرنے، ان کی درستی کرنے اور ان کو مناسب طریقے سے چلانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ ممکن ہے کہ کسی مخصوص پیشے کی تخصیص یافتہ مہارت میں اتنا ہی اعلیٰ صلہ حاصل کرنے کا تیقن نسبتہً کم ہو جتنا کہ قدیم زمانے میں ہوا کرتا تھا؛ اس لیے کہ موجودہ زمانے میں کلوں کے مقابلے کی وجہ سے ماہر مزدوروں کے لیے بہت بڑا خطرہ پیدا ہو گیا ہے؛ لیکن عام میکانکی قابلیت کی طلب میں مسلسل اور روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسی ہی قابلیت رکھنے والے مزدوروں کی سبھا سب سے قوی ہوتی ہے۔ سیونگ بنکوں میں رقم جمع کرنے کی وجہ سے یا مکان کی تملیک کی وجہ سے تھوڑی بہت جائداد کی فراہمی ممکن ہے۔ پیشے کا تعلق خاص تفاخر پیدا کرتا ہے، اور آزادی کا قوی جذبہ رونما ہوتا ہے۔ اس جماعت میں تعلیم بھی ادنیٰ جماعتوں کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ بچوں کو عام طور سے ابتدائی مدارس (گریمر اسکول) کا کل نصاب ختم کرایا جاتا ہے، اور اس کے بعد بطریق کارآموزی یا دوسرے طریقے سے کسی خاص پیشے کے لیے طیار کیا جاتا ہے۔

143

(۴) اس کے بعد وہ جماعت ہے جو خوش حال طبقے سے قریب تر ہے؛ یعنی: زیریں اوسط طبقہ؛ جو ناخوشگوار اور گندہ کاموں کو انجام نہیں دیتا؛ اور کسی نہ کسی قسم کا محرری کا پیشہ یا ایسا پیشہ جس میں زیادہ عقل وذہانت صرف نہ کرنی پڑے اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اس کی مثال، محرر، محاسب، فروخت کنندگاں، خردہ فروش، ریلوں کے اہلکار، فورمین، مہتمم، اور معمولی درجے کے مدرس ہیں۔ اس جماعت میں تعلیم اور زیادہ آگے بڑھی ہوئی ہوتی ہے، اس لیے کہ والدین زیادہ مدت تک بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں اور اس کی استطاعت بھی رکھتے ہیں۔

باب ۷

اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

عام طور سے ثانوی مدرسوں (فوقانی مدرسوں یا کالج) تک رسائی ہوتی اور داخلہ عمل میں آتا ہے، اور بسا اوقات اس کے کل نصاب میں شرکت عمل میں آتی ہے۔ شادی بیاہ کچھ زیادہ سن میں ہوتا ہے؛ اور رقم کے پس انداز کرنے کی سعی تقریباً ہمیشہ کی جاتی ہے۔ اس جماعت کے لوگوں میں ہر قسم کے دستی مزدوروں کو، خواہ وہ ماہر ہوں یا غیر ماہر، حقارت سے دیکھنے کا جذبہ ہوتا ہے اور معاشری احساس کا امتیاز ہوتا ہے جو اُجرتوں کے اختلافات کے مطابق نہیں ہوتا؛ اس لیے کہ موجودہ قوموں میں اس چوتھی جماعت کی اجرتوں کی شرح تیسری جماعت کی اُجرت سے بالعموم بہت کم مختلف ہوتی ہے۔

(۵) آخر میں ہم خوش حال طبقے پر پہنچتے ہیں؛ اور یہی وہ طبقہ ہے جو اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ جماعت خیال کرتا ہے اور حقیقت میں یہی سب سے زیادہ خوش نصیب طبقہ ہے۔ اسی طبقے میں اعلیٰ پیشے ہوتے ہیں؛ مثلاً: وکیل، طبیب، پادری، معقول مشاہرہ پانے والے معلم، تنخواہ دار خانگی یا سرکاری عہدہ دار اور ذمہ دار اور با اقتدار افسر شامل ہیں؛ اور سب سے بڑھ کر کاروباری اشخاص اور منتظمین صنعت کی جماعت ہے، جن کی حیثیت جمہوری قوموں میں کل جماعتوں کی ریڑھ کی ہڈی کی ہوتی ہے۔ اس طبقے کے لوازم جائداد و املاک اور اصل کی فراہمی ہیں؛ اور اس کا عام مقصد محض مناسب وسیلۂ معاش حاصل کرنا نہیں ہے، بلکہ زر کا پس انداز کرنا یا زر کمانا ہے۔ اس گروہ میں تعلیم انتہائی سطح تک دی جاتی ہے۔ یوں تو عام طور سے ثانوی مدارس تک بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے، لیکن اکثر و بیشتر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی انھیں تعلیم دی جاتی ہے۔ کسب معاش کی صلاحیت کم عمری میں نہیں پیدا ہوتی۔ نہ صرف تعلیم و تربیت کا زمانہ طویل ہوتا ہے، بلکہ کسب معیشت کی صلاحیت پیدا ہونے کے بعد آمدنی ابتدائے مدت دراز تک بہت ہی قلیل ہوتی ہے؛ اور اس آمدنی میں بتدریج ترقی ہوتی ہے حتیٰ کہ، جیسا کہ توقع کی جاتی ہے، اُدھیڑ عمر میں اکتسابی قوت بہت بڑھ جاتی ہے۔ شادی میں بھی بہت تاخیر کی جاتی ہے، اور بالعموم اتنی تاخیر کی جاتی ہے کہ شادی سے انتہائی خوشی حاصل

144

باب ۷

اُجرتوں کے اختلافات؛ معاشری طبقہ بندی

کرنے کا زمانہ گزرجاتا ہے۔ بیویاں زیادہ تر منجملہ سامان آرایش ہوتی ہیں؛ اور ان سے یہ توقع نہیں کی جاتی کہ وہ امورِ خانہ داری کے انتظام میں عملی دلچسپی لیں گی، یا کم از کم اپنے بچوں کی پوری طرح نگہداشت کریں گی، بلکہ انھیں خدمتگاروں کی حاجت ہوتی ہے۔

ابتدائی تین جماعتیں ہر قسم کے دستی مزدوروں کے شمول کے ساتھ ایک بالکل جداگانہ جماعت ترتیب دیتی ہیں؛ نہ صرف اس وجہ سے کہ ان میں اُجرتوں کے فرق و مدارج علی التسلسل پائے جاتے ہیں، بلکہ اس وجہ سے بھی کہ ان جماعتوں کے افراد کا نقطۂ خیال اور ان کے تعصبات یکساں اور مقررہ ہوتے ہیں۔ انھیں بالعموم اپنی اُجرتوں پر گزربسر کرنے کی توقع ہوتی ہے، اور املاک پیدا کرنے یا جائداد فراہم کرنے یا جائدادوں سے آمدنی حاصل کرنے کا خیال ان کے ذہن میں نہیں ہوتا۔ ان میں جسمانی محنت کرنے اور دستی محنت پر انحصار کرنے اور اپنے آپ کو خوش حال طبقے سے عام طور سے الگ اور جدا تصور کرنے کی ذہنیت عام ہوتی ہے۔ سب سے آخر کی دو جماعتوں میں بھی اسی قسم کا اتحادِ خیالات پایا جاتا ہے۔ اگرچہ ان میں املاک اور آمدنیوں کے اعتبار سے بہت کچھ فرق و اختلافات پائے جاتے ہیں، تاہم سب میں خوش حال طبقے کے عادات، رجائی توقعات اور تعصبات پائے جاتے ہیں۔ ان میں مشترکہ طور سے یہ احساس پایا جاتا ہے کہ دستی محنت ان کے رتبے سے گری ہوئی چیز ہے۔ چنانچہ ان کے لباس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایسی محنت سے مستغنی ہیں؛ یعنی وہ جمپر یا اوورآلؔ[1] استعمال ہی نہیں کرتے۔ ان کی خواہش اور تمنا محض زر فراہم کرنا اور اس کو مشغول کرنا ہوتی ہے، اور ان کا مقصد زیادہ تر متمول اور آرام طلب طبقے کی حیثیت اختیار کرنا ہوتا ہے۔ کاروبار، یعنی صنعت کی نگرانی اور انتظام اور اس کے مماثل دیگر کام ان کے اعمال کا لب لباب ہیں۔ اس طرح ہم مزدوروں کو دو بڑی قسموں یعنی سخت کام

[1] Jumper and Overalls,

باب ۷

اُجرتوں کے اختلافات؛ معاشری طبقہ بندی

کرنے والوں" اور "ہلکا کام کرنے والوں" میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو کسی قسم کی محنت ہی نہیں کرتے، یعنی محض جائدادوں اور املاک کے مالک ہیں اور ان کی آمدنی وصول کرتے ہیں، ان کی صحیح معاشی مفہوم میں ایک بالکل جداگانہ قسم شمار ہوتی ہے؛ ان کی آمدنی کی نوعیت کسی قسم کی اُجرت کی نہیں ہوتی، بلکہ اس آمدنی کو سود یا لگان یا نفع اجارہ کہنا چاہیئے۔ لیکن عام اور وسیع مفہوم میں وہ اجیروں کے اعلیٰ طبقے میں اور خاصکر سب سے اعلیٰ اور خوش قسمت جماعت میں شمار کیے جاتے ہیں، چنانچہ دونوں کے روایات مشترک ہوتے ہیں اور ان میں شادی بیاہ کے ذریعے سے بھی میل جول قائم ہوتا ہے۔

۷۔ موجودہ زمانے اور خاصکر جمہوری قوموں میں، مختلف جماعتوں کے درمیان حدود فاصل غائب ہوتے جا رہے ہیں، اور ایک سے دوسرے میں نقل پذیری آسان ہوتی جا رہی ہے۔ چنانچہ ہم اول اس مسئلے پر غور کر سکتے ہیں کہ سب سے ادنیٰ جماعتوں یعنی عام مزدوروں کو یہ تبدیلیاں کس طرح متاثر کرتی ہیں۔

145

دنیا میں سخت، گندہ اور ادنیٰ قسم کے کام ہمیشہ سے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ رہیں گے؛ اور باقتدار اور خوش قسمت معاشری طبقوں میں بھی یہ خواہش ہمیشہ سے رہی ہے اور آئندہ بھی رہے گی کہ دوسرے ان کاموں کو انجام دیں۔ اسی وجہ سے عہد قدیم میں رسم غلامی کا اور قرون وسطیٰ میں سرفیت (پرجون) کا وجود پایا جاتا ہے۔ موجودہ زمانے میں حبشی غلام، قلی اور چینی مزدور اور معمولی غیر ماہر مزدور موجود ہیں چنانچہ ان کی مانگ بہت زیادہ اور شدید ہے؛ مثلاً ریلوں کی تعمیر میں، نالیاں کھودنے، فصلوں کا انصرام کرنے، اور کان کنی میں ایسے ہی مزدور کام کرتے ہیں، اور ان سب کاموں میں رگ پٹھوں اور معمولی اعضائے جسمانی کو استعمال کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ سب جماعتیں معاشرے میں غلاموں یا ادنیٰ طبقوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جہاں تک ان کا تعلق ہے وہاں تک، یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ کسی پیشے میں جاذبیت کا فقدان اُجرتوں کو بڑھا دیتا ہے۔ بلکہ صورت حال

باب ۲۷
اُجرتوں کے اختلافات
معاشری طبقہ بندی

زیادہ تر اس کے برعکس معلوم ہوتی ہے۔ یعنی سب سے مشکل، سب سے گندہ اور سب سے کم دلچسپ کاموں کی اُجرت سب سے ادنیٰ ہوتی ہے۔

ظاہر ہے کہ ایک آزاد معاشرے میں اس جماعت کی ادنیٰ اُجرت کی توجیہ یہ ہوگی کہ ایسے اشخاص کی تعداد بہت کثیر ہوگی جو صرف اسی قسم کا کام کر سکتے ہیں اور دوسرا کوئی کام نہیں کر سکتے۔ ایسی محنت کی رسد کی کثرت اُجرت کو گھٹا دیتی ہے، اور اسی لیے تربیت کا فقدان، ماحول کی مزاحمتیں یا جبلی قابلیتوں کی کمی ایسے مزدوروں کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتی اور انھیں زیادہ خوش قسمت جماعت کے دائرے میں داخل ہونے سے باز رکھتی ہے۔ جہاں اس قسم کی مزاحمتیں اور موانع نہ ہوں گے یا کمزور ہوں گے وہاں ادنیٰ ترین طبقے سے باہر نکلنے کی دائمی کوشش عمل میں آئے گی؛ اسی لیے ادنیٰ طبقوں سے نکل کر اعلیٰ طبقوں کی جانب مسلسل نقل عمل میں آتی ہے اور اجرتوں میں مساوات کی جانب میلان پایا جاتا ہے۔ ادنیٰ ترین جماعتوں سے اعلیٰ طبقوں کی جانب نقل کی یہ تحریک ریاستہائے متحدہ میں بہت قوت حاصل کر رہی ہے۔ جمہوریت پسند معاشرے کے سب اثرات، یعنی شدید طبقہ واری فرق و امتیازات کی عدم موجودگی، آزادی کی فضا اور مدارس عامہ کی تعلیم وغیرہ، طبقوں کے مابین آزادانہ نقل پذیری کے موانع اور مزاحمتوں کو رفع کرنے میں معاون ہیں۔ ریاستہائے متحدہ میں (یعنی شمالی و مغربی ریاستوں میں)، معمولی مزدوروں کی حیثیت، محض بیرونی علاقوں سے مزدوروں کی درآمد کی وجہ سے ادنیٰ ترین سطح پر قائم ہے۔ غیر ملکی باشندوں کی دوسری نسل، جو یہاں آباد ہو جاتی ہے، عام طور سے دوسرے اور تیسرے طبقے میں اپنے آپ کو شامل کر لیتی ہے۔ مدارس عامہ نہ صرف اپنی تعلیم و تربیت کے براہ راست اثر سے بلکہ اس سے بھی زیادہ ماحول کی بندشوں کی شکست کے بالواسطہ اثر سے بھی نسبتہً بہتر شے کے لیے راستہ کھول دیتے ہیں۔ لیکن نصف صدی یا اس سے زیادہ کے اثنا میں معمولی مزدور تعداد کثیر میں بیرونی علاقوں سے ان ریاستوں میں آکر بس گئے، اور انھوں نے ان جگہوں کو پُر کر دیا جن کو ان کے پیشروؤں کے بچوں نے اوپر کے طبقوں میں منتقل ہو کر خالی کر دیا تھا۔ اول اول آئرلینڈ کے

146

باب ۴

اُجرتوں کے اختلافات؛ معاشری طبقہ بندی

باشندے یہاں آئے، اور ان کی نقل پذیری کی ابتدا ۱۸۴۶ء کے آئرلینڈ کے قحط سے ہوئی؛ اس کے بعد وہ فرانسیسی آئے جو کینیڈا میں آباد ہو گئے تھے؛ پھر ان کے بعد اٹلی، ہنگری، پولینڈ اور مشرقی یورپ کی مختلف قوموں کے باشندے آئے۔ ان تازہ واردوں کی مسلسل آمد نے ادنیٰ ترین طبقے کی اُجرتوں کو گھٹا دیا اور اسی کے ساتھ اس جماعت اور دوسری جماعتوں کے مابین معاشری حد فاصل کو بہت نمایاں کر دیا۔

اکثر اشخاص دوسرے مزدوروں کی اعلیٰ اُجرت کے مقابلے میں معمولی مزدوروں کی ادنیٰ اُجرت کو قدرت کی نظم و ترتیب کا جزو خیال کرتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی عمدہ صورت حال نہیں ہے، بلکہ ایک قابل افسوس بات ہے۔ پیشوں کے انتخاب کی آزادی، خوش حالی کے اہم ترین شرایط میں سے ایک ہے؛ اور اسی آزادی کی عدم موجودگی کی وجہ سے معمولی مزدوروں کی حالت و حیثیت میں دائمی جمود پایا جاتا ہے۔ آمدنیوں اور معاشری مراتب کے فرق و اختلافات (اور نقل پذیری کی آزادی کا نہ ہونا ان میں سب سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے) ان اعلیٰ تصورات سے تناقض رکھتے ہیں جن کی تمام مہذب دنیا میں حکمرانی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ایسے فرق، جمہوریت کے مقاصد و عزائم سے تناقض رکھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ نقل پذیری کی راہ سے مصنوعی بندشوں اور مزاحمتوں کو ہٹا دینے کے باوجود بھی معمولی مزدور، جیسا کہ ان کے موجودہ نام سے مترشح ہے، معمولی حیثیت ہی میں رہیں اور ادنیٰ اُجرت پائیں۔ لیکن ایسا اختلاف اور عدم توافق، جس کو دنیا نے بطور ایک عام واقعے کے تسلیم کر لیا ہے، ناگزیر نہیں ہے۔ اس سے بڑے بڑے معاشری خطرات، یعنی فرقہ وارانہ تعصبات اور کشمکش پیدا ہوتی ہے، اور باقی قوم میں تمام جسمانی محنت کرنے والے مزدوروں اور ان کے ناگزیر کام کے خلاف ناواجب جذبۂ منافرت اور حقارت رونما ہوتا ہے۔ اس جماعت کے دوسرے اعلیٰ اُجرت پانے والے اور اعلیٰ معاشری رتبہ رکھنے والے طبقے میں ترقی کر جانے کے معنی حقیقت میں یہ ہوں گے کہ دوسرے طبقوں کی حیثیت مقابلۃً خراب ہو جائے اور انھیں سخت محنت کے ثمرات عمدہ شرایط پر حاصل کرنے کا موقع نہ ملے؛ لیکن اس کے یہ معنی بھی ہوں گے کہ

خوش حالی کی تقسیم زیادہ عمدہ اور بہتر ہو گی۔

اسی قسم کے اسباب کی بنا پر ریاستہائے متحدہ سے چینیوں کا اخراج حق بجانب قرار دیا جا سکتا ہے۔ چینی جس قسم کی محنت کرتے ہیں اس قسم کی محنت کی "ضرورت اور مانگ" ابتداً بحرالکاہل کے ساحل پر بہت زیادہ تھی اور ان کی "ضرورت" اس معنی میں بہت زیادہ تھی کہ جو لوگ ایسی محنت رسم و رواج کی مقرر کردہ اُجرت پر (جو اس کام کے لیے مکتفی خیال کی جاتی تھی) انجام دے سکتے تھے بہت کمیاب تھے۔ خالص معاشی اسباب کی بنا پر چینیوں سے کام لینا بقیہ قوم کے لیے نافع تھا۔ لیکن نیم غلاموں کی جماعت کی دائمی موجودگی جمہوری قوم کے صحت بخش اجزائے ترکیبی کا جزو نہیں ہے۔ چنانچہ انھیں اسباب کی 147 بنا پر جنوبی ریاستوں میں حبشیوں کی حالت و حیثیت سخت فکر و تردد پیدا کر رہی ہے۔ نیم غلام کی حیثیت سے ایسے مزدور کی مسلسل اور غیر معین مدت تک موجودگی اعلیٰ معاشری تصورات کے منافی ہے؛ تاہم اپنی حالت کو بہتر بنانے اور اعلیٰ طبقوں میں منتقل ہونے کے لیے (کم از کم اس کے جبلی صفات اس کو جہاں تک اجازت دیتے ہیں) اس کو جو آزادی حاصل ہو سکتی ہے اس میں نہ صرف دوسرے مزدوروں کے ذاتی اغراض رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں بلکہ قومی تعصبات بھی پوری شدت کے ساتھ مزاحمت پیدا کر رہے ہیں۔

ریاستہائے متحدہ میں بیرونی ممالک سے اشخاص کے توطن داخلی پر بندشیں قائم کرنے کے مسئلے کا حل، مصنف کی رائے میں زیادہ تر اسی نقطۂ خیال سے ہونا چاہیئے۔ اگر بیرونی اشخاص کے توطن کے معنی ادنیٰ معاشی و معاشری طبقے کا دوام و قیام ہوں تو، ان پر بندشیں قائم کرنی چاہئیں لیکن اگر وہ لوگ جو باہر سے آتے ہیں (یا اگر وہ نہیں تو کم از کم ان کے بچے) مرورِ زمانہ کے ساتھ تبدیل ہو کر آزاد اور نقل پذیر افراد قوم بن جائیں تو ملک ان کے توطن کو بلا تامل گوارا کر سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ باہر سے آنے والے خود اپنے آبائی وطن کے مقابلے میں یہاں بہتر اُجرت اور بہتر حالت پا کر شروع ہی سے فائدہ محسوس کرتے ہیں؛ بقیہ قوم کے لیے کم اُجرت پر محنت شاقہ کرتے ہیں؛ اور اس لحاظ سے

باب ۶

اُجرتوں کے اختلافات

معاشری طبقہ بندی

ادنیٰ ترین طبقے میں ان کی دائمی موجودگی قابل معافی ہو سکتی ہے، بشرطیکہ یہ حالت عارضی ہو۔

تعلیم کی توسیع و اشاعت اور ماحول کے قید و بند کی شکست ادنیٰ طبقوں کو ترقی کرنے کے مواقع بہم پہنچا رہی ہے اور ان کا اثر دوسرے طبقوں کے تعلقات پر بھی پڑ رہا ہے۔ ابتداً محرروں، فروخت کنندوں اور اسی قسم کا کام کرنے والوں کو اپنے دھندے کی ضرورت کے اعتبار سے تھوڑا بہت لکھنا پڑھنا سیکھنا ناگزیر تھا، اور اگرچہ اتنا معمولی لکھنا پڑھنا سیکھنے میں آسانی تھی لیکن پھر بھی اس کی تحصیل میں جو دقت تھی وہی ان پیشوں کو مقابلے کی زد سے ایک حد تک محفوظ اور ان کی حیثیت کو برقرار و مامون رکھتی تھی۔ سرکاری مدارس اور خاصکر سرکاری فوقانی مدارس کے معرض وجود میں آنے کے بعد سے یہ حالات کلیتہً تبدیل ہو گئے ہیں۔ اس قسم کا کام انجام دینے والے بہ تعداد کثیر دستیاب ہونے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اُجرت میں اضافے کی بجائے تخفیف ہو گئی۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں ایک ماہر میکانک کی آمدنی اوسط درجے کے محرر کی آمدنی کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ پھر بھی محرری کے پیشے کی جانب عام میلان بظاہر روبہ تنزل نہیں معلوم ہوتا۔ اس کی وجہ بڑی حد تک یہ ہے کہ اس پیشے کا تعلق کاروبار کے انتظام سے ہے، اور دوسرے یہ کہ اس میں بڑے اور مقتدر عہدے تک ترقی کر جانے کا امکان ہے، یعنی اس میں عمدہ صلہ حاصل کرنے کا دل خوش کن مگر پر فریب موقع ہوتا ہے۔ لیکن سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دستی محنت کو قدیم ترین زمانے سے سب حقارت کی نظر سے دیکھتے آئے ہیں متمول طبقوں کی ظاہری باتوں کی نقالی کی جاتی ہے جسمانی محنت کرنے والوں کے کام کے "گندہ" ہونے کے متعلق ان کا جو رسمی اور غیر معقول تصور ہے وہ ممکن ہے کہ میکانکوں کے طبقے کے مالی فوائد کے بتدریج بڑھ جانے اور اس طبقے کے زیادہ ہر دلعزیز ہو جانے کی صورت میں بالکل باقی نہ رہے۔ مرور زمانہ کے ساتھ لوگ اپنی معاشری برتری کے تصورات کو آمدنی کی زیادتی کے لحاظ سے بدلتے جاتے ہیں۔ اگر کسی پیشے سے معقول آمدنی ہو تو، انجام کار اس کے ایک باوقعت پیشہ بن جانے کا امکان

148

باب ۳۵
اُجرتوں کے اختلافات،
معاشری طبقہ بندی

ہوتا ہے؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ کوئی شخص یا خاندان جب متمول ہو جاتا ہے تو، یہ امکان ہوتا ہے کہ بالآخر نام نہاد اعلیٰ طبقے اس کو اپنی صف میں جگہ دے دیں۔ بااین ہمہ معاشرے کے رسمی حکمران طبقے میں اس قسم کی تبدیلیاں بہت آہستہ آہستہ واقع ہوتی ہیں۔ اگر فی الوقت کوئی پیشہ وقعت کی نظر سے دیکھا جائے تو اس کا یہ وقار اس کی جاذبیت میں اضافہ کر دیتا ہے؛ اور مقابلہ جس قدر آزادی کے ساتھ ہوگا، اسی قدر زیادہ اشخاص ان پیشوں میں منتقل ہوں گے جن میں داخل ہونا معاشری برتری خیال کیا جاتا ہے۔

۸ ۔ اگر جماعتوں اور طبقوں کو مساوی مواقع اور سہولتیں حاصل ہوں، اور پیشے کے انتخاب میں اس حد تک کامل آزادی حاصل ہو تو، اُجرتوں میں کیا فرق رہے گا اور مختلف جماعتیں اور طبقے کس حد تک باقی رہیں گے؟ آیا اس صورت میں پیشوں کی جاذبیت، خطرات، اور مساوات قائم کرنے والے تغیرات کے دوسرے اسباب کا اثر اُجرتوں پر پڑنے کی وجہ سے ان میں فرق باقی رہے گا؟ مثلاً آیا سخت اور بے مہارت دستی محنت کا صلہ دوسری کسی قسم کی محنت کے برابر اعلیٰ ملے گا؛ یا چونکہ بے مہارت اور سخت کام ناخوشگوار اور گندہ بھی ہوتا ہے تو، کیا دوسری محنت کے مقابلے میں اس سے زیادہ صلہ ملے گا؟ آیا آسان پیشے اُجرت کی زیادتی کا وہ فائدہ کھو بیٹھیں گے جو انھیں اب عام طور سے حاصل ہو رہا ہے؟

اِن سوالات کا جواب اُن خیالات پر منحصر ہے جو قدرتی قابلیتوں کی تحدید کے متعلق ہم قائم کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ بعض خداداد قابلیت رکھنے والے افراد، یعنی چند ادیب اور سائنس داں، موجد، مہندس، انجنیر، کاروباری اشخاص، وکیل، طبیب اور جراح اپنے ساتھیوں سے بالاتر حیثیت اور مرتبہ رکھتے ہوں گے؛ اور ایسے معاشرے میں جہاں مسابقت کا دور دورہ ہو، ان کی آمدنی بھی غیر معمولی طور سے کثیر ہوگی۔ لیکن کیا اطباء من حیث الجماعت، میکانکوں سے من حیث الجماعت اعلیٰ اور زیادہ صلہ حاصل کرتے ہیں؟ ماہر طبیب بننے کے لیے جو استعداد اور قابلیت لازمی ہے

باب ۴

اُجرتوں کے اختلافات

معاشری طبقہ بندی

اگر وہ انسانوں میں بدرجہا کم پائی جائے تو، اطبار کی جماعت کی آمدنی بے شک نسبتہً زیادہ ہوگی۔ اسی طرح عمدہ میکانکوں کے لیے جو قابلیت و مہارت لابدی ہے اگر وہ اشخاص کی بہت قلیل تعداد میں موجود ہو تو، میکانکوں کی اُجرت دن میں کام کرنے والے مزدوروں کے مقابلے میں زیادہ ہوگی۔ مگر مکرر یہ کہہ دینا نامناسب نہ ہوگا کہ اس پیچیدہ اور اہم مسئلے کے بارے میں ہم کوئی بات قطعی طور سے اور پورے تیقن کے ساتھ نہیں کہہ سکتے۔ رہا یہ امر کہ معاشری طبقہ بندی کے مظاہر پیدا کرنے میں جبلت اور تربیت کے اضافی اثرات کیا ہیں ان پر سردست کوئی بحث نہیں کی جا سکتی۔

لیکن ایک امر بالکل واضح ہے! اور وہ یہ کہ اس اساسی مسئلے کو آزما کر دیکھ لینا زیادہ مناسب ہوگا پیشے کے انتخاب میں جو مصنوعی موانع ہیں ان کا ارتفاع قوم کا اہم ترین مقصد ہے۔ 149 اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو، سب کو اپنی جبلی قابلیتوں کو کام میں لانا پڑے گا، اور ہر شخص سے جو مدد ممکن ہوگی وہ معاشری مقسوم میں اُسے دینا پڑے گی؛ اور اسی کے ساتھ ساتھ کامل ترین آزادی حاصل ہو جائے گی اور اس طرح خوشی اور مرفہ الحالی کی تقسیم بھی غالباً سب سے زیادہ مساویانہ ہوگی۔

۹۔ مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو بالعموم کم اُجرت ملتی ہے۔ اس کے متعدد وجوہ ہیں:—

ایک وجہ تو یہ ہے کہ عورتوں میں جسمانی قوت نسبتہً کم ہوتی ہے اور ان کی کارکردگی بھی گھٹیا ہوتی ہے چنانچہ وہ اکثر قسم کے کاموں کے انجام دینے میں مردوں کے مقابلے میں کم پیدآور ثابت ہوئی ہیں، اور اسی لیے ان کو کام کا صلہ بھی کم ملتا ہے؛ یعنی یہ اُجرتوں کے ناگزیر اختلافات کی ایک مثال ہے کہ اگر پیشوں کے انتخاب میں کامل آزادی بھی ہو تو یہ فرق باقی رہے گا۔[ل]

[ل] اس کی تصدیق ایک خاص مثال کے ذریعے سے ہو سکتی ہے، اور وہ یہ کہ نیو یارک کے صدری بنانے والے مزدوروں میں نہ صرف اجیروں بلکہ اجیروں کی شہادت کا بھی اس پر کامل اتفاق تھا کہ اگر ایک مرد اور ایک عورت کو ایک ہی قسم کی دو کلیں کام کرنے کے لیے ایک ساتھ دی جائیں وہ اس کام کو سال بھر میں مساوی ایام میں انجام دیں اور ان کو اُجرت فی صدری مساوی شرح سے ادا کی جائے تو مرد، عورت کے مقابلے میں ہر جگہ ۵ یا ۱۰ سنٹ زیادہ کمائے گا؛ اس کی توجیہ یہ کی گئی تھی کہ مرد زیادہ تیز رفتاری اور پھرتی کے ساتھ کام کرتا ہے، زیادہ طاقتور ہے، اور زیادہ دیر تک مسلسل کام انجام دیتا ہے، یہ کہ عورتیں کام کے زیادہ مشکل حصے کو انجام نہیں دے سکتیں، مرد نہ صرف مشکل کام کو اس لیے زیادہ شوق کے ساتھ بلکہ زیادہ سرعت کے ساتھ اور زیادہ مدت تک کر سکتا ہے کہ اس کو خاندان کی کفالت کرنی پڑتی ہے اور اس کے برعکس نوجوان لڑکی صرف اپنا بیاہ ہونے تک کام کرتی ہے" دیکھو مسٹر وڈز ہچی سن کا مضمون رسالہ موسوم بہ The Survey مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۰ء

باب ۴
اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

عورتوں کے لیے پیشوں کا انتخاب ایک حد تک بالکلیہ آزادانہ نہیں ہے۔ رسم و رواج اور تربیت کے فقدان نے انھیں ایک زمانۂ دراز سے بعض پیشوں میں داخل ہونے سے روک رکھا ہے۔ لیکن موجودہ زمانے میں، اور خاص کر ریاستہائے متحدہ کے سے ملک میں، اس قسم کے موانع بتدریج گھٹتے جا رہے ہیں اور غالباً ان کا اثر اب دوررس نہیں رہا ہے۔ عورتوں کی تعلیم وسیع ہو گئی ہے اور ہر عورت کی دسترس کے اندر ہے؛ اور اگر وہ ایسے پیشوں میں داخل ہونا چاہیں جن کے لیے وہ حقیقت میں قابلیت رکھتی ہیں تو، رسم و رواج ان کی راہ میں کوئی سنگین رکاوٹیں پیدا نہیں کرتا۔ واقعہ یہ ہے کہ بعض عورتوں کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایسی جماعت میں سے ہیں جو مقابلہ نہیں کرتی؛ اس لیے کہ ان کی حیثیت خود ان کے ہم جنسوں کے پیشوں میں نہایت ادنیٰ ہوتی ہے۔ چنانچہ سلائی کرنے والی کا یہی حال ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کے اس معمولی کام کو تو کر لیتی ہے لیکن اس کے سوا دوسرا کام نہیں کر سکتی۔ کچھ زمانے قبل اس قسم کے کام میں عورتوں کی وہی حیثیت ہوتی تھی جو مردوں کے لیے معمولی محنت مزدوری میں ہوتی تھی۔ یہی ایک کام ایسا تھا جس کو ہر عورت انجام دے سکتی تھی، اور صرف یہی ایسا کام تھا جس کی جانب عورتیں تلاشِ معاش کی فکر میں توجہ کر سکتی تھیں۔ لیکن گزشتہ ایک یا دو نسلوں میں دسترس پذیر پیشوں کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا ہے؛ چنانچہ کسی ایک شعبے میں تلاشِ معاش کرنے والی عورتوں کا ہجوم نہیں ہوتا۔

150

موجودہ زمانے میں عورتوں کے درمیان کام کی مسابقت میں اہم ترین واقعہ یہ ہے کہ انھیں بالعموم محض اپنی کفالت کرنی پڑتی ہے، بلکہ بعض اوقات تو اس کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ اکثر عورتیں جو کارخانوں اور دوکانوں میں کام کرتی ہیں اس لیے بہت ہی قلیل مدت تک وہاں رہتی ہیں کہ وہ شادی کرنا چاہتی ہیں اور شادی کے بعد انھیں کمانے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے اپنے گھروں میں رہتی ہیں اور ان کی آمدنیاں پورے خاندان کی آمدنیوں کا ایک جزو ہوتی ہیں۔ گویا خاندان کی آمدنی میں ان کی آمدنی بھی شریک و معاون سمجھی جاتی ہے۔ لیکن ایسی عورتوں کی تعداد کم نہیں ہے جن کی آمدنی اس معنی میں معاون سمجھی جاتی ہو؛ چنانچہ ان کی کمائی

باب ۷

اُجرتوں کے اختلافات

معاشرتی طبقہ بندی

مستزاد ہوتی ہے۔ مرد مزدور کے لیے معمولاً اتنی اُجرت کا ہونا ضروری ہے کہ وہ ایک خاندان کی کفالت و پرورش کر سکے۔ عورت مزدوروں کی بڑی اکثریت کی حالت ایسی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے وہ اتنی اُجرت پر کام کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتی ہیں جو خاندان کی پرورش کے اخراجات کو پورا کرنے سے کم ہو؛ اور چونکہ ایسی عورتوں کی تعداد کثیر ہوتی ہے، اس لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی خدمات ایسی شرائط پر پیش کریں جن کی بنا پر سب کو کام مل سکے۔ یہ سچ ہے کہ ان میں سے بعض کو یقیناً خاندانوں کی کفالت کرنی پڑتی ہے؛ چنانچہ بیوائیں اور بڑی بوڑھی عورتیں وغیرہ یہی کرتی ہیں؛ اور انھیں دوسری عورتوں کے مساوی اُجرت پر اکتفا و قناعت کرنی پڑتی ہے۔ اس کے برخلاف مردوں میں مجرد مزدوروں کو وہی اُجرت ملتی ہے جو کہ متاہل مزدوروں کو دی جاتی ہے۔ ضرورتوں اور آمدنیوں کے مابین اس قسم کی عدم مساواتیں صنعتی مقابلے کا ناگزیر نتیجہ ہیں۔

چونکہ عورتیں، مردوں کے مقابلے میں کم اُجرت پر کام کرتی ہیں، لہٰذا یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ جہاں کہیں وہ مردوں کے دوش بدوش کام کر سکتی ہیں وہاں مردوں کو ہٹا کر وہ ان کی جگہ لے لیں گی۔ جس حد تک عورتیں فی الحقیقت مردوں کے برابر کارگزار ہوں، یہ نتیجہ لازمی طور سے برآمد ہوگا؛ خاصکر ان پیشوں میں جیسے کہ ٹائپ کے کام، مختصر نویسی کا کام، آسان کارخانے کا کام، اور خردہ فروشی کی دوکانوں میں کثیر نقد و فروخت کے کام ہیں۔ پہلے جو مرد ایسے کام انجام دیتے تھے انھیں اب دوسرا کام تلاش کرنا ضروری ہے۔ اگر اس قسم کے تبادلے بالعموم آسانی یا سرعت کے ساتھ نہیں ہوتے، لیکن انجام کار عام طور سے کسی بڑے نقصان کے بغیر عمل میں آتے ہیں۔ گو بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ عورتیں، مردوں کو جزوی حیثیت سے کام سے ہٹا دیتی ہیں، تاہم وہ کلیتہً ایسا نہیں کر سکتیں۔ مردوں کی کم و بیش تعداد کو رکھنا بالعموم لابدی ہے۔ چنانچہ طباعت کرنے والے کارخانوں میں حروف جوڑنے کا کام عورتیں بھی اتنا ہی کر سکتی ہیں جتنا کہ مرد؛ وہ بعض ٹائپ کی مشینوں کو چلا سکتی ہیں اور مردوں کے

باب ۲
اُجرتوں کے اختلافات؛ معاشری طبقہ بندی
151

برابر ہی چھاپنے کا کام بھی کر سکتی ہیں۔ لیکن زیادہ مشکل اور تھکانے والے کاموں کے لیے مردوں کا رکھنا ضروری ہے اور اس طرح ان سے عورتوں کے دوش بدوش کام لیا جاتا ہے۔ قومی فوقانی مدارس میں صورت حال اسی کے مماثل ہوتی ہے۔ مدارس فوقانیہ میں کم از کم ریاستہائے متحدہ میں تعلیمی کام بیشتر عورتیں انجام دیتی ہیں۔ لیکن وہاں مردوں کو بھی لامحالہ رکھنا پڑتا ہے، خواہ وہ عمدہ ضبط قائم کرنے کے لیے ہی کیوں نہ ہو؛ اور فی الحقیقت زیادہ مناسب خیال یہی ہے کہ اگر مدارس ثانوی میں مردوں کی تعداد عورتوں کے مقابلے میں زیادہ رکھی جائے تو یہاں کی تعلیمی حالت کی بہت کچھ اصلاح ہو جائے گی۔ گو اس طرح مرد اور عورتیں مل کر اور دوش بدوش کام کرتی ہیں اور بظاہر ایک ہی قسم کے کام کو انجام دیتی ہیں، تاہم ان دونوں کو مختلف اُجرتیں ملتی ہیں۔ چنانچہ ایسی ہی صورتوں میں بعض اوقات یہ عام پکار سُنائی دیتی ہے کہ "مساوی کام کے لیے مساوی اُجرت ملنی چاہیئے"۔ گو فی الحقیقت کام مساوی نہیں ہوتا، اس لیے کہ اگر مردوں کو کلیۃً ہٹا کر عورتوں کو ان کا جانشین مقرر کر دیا جائے تو کارگزاری کم اور خراب ہو گی۔ فی الحقیقت جہاں کام (یعنی کارگزاری) مساوی ہوتی ہے وہاں مسابقت کا عمل بالآخر اُجرت میں بھی مساوات پیدا کر دیتا ہے؛ یعنی نیچے کے درجے میں اس وقت مساوات پیدا کر دیتا ہے جبکہ قابل عورتیں مل سکتی ہوں، اور اوپر کے درجے میں اس وقت مساوات پیدا کرتا ہے جبکہ مردوں سے بھی کام لینا ضروری ہو۔ گویا انجام کار یہ نتیجہ ضرور برآمد ہو گا لیکن اس قسم کی سب تنظیم و ترتیب کی حالتوں کے مثل ممکن ہے کہ تغیر اور تجربے کا ایک ایسا عارضی دور بھی ہو جس میں صنعت کے عمل اور طریقۂ مسابقت کی قوتوں کا پوری طرح ساتھ نہ دے سکیں۔ چنانچہ ایسے دور میں یہ روایتی صورت کہ عورتوں کی اُجرت مردوں کی اُجرت سے کم ہوتی ہے، اضافی اُجرتوں پر بلا شبہ اپنا اثر ڈالتی ہے۔

غیر شادی شدہ عورتوں سے کام لینے میں نہ صرف قوم کا بلکہ خود

باب ۲۲
اُجرتوں کے اختلافات
معاشری طبقہ بندی

عورتوں کا بھی فائدہ ہے۔ کم استطاعت عورتوں کے مقابلے میں خوش حال طبقے کی عورتوں کے متعلق یہ بات اور زیادہ صادق آتی ہے۔ اگر وہ اس زمانے میں جبکہ وہ بیاہ کی فکر میں رہتی ہیں کاہلی میں وقت گزارنے کی بجائے کام سے لگی رہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اس طرح وہ جو کچھ پیدا کریں گی، گو وہ عمدہ کارگزاری کا صلہ نہ ہو یا ان کی مرضی کے مطابق معقول اور اعلیٰ اُجرت نہ ہو، اس سے نہ صرف معاشری آمدنی میں اضافہ ہوگا بلکہ خود ان کی آمدنی بڑھ جائے گی۔ مرد اور بعض نیک طینت مصلحین، عورتوں کے کام سے لگے رہنے کی اس بنا پر بالعموم مخالفت کرتے ہیں کہ یہ دوسروں کا حق چھین لے جاتی ہیں، یعنی یہ اس عام مغالطہ انگیز خیال کا ایک رُخ ہے کہ اگر قوم کے افراد کی محنت سے اس کی انتہائی حد تک کام لیا جائے تو قوم گھاٹے میں رہتی ہے[1]۔ جو بات نوجوان شادی کی منتظر عورتوں کے بارے میں صادق آتی ہے وہ ایسی عورتوں کے بارے میں بہت زیادہ صادق آتی ہے، جو شادی کرتی ہی نہیں، اگر ان کا کام مقررہ ہو اور اس کا معاوضہ بازاری شرح کے لحاظ سے ملے تو، نہ صرف ان کی خوش حالی میں اضافہ ہوگا بلکہ قوم کی مرفہ الحالی بھی بڑھ جائے گی۔ 152

لیکن عورتوں کے کام، اور خاصکر نوجوان غیر شادی شدہ عورتوں کے کام، کا تحفظ و اہتمام اس طریقے پر کرنا چاہیئے کہ اُن کی صحت اور ان کا کردار بگڑنے نہ پائے۔ کام کی قابلیت کی عمر، اوقات کار، کارخانوں کو ہوادار اور روشن رکھنے اور صفائی کے التزام کے متعلق سخت ترین قواعد نافذ کرنے چاہئیں۔ وہ قابلیت اور قوت جو مستقبل کی ماؤں کی جسمانی یا اخلاقی صحت میں خلل پیدا کرے سب سے زیادہ غیر پیدا آور اور غیر مفید ہوگی۔ اس واقعے کی بنا پر کہ عورتیں کم اُجرت پر مل جاتی ہیں (اور یہ ایک حد تک اس وجہ سے کہ وہ عارضی اور قلیل مدت تک کام انجام دیتی ہیں) اس امر کا امکان پیدا ہوتا ہے کہ ان کی زیادہ سے زیادہ تعداد سے کام لیا جائے اور اس لحاظ سے ان کی محنت کے متعلق آئین و قوانین کا وضع کرنا اور بھی زیادہ ضروری امر بن جاتا ہے۔

---

[1] دیکھو باب ۲۵ فصل (۳)۔

باب ۴۷

اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

چھوٹے چھوٹے بچوں والی شادی شدہ عورتوں یا بیواؤں سے کام لینا تقریباً ہر صورت میں بُرا ہے۔ ان کی محنت سے حاصل شدہ معاشری آمدنی میں اضافہ قوم کے اس نقصانِ عظیم کے مقابلے میں ہیچ ہے جو امور خانہ داری کی بدنظمی اور بچوں کی عدم نگرانی کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ جہاں ایسا کرنا ضروری ہو وہاں یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ انفرادیت پسند قوم کے شدید ترین ضروریات میں سے ایک ہے۔ بعض خیراتی انجمنوں نے بے روزگار بیواؤں کی مالی اعانت کی تجویز پر عمل پیرا ہونے کا تہیہ کیا ہے؛ بجائے گھروں سے باہر ان سے کام لے کر ان کو اُجرت دینے کے وہ محض اس غرض سے اور اس بات کے لیے ان کی مالی مدد کرتی ہیں کہ وہ گھروں ہی کے اندر رہیں اور بال بچوں کی نگرانی اور تربیت کریں۔ جرمنی میں یہ مسئلہ زیرِ غور ہے کہ مزدوروں کے عظیم الشان بیمے کے نظام کو، جس سے موجودہ حالت میں مرض، حادثات، کمزوری اور ضعیفی[1] کے زمانے میں مالی اعانت کی جاتی ہے، بیواؤں کی مدد کے لیے بھی وسعت دی جائے۔ ممکن ہے کہ اسی قسم کی تدابیر سے موجودہ مصائب و تکالیف کو دور کرنے یا کم کرنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

~~~~~~~~

[1] دیکھو باب ۶۔
~~~~~~~~

باب ۴۸

اُجرت و قدر

153

(۱) مساعی پیدائش و مصارف پیدائش پر مکرر غور۔ اگر مزدوروں میں انتخاب کی کامل آزادی ہو تو قدر، مصارف کے تابع ہوگی۔ (۲) مقابلہ نہ کرنے والی جماعتوں کی موجودگی کی وجہ سے طلب (افادۂ مختتم)، اضافی اُجرتوں کا تعین کرتی ہے۔ اس اصول کا اطلاق ایک گروہ یا طبقے پر کس طرح ہوتا ہے؛ اختتامی ناگزیری۔ (۳) شرائط و تشریحات: آمدنیاں اس قدر مختلف ہوسکتی ہیں کہ ایک گروہ سے دوسرے گروہ میں بتدریج نقل عمل میں آسکتی ہے؛ معیار زندگی، کسی گروہ کی تعداد کو متاثر کرسکتا ہے۔ (۴) معاشری طبقہ بندی کے خد وخال ثبات پذیر ہوتے ہیں؛ اسی وجہ سے ان سے قدر کی موجود الوقت ترتیب و تنظیم کے تغیرات بالعموم متاثر نہیں ہوتے۔ (۵) نظریۂ تجارت بین الاقوام غیر مسابق جماعتوں کے تحت نظریۂ قدر سے ہم آہنگ وغیر متناقض ہوتا ہے۔ (۶) تجارت بین الاقوام اور تجارت داخلہ کے مابین تمثیلات۔

ا۔ موجودہ باب میں ہم نظریۂ قدر پر اور نظریۂ تقسیم دولت سے نظریۂ قدر کے تعلق پر دوبارہ غور کریں گے۔ یوں تو دونوں میں اس قدر گہرا تعلق ہے کہ دونوں مباحث پر ایک مسئلے کی حیثیت سے غور کرنا مناسب ہوگا لیکن موجودہ

کتاب میں زیادہ تر محض سہولتِ تفہیم وتشریح کی خاطر دونوں مباحث پر الگ الگ غور کیا گیا ہے۔

قاری کو یہ امر یاد دلانا نامناسب نہ ہوگا کہ اس سے قبل "مصارف پیدائش" اور "مساعی پیدائش"[1] کا فرق واضح کیا جا چکا ہے[2]۔ مصارف پیدائش (Expenses) سے ہمارا مطلب وہ اخراجات ہیں جو تیار شدہ شے کو بازار تک لانے میں صرف ہونے ضروری ہیں، یعنی اُجرت ادا کرنے، اشیائے خام خریدنے وغیرہ میں جو کچھ زر صرف ہو۔ لیکن چونکہ اشیائے خام خود محنت سے تیار ہوتی ہیں، اور اصلداروں کے اخراجات خود مزدوروں کو دی ہوئی یکے بعد دیگر پیشگیوں پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لیے مصارف پیدائش انجام کار محض اُجرت رہ جاتے ہیں[3]۔ "مساعی پیدائش" (Cost) سے ہمارا مطلب کوشش جدوجہد اور ایثار، یعنی زیادہ تر "محنت" ہے۔ "مصارف" اور "مساعی" یعنی "اُجرت" اور "محنت" کا فرق بدیہی ہے، اور نہایت اہم فرق ہے، گو کہ بدقسمتی سے یہ فرق معین ومقررہ مصطلحات سے ظاہر نہیں ہوتا۔ عرف عام میں "مساعی" (Cost) 154 سے مراد آجر کے اخراجات یا لاگت لیے جاتے ہیں؛ اور اسی عام مفہوم کو سابقہ بیانات کے بیشتر حصے میں تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن آئندہ بحث میں ان دونوں تصورات کو الگ الگ رکھنا زیادہ مفید ہوگا؛ چنانچہ لفظ "مساعی" (Cost) محنت وجدوجہد کے مفہوم میں استعمال کیا جائے گا۔

اگر مزدوروں کے مابین کامل آزاد مقابلہ ہو، یعنی اگر کوئی غیر مسابق جماعت نہ ہو تو "مصارف پیدائش سے"، جس حد تک یہ اُجرت پر مشتمل ہوں، مساعی یا جدوجہد کی پوری طرح پیمائش ہوگی۔ اس صورت میں اُجرتوں میں کوئی فرق نہیں ہو سکتا، بجز ان فرقوں کے جو مختلف پیشوں کی جاذبیت میں

---

[1] ۔ (Expenses of production & cost of production)

[2] ۔ دیکھو باب ۱۲ جلد اول فصل (۱)۔

[3] ۔ مقابلہ کرو باب ۹ فصل (۵)، باب ۳۱ فصل (۴) سے۔

باب ۳۴
اُجرت وقدر

مساوات پیدا کریں ۔ اس طرح کسی ایک پیشے کی اعلیٰ اُجرت یہ ظاہر کرے گی کہ اس میں زیادہ سخت، زیادہ ناگوار اور کم وقیع کام ہے؛ دوسرے الفاظ میں یہ کہ، اس میں زیادہ جد وجہد یا زیادہ مصائب برداشت کرنے پڑیں گے، یعنی یہ کہ اس میں مساعی زیادہ ہوں گے۔

ایسے مفروضے کے تحت قدر کے نظریۂ محنت کو قائم کرنا ممکن ہوگا؛ یعنی یہ کہ اشیا کی قدر اُس محنت کا پیمانہ ہے جو ان اشیا کی پیدایش میں صرف ہو۔ اعلیٰ قدر، زیادتی مصارف بہ شکل اُجرت کا نتیجہ ہوگی، اور زیادتی مصارف بہ شکل اُجرت کے معنی یا تو زیادہ محنت یا زیادہ تکلیف دہ قسم کی محنت، یعنی زیادہ مساعی ہوں گے ۔ اس نتیجے میں بلاشبہ یہ بھی فرض کیا گیا ہے کہ اصلداروں میں مقابلہ آزاد ہوگا، اور یہ کہ اصلداروں کے سب مصارف بہ شکل اُجرت اسی مقررہ تناسب سے بڑھیں گے تاکہ ان مصارف پر سود کی شکل میں آمدنی وصول ہو چونکہ سود کی تحصیل کے لیے یہ اضافہ سب اشیا کو مساوی طور سے متاثر کرے گا، لہٰذا قدر میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی؛ اس لیے کہ قدر محض ایک نسبت یا علاقے کو ظاہر کرتی ہے ۔ اگر سود کے لیے ہر شے کے مصارف بہ شکل اُجرت میں ۱۰ فیصد اضافہ ہو تو کسی ایک شے پر دوسری شے کے مقابلے میں زیادہ اثر نہیں پڑے گا اور ہر شے کا مبادلہ کسی دوسری کی مقررہ مقدار کے ساتھ حسب سابق ہوتا رہے گا۔[1] اس نتیجے کی صحت کے لیے یہ بھی فرض کرنا چاہیے کہ عارضی تغیرات یا "بازاری قدر" کو نظرانداز کیا جاسکتا ہے ۔ اگر محنت و اصل دونوں میں آزادانہ مسابقت ہو تو، انجام کار رسد اس طرح منظم ہوگی کہ مزدوروں اور اصلداروں کی کوئی ایک جماعت دوسری جماعت کے مقابلے میں زیادہ صلہ نہ پاسکے گی۔ رسد کے اس طرح مرتب ہونے کے بعد، قدر اساسی طور سے محنت کی مقدار سے یعنی مصارف بہ شکل مساعی و محنت سے منظم ہوگی۔

155

[1] ۔ معاشی نظریئے کی تاریخ سے جو قاری واقف ہیں انھیں اس اصول کی شرط یاد دلانے کی ضرورت نہیں ہے جس پر ریکارڈو اور اس کے متبعین نے اس قدر بحث کی تھی۔ دیکھو ریکارڈو کی کتاب موسوم بہ "معاشیات" باب (۱)، اور جے ایس مل کی کتاب "معاشیات" حصۂ سوم باب (۴)۔

۲۔ لیکن، جیساکہ ہم بیان کر چکے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ محنت کی نقل آزادی کے ساتھ نہیں ہوتی۔ محض اسی واقعے پر نظر کرتے ہوئے، اور سردست اصل کی نقل پذیری کی آزادی کو نظر انداز کرکے (یعنی یہ فرض کرکے کہ اصل آزادی کے ساتھ نقل پذیر ہوتا ہے) ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے کہ قدر کس طرح قرار پاتی اور منظم ہوتی ہے۔ مزدوروں کی ایک ایسی غیر مسابق جماعت فرض کیجیے جو ایک پیشے سے تعلق رکھتی ہے، مثلاً شیشہ گر؛ ان مزدوروں کی تیار کردہ اشیا کی قدر کا تعیّن کون شے کرے گی؟

اس کا جواب بالکل آسان ہے؛ اور وہ یہ کہ اختتامی افادۂ یا مختتم فروخت پذیری اس کا تعین کرے گی، قارئین ان فروق و شرائط کو ذہن نشین رکھیں گے جو اصطلاح کے اس نئے استعمال سے رونما ہوتے ہیں۔[1] افادۂ مختتم یا اختتامی فروخت پذیری نہ صرف شیشہ گروں کی اُجرت کا تعین کرے گی، بلکہ کھڑکی کے شیشے اور ان کی تیار کردہ دیگر اشیا کی قیمت فروخت کا بھی تعین کرے گی۔ بازار میں پیش ہونے کے لیے ان اشیا کی مقدار اس جماعت کے مزدوروں کی تعداد پر مبنی و موقوف ہوگی۔ چونکہ (بلحاظ مفروضہ) اصلداروں میں بھی باہمی مسابقت ہو رہی ہے، لہٰذا وہ ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے میں مزدوروں کی اس خاص جماعت کی خدمات حاصل کرنے میں زیادہ سے زیادہ اُجرت دیں گے؛ یہاں تک کہ انھیں معمولی منافعے اور سود کے سوا کچھ اور نہ ملے۔ اس قسم کے مزدوروں کی حد تک مروجہ اعلیٰ شرح اُجرت قرار پا جائے گی۔ ہر اصلدار اس قسم کے صرف بہ شکل اُجرت کو اپنی مساعی کا، یعنی اس چیز کا ایک جزو خیال کرے گا جس کو ہم یہاں "مصارفِ پیدائش" کہتے ہیں۔ اس کے مال کی قیمت فروخت اس کے نزدیک بظاہر اس چیز پر مبنی معلوم ہوتی ہے جو اُسے مزدوروں کو ادا کرتا ہے۔ لوگ عام طور سے یہ کہتے ہیں کہ وہ اُجرت کی مروجہ شرح یا کسی شے کی مروجہ قیمت ادا کرنے پر "مجبور" ہیں؛ لیکن وہ اس امر کو فراموش کر جاتے ہیں کہ مروجہ شرح یا مروجہ قیمت کو قائم کرنے والے اسباب میں سے ایک خود ان کا یہ ارادہ اور خواہش ہے کہ وہ

[1] دیکھو باب ۹ فصل (۴)۔

باب ۴۵
اُجرت و قدر

مزدور یا شے کے استفادے سے محروم رہنے کی بجائے اس کی اُجرت یا قیمت ادا کریں۔ اصل سبب مزدوروں کو حاصل کرنے کے لیے اصلاروں کی باہمی مسابقت ہے جو اُجرت کی شرح کو بڑھا دیتی ہے؛ لیکن اس مسابقت کا مدار اُن زائد قیمتوں پر ہے جو خریدار مال کے لیے ادا کرتے ہیں؛ یا دوسرے الفاظ میں، ان کی اس مال کی پسندیدگی پر ہے۔ اس طرح قدر کا تعیّن افادہ کرتا ہے، نہ کہ محنت کی مقدار؛ یعنی رسد کے حالات کی نہیں بلکہ طلب کے حالات کی بنا پر قدر کا تعین ہوتا ہے۔

اس سادہ اور معمولی مثال سے، غیر مسابق جماعتوں کے حالات کے تحت مظاہر قدر کا حل ملتا ہے۔ لیکن اس کے انطباق سے قبل متعدد شرائط و ترمیمات پر غور کر لینا ضروری ہے۔

156

سب سے اول یہ کہ، ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی ایک پیشے کے مزدور دائمی طور سے مقابلے کو روکنے کے قابل ہوں۔ تمثیل و تشریح کی غرض سے شیشہ گروں کی مثال دی جا چکی ہے؛ کیونکہ یہ اس صورت سے بہت قریب ہے۔ شیشہ گری بہت زمانۂ دراز سے ان چند پیشوں میں سے ایک پیشہ تھا جس میں ابھی کچھ زمانہ ادھر تک اعلیٰ درجے کی تخصیص یافتہ دستکاری کی خصوصیات باقی تھیں۔ عام طور سے مزدور جماعتوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں نہ کہ پیشوں میں۔ ممکن ہے کہ حقیقت میں اُجرتوں میں عارضی فرق و اختلافات رہیں اور یہ فرق و اختلاف محنت کی ایک نہ ایک قسم میں دفعتہً تبدیلیاں واقع ہونے کی وجہ سے بہت بڑے ہوں۔ مثلاً لوہے یا عمارت سازی کی صنعت میں؛ گرما گرمی کی وجہ سے مطلوبہ میکانکوں کی اُجرت غیر معمولی طور سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ اس قسم کے تغیرات معاشئین کے مفروضہ امکان سے بہت زیادہ مدت تک قائم رہتے ہیں؛ چنانچہ نہ صرف خود مزدور بلکہ ان کے آجر بھی اس طرح گفتگو اور عمل کرتے ہیں کہ گویا تغیرات غیر معین مدت تک قائم رہیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی غیر معمولی طور سے اعلیٰ اُجرت، معاشرے کی اسی جماعت سے دوسرے مزدوروں کی کشش کا بھی باعث بنتی ہے، اور اس طرح ایسی قوتوں کو حرکت میں لاتی ہے جو اُجرت کو

باب ۴۸
اُجرت وقدر

گھٹا کر اس جماعت کے لیے معمولی سطح پر رکھتی ہے۔ عام رجحان یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک معاشری یا معاشی طبقے میں سب مزدوروں کے لیے اُجرت تخمینی طور سے ایک ہی مقررہ سطح پر قائم رہے۔

کسی ایک بڑی جماعت میں اُجرتوں کی سطح کو متعین کرنے میں طلب کا اثر کچھ کم پیچیدہ نہیں ہوتا۔ تقریباً ہر قسم کی محنت کا افادہ ماخوذ ہوتا ہے۔ شیشہ گروں کی محنت کا افادہ اس شیشے کے افادے سے ماخوذ ہے جس کو شیشہ گر بناتا ہے؛ علیٰ ہذا لوہار کی محنت کا افادہ خام یا تکمیل یافتہ لوہے کے افادے سے ماخوذ ہوتا ہے۔ لیکن یہ خیال کرنا کہ شیشہ یا لوہے کا سامان محض لوہار یا شیشہ گر بناتے ہیں، صنعت کی حالت کو مصنوعی طریقے پر سادہ فرض کرنا ہے۔ مثلاً لوہا بنانے میں صرف ڈھالنے والے اور بیلن چلانے والے ہی کام نہیں کرتے، بلکہ ان کے ساتھ کان کن بھی کام کرتے ہیں، جو خام لوہے کو کھود کر نکالتے ہیں؛ اسی طرح ریلوں کے مزدور بھی کام کرتے ہیں، جو خام لوہے کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرتے ہیں؛ اور منیجروں، فورمین، اور تربیت یافتہ انجنیروں کے علاوہ معمولی مزدور بھی مختلف مراحل میں کام کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں صرف چند شاذ صورتیں ایسی ہیں، مثلاً اطبا یا خانگی ملازموں کی خدمات، جن میں تنہا مزدور ایسے افادے پیدا کرتے ہیں جن پر ان کی آمدنی یا اُجرت کا مدار ہوتا ہے۔ باقی عام طور سے یہی ہوتا ہے کہ مختلف قسم اور مختلف درجوں کے مزدور تعامل اور اتحاد کے ساتھ کسی شے کو تیار کرتے ہیں۔ سب کا وجود اس کی تیاری کے لیے مساوی طور سے ناگزیر ہوتا ہے؛ اس طرح افادہ اور افادۂ مختتم، دونوں اشیا کے لوازم ہوتے ہیں۔ پس یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ افادہ پیدا کرنے میں ماہر میکانک کا زیادہ حصہ ہے یا معمولی مزدور کا؟

157

''افادۂ مختتم'' کے اصول کا یہاں ''اختتامی کارکردگی'' یا ''اختتامی ناگزیری'' کی شکل میں انطباق کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً معمولی بے مہارت محنت اس لیے ارزاں ہوتی ہے کہ وہ کثیر مقدار میں ملتی ہے۔ اگر وہ کمیاب ہو تو، اس کی ضرورت بہت زیادہ بڑھ جائے گی اور اس کی اُجرت بھی اس کے بالمقابل زیادہ

باب ۴۸ اُجرت وقدر

ہوگی۔ بہ کثرت دستیاب ہونے کی وجہ سے وہ نہ صرف ایسے کاموں میں استعمال کی جاتی ہے جو ناگزیر ہیں بلکہ دوسرے ایسے کاموں میں بھی استعمال کی جاتی ہے جو اس سے بدرجہا کم اہم ہیں؛ یہاں تک کہ انجام کار اس کا اختتامی استعمال ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کی ضرورت سب سے کم ہوتی ہے۔ گو بعض سمتوں میں محنت، پیداوار میں گوناگوں اضافہ کرتی ہے' یا اس تمام محنت کی مشترکہ پیداآوری میں جو اس محنت کے ساتھ متحد ہوتی ہے اضافہ کرتی ہے؛ لیکن بعض دوسری سمتوں میں وہ بہت کم اضافہ کرتی ہے۔ دراصل محنت کی اختتامی پیداآوری ہی اس اُجرت کا تعین کرتی ہے۔ جس کو کل جماعت لازمی طور سے قبول کرلیتی ہے۔ چنانچہ با مہارت محنت کا بھی یہی حال ہے۔ بعض سمتوں میں اس کی اہمیت بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے، چنانچہ اگر اس کو الگ کرلیا جائے تو، نقصان بہت عظیم ہوگا۔ اگر اس کی آخری قسط الگ کرلی جائے تو، پیداوار میں جو کمی یا نقصان ہوگا وہی ہر قسم کی محنت کی اُجرت کا تعین کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ اصول لازمی طور سے وہی ہے جس کا اصل کے بارے میں انطباق کیا گیا[1]؛ یعنی اصل کا آخری جرعہ یا آخری قسط پیداوار میں جو اضافہ کرتی ہے وہی ہر قسم کے اصل کے سود کا تعین کرتی ہے۔ اسی طریقے سے محنت کی کسی جماعت یا درجے کی جانب سے پیداوار کی مقدار کا اختتامی اضافہ ہی اس جماعت یا درجے کے اندر اُجرت کا تعین کرتا ہے۔ نہ صرف اصل کے لیے بلکہ مزدوروں کی جماعت کے لیے بھی یہ اصول تدریجی، مسلسل، مستقل اور پُرزور عمل کے ذریعے سے اپنے نتائج پیدا کرتا ہے۔ بازار میں اُجرت کی شرح کے اختلافات، روزمرہ کی کشمکش، گفت وشنید اور مباحث، بظاہر بلالحاظ اس اصول کے جاری رہتے ہیں۔ لیکن موجودہ زمانے کے بحث مباحث میں جس "واجبی" اُجرت کا استدلال دائمی طور سے پیش کیا جاتا ہے وہ درحقیقت ایسی اُجرت ہے جو اس تدریجی عمل کے ذریعے سے بالآخر رونما ہوتی ہے۔

[1] باب ۴۳ فصل (۵)۔

اس طرح جہاں کہیں مقابلہ نہ کرنے والی جماعتیں موجود ہوں گی وہاں، قدر کو متعین کرنے والا عامل انجام کار افادہ مختتم ہوگا نہ کہ محنت وجد جہد کے معنوں میں مساعیٔ پیدائش۔ یہ صحیح ہے کہ کسی ایک جماعت کے افراد کے مابین مساعی کی بنیاد پر مبادلات طے پاتے ہیں اور اُجرت متعین ہوتی ہے۔ باہمارت مزدور ایک دوسرے کی پیداوار خریدتے ہیں، اور وکلا و اطبا ایک دوسرے کی خدمات حاصل کرنے میں صرف کردہ محنت کے تناسب سے مبادلہ کرتے ہیں، اور ہر گروہ میں آمدنی کا تعین جد وجہد کے مساوی کرنے سے ہوتا ہے۔ لیکن جماعتوں کے مابین اس قسم کی صورت نہیں ہوتی۔ نہ صرف شریف "دماغی" پیشوں میں بلکہ متمول طبقے کے سب پیشوں میں عام طور سے اُجرت کی شرح اس وجہ سے اعلیٰ ہوتی ہے کہ ان پیشوں کے افراد کی تعداد دستی مزدوروں کے مقابلے میں محدود ہوتی ہے، اور اسی لیے ان کی خدمات کی اختتامی کارکردگی اعلیٰ ہوتی ہے۔ چنانچہ یہی حال میکانکوں اور ہر قسم کے باہمارت مزدوروں کا ہے۔ ان کی خدمات کی طلب کے مقابلے میں ان کی تعداد کی قلت ان کی حیثیت کو نفع بخش بنا دیتی ہے اور ان کو مقابلۃً اعلیٰ اُجرت دلاتی ہے۔ اس طرح مصارف پیدائش یا وہ اخراجات جو محنت کو حاصل کرنے کے لیے دیے جاتے ہیں قدر کا نتیجہ ہیں نہ کہ قدر کے اسباب۔

۴۔ اس نتیجے کے بارے میں چند شرائط کا دوسری حیثیت سے بھی لحاظ کرنا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ کسی جماعت میں اُجرت اس قدر اعلیٰ ہو کہ اس کی بنا پر دوسری جماعت کے مزدوروں کو پہلی جماعت کی جانب کشش ہو۔ مختلف جماعتوں کے مابین موانع ناقابل عبور نہیں ہوتے، اور قوم کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ مزاحمت بتدریج گھٹتی جاتی ہے۔ اُجرتوں کا فرق جتنا جتنا زیادہ ہوگا اتنا اتنا موانع پر عبور حاصل کرنے کی ترغیب زیادہ ہوگی، اور اس کا قرینہ زیادہ ہوتا جائے گا کہ چند اولوالعزم اور ہوشیار مزدور اعلیٰ تر طبقوں میں منتقل ہو جائیں۔ اس طرح جس حد تک نقل و حرکت کے موانع، ماحول اور تربیت کا نتیجہ ہیں اس حد تک، غیر مسابق جماعتوں کے اختلافات مزاحمت کے تابع ہوں گے۔ جس حد تک

باب ۳۸
اُجرت و قدر

جبلّی قابلیتوں کے فرق پر غیر مسابق جماعتوں کی بنیاد قائم ہے (اور یہ جیساکہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے ایک غیر یقینی معاملہ ہے) اُس حد تک، اس قسم کی کوئی مزاحمت رونما نہیں ہوسکتی۔

لیکن ایک جماعت کے اندر بھی افراد کی تعداد آبادی کے اضافے کے ساتھ بڑھ سکتی ہے ہم یہ خیال کرسکتے ہیں کہ اگر بامہارت مزدوروں کو اعلیٰ اُجرت ملنے لگے تو اس کا نتیجہ انجام کار اُوائل عمر کی شادی، کثرت تولید اور اس طرح بالآخر اس قسم کے مزدوروں کی رسد میں اضافہ ہوگا۔ اس کے برعکس ہم یہ خیال کرسکتے ہیں کہ اگر کسی مقررہ جماعت مثلاً دماغی پیشوں میں اُجرت کم ملے تو بیاہ میں تاخیر کی جائے گی، ولادتیں کم ہوں گی اور انجام کار اس قسم کے مزدوروں کی رسد گھٹ جائے گی کسی جماعت کے اندر اس قسم کی تبدیلیوں کا انحصار اس جماعت کے معیار زندگی پر ہوگا۔ اگر کسی جماعت میں لوگ ایک معیار زندگی پر اس قدر سختی کے ساتھ جمے رہیں کہ اس کا اثر آبادی کے قدرتی اضافے پر بھی پڑے تو، ایسا معیار زندگی بہت بڑی بنیادی قوت ہوسکتا ہے اور یہی ایک طرح کی قیمت رسد کا تعین کرے گا اور انجام کار اختتامی کارکردگی کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ اساسی حیثیت سے اضافی اُجرتوں کو متاثر کرے گا۔ اس کی شہادت موجود ہے کہ اس قسم کی ایک قوت موجودہ زمانے کے ملکوں میں خوش حال طبقے کے افراد پر اثر انداز ہوتی ہے،[1] اور ان کو ان کی خوش نصیب حیثیت میں رکھنے میں ممد ہوتی ہے؛ نیز اس کی بھی شہادت موجود ہے کہ دستی مزدوروں کے بالائی طبقے میں یہی قوت روبہ عمل ہورہی ہے۔ لیکن اس موضوع پر نیز اس بارے میں کہ مزدوروں کی تعداد کا اضافہ اور معیار زندگی اُجرت کو کس طریقے سے متاثر کرتی ہے، تفصیل کے ساتھ متعاقب بحث کی جائے گی۔[1]

۴۔ اس کتاب کی پہلی جلد میں[2] "قدر" پر اس طرح بحث کی گئی کہ گویا وہ

159

[1] ۔ دیکھو باب ۳ج و باب ۴ھ آبادی پر۔
[2] ۔ دیکھو باب ۲ا ۔ باب ۳ا و باب ۴ا۔

باب ۴۸

اُجرت وقدر

معمولی تجارتی مفہوم میں "مصارف پیدائش" پر مبنی ہے۔ مگر یہ بتایا جاچکا ہے کہ یہ بیان ناکافی اور غیر تشفی بخش ہے۔ اگر ان مصارف کا تجزیہ کیا جائے تو، معلوم ہوگا کہ وہ اُجرت پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان مصارف کا انحصار خود قدر کے عمل پر ہوتا ہے۔ پھر بھی عام اصول میں، جیساکہ انھیں پہلے بیان کیا جاچکا ہے، بظاہر بادی النظر میں غیر مسابق جماعتوں کے نظریئے سے کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہوتی۔ عام اصول پھر بھی صحیح رہتا ہے، یعنی یہ کہ مصارف پیدائش کے اختلافات ہی سے اکثر صورتوں میں "قدر" کی تبدیلیوں کی توجیہ ہوتی ہے۔

جب ایک مرتبہ معاشری طبقہ بندی کے وسیع حدود قائم ہو جائیں، اور مختلف جماعتوں کی آمدنیاں ان جماعتوں کے افراد کی تعداد اور اختتامی کارکردگی کے لحاظ سے منظم ہو جائیں تو، اضافی اُجرتیں مقابلۃً دیرپا ہو جاتی ہیں۔ جیساکہ ریکارڈو نے کہا تھا کہ "پلڑا ایک مرتبہ استقرار پذیر ہو جانے کے بعد اس میں تغیر کا امکان بہت کم رہ جاتا ہے"۔[1] طلب کی تبدیلیوں کی وجہ سے ہر درجے کی محنت ایک پیشے سے دوسرے پیشے میں منتقل ہوتی ہے؛ لیکن اس درجے کے کل مزدوروں کی طلب میں نمایاں تغیر واقع نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے مصارف پیدائش اور مساعی پیدائش کے اختلافات بالعموم متوازی رہتے ہیں۔ آجر کا یہ خیال کرنا درست ہے کہ بے مہارت مزدوروں، میکانکوں، اور تربیت یافتہ ہندسوں کو وہ جو اُجرت ادا کرنے پر مجبور رہوتا ہے اس کا تصفیہ و تقرر ہمیشہ کے لیے ایسی قوتوں کے ذریعے سے ہوتا ہے جن کا اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ان لوگوں کی اُجرتوں کو متعین کرنے والی قوتیں اس قدر وسیع اور ہمہ گیر ہوتی ہیں کہ آجر کی مخصوص طلب، ان کے ہجوم سے مغلوب ہو جاتی ہے، گو وہ اُس کل طلب کا جزو ہوتی ہے جو ہر جماعت پر اثر انداز ہوتی ہے۔

غیر مسابق جماعتوں کے باہمی تعلقات پر صرف طلب کے طویل المدت اور دور رس تغیرات کا اثر پڑتا ہے؛ اور صرف اسی صورت میں مصارف پیدائش

[1] - دیکھو ریکارڈو کی کتاب works. صفحہ ۱۵۔

باب ۴
اُجرت و قدر

160

(یعنی اضافی اُجرتیں)، تغیرات قدر کے نتائج کی حیثیت سے، نہ کہ اسباب کی حیثیت سے، رونما ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر طریقہائے پیدائش میں اس قسم کی تبدیلی واقع ہو کہ معمولی مزدور سے کام لینے کی ضرورت بتدریج گھٹتی چلی جائے؛ اور اگر کلیں اس قدر مکمل صورت میں تیار کی جائیں کہ معمولی کھدائی اور کٹائی کا کام ماہر میکانکوں کی تیار کردہ اور ان کی نگرانی میں چلنے والی پیچیدہ کلوں کے ذریعے سے انجام پانے لگے تو ان دونوں جماعتوں کی اضافی حیثیت و حالت میں تبدیلی واقع ہوگی۔ بے مہارت مزدوروں کی طلب گھٹ جائے گی؛ اور اگر ان کی تعداد مقررہ ہو تو، ان کی محنت کی اختتامی کارکردگی بھی کم ہوگی۔ لیکن با مہارت مزدوروں کی حد تک اس کے برعکس صورت واقع ہوگی؛ ان کی طلب بڑھ جائے گی اور ان کی محنت کا اختتامی افادہ بھی زیادہ ہوگا۔ اغلب یہ ہے کہ زیادہ تہذیب یافتہ و متمدن اقوام میں اس قسم کی تبدیلی بتدریج وقوع میں آرہی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ معمولی مزدور ناگزیر ہیں؛ لیکن اکثر سمتوں میں ان کی ضرورت بظاہر گھٹتی جا رہی ہے[1]۔ اگر اس جماعت کی اُجرت کی شرحوں میں اضافہ ہوتا ہے تو، اس اضافے کا باعث طلب کی زیادتی کی بجائے زیادہ تر رسد کی کمی لازماً ہوگی؛ رسد میں اس طرح کمی ہوتی ہے کہ مزدور دوسرے اعلیٰ اُجرت کے پیشوں میں منتقل ہو جاتے ہیں جو عام تعلیم اور جمہوری آزادی کا قدرتی نتیجہ ہے۔

بس مکرر یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ معاشری جماعتوں کے معاشی تعلقات میں اس قسم کی تبدیلیاں اس قدر تاخیر کے ساتھ ظہور پذیر ہوتی ہیں کہ ان کو تقریباً نظرانداز کیا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک وقت ایسا آئے جبکہ ہمارے زمانے کی معاشری طبقہ بندی خود فنا ہو جائے، جبکہ ہر قسم کے کام کا صلہ اس کے ایثار کے تناسب سے ملے، جبکہ ہر قسم کے مزدوروں کی وقعت مساوی طور سے کی جائے؛

[1] جب مشینیں اور کارخانے تعمیر ہوتے ہیں، بے مہارت مزدوروں کی طلب بظاہر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ریلوں، نہروں اور کارخانوں کا عمل شروع ہو جانے کے بعد طلب زیادہ تر ایسے مزدوروں کے لیے ہوتی ہے جو اس سطح سے اوپر ہوتے ہیں۔

باب ۴۸
اُجرت و قدر

اور جبکہ معمولی مزدور اور اس کے بچوں کے لیے تعلیم و ترقی کے ویسے ہی مواقع ہوں جیسے کہ میکانک یا وکیل کی اولاد کے لیے ہیں۔ اس طرح مصارفِ پیدائش یا اضافی اُجرتیں موجودہ حالت سے بہت ہی مختلف صورتیں اختیار کر لیں گی۔ گو اُجرتوں کے حقیقی فرق مزدوروں کے جبلّی فروق کی وجہ سے پھر بھی قائم ہی رہیں گے، لیکن یہ فرق موجودہ حالت کے مقابلے میں بہت کم نمایاں رہ جائیں گے۔ لیکن موجودہ معاشری حالات کے تحت اس قسم کے امکانات کو نظرانداز کیا جا سکتا ہے۔ اُجرتوں کے فرق، مختلف قسم کی محنت کے عام طور سے دائمی طلب کے دیرپا نتائج ہیں۔ قدر کے تغیرات کا باعث مطلوبہ محنت کی مختلف قسموں کی مقداروں کے تغیرات یا مصارف کے تغیرات ہیں؛ گو کہ قدر کا عام پیمانہ طلب و افادہ کا نتیجہ ہے نہ کہ استعمال کردہ محنت کا۔ 161

۵۔ اسی قسم کے استدلال سے نظریۂ تجارت بین الاقوام کے بارے میں بھی کام لیا جا سکتا ہے۔ اس نظریئے کا مدار، جیسا کہ جلد اول میں تجارت بین الاقوام کی بحث میں بیان کیا گیا، زیادہ تر قدر کے نظریۂ محنت پر تھا۔[۱] اس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ کسی مقررہ ملک میں وہی اشیا ارزاں ہوں گی جو مقابلۃً کم محنت کے ساتھ تیار کی جائیں گی اور اسی وجہ سے ان کے اس ملک سے برآمد ہونے کا قرینہ ہوگا؛ اسی طرح وہ اشیا گراں ہوں گی جن کی طیاری میں مقابلۃً زیادہ محنت صرف ہوگی اور اسی وجہ سے ان کے درآمد کیے جانے کا قرینہ زیادہ ہوگا۔ بادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ غیر مسابق جماعتوں یا افادۂ مختتم کے اصول کی بنا پر انجام کار قدر کا تعین ہوتا ہے تو، ہمارے اخذ کردہ سب نتائج غلط ہو جائیں گے۔ اشیا کے نرخ کی ارزانی اور برآمد کی وجہ محض یہی نہیں ہے کہ ان پر صرف کردہ محنت کے مصارف کم ہوتے ہیں، بلکہ یہ وجہ بھی ہے کہ وہ معاشری حالات بھی پیچیدہ ہوتے ہیں جن کی بنا پر کسی ملک کے اندر اضافی اُجرتوں اور اضافی قیمتوں کا تعین ہوتا ہے۔ بہرکیف نظریۂ تجارت بین الاقوام میں

[۱] ۔ دیکھو خاصکر باب ۳۴ و باب ۳۵۔

باب ۴
اُجرت و قدر

جس قسم کی ترمیم کی ضرورت ظاہر کی جا رہی ہے وہ کچھ ایسی دور رس اثرات رکھنے والی نہیں ہے۔

اگر مختلف ممالک میں معاشری طبقہ بندیوں کے مظاہر بہت مختلف ہوں تو یہ ترمیم بہت اہم ہوگی۔ اس صورت میں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک قسم کے مزدور، مثلاً ماہر میکانک، ایک ملک میں ارزاں ملیں اور دوسرے ملک میں گراں؛ اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ اول الذکر ملک اس قسم کے مزدوروں کی پیداوار برآمد کرے گا۔ اگر دوسری قسم کی محنت، مثلاً: معمولی کارخانے کی محنت، دوسرے ملک میں ارزاں ہو تو، یہ ملک اپنی باری میں اس محنت کی پیداوار برآمد کرے گا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ معاشری طبقہ بندیوں کے مظاہر میں بہت وسیع فرق و اختلاف نہیں ہے۔ غیر مسابق جماعتیں بہ حیثیت مجموعی، مختلف ملکوں میں مدارج کے مقررہ سلسلوں میں منظم ہوتی ہیں۔ کم از کم مہذب و ترقی یافتہ ملکوں میں تو یہی صورت پائی جاتی ہے۔ یہاں سخت کام اور آسان کام کرنے والی جماعتوں کے مابین اساسی حیثیت سے وہی مقررہ تفریق ظاہر ہوتی ہے اور ماہر میکانک سے لے کر معمولی مزدور تک اسی قسم کے مراحل یا زینے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے جیسا جیسا کہ تہذیب یافتہ ممالک کے درمیان ہوتا ہے، وسیع معاشری تفریقات و امتیازات ایک دوسرے سے مبادلات کرنے کی صورت کے مقابلے میں خود ان کے حدود کے اندر بہت اہم ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی مبادلات کا انحصار اب بھی زیادہ تر محنت کی اضافی کارکردگی پر ہے۔ یہ صحیح ہے کہ قدیم معاشئین کا جو خیال تھا اس کے مقابلے میں بہت عام طور سے یہ ہوگا کہ اُجرتوں کے مخصوص فرق (یعنی یہ کہ ایک درجے یا پیشے میں ایک ملک کے مقابلے میں دوسرے ملک میں اُجرت کم ہو) کسی مخصوص شے کی برآمد کی توجیہ کرتے ہیں چنانچہ جرمنی اور انگلستان کی طفیلی صنعتیں اس کی مثالیں بہم پہنچاتی ہیں۔ علاوہ ازیں جرمنی میں بعض قسم کے تعلیم یافتہ مزدور مقابلۃً کثیر التعداد اور ارزاں ہیں؛ مثلاً جرمنی کے کمپوزیٹر، جو قدیم زبانوں کی کتابیں مرتب کرنے میں خاص مشق و مہارت رکھتے ہیں، یا جرمنی کے آلات موسیقی بنانے والے بعض مزدور۔

162

لیکن یہ صورتیں عام اور ہمہ گیر نہیں ہیں۔ تجارت بین الاقوام کی اساسی لہریں اب بھی، کم از کم تہذیب یافتہ ملکوں میں، برآمد کردہ یا درآمد کردہ اشیا تیار کرنے میں محنت کی اضافی کارکردگی سے متعین ہوتی ہیں۔

۶۔ مختلف ممالک کے باہمی مبادلات اندرون ملک کی غیر مسابق جماعتوں کے باہمی مبادلات سے مماثلت رکھتے ہیں؛ اور یہ مماثلت، قدر کو متعین کرنے والی قوتوں کے عمل کو اس خوبی سے ظاہر کرتی ہے کہ اس پر مزید تفصیلی روشنی ڈالنا حق بجانب ہوگا، خواہ اس تفصیل و تشریح سے ہم اپنے موجودہ اصلی موضوع، یعنی تقسیم دولت سے اور بھی بہت زیادہ دور کیوں نہ جا پڑیں۔

بہ اشکل زر آمدنیوں کی سطح، قوموں کے مثل معاشری گروہوں کے درمیان بھی منافعے کا آلہ اور قطعی معیار یا آزمائش ہوتی ہے؛ اور یہ منافعہ دوسرے گروہوں کی تیار کردہ اشیا یا خدمات کی خریداری سے حاصل ہوتا ہے۔ ایک امریکی یا انگریز، تجارت بین الاقوام سے سب سے زیادہ نفع اس وقت حاصل کرتا ہے جبکہ وہ چائے، قہوہ اور مسالہ یعنی: ایسی اشیا خرید کرے جن کو گرم ممالک کے ادنیٰ اُجرت پانے والے مزدور تیار کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا وکیل یا کاروباری شخص، معاشری گروہوں کے باہمی مبادلات سے سب سے زیادہ نفع اس وقت حاصل کرتا ہے جبکہ وہ ایسی اشیا یا خدمات خریدے جن کو ادنیٰ طبقوں کے مزدور تیار کریں۔ وکیل یا کاروباری شخص کی متعارفہ آمدنی، خانگی ملازموں، یعنی: ماماؤں، سائیسوں، گاڑیبانوں، مرد یا عورت خاکروبوں کی خدمات مستعار لینے میں بڑی حد تک خرچ ہوتی اور بڑا اثر رکھتی ہے۔ لیکن اطبا اور دندان سازوں کے بلوں کی ادائی کرنے میں اس آمدنی سے کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اطبا یا دندان ساز بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جس سے وکیل یا کاروباری شخص کا تعلق ہے، اور ان کی خدمات کا اعلیٰ مروجہ شرح سے صلہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر اطبا یا دندان سازوں کی کارگزاری خاص طور سے عمدہ ہو تو ان کی خدمات ارزاں شرح پر مل جائیں گی؛ لیکن پھر بھی ان کی آمدنیاں ان کے معاشری طبقے کے

باب ۴۸
اُجرت و قدر

معیاروں کے مطابق زیادہ ہوں گی، چونکہ ان کی کارگزاری بہت زیادہ غیر معمولی طور سے اعلیٰ نہ ہوگی، اس لیے ان کی خدمات گراں ہوں گی؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ کسی اعلیٰ متعارفہ آمدنیوں والے ملک میں وہ داخلی اشیا گراں ہوتی ہیں جن میں محنت کی کارکردگی خاص طور سے اعلیٰ نہ ہو۔

قوموں اور غیر مسابق گروہوں کی باہمی تمثیل میں اور وسعت پیدا کی جاسکتی ہے۔ دونوں صورتوں میں مبادلے کی شرحوں کا تعین ان وسیع اسباب کی بنا پر ہوتا ہے جو بتاخیر عمل کرتے ہیں اور طویل مدت کے سوا ان میں کسی قسم کا خلل واقع ہونے کا قرینہ نہیں ہوتا؛ چنانچہ اسی وجہ سے اکثر اشخاص، بلکہ اکثر معاشئین بھی، ان کو معمولی واقعات شمار کرتے ہیں۔ اس واقعے کو عام طور سے تسلیم کیا جاتا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ، انگلستان، فرانس اور جرمنی میں، متعارفہ آمدنیوں کا مقابلۃً اعلیٰ ہونا فطرت کی نظم و ترتیب کا ایک جزو ہے۔ علیٰ ہذا یہ واقعہ بھی اسی طرح بلا کم و کاست عام طور سے تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ اطبا، وکلا، اور کاروباری اشخاص کے اوپر کے طبقے کی متعارفہ آمدنیاں مقابلۃً اعلیٰ ہوتی ہیں؛ وجہ یہ کہ آمدنیوں میں بہت عام طور سے اور ہمیشہ فرق پائے جاتے ہیں۔ پھر بھی دونوں صورتوں میں فرق و اختلاف کی بنیاد بلاشبہ وہ اسباب ہیں جو معاشری گروہوں کے درمیان اور قوموں کے درمیان طلب کے حالات میں کم و بیش پائے جاتے ہیں۔ ان طلب کے حالات کی تہ میں غالباً اور بھی زیادہ گہرے اسباب مل سکتے ہیں، یعنی: ذہانت اور عادات و خصائل کے جبلّی و ارثی اختلافات۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جہاں تک معاشری گروہوں کا تعلق ہے وہاں تک، اس کا تصفیہ کرنا کس قدر مشکل ہے کہ معاشری طبقات کے حدود کا تعین جبلّی خصوصیات کرتے ہیں کہ اکتسابی خصوصیات۔ اسی طرح قوموں کے بارے میں یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ کسی ایک ملک کے فوائد کا سبب آیا ناقابل تغیر قومی خصوصیات ہیں یا تاریخی نشو و ترقی اور اکتسابی مہارت کے اتفاقات۔ کسی تہذیب یافتہ قوم اور کسی وحشی یا نیم مہذب ملک کے

باب ۴ب
اُجرت و قدر

مابین فوائد کے جو اختلافات اور اس کے نتیجے کے طور پر جو مبادلات ہوتے ہیں ان کا تعین و تصفیہ کرنے میں غالباً قومی اسباب کا اثر زیادہ قوی پڑتا ہے، اس کے برخلاف خود مہذب قوموں کے مابین جو اختلافات و مبادلات ہوتے ہیں ان کی حد تک اکتسابی خصوصیات نسبتہً زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو، اتنا ضرور ہے کہ اختلافات موجود ہیں، اور نہ صرف موجود ہیں بلکہ نسلہا نسل تک اور صدیوں تک قائم رہتے ہیں؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ کسی ملک کے اندر معاشری گروہوں کے درمیان اختلافات مدتوں باقی رہتے ہیں۔ کسی مقررہ وقت میں اور طویل مدت کے لیے ان کو مسلمہ و مقررہ واقعات اور اس طرح اسباب تسلیم کرنا ضروری ہے اور بطور نتائج ان کا تجزیہ نہ کرنا چاہیئے۔

باب ۴۹

کاروباری منافعہ

164

(۱) کاروباری منافعہ، خطرات اور جوکھم برداشت کرنے پر منحصر ہوتا ہے۔ اصطلاح "منافعہ"۔ (۲) کاروباری شخص، باقی آمدنی وصول کرنے والے کی حیثیت سے۔ اس آمدنی کی بے قاعدگی اور وسعت؛ اس کا تعلق قیمت سے۔ گو بے قاعدہ ہوتی ہے لیکن اتفاقی نہیں ہوتی۔ (۳) جبلّی قابلیت، موقع و سہولت، ماحول اور تربیت کا اثر۔ (۴) کامیابی کے لوازم: غور و فکر، اصابت رائے، اور جرأت۔ میکانکی قابلیت اتنی اہم نہیں جیسا کہ توقع کی جا سکتی ہے۔ کاروباری اشخاص کے تعلقات موجدین سے؛ کامیاب اشخاص کے اوصاف کا اختلاف۔ (۵) کاروباری اشخاص میں فطری انتخاب کا عمل۔ فطری استعداد، دوسرے اکثر پیشوں کے مقابلے میں اس میں زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ (۶) کاروباری جد و جہد اور زر کمانے کے محرکات۔ معاشری اولوالعزمی یا حبِ جاہ سب سے بڑا محرک ہے؛ دوسرے محرکات۔ (۷) اگر کاروباری قابلیت بافراط اور اعصابی محنت کی استعداد کمیاب ہو تو کیا تغیرات واقع ہوں گے؟

۱۔ اب ہم پھر اصل موضوع، یعنی: تقسیم دولت کی بحث کی جانب رجوع ہوتے ہیں۔ کاروباری منافعہ ان مسائل میں سے اکثر مسائل پیش کرتا ہے جو

اُجرتوں کے فرق سے رونما ہوتے ہیں؛ چنانچہ اس کو بھی اُجرت کی ایک شکل شمار کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ تاہم اس میں اکثر خاص خصوصیات بھی ہیں اور اسی لحاظ سے وہ علیٰحدہ غور و بحث چاہتا ہے۔ تقسیم دولت کی بحث میں اس حصے (منافعہ) کے لیے متعدد اصطلاحیں استعمال کی جاتی ہیں؛ مثلاً: "اُجرت تنظیم" "خالص منافعہ"، "کاروباری آمدنی"، "آجر اہتمام" یا "منتظم کا صلہ" وغیرہ۔ "کاروباری منافعے" سے اسی قسم کی آمدنی مراد ہے جس پر اس باب میں غور کیا جائے گا؛ اسی طرح "کاروباری شخص" سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کس قسم کا شخص ایسی آمدنی کو حاصل کرتا ہے۔

روزمرہ کی زبان میں جب "منافعہ" یا "کاروباری منافعہ" کہا جاتا ہے تو اس کو بالعموم مشغول شدہ اصل کے فیصد کے حساب سے بیان کیا جاتا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے اپنے اصل سے ۱۰ فیصدی یا ۲۰ فیصدی منافعہ حاصل کیا۔ اگر اصل کا کچھ جزو مستعار حاصل کیا جائے اور مقررہ سود قرض خواہ کو ادا کیا جائے تو اس طرح ادا کردہ رقم مجموعی خام منافعہ سے منہا کردی جاتی ہے۔ لیکن ایسے اصل کے سود کی رقم بالعموم منہا نہیں کی جاتی جس کو کاروباری شخص نے مستعار نہ لیا ہو بلکہ خود لگایا ہو۔ تاہم اگر سود کو محض اصل کی آمدنی شمار کیا جائے، اور کاروباری منافعہ کو ایسی آمدنی شمار کیا جائے جو خالص اُجرت ہے تو، اول الذکر اور موخر الذکر دونوں صورتوں میں خام منافعے سے رقم منہا کرنی پڑے گی۔ کاروباری شخص اپنی نگرانی میں اپنا جو اصل مشغول کرتا ہے اگر وہ کسی دوسرے کو مستعار دے دیا جائے اور دوسرا شخص اس کو صرف کرے تو، اس اصل پر قرض خواہ کو مروجہ شرح سے سود وصول ہوگا؛ سچ پوچھو تو صرف اس رقم کو جو اصلدار کو اپنے سود کے علاوہ وصول ہو کاروباری منافعہ خیال کرنا چاہیئے۔

165

روزمرہ کی بول چال میں سود اور کاروباری منافعہ کا اساسی فرق جس قدر عام طور سے تسلیم کیا جاتا ہے اسی قدر عام طور سے نظر انداز بھی کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں اس کو سب تسلیم کریں گے کہ کسی مقررہ شرح حاصل کی معقولیت یا امکان کے متعلق فرق موجود ہے۔ اگر شرح سود

باب ۹
کاروباری منافع

۶ فیصد ہو تو، مان لیا جاتا ہے کہ منافعہ کی شرح اس سے زائد ہونی چاہیئے؛ اور توقع بھی یہی کی جاتی ہے کہ فی الواقع منافعہ کی شرح، شرح سود سے زائد ہوگی۔ اگر منافعہ کو بحساب فیصد نہ بیان کیا جائے، بلکہ معمار، وکیل یا طبیب کی آمدنی کی طرح اس کی یکمشت رقم بیان کی جائے کہ ہر سال یا ہر ششماہی پر کتنی مجموعی رقم وصول ہوتی ہے تو، اس سے بازار کی زبان اور معاشیات کی اصطلاح میں بآسانی توافق پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس طریق پر عمل پیرا ہونے میں متعدد اسباب مزاحم ہوتے ہیں؛ صرف یہی نہیں کہ قدیم زمانے کے روایات، جبکہ کاروباری شخص خود اپنا اصل لگاتا تھا اور دوسروں سے مقابلۃً بہت کم قرض لیتا تھا اس میں مزاحمت پیدا کرتے ہیں؛ بلکہ دوسرے مادی اسباب بھی مزاحم ہوتے ہیں؛ مثلاً ایک تو کاروبار کا سرمایۂ مشترک کے اصول پر اور بڑے پیمانے پر انجام دیا جانا ہے اور دوسرا اہم سبب اصل کی مقدار اور کاروباری منافعہ کی مجموعی خام مقدار کے مابین حقیقی تعلق ہے۔ آگے چلکر ہم ان امور پر تفصیلی بحث کریں گے۔ تجزیۂ بحث کی ابتدائی حالت میں یہی طریقہ بہتر ہوگا کہ اصل کے سود اور منتظم کاروبار کے کاروباری منافعہ کے مابین واضح طور پر فرق قائم کر لیا جائے۔

روزمرہ کی زبان میں نہ صرف کاروباری منافعہ اور سود کے مابین فرق و امتیاز قائم کرنے میں کوتاہی کی جاتی ہے، بلکہ لگان اور نفع اجارہ جیسی آمدنیوں کو بھی منافعہ سے خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً یہی نہیں کہ کسی شئے کا پیٹنٹ (حق محفوظ) کرانے کے بعد مالک کو جو کثیر آمدنی ہوتی ہے اس کو منافعہ کہا جاتا ہے؛ بلکہ پیٹنٹ پر یا ان کتابوں پر جن کے حقوق محفوظ ہیں جو رائلٹی ادا کی جاتی ہے اس کو بھی بالعموم منافعہ کہا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا کسی بیش بہا سکنی خطۂ زمین سے جو منافعہ وصول ہوتا ہے اس کو بھی منافعہ ہی کہا جاتا ہے۔ اگر معاشیین روزمرہ کی زبان استعمال کرنے لگیں تو، اس کی بنا پر عام طور سے غلط فہمیاں اور بعض اوقات حقیقی ابہام رونما ہوگا؛ کیونکہ ایسا ہونا ناگزیر ہے کہ معاشیات داں خود بعض اوقات الفاظ کو عرفی معنوں میں

استعمال کرے۔ مثلاً وہ اپنے ذہن میں تو مراد لیتا ہے کسی نہ کسی قسم کا کثیر المقدار ماحصل، اور کہے گا "اعلیٰ منافعہ"۔ موجودہ بحث میں اور عام طور سے موجودہ کتاب میں بھی "کاروباری منافعے" کی اصطلاح اسی مفہوم میں استعمال کی جائے گی جس کو ابھی بیان کیا جا چکا ہے؛ یعنی وہ ماحصل زائد جو سود، لگان یا منافعۂ اجارہ کے علاوہ وصول ہو۔

صنعت کا آزادانہ انتظام ہی کاروباری شخص کے کام کی سب سے نمایاں خصوصیت ہے۔ وہ صنعتی کاروبار کے نتیجے کے خطرات کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے؛ اس کے برخلاف تنخواہ دار ملازم یا اجیر کو اس کی مقررہ خدمات کے معاوضے میں ایک مقررہ رقم ادا کرنے کا وعدہ پیشگی کر لیا جاتا ہے۔ اس حد تک اس سے بحث نہیں کہ کاروباری شخص کاروبار کو پیمانۂ کبیر پر انجام دے یا پیمانۂ صغیر پر۔ دیہات کا موچی اور جوتے کے بڑے کارخانے کا مالک، خردہ فروش دوکاندار اور بڑا تاجر، ملکی کاشتکار اور خود کاشت زمیندار، یہ سب یکساں طور سے کاروباری اشخاص ہیں اور کاروباری منافعہ حاصل کرتے ہیں۔ طبیب یا وکیل، جو اپنے پیشے میں آزادانہ طور سے کام انجام دیتا ہو، اس نقطۂ نظر سے اسی جماعت میں داخل ہے؛ اس لیے کہ اس کی حیثیت بظاہر اسی طریقے سے اُس طبیب یا وکیل کی حیثیت سے مختلف ہے جو ایک مقررہ تنخواہ پر کام انجام دیتا ہو۔ لیکن عام طور سے ہم زیادہ تر ان لوگوں کے کاروباری انتظام کے تعلق سے تصور قائم کرتے ہیں جو کاروبار کو بڑے پیمانے پر انجام دیتے ہیں، جو کثیر المقدار اصل فراہم کرتے اور اس کا انتظام کرتے ہیں؛ جو دوسرے مزدوروں کو اُجرت پر حاصل کر کے اپنی نگرانی میں کام لیتے ہیں، جو اہم اور اہتمام طلب تدابیر اور خاکے مرتب کرتے ہیں، اور جن کا کام خود زیادہ تر یا کلیتہً معاملات کی نگرانی اور انصرام ہوتا ہے۔ نیز ہم تجارت اور مصنوعات سے متعلق زیادہ عام قسم کے صنعتی کاروبار کا تصور قائم کرتے ہیں۔ اگر ہم ان عام صورتوں پر پہلے غور کریں تو کاروباری منافعے کے مخصوص مسائل پر بہترین طریق پر عبور حاصل ہو سکتا ہے۔

باب ۴ب
کاروباری منافع

۴۔ کاروباری شخص کے ہاتھ میں صنعت کے انتظام کی عنان ہوتی ہے اور وہی صنعتی کاروبار کا رہنما اور قائد ہوتا ہے۔ کاروبار کی آمدنی سب سے اول اس کے ہاتھوں میں آتی ہے، اور وہ دوسروں کو ان کا حصہ تقسیم کرتا ہے۔ وہ اُجرت پر حاصل کیے ہوئے مزدوروں کو ان کی مقررہ اُجرت اور اصلداروں سے حاصل کئے ہوئے اصل کا مقررہ سود ادا کرتا ہے۔ وہی بہترین موقع محل والی اور نفع بخش زمینوں کے امکانات کا تخمینہ اور انتخاب کرتا ہے جس کی بنا پر سکنی زمینوں کے لگان کا تعین ہوتا ہے، اور وہی زمین کا لگان زمیندار کو ادا کرتا ہے۔ ان سب معاوضوں کو ادا کرنے کے بعد جو کچھ بچ رہتا ہے اس کو وہ اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ پس اس کی آمدنی کو "باقی آمدنی"[1] اسی لحاظ سے کہا جا سکتا ہے۔

اس کی اس حیثیت سے کہ وہ باقی آمدنی کا حقدار یا مالک ہے، کاروباری منافعے کی ایک عجیب و غریب خصوصیت کی توجیہ ہوتی ہے؛ اور وہ اس آمدنی کی بے قاعدگی اور عدم تعین ہے۔ ممکن ہے کہ کاروباری شخص کو ایک سال ایک پیسہ بھی وصول نہ ہو، بلکہ اُلٹا نقصان برداشت کرنا پڑے؛ اور دوسرے سال اس کو بیش قرار منافعہ وصول ہو۔ ایک ہی شخص کے منافعے میں سال بہ سال جو تغیرات واقع ہوتے ہیں وہ اس وجہ سے رونما ہوتے ہیں کہ کاروباری شخص صنعتی خطرات کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے۔ گو اکثر صورتوں میں خطرات اس قدر باقاعدگی کے ساتھ رونما ہوتے ہیں کہ (آگ اور بحری نقصان کے مقابلے میں) ان کا بیمہ کرایا جا سکتا ہے؛ لیکن اکثر خطرات ایسے بھی ہوتے ہیں جو سب سے اول ذمہ داری لینے والے کو برداشت کرنا پڑتے ہیں؛ مثلاً طلب کے تغیرات، ایجادات، طریقہائے پیدائش میں اختراع، اور عام قیمتوں میں الٹ پھیر کے خطرات۔ اس طرح کاروباری شخص کی خالص آمدنی ناگزیر طور سے تغیر پذیر ہوتی ہے۔

---

[1] (Residual Income)

باب ۴۹

کاروباری منافع

کاروباری شخص قیمتوں کے تغیرات کے اثرات کو سب سے زیادہ خاص طور سے محسوس کرتا ہے۔ جب قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو وہ قلیل مدت تک نفع حاصل کرتا ہے؛ اور جب قیمتیں گھٹ جاتی ہیں تو قلیل زمانے تک اس کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ یہ بات نہ صرف مخصوص اشیا کی قیمت کے تغیرات کے بارے میں ان کاروباری اشخاص کی حد تک صادق آتی ہے جو ان اشیا کا کاروبار کرتے ہیں؛ بلکہ عام قیمتوں کے تغیرات کے بارے میں بھی کاروباری اشخاص کی حد تک من حیث الجماعت صادق آتی ہے۔ اس بنا پر اکثر لوگوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ خرید و فروخت اور قیمتوں کا ماہرانہ اہتمام کاروبار کے روح رواں ہیں۔ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے[1] کہ قیمت کے اضافے اور تخفیف کا کاروباری اشخاص کے ان تعلقات پر کس طرح اثر پڑتا ہے جو بحیثیت آجروں کے ان کے اور ما تحت مزدوروں یا اجیروں کے مابین پائے جاتے ہیں۔ چونکہ کاروباری شخص تاجروں اور مزدوروں کے مابین ایک درمیانی حیثیت رکھتا ہے اور زر کی قدر کے سبب تغیرات کا مزدوروں سے پہلے اسی پر اثر پڑتا ہے، اس لیے کاروباری منافع، قیمتوں پر بہت بڑی حد تک منحصر ہوتا ہے۔ لیکن یہ تعلق بالعموم عارضی سا ہوتا ہے؛ کاروباری شخص کی آمدنی کے تغیرات پر یہ تعلق اثر انداز تو ہوتا ہے، لیکن طویل مدت میں وہ نہ تو اس آمدنی کی مقدار کو متعین کرتا ہے نہ اس کے سرچشمہ کو ظاہر کرتا ہے۔

کاروبار میں خطرات اس قدر عظیم ہوتے ہیں کہ اکثر لوگ اس کو محض قسمت آزمائی اور اتفاقات کا کھیل تصور کرتے ہیں۔ بعضوں کو جیت ہوتی ہے اور بعضوں کو ہار، گویا یہ ایک عظیم الشان قرعہ اندازی کے کھیل کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اکثر اشخاص اسی انداز میں اور اسی جذبے کے ساتھ کاروبار کو شروع کرتے ہیں، اور غیر محتاط انتظام، غیر صحیح تخمینے اور

---

[1] دیکھو باب ۲۲ فصل (۵)۔

باب ۴۹
کاروباری مناقعہ

بدسلیقگی کے ساتھ اسی طرح کاروبار میں حصہ لیتے ہیں جس طرح کہ قمار باز یا جواری۔ لیکن یہ ثابت کرنے کے لیے بہت زیادہ باریک بینی اور تحقیق کی ضرورت نہیں ہے کہ کاروبار کی کامیابی، بالکلیہ قسمت یا اتفاقات پر موقوف نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ایک سال نفع ہوتا ہے تو دوسرے ہی سال نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ حسن اتفاق سے مسلسل اور دائمی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ بازار کے حالات کی تبدیلی، نئی شئے کی تیاری، نئی کان کی دریافت سے بہت کثیر منافعہ حاصل ہوسکتا ہے۔ اور یہی کاروباری شخص کا نصب العین ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ شخص جس نے کثیر منافعہ حاصل کیا ہو ہوشیاری اور ہوشمندی سے کام لیکر کاروبار بند کردے اور اپنے کمائے ہوئے اصل کو غیر یقینی اور ناقابل اطمینان میدان میں صرف کرنے سے دست کش ہوجائے۔ لیکن عام طور سے یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کا سلسلہ جاری رکھتا ہے اور دوبارہ بلکہ سہ بارہ بھی اسی طرح منافعہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح مسلسل متعدد برسوں کے کاروبار پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض افراد کو مستقلاً نفع ہی ہوتا رہا اور اس کے برخلاف بعضوں کو انجام کار نقصان برداشت کرنا پڑا اور میدان کارزار سے وہ ناپید ہوگئے۔ کامیابی کے متعدد لوازم ہیں؛ صرف خطرات کا مقابلہ کرنے کی ہمت وجرات ہی کافی نہیں، بلکہ انتظام کاروبار کی صلاحیت، قابلیت اور مہارت بھی ضروری ہے۔ لیکن مسلسل کامیابی محض اتفاق کا نتیجہ نہیں ہوتی؛ بلکہ اس کا باعث کچھ اور ہی ہے؛ اور وہ یہ کہ بعض افراد ایسی خوبیوں اور خصوصیتوں کے مالک ہوتے ہیں جو دوسروں میں مفقود ہوتی ہیں۔

علاوہ ازیں مختلف افراد کے اوصاف اور خصوصیتوں کے مدارج مختلف ہوتے ہیں، یا کم ازکم ان کی خوبیوں اور خصائص کے نتائج بہت مختلف ہوتے ہیں۔ کاروباری منافعہ کی وسعت اور سطح میں خود اس قدر عظیم تغیرات ہوتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں کسی شخص واحد کی آمدنی کے اختلافات و تغیرات کچھ زیادہ عجیب نہیں معلوم ہوتے۔ بعضوں کے ہاتھ میں کچھ ایسا جادو ہوتا ہے کہ وہ

باب ۹

کاروباری منافع

جس شے کو ہاتھ لگاتے ہیں سونا ہو جاتی ہے؛ اور محیر العقول آمدنی وصول ہوتی ہے۔ یہی لوگ صنعت کے قائد اعظم ہوتے ہیں، اور انھیں کو کاروباری طبقہ "بڑا آدمی" خیال کرتا، ان کی عزت و وقعت کرتا، تعظیم و تکریم بجا لاتا، ان سے خوف کرتا اور ان کی تقلید اپنے لیے باعث کامرانی تصور کرتا ہے۔ بعضے ایسے بھی ہوتے ہیں جو مرتبے میں ان سے قدرے کم ہوتے ہیں، مگر خوش حال ہوتے ہیں؛ اگرچہ ان کی خوش حالی اور ترقی اس قدر محیر العقول نہیں ہوتی۔ یہ طبقہ ٹھوس کاروباری اشخاص کی منتخب جماعت پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے نیچے کے صنعتی و معاشری طبقات میں بہت ہی باریک اور غیر محسوس فرق و مدارج قائم ہیں جن کا سلسلہ یکے بعد دیگرے بالکل نیچے تک اترتا چلا آتا ہے، یہاں تک کہ ہم خردہ فروش تاجر تک پہنچتے ہیں، جو ہے تو حقیقت میں کاروباری شخص ہی، مگر اس کی آمدنی بہت ہی قلیل ہوتی ہے اور حیثیت اور رتبے کے اعتبار سے اس میں اور معمولی میکانک یا محرر میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہوتا۔

جملہ دماغی کام کرنے والے پیشوں کا خاصہ یہ ہے کہ ایک ہی قسم کا کام انجام دینے والے اشخاص کی آمدنیاں مختلف ہوتی ہیں۔ گو بعض میکانک دوسرے میکانکوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ماہر ہوتے ہیں اور انھیں اجرت بھی نسبتہً زیادہ ملتی ہے؛ لیکن ان کی آمدنیوں کا فرق، وکلا، اطبا، صناعوں اور کاروباری اشخاص کی آمدنیوں کے فرق کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے۔ اس کی وجہ یہ واقعہ ہے کہ دماغی کام کرنے والے اشخاص کی قابلیت و استعداد کا فرق بمقابلۂ دستی کام کی قوت اور جوش کے فرق کے بدرجہا زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ گو ہر آدمی کو تربیت اور مشق کے ذریعے سے ماہر میکانک نہیں بنایا جا سکتا؛ لیکن پھر بھی بہت بڑی تعداد کو مہارت کے اعلیٰ ترین ممکنہ درجے تک پہنچانا ممکن ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کارآمد اور تربیت یافتہ وکلا، اطبا اور کاروباری اشخاص کی موجودہ تعداد میں تربیت کے ذریعے سے اضافہ کر دیا جائے، لیکن ایسے اشخاص کی تعداد فی الواقع بہت قلیل ہوگی جو ان پیشوں میں کمال و مہارت کے اعلیٰ ترین ممکنہ زینے پر پہنچ سکتے ہیں۔

۳۔ مختلف کاروباری اشخاص کی طویل المدت آمدنیوں کے اختلافات،

باب ۴۹

کاروباری منافع

وہی مسائل پیش کرتے ہیں جن پر معمولی اُجرتوں کے حوالے سے غور کیا جا چکا ہے۔
کیا ان آمدنیوں کے فرق کا باعث جبلی استعداد کا اختلاف ہے؟ یا آمدنی کا فرق تربیت اور ماحول کا نتیجہ ہے؟ کیا زیادہ خوش حال کاروباری اشخاص خوش حال طبقے کے عام غیر مسابق گروہ سے پیدا ہوتے ہیں؟ اور ان تمام سہولتوں کے ساتھ جو اس گروہ کو حاصل ہیں؟ یا ان کی کامیابی کا ان کی زندگی کے آغاز سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے؟ اور اس کا باعث زیادہ تر خلقی استعداد ہے؟
بعض معمولی مظاہر جبلی اختلافات کی بنیاد پر آمدنی کے فرق کی توجیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مفلس لڑکے ترقی کر کے امیر بن جاتے ہیں؛ چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں مزارعین کی جماعت اپنے نصیبوں کو آپ بنانے والوں کا سرچشمہ رہی ہے۔ اس کے برخلاف انھیں قائدین صنعت کے لڑکے تنزل کر کے قیادت کے درجے سے نیچے آجاتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ انھیں تربیت کے تمام فوائد، مال متروکہ کی ملکیت اور موافق مواقع حاصل ہوتے ہیں، وہ کاروبار کے عملی انتظام اور نگرانی کو بہ رضا و رغبت ایسے اشخاص کے سپرد کرنے کی جانب مائل ہوتے ہیں جو معمولی طبقوں سے اٹھتے ہیں۔ اس قسم کی مثالیں بلاشبہ کاروباری قابلیت کے ناقابل توریث ہونے کو ہمیشہ ظاہر نہیں کرتیں، جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ اگر متمول آدمی کے لڑکے اپنے باپ کے ودایع کی ہمسری کرنے سے قاصر رہتے ہیں تو اس کی وجہ کسی محرک یا مہیج کا فقدان ہے، نہ کہ صلاحیت یا قابلیت کا فقدان۔ احتیاج و ضرورت کا مہیج اور غیر تسکین یافتہ معاشری رتبے کا محرک دونوں مفقود ہوتے ہیں۔ پھر بھی ایسی مثالیں بہ کثرت ملتی ہیں جن میں مقررہ کاروبار کا انتظام جس شخص کو وراثتہً ملتا ہے وہ اس کو برقرار رکھنے اور سنبھالنے میں ناکام رہتا ہے خواہ وہ اپنی جانب سے سعی کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ یہ بات بارہا مشاہدے میں آچکی ہے کہ قدیم اور مشہور فرمیں اپنے بانیوں کی وفات کے بعد جب ان کے ورثہ کے زیر انتظام آئیں تو ان کا شیرازہ درہم و برہم ہو گیا۔
لیکن اس صورت میں بھی، دوسرے پیشوں کے مثل، یہ خطرہ ہے کہ توجہ صرف نمایاں مظاہر کی جانب مرتکز ہو۔ قائدین صنعت، بلاشبہ

کاروباری منافع

پیدائشی قابلیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ بڑے شعراء، ماہران موسیقی، سائنس دانوں اور وکلا کا یہی حال ہے۔ گو ممکن ہے کہ ادنیٰ طبقوں میں بھی ایسے اشخاص خال خال نظر آئیں جن میں ذہانتیں دبی ہوئی یا پوشیدہ ہوں، لیکن اعلیٰ درجے کی قابلیت عام طور سے اُبھر آتی اور ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ اس کے برخلاف استعداد اور عمدہ صلاحیت اتنی کمیاب نہیں ہے، اور اس کی تربیت و داشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آغاز موافق ہو تو، عمدہ قابلیت رکھنے والے شخص کو کامیابی ہو سکتی ہے، اگر آغاز موافق نہ ہو تو، ممکن ہے کہ وہ اتنی ہی عمدہ قابلیت رکھنے والے شخص کی کامیابی میں رکاوٹ پیدا کرے۔ اعلیٰ ترین غیر معمولی قابلیت رکھنے والے اشخاص کے درجے کے نیچے مرفہ الحال اور خوش باش اشخاص کا ایک طبقہ ہوتا ہے جس کے لیے اصل اور تعلقات کی سہولتیں اساسی و انتہائی اہمیت رکھتی ہیں۔

170

اصل اور تعلقات، یہی دو عامل ہیں جن سے کاروبار فروغ پاتا ہے اور جن کی عدم موجودگی کاروبار کو بگاڑ سکتی ہے۔ ہر کاروباری شخص کے لیے ضروری ہے کہ اس کو اس کے ذاتی یا مستعار ذرائع پر دسترس حاصل ہو۔ یہ صحیح ہے کہ اگر اس میں نہایت اعلیٰ درجے کی قابلیت موجود ہو تو، ذرائع کا فقدان اس کی راہ میں زیادہ دیر پا رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتا، ممکن ہے کہ اس کو آغاز میں بہت دیر میں جا کر کامیابی ہو، لیکن وہ بہت جلد رقم پس انداز کر لے گا، بآسانی قرضہ حاصل کر لے گا اور قلیل مدت کے اندر اندر ایسے رفیق اور جلیس پیدا کر لے گا جو اس کو زر مطلوبہ مستعار دینے کے لیے نہ صرف آمادہ ہوں گے بلکہ مشتاق و متمنی ہوں گے۔ لیکن جو آدمی اوسط درجے کے قریب قریب ہو اس کی صورت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ اگر اس کے والدین یا دوست اس کو اصل پر قابو دلا دیں تو اس کو مساوی قابلیت کے بدنصیب شخص پر بہت زیادہ فائدہ حاصل ہو گا۔ یہی حال تعلقات کا ہے، خواہ وہ ملاقات، شناسائی اور قرابت کا نتیجہ ہوں، یا ماحول کے مختلف النوع اثرات کا۔ وہ شخص جو مرفہ الحال طبقے میں پیدا ہوتا ہے آغاز ہی سے کاروباری فضا میں گھرا ہوا ہوتا ہے۔ روابط، مشورے، نصائح، اور مواقع اس کو خود بخود بلا طلب دستیاب ہوتے ہیں۔

باب ۴۹

کاروباری منافع

جو کچھ قابلیت اس میں موجود ہوتی ہے اس کی نشو و ترقی کی ایک موافق بنیاد مل جاتی ہے۔

خوش حال طبقے کے دوسرے پیشوں کے مقابلے میں کاروباری زندگی کے لیے رسمی تربیت بلا شبہ بہت کم نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے۔ گو یہ غالباً ممکن ہے کہ زمانۂ ماضی میں کاروبار کی تعلیم جیسی کچھ بے تکی رہی ویسی مستقبل میں نہ رہے، بلکہ زیادہ باقاعدہ و باضابطہ طریقے پر تربیت کا انتظام کیا جائے پھر بھی رسمی تعلیم کاروبار کی حد تک کبھی اس طرح اثر انداز و نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی جیسی کہ دوسرے پیشوں میں ثابت ہو رہی ہے۔ کاروباری زندگی ہمیشہ مقابلۃً زیادہ آسانی کے ساتھ دسترس پذیر ہوگی۔ جو موانع اس کی راہ میں زیر کرنے کے قابل رہ جائیں گے وہ صرف وہ ہوں گے جو ذرایع کے فقدان سے اور ماحول کے تمام مبہم مگر قوی اثرات سے رونما ہوں گے۔

۴۔ اعلیٰ درجے کے کاروباری شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ قوت متخیلہ اور اصابت رائے رکھتا ہو، ہمت و جرأت سے کام کرے اور انتظامی قابلیت اس میں موجود ہو۔

قوت متخیلہ اور اصابت رائے، یہ دو چیزیں صنعت کی قیادت کے لیے لابدی ہیں۔ کاروباری شخص کی کامیابی کا مدار اس پر ہے کہ وہ امکانات کے متعلق پہلے سے تخمینہ قائم کر سکے، اور مستقبل میں اس کے نتیجے کی بابت ہوشمندی اور مآل اندیشی کے ساتھ اندازہ کر سکے۔ نئے کاروبار کے لیے تو یہ خاصکر نہایت ضروری ہے؛ چنانچہ نئے کاروبار کو انجام دینے کے لیے قیادت کے جوہر دکھانے کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور کثیر المقدار منافعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ زر پیدا کرنے کی بے شمار تجاویز، کاروباری طبقے کے سامنے متواتر پیش ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں سے اکثر خیالی ہوتی ہیں۔ قائد صنعت ان میں سے صرف ان تجاویز کا انتخاب کرلے گا جن میں فی الحقیقت امکانات موجود ہیں، ان کی تشکیل از سر نو کرے گا، ان کو عملی جامہ پہنائے گا، اور انجام کار ان کو کامیاب بنائے گا۔ بعض اوقات وہ غلطی بھی کر جاتا ہے، مگر تاوقتیکہ اس سے

171

کاروباری منافع

کبھی کبھی غلطیاں سرزد نہ ہوں کوئی بڑی کامیابی نہیں حاصل ہو سکتی، لیکن معقول و موزوں آدمی کو کاروباری تجاویز کے بیشتر حصے میں کامیابی ہوتی ہے۔ اکثر تو ایسے لوگ بھی صائب الرائے خیال کیے جاتے ہیں جو حقیقت میں اس صفت سے معرّا ہوتے ہیں۔ شخصیت کا اثر تو پڑتا ہے، مثلاً بارعب ہستی، دل کو لگنے والی گفتار اور ولولہ انگیز جذبات اپنا اثر ڈالتے ہیں؛ لیکن ممکن ہے کہ شخصیت کے متعلق دھوکہ بھی ہو جائے۔ متعدد دفعہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ایسی شخصیت رکھنے والا آدمی ثابت قدم اور قائد ہوتا ہے، اور بڑے بڑے جرأت آزما کاموں میں ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ پھر بھی یہ دیکھا گیا ہے کہ انجام کار اس کو اس لیے ناکامی ہوتی ہے کہ وہ ثابت کر دیتا ہے کہ اس میں اساسی شئے یعنی اصابت رائے اور قوت فیصلہ نہیں ہے۔

ہمت اور خطرات اور جوکھم برداشت کرنے کی صلاحیت کاروباری شخص کی کامیابی کے بدیہی لوازم ہیں۔ یہ نتیجہ اس حد تک نکلتا ہے جس حد تک کہ اُس کی کاروباری جد و جہد خطرات برداشت کرنے کی صلاحیت پر مبنی ہو۔ لیکن تاوقتیکہ اصابت رائے موجود نہ ہو، ہمت، قوت متخیلہ اور شخصیت سب انجام کار بے سود ثابت ہوتے ہیں۔

انتظامی قابلیت غالباً اس قدر کمیاب نہیں ہے جس قدر کہ اصابت رائے اور قوت متخیلہ کا اتحاد۔ لیکن پھر بھی وہ عام طور سے نہیں پائی جاتی۔ انتظامی قابلیت کا انحصار دو چیزوں پر ہے۔ ایک تو باحکمت تنظیم، اور دوسرے مردم شناسی۔ کاروبار کا خاکہ مرتب کرنا اور مختلف کام مختلف آدمیوں کو ان کی طبیعت و صلاحیت کی موزونیت کے لحاظ سے تقسیم کرنا، یہ بہت ہی اہم چیزیں ہیں؛ خاصکر کارگزار ماتحتوں کا انتخاب بہت زیادہ اہم شے ہے۔ منتظم کے لیے عمدہ جسمانی صحت اور دیر تک بلا تکان مشکل کام انجام دینے کی قوت اور صلاحیت تقریباً اسی طرح لابدی اور ناگزیر ہے جس طرح فوجی قائد کے لیے۔

ہر کاروباری آدمی کو تقریباً ہمیشہ طبیعیات اور کلوں سے سابقہ رہتا ہے۔ بڑے کاروبار کے ہر ناظم کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ بہترین میکانی اختراعات اور

باب ۹

کاروباری منافع

بہترین طریق پیدائش کا انتخاب کرے، کوئی نئی ایجاد عمل میں آئے تو اس کو اختیار کرے اور ترقیات زمانہ کے قدم بہ قدم گامزن رہے۔ اس لحاظ سے یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ میکانکی قابلیت رکھنے والے اشخاص ہی صنعت کے قائد بن سکتے ہیں لیکن پھر بھی ایسا عام طور سے ہوتا نہیں ہے۔ بلکہ عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ موجد، انجینیر اور کلوں کے ماہر کاروباری شخص کے تحت ملازم ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی کوئی فرد ایسا بھی نکل آتا ہے جس میں نہ صرف کاروباری قابلیت ہوتی ہے، بلکہ ایجاد و اختراع کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ انگریز انجنیر اسٹی فن سن اور جرمانی مہندس ورنرسی منس کا یہی حال تھا۔ علیٰ ہذا انیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں سوتی پارچہ بافی کے جو چند کارخانے دار نیو انگلینڈ میں رہبر مانے جاتے تھے ان کا بھی یہی حال تھا۔ مثلاً لول، بیج لر، بگ لو، وغیرہ۔ لیکن ایک شخص میں دو مختلف قسم کی قابلیتوں کا جمع ہونا جس طرح دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں عام نہیں ہے اسی طرح زندگی کے اس دھندے میں بھی زیادہ عام نہیں ہے۔ ترقیات کو نشو و نما دینے اور وسیع پیمانے پر استعمال کرنے کے لیے اصابت رائے، بصیرت، ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے۔ مگر یہ خوبیاں بالعموم خود موجد میں موجود نہیں ہوتیں۔ واٹ[1] بھاپ کی قوت سے چلنے والے انجن کا موجد یا اس کو کامیابی کے ساتھ مکمل کرنے والا تھا، لیکن اس کو بھی اس کے اپنے کاروباری شریک بولٹن[2] کی اصابت رائے، امداد اور راس المال کی ضرورت درپیش ہوئی۔ ارک سن[3] نہایت اعلیٰ درجے کی مخترعانہ ذہانت رکھتا تھا اور اس نے طبیعت رسا پائی تھی۔ اس کی ایک ایجاد پیچ دار[4] نے بحری نقل و حمل میں انقلاب پیدا کر دیا، اور اس کے جہاز مونی ٹر[5] کا بھی اسی طریقے سے موجودہ جنگی جہازوں کی

172

[1] (Watt)

[2] (Boultons)

[3] (Ericsson)

[4] (Screw proeller)

[5] (Monitor)

نشو و نما اور ترقی میں بہت بڑا حصہ تھا، لیکن وہ حرارت سے چلنے والے جہاز پر کامل بھروسہ اور عقیدہ رکھتا تھا، اور اس نے اس واقعے کو بالکل نظر انداز کر دیا کہ کل کی مطلوبہ جسامت ایسے جہاز کو تجارتی نقطۂ نظر سے ناممکن بناتی تھی۔ ایڈیسن کو نہایت درست طور پر "ساحر" کہا جاتا تھا، لیکن بعض مشہور بڑے بڑے پُر خطر کاروبار میں اس کو نمایاں طور سے ناکامی ہوئی، مثلاً مقناطیسی کچے لوہے کے استعمال میں اور ہم معیار سمنٹ کے مکانوں کی تعمیر میں[1] کاروباری شخص کے دماغ میں جو بے شمار منصوبے اور خاکے مسلسل ترتیب پاتے رہتے ہیں ان میں سے بہترین خاکے کا انتخاب عمل میں لاکر وہ گویا اپنے اہم ترین اور مخصوص فرائض میں سے ایک فریضہ ادا کرتا ہے۔

کاروباری شخص کے محض اوصاف گنا دینے پر بہت زیادہ زور نہ دینا چاہیئے۔ ہر قسم اور حالات کے آدمیوں میں یہ ثابت ہوا ہے کہ ایسے اوصاف موجود ہوتے ہیں جو مالی کامیابی کے لیے ضروری ہیں؛ خواہ وہ محتاط اور دلیر ہوں، سنجیدہ اور جوشیلے ہوں، فضول گو اور کم گو ہوں یا جزرس اور تفصیلات کو نظر انداز کرنے والے ہوں۔ ہر قسم کی ترکیب میں مختلف میلانات اور طبائع پائے جاتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے کارخانوں کے صدر ہر چھوٹی سی چھوٹی چیز کو بھی اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں؛ اور نہ صرف اپنے بڑے کاروبار کے وسیع خاکے کو مرتب کرتے ہیں، بلکہ ہر فرع اور تفصیل پر نظر رکھتے ہیں۔ بعضے ایسے ہوتے ہیں جو ماتحتوں کو انتظام کے متعلق ہدایات جاری کر دیتے ہیں اور اپنے لیے غور و فکر کرنے، خاکے مرتب کرنے اور گفت و شنید کرنے کے کام محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خالصتاً اپنے کاروبار کی حد تک یعنی صنعت کے اس مخصوص شعبے کی حد تک جس کو وہ شروع کرتے ہیں اپنی توجہ کو محدود رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو نئے نئے اور

173

[1] موجدوں کے سوانح حیات، مثلاً چرچ کی کتاب موسوم بہ "ارکسن اور ڈائر کی حیات" Life of Ericsson and Dyer اور مارٹن کی کتاب "حیات ایڈیسن" Life of Edison موجدوں کی پریشاں خیالیوں کے حوالے سے لبریز ہیں۔ چنانچہ دیکھو خود موجودہ مصنف کی کتاب Inventors and Morey-makers کا باب یکم۔

باب ۴۹
کاروباری منافعہ

مختلف النوع کاروبار میں آزادی کے ساتھ حصہ لیتے رہتے ہیں۔ غرض کسی ایک مخصوص کنجی سے کامیابی کا دروازہ نہیں کھلتا۔

ایسے اوصاف کے فرق بھی مساوی طور سے حیرت انگیز ہوتے ہیں جن کا براہ راست مالی کامیابی سے تعلق نہیں ہوتا۔ بعض کاروباری اشخاص میں عقلی و علمی میلان ہوتا ہے، اور بعضے بجز کاروبار دوسری سب چیزوں میں غبی اور گاودی ثابت ہوتے ہیں۔ بعض اجیروں کے ساتھ فیاضانہ سلوک کرتے ہیں اور بعض ان پر ہمیشہ ناواجب دباؤ ڈالنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ بعض بلند خیال اور خیر خواہ خلایق ہوتے ہیں تو بعضے کم ظرف اور خود غرض ہوتے ہیں۔ پچاس سال قبل معاشی و معاشری مسائل پر رائے زنی کرنے والے مصنفوں کا میلان کاروباری جماعت کے اوصاف اور خوبیوں کو مبالغے کے ساتھ بیان کرنے کی جانب تھا۔ موجودہ زمانے میں کاروبار کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ اکثر لوگوں کے ذہن میں کاروبار کے مفہوم میں سخت گیر اجارہ داری، تمسکات کے الٹ پھیر اور مزدوروں پر ظلم و ستم کا مفہوم بھی داخل ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں کاروباری شخص اپنی افضل و اعلیٰ ترین شکل میں قابل تحسین آدمی ہوتا ہے اور اپنی بدترین اور ادنیٰ حالت میں سب سے بھونڈا اور بُرا شخص ہوتا ہے۔

۵۔ ان مختلف قسم کے اشخاص میں ایک ایسا عمل جاری رہتا ہے جو انتخاب فطری کے بہت مماثل ہوتا ہے۔ یہ پیشین گوئی کرنا کہ کس شخص میں کامیابی کے اوصاف موجود ہیں، جتنا دوسرے پیشوں کی حد تک دقت طلب ہے اس سے بدرجہا زیادہ کاروباری پیشے کی حد تک مشکل کام ہے۔ کسی شخص کو قانون، طب، انجینیرنگ، تعلیم و تدریس وغیرہ پیشوں میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے جن میلانات اور اوصاف کسے متصف ہونا ضروری ہے وہ مقابلۃً اوائل عمر ہی میں ظاہر ہو جاتے ہیں، اور کوئی ہمدرد مبصر ان پیشوں میں سے ایک کا انتخاب کرنے کے بارے میں بالعموم نیک مشورہ دے سکتا ہے۔ لیکن وہ اوصاف جو کاروباری انتظام میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے لابدی ہیں بالعموم بہت دیر میں نشو و نما پاتے ہیں یا کم از کم خاصی عمر گزرنے کے بعد اور صرف عملی تجربے اور آزمایش کے تحت رو نما

ہوتے ہیں۔ کسی دوسرے پیشے کی نسبت زندگی کے اس دھندے میں انوکھی اور عجیب وغریب واردانیں بہت عام طور سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ آزمائش کا مسلسل عمل متواتر جاری رہتا ہے۔ جو لوگ کامیابی کے لازمی محاسن سے متصف ہوتے ہیں وہ تو صف اول میں جگہ پاتے ہیں، اور جو لوگ کسی نہ کسی صفت سے معرا ہوتے ہیں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

خلاصہ مقصد یہ کہ کاروباری پیشے میں بمقابلۂ اکثر دوسرے پیشوں کے جبلی قابلیت بہت زیادہ اثر رکھتی ہے، اور تربیت و ماحول کا بہت کم اثر پڑتا ہے۔ ماحول اور آغاز کی سہولت اس چیز میں بظاہر بہت زیادہ نتیجہ خیز معلوم ہوتی ہے جس کو ہم پیشے کا اوسط درجہ کہہ سکتے ہیں؛ یعنی معتدل پیمانے پر کاروبار جس میں کافی اصل کی ضرورت پڑتی ہے اور جس سے اوسط درجے کی معقول آمدنی وصول ہوتی ہے، لیکن جس کے لیے کوئی غیر معمولی اصابت رائے اور تنظیمی قابلیت لازمی نہیں ہے۔ اس قسم کے کاروبار نصف صدی پیشتر جس قدر اہمیت رکھتے تھے اور جتنے کثیر تھے آج ہر سمت میں صنعت کے بڑے پیمانے پر ترقی پانے کی وجہ سے اتنے اہم اور کثیر نہیں رہے ہیں۔ پھر بھی وہ بلا شبہ کثیر اور اہم ہیں؛ اور ان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ ان میں ذات پات کے تماثل شئے یا غیر مسابق جماعت موجود ہے۔ ایسے کاروبار ان لوگوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں جنھیں اصل اور تعلقات کی سہولتیں حاصل ہیں۔ جہاں تک ان کاروبار کا تعلق ہے، یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ قوم کے نام نہاد ادنیٰ طبقے میں اور مزدوروں کے طبقے میں ایسے اشخاص بہ کثرت ہیں جو مساوی طریقے پر عمدگی کے ساتھ کاروبار انجام دے سکتے ہیں۔ لیکن کاروباری دنیا کے اعلیٰ طبقے میں، بڑے بڑے پُر خطر کاروبار میں جو موجودہ زمانے کی صنعت پر چھائے ہوئے ہیں، خلقی قابلیت اثر رکھتی ہے۔

خلقی قابلیت رکھنے والے تمام جماعتوں میں ملتے ہیں۔ اس کی مثالیں بہت نمایاں طور سے ملتی ہیں کہ آدمیوں نے چھوٹے درجوں سے بڑھ کر ترقی کی ہو۔ پھر بھی ان لوگوں میں سے اکثروں کا آغاز جو صف اول میں ہوتے ہیں غالباً املاک اور کاروبار کے علایق اور ماحول سے ہوا۔ سب سے عام مثال

174

باب ۴۹

کاروباری منافع

اس نوجوان آدمی کی ہے جو اوسط طبقے میں پیدا ہوا ہو اور اس طبقے کی روایات اور جاہ طلبی کے جذبات میں رنگا ہوا اور ان سے متاثر ہو، جس کو جوش وولولہ اور اصابت رائے وراثتہً ملی ہو، لیکن جو بڑے متروکہ کی یافت سے کمزور نہ ہوگیا ہو۔ ریاستہائے متحدہ میں کاشتکاروں کی جماعت اپنی روایات اور مقاصد کے اعتبار سے صاحب املاک طبقے سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ بے مایہ طبقے سے؛ چنانچہ جیساکہ بیان کیا جاچکا ہے یہ جماعت اس ملک میں کاروباری قابلیت کے پرورش پانے کا زبردست مرکز رہی ہے۔ غالباً اس قسم کی قابلیت کا خاصہ ذخیرہ اُجرت پر کام کرنے والے مزدوروں میں پوشیدہ اور دبا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن قابل آدمی جتنی آسانی کے ساتھ چھوٹے درجوں سے بڑھ کر ترقی کرتے ہیں اس سے اس مفروضے کے خلاف شہادت بہم پہنچتی ہے۔ کاروباری پیشے تک دسترس اس قدر آسان ہے، معمولی درجے سے قابل آدمی کا ترقی کرجانا اس قدر معمولی بات ہے اور کاروباری دنیا میں فطری انتخاب کا عمل اس قدر مسلسل اور کامل طریقے سے جاری رہتا ہے کہ ہم اس چیز کو غالباً ممکن خیال کرسکتے ہیں کہ جن لوگوں میں نمایاں فطری قابلیتیں موجود ہوں وہ سب کے سب ان سے کام لینے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ تقریباً یقینی ہے کہ کاروباری کامیابی کو متعین کرنے میں اس قسم کے خلقی اوصاف بہت بڑی حد تک اثر انداز ہوتے ہیں۔

175

۶۔ کاروباری آدمی کا مقصد اکتساب زر ہوتا ہے اور اصلی محرک، جو اس کو اکتساب زر کی تحریص وترغیب دلاتا ہے، جاہ طلبی ہے۔

کامیاب کاروباری آدمی موجودہ زمانے کے خوش حال اور متمول طبقوں کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس کی دلی آرزو محض یہی نہیں ہوتی کہ کسب معیشت کرے بلکہ وہ زر جوڑنا بھی چاہتا ہے۔ وکیل، طبیب اور معلم، اگر اپنی جماعت کے معیاروں کے مطابق اپنی اور اپنے اہل وعیال کی کفالت اور پرورش میں اور مستقبل کے لیے معتدل طریقے پر بندوبست کر لینے میں کامیاب ہو جائے تو، معقولیت کے ساتھ قانع ہوتا ہے؛ گو کاروباری طبقے سے قریبی علاقہ

باب ۲۹

کاروباری منافع

رکھنے کی وجہ سے ممکن ہے کہ اس میں بھی فراہمی زر کے جراثیم سرایت کر جائیں لیکن کاروباری شخص اس قسم کا متعدی اثر پھیلانے سے اپنے آپ کو باز نہیں رکھ سکتا۔ اس کے طبقے کے سب لوگوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کی کفالت کے لیے جتنا درکار ہو اس سے زیادہ حاصل کرے۔ آسودگی، فارغ البالی یا خوش حالی کا حصول ہی "کامیابی" کی آزمائش ہے۔ وہ اپنی مقررہ آمدنی پر اپنی زندگی کے آخری ایام آرام و اطمینان کے ساتھ گزارنے کے قابل بننا یا کم از کم اپنے جانشینوں اور پسماندگوں کے لیے آرام و آسایش کی زندگی کا موقع بہم پہنچانا ضروری تصور کرتا ہے۔ ہم اکتساب زر کرنے والے شخص کے متعلق عام طور سے یہ خیال نہیں قائم کرتے کہ وہ زر پس انداز کرتا ہے۔ وہ عام طور سے دل کھول کر خرچ کرتا ہے، لیکن جتنا وہ کماتا ہے اس سے پھر بھی کم ہی خرچ کرتا ہے۔ اس کا مقصد واحد اپنے خرچ سے زائد کمانا اور اس کو جمع کرنا ہوتا ہے۔ گو اس کو رقم پس انداز کرنے میں دیدہ و دانستہ ایثار بہت کم کرنا پڑتا ہے، پھر بھی اس کی جوڑی ہوئی رقم حقیقی معنوں میں پس انداز ہوتی ہے؛ اور غالباً یہی قوم کے اصل کی رسد کا اہم ترین ذریعہ ترتیب دیتی ہے۔ مجموعی پس اندازیوں کا اعدادی یا مقداری تخمینہ گو عملاً ممکن نہیں ہے، لیکن یہ اغلب ہے کہ گزشتہ دو صدیوں میں اصل کی مجموعی مقدار میں جو معتد بہ اور غیر معمولی اضافہ عمل میں آیا اس کا بیشتر حصہ کاروباری جماعت کی حالت فارغ البالی کی پس اندازیوں کا نتیجہ ہے۔

اس طرح ہر کامیاب کاروباری آدمی اپنے بعد خوش حال طبقوں کے لیے وافر ذخیروں کا ترکہ چھوڑ جاتا ہے۔ اس کے بچے تعلیم، ماحول اور اصل کی دسترس کی سہولتوں کے ساتھ زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ ان کے پیشے، ان کی جاہ طلبی کے منصوبے، ان کی زندگی کے معیار سب نئی سطح پر قائم ہوتے ہیں۔ اگر انھیں قابلیت ورثے میں ملے تب تو، اس کے عملی اظہار کا فوراً موقع ملتا ہے۔ اگر ان کی قابلیت متوسط درجے کی ہو تو، اس کو تعلیم کے ذریعے سے جلا دی جاتی ہے۔ انھیں جو دولت ورثے میں ملتی ہے وہ بالعموم تباہ کن عطیہ ثابت ہوتی ہے، اس لیے کہ وہ عمدہ قدرتی قوتوں کو استعمال

باب ۴۹

کاروباری منافع

176

کرنے کی راہ میں حائل ہوتی ہے اور کاہلی اور تعیش کی زندگی کی ترغیب دیتی ہے۔ قدیم زمانے میں یہ کہاوت تھی کہ جو دولت نئی نئی کمائی جاتی تھی وہ زیادہ مدت تک اسی خاندان میں نہ رہتی تھی؛ بلکہ زیادہ سے زیادہ صرف تین نسلوں تک ایک ہی خاندان میں رہتی تھی۔ لیکن موجودہ زمانے میں اس قسم کے تعمیمات صحیح ثابت نہیں ہو سکتے۔ زر کو بحفاظت مصروف رکھنے اور فراہم کردہ املاک کو محفوظ رکھنے کا نظام بہت اعلیٰ پیمانے پر ترقی پا چکا ہے اور ہر شخص کو اس پر دسترس حاصل ہے۔ ایک مرتبہ متمول بن جانے کے بعد تمول کو مسلسل قائم رکھنا ممکن ہے؛ اور آرام طلب طبقوں میں جو اشخاص سربلند ہوتے ہیں وہ غیر معمولی مضبوطی کے ساتھ اپنی حیثیت کو قائم رکھتے ہیں۔ ایک طرف تو مسلسل ترقی ہوتی ہے، جو اگرچہ بہت بڑی نہیں ہوتی لیکن مستقل اور قابل لحاظ ہوتی ہے؛ اور دوسری طرف کوئی قابل لحاظ تنزل نہیں ہوتا۔

اس امر کا اعادہ کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ جاہ طلبی کاروباری شخص کی جدوجہد کے حق میں قوی ترین مہمیز ہے۔ رقابت و مسابقت کا گہرا جذبہ اسے اپنے سے اعلیٰ تر طبقے میں بہ سرعت داخل ہونے اور اس کی سعی کرنے کی تحریک دیتا ہے۔ دوسروں کی خدمات حاصل کر کے ان پر حکمرانی کرنے کی متکبرانہ آرزوئیں اور امتیاز و برتری کی نمائش کی جبلی تمنائیں، موجودہ زمانے میں بہت عام طور سے اور بہت زیادہ سرعت کے ساتھ زر اندوزی کے ذریعے سے پوری کی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ دوسرے محرکات بھی اپنا عمل انجام دیتے رہے۔ بعض اوقات آرام و آسایش کی زندگی کی شائستگیوں کا سچا مذاق اور حقیقی جمالیاتی ذوق بھی، جلب منفعت کا محرک رہا ہے؛ گو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے طبع زاد جذبات خود کاروباری آدمیوں میں، بمقابلہ ان کے جانشینوں کے نسبتۃً کم پائے جاتے ہیں، اور موخرالذکر گروہ میں بھی بہت عام نہیں ہیں۔ قوت و اقتدار کی محبت، جو رشک و مسابقت کی تحریک طبعی سے بہت قریبی علاقہ رکھتی ہے، لامتناہی زر اندوزی کے حق میں نہایت قوی مہمیز ہے۔ بعض اوقات قائدین صنعت میں اپنے علاقے اور اقتدار کے دائرے کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کا خبط سما جاتا ہے؛ اور پھر اس سب کے ساتھ تگ و دو کی ترنگ بھی ہوتی ہے۔ بے کاری اور سکون بے مزہ

کاروباری منافع

معلوم ہونے لگتا ہے۔ اکثر اہل کاروبار، جن کا تمول ان کے ابتدائی ایام کی تمناؤں اور ولولوں سے بہت بڑھ جاتا ہے، اپنے مقصد کے حاصل ہو جانے کے بعد بھی منصوبے باندھنے کا اور کاریردازی کا سلسلہ محض اس وجہ سے جاری رکھتے ہیں کہ وہ اس کے سوا کوئی دوسرا کام انجام نہیں دے سکتے۔ انھوں نے کامل انہماک کے ساتھ زر بنانے کا کھیل سیکھا؛ وہ نہ تو دوسرا کھیل کھیل سکتے ہیں اور نہ اس کے کھیلنے سے ان کی دیر تک تشفی ہو سکتی ہے؛ وہ چار و ناچار زر کمانے کا کام جاری رکھتے ہیں تاکہ پریشانی خاطر سے بچے رہیں اور زندگی دو بھر نہ ہو جائے۔

اس طرح کاروباری طبقے پر دولت کمانے کی جو خواہش ہر وقت مسلط رہتی ہے وہ کوئی سادہ محرک نہیں ہے، بلکہ بہت پیچیدہ محرک ہے۔ کیا ہی بہتر ہوتا اگر دوسرے اور اس سے زیادہ شریفانہ محرکات اس کی جگہ لے لیں، اور کیا ہی اچھا ہو اگر وہی ہمت و دلیری، وہی اصابت رائے اور وہی سخت محنت اس سے مختلف قسم کے انعامات کے حصول کے لیے صرف کی جائے اور اس کے نتائج بھی دنیوی متاع اور املاک کی عدم مساوات کی ناگواری سے پاک و صاف ہوں۔ وہ لوگ جو خانگی ملکیت کے نظام کو بالکلیہ تہ و بالا کرنا چاہتے ہیں کچھ اسی قسم کے خیالات کو ممکن العمل خیال کرتے ہیں۔ صنعتی قائد کی قوتوں اور مساعی کو اُبھارنے اور چمکانے کے لیے کثیر المقدار منافع کی تحصیل کو مہمیز نہ بنانا چاہیے؛ عزت و نیک نامی کا سہرا، شہرت و امتیاز کی خواہش ان قوتوں کو اُبھارنے کے لیے کافی ثابت ہو سکتی ہے۔ اب یہ امکانات کیا ہو سکتے ہیں اس پر غور کرنے کا موقع تو ہمیں کسی دوسری جگہ ملے گا۔[1] لیکن واقعہ یہ ہے کہ زمانۂ ماضی میں اس سے کہیں زیادہ بھونڈے محرکات بہ کثرت موجود رہے ہیں۔ ان محرکات میں اور بنی آدم پر ان کے تسلط ہی میں وہ نفسیاتی بیرم ملتا ہے جو گزشتہ دو صدیوں کی عظیم الشان معاشی ترقی کی تحریک کی تشریح و توجیہ کرتا ہے۔ یہ غالباً ممکن ہے کہ اسی قسم کے محرکات ابھی ایک مدت دراز تک اپنا اثر ڈالتے رہیں اور مسلسل مادّی ترقی کے لیے زمانۂ دراز تک ناگزیر رہیں۔ جسے ہم عرف عام میں کاروباری شخص

177

[1] دیکھو باب ۶۷، فصل (۳)۔

باب ۱۴
کاروباری منافع

کہتے ہیں وہ اپنے اوصاف واستقامت کے ساتھ اور قوم پر اچھا اور بُرا اثر ڈالنے کی حیثیت سے ابھی ایک مدت دراز کے لیے موجودہ آمدنی کی تقسیم میں اور معاشری طبقہ بندی کی تشکیل میں اہم ترین عامل بنا رہے گا۔

۷۔ اس باب میں اور اس سے پہلے کے بابوں میں ہم جن نتائج پر پہنچے ان میں سے چند کو واضح اور نمایاں کرنے کی غرض سے ہم دو انتہائی مفروضات قائم کریں گے۔ ایک تو یہ کہ اعلیٰ درجے کی قابلیت رکھنے والے کاروباری اشخاص بہ کثرت موجود ہیں؛ دوسرے یہ کہ قوی الجثہ، مضبوط اور غیر ماہر مزدوروں کی بہت قلت ہے۔ دوسرے الفاظ میں، ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ ان دونوں قسم کی خدمات کی رسد کے حالات، ان حالات سے بالکلیہ مختلف وبرعکس ہیں جو موجودہ زمانے میں پائے جاتے ہیں۔

اگر اعلیٰ قابلیت رکھنے والے کاروباری اشخاص بہت کثیر تعداد میں موجود ہوں تو، ہر نوع کا پُرخطر کاروبار، بہترین اصابت رائے، جوش و خروش اور ذہانت کے ساتھ انجام دیا جائے گا۔ خردہ فروشی کی سب سے چھوٹی دوکان کا انتظام بھی اسی قابلیت کے ساتھ کیا جائے گا جس طرح کہ بڑے سے بڑے تجارتی یا صنعتی کارخانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ بحالت موجودہ تو بہترین قابلیت ان بڑے بڑے کاروبار میں صرف کی جاتی ہے جن میں وہ سب سے زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ شہروں کے مرکزی سکنی خطوں سے انھی کاروبار میں کام لیا جاتا ہے جن کے لیے ایسے خطوں کی سہولتیں سب سے زیادہ موثر ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن جب اعلیٰ درجے کی کاروباری قابلیت کی کثیر المقدار بلکہ غیر محدود رسد موجود ہو تو، اس قسم کی انسانی قوت سے نہ صرف ان کاروبار میں کام لیا جائے گا جن میں وہ سب سے زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے، بلکہ ایسے کاروبار میں بھی جن میں وہ نسبتہً کم موثر ثابت ہو۔ کم سے کم موافق حالات کے تحت، اس کو استعمال کرنے کے نتیجے کے طور پر (یعنی اس کی اختتامی پیدا آوری سے)، جو نفع یا پیداوار میں جو اضافہ ہوگا وہی ان سب اشخاص کی اُجرت یا صلہ کو متعین کرے گا جو اس قسم کی قابلیت رکھتے ہوں۔ سہولت کی خاطر ہم یہ فرض کرسکتے ہیں کہ

178

کاروباری منافعہ

ایسے سب اشخاص مساوی درجے کی اعلیٰ قابلیت رکھتے ہیں۔ آیندہ باب میں قابلیتوں کے اختلافات کے نتیجے پر بحث کی جائے گی؛ موجودہ بحث کے لیے اس امر کا نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ ہم کامل مساوات فرض کریں یا بعض اختلافات کے مدارج کو مان لیں۔ اعلیٰ قابلیت اور اعلیٰ کارکردگی رکھنے والے سب اشخاص اسی قسم کی قابلیت و صلاحیت رکھنے والے موجودہ زمانے کے اشخاص سے چونکہ مقابلۃً بدرجہا زیادہ کثیر تعداد میں ہوں گے، اس لیے ان کی اُجرت تنظیم یا منافعہ بھی موجودہ زمانے کے اہل کاروبار کی اُجرتِ تنظیم یا منافعے سے نسبتۃً بہت کم ہوگا۔

ان حالات کے تحت، معاشرے کی کل محنت کی عام خوبی کارموجودہ حالت کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوگی۔ ہر کاروبار کا انتظام، بڑے سے بڑے کارخانے سے لیکر چھوٹی سے چھوٹی دوکان تک، اس طرح عمل میں لایا جائے گا کہ اس کی بدولت مصارف کی ہر اکائی کا معاوضہ بیشترین مقدار میں وصول ہوگا۔ ہر قسم کی خدمات اور اشیاء بہ کثرت دستیاب ہوں گی۔ لیکن اہل کاروبار کو جو حصہ ملے گا وہ بہت کم ہوگا۔ اگر ہم اس عمل کی انتہائی حالت فرض کریں، اور یہ مان لیں کہ اعلیٰ درجے کے کاروباری اشخاص کی اتنی ہی کثرت ہے جتنی کہ مزدوروں کی اب پائی جاتی ہے تو، ان کا صلہ کم و بیش اسی سطح پر ہوگا جس سطح پر آج کل دن میں کام کرنے والے مزدوروں کا صلہ ہے۔

اس کے بعد، دوسرے مفروضے کو لیجئے۔ فرض کیجیے کہ انسانی جماعت کی قوت اور جسمانی حالت میں انحطاط عظیم واقع ہوتا ہے؛ اور اکثر انسان ہل یا کلھاڑی چلانے کے بھی قابل نہیں رہتے۔ اس صورت میں جو چند آدمی مشکل دستی محنت انجام دینے کے قابل رہ جائیں گے انھیں اعلیٰ اُجرت ملے گی۔ کوئی مزدور اس قدر ناگزیر نہ ہوگا جس قدر مضبوط اور جفاکش مزدور۔ جس طرح قوی الجثہ سپاہی اچی لیس کے زمانے میں ممدوح خلائق سورما بن جاتا تھا؛ اسی طرح ایک ایسے معاشرے میں، جس میں معمولی مزدور کمیاب ہوں، طاقتور اور محنتی آدمی کی قدر و منزلت بے انتہا کی جائے گی۔ اس کو اُجرت بھی اعلیٰ ملے گی، اس لیے کہ اس کی محنت کا اختتامی افادہ بہت زیادہ ہوگا؛ اور جو شے کمیاب ہو اور بہ شرح اعلیٰ اُجرت جس کا معاوضہ دیا جاتا ہو اس کی قدر و منزلت بھی یقیناً

باب ۴۹
کاروباری منافع

عام طور سے زیادہ ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ قوی الجثہ مزدور، بقیہ بنی نوع انسان کو حقارت کی نظر سے دیکھے گا؛ اس لیے کہ وہ مایحتاج حیات کے لیے اس کے محتاج و دست نگر ہوں گے؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ موجودہ زمانے میں کاروباری شخص دن میں کام کرنے والے معمولی مزدور کو اس لیے بہ نظر حقارت دیکھتا ہے کہ یہ مزدور اپنی کسب معاش کے لیے اس کا محتاج و دست نگر ہوتا ہے۔ معاشری طبقہ بندی کی کایا پلٹ جائے گی۔

179 چونکہ قدرۃً اعلیٰ دماغی قوتوں کی قلت ہے، لہٰذا ایسا کامل انقلاب حالات و مدارج حیطۂ امکان سے باہر ہے۔ لیکن ان دونوں انتہائی حالتوں کے بین بین اعتدالی حالت خارج از قیاس نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آیندہ کاروباری قابلیت کی آج کل کے مقابلے میں بہت زیادہ کثرت ہو جائے؛ متعدد نسلوں میں مختلف قسم کی پیدا آور قابلیت میں تغیر عظیم واقع ہونا اغلب ہے؛ اور اس طرح یہ بھی ممکن ہے کہ آمدنی کے فرق اور ان کے نتیجے کے طور پر معاشری رتبے کے اختلافات میں بھی اس کے بالمقابل تغیر واقع ہو۔

180

باب ۵۰

کاروباری منافعہ (بسلسلۂ سابق)

(۱) کاروباری منافعہ اور لگان میں تمثیل، دیگر پیشیوں میں بھی اسی طرح کی تمثیل۔ خطرے کا عنصر اس تمثیل میں کس حد تک نقص پیدا کرتا ہے۔ (۲) کاروباری قابلیتوں کا فرق مصارف پیدائش کے فرق کی توجیہ کرتا ہے۔ "نمایندہ فرم" کا تصور بحیثیت اس کے کہ وہ اوسط مصارف پیدائش کا تصفیہ کرتا ہے۔ (۳) کاروباری قابلیت کے اظہار کا ایک طریق عمدہ قدرتی ذرایع کے انتخاب میں ہوتا ہے۔ بالآخر معاشی لگان اور تفرقی کاروباری منافعہ میں اہم فرق ۔ (۴) اصل کے سود اور کاروباری منافعہ کا باہمی تعلق مختلف اوقات میں مالکان اصل و منتظمین اصل کا باہمی تعلق۔ فرایض اور صلے میں تفریق کرنے کا جدید رجحان۔ (۵) طویل مدت کے لیے اصل کی دسترس کسی مقررہ کاروبار میں کثیر منافعہ کا امکان پیدا کرتی ہے، لیکن انجام کار کاروباری قابلیت کے بغیر یہ ممکن نہیں۔ (۶) بحیثیت مجموعی صنعت اور بحیثیت مجموعی اصل کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک کاروباری منافعہ اور سود میں تعلق پایا جاتا ہے۔ انجام کاران میں اختلاف کیسے پیدا ہوتا ہے۔ (۷) ایک خیال جس کی رو سے حرکی حالت میں کاروباری منافعہ اور اُجرت میں فرق قائم ہوتا ہے۔ (۸) ایک اور خیال جس میں خطرے پر زور دیا گیا ہے، اور تنخواہ دار منتظم کی اُجرت اور آزاد کاروباری اشخاص کے "منافعہ" میں فرق قائم کیا گیا ہے۔ تنخواہ دار منتظم کو عموماً فی الحقیقت منافعہ کے تناسب سے صلہ ملتا ہے۔ (۹) جائز اور ناجائز کاروباری منافعہ۔ جائز حدود میں اس کی تحدید کا مدار اجارہ کے

باب ۵
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

منافع کے ارتفاع پر اور مقابلے کی سطح کو بلند تر کرنے پر ہے۔

۱۔ گزشتہ باب میں کاروباری اشخاص کی آمدنی پر زیادہ تر اس لحاظ سے بحث کی گئی کہ اس کا ان مسائل سے کیا لگاؤ ہے جو اُجرتوں کے اختلافات سے اور ایسے اختلافات کے معاشری نتائج سے متعلق ہیں۔ موجودہ باب میں ہم ایک تو ان تعلقات پر بحث کریں گے جو ایک جانب منافع اور لگان، اُجرت اور سود کے مابین پائے جاتے ہیں؛ اور دوسرے اس امر کو بیان کریں گے کہ کسب زر کے وہ متعدد طریقے کیا ہیں جنھیں کاروباری منافع کے عنوان کے تحت پوری طرح قائم نہیں کیا جا سکتا۔

کاروباری منافع اور لگان کی باہمی مماثلت کی جانب متعدد دفعہ اشارہ کیا جا چکا ہے۔ کاروباری شخص کی اعلیٰ درجے کی قابلیت، سکنی زمین کی اعلیٰ پیدآوری کے مماثل ہے۔ قابل منتظم کی سرکردگی میں محنت و اصل کی کارکردگی بمقابلۂ اس حالت کے زیادہ ہوتی ہے جبکہ کمتر قابلیت کے منتظم کی سرکردگی میں محنت و اصل مصروف ہو، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ عمدہ زمینوں پر صرف کی ہوئی محنت کا ماحصل خراب زمینوں پر صرف کی ہوئی محنت کے ماحصل سے زیادہ ہوتا ہے۔ اگر کاروباری اشخاص کی رسد غیر محدود طریقے پر وسیع کی جا سکتی ہو تو، ان اشخاص میں سے کوئی شخص بھی اعلیٰ اُجرت نہیں پا سکتا۔ علیٰ ہٰذا اگر عمدہ زمینوں کی غیر محدود رسد موجود ہو تو عمدہ زمین سے لگان نہیں پیدا ہوگا۔ کاروباری منافع کے ساتھ اس طرح سلوک کرنے کے طریقے کو سب سے زیادہ باقاعدہ طور سے اور پُرزور طریق پر فرانسس اے واکر نے ترقی دی، چنانچہ اس کے نظریۂ تقسیم دولت کا وہ سنگ بنیاد قرار پایا۔

اسی قسم کی مماثلت دیگر پیشوں کے مختلف قابلیت رکھنے والوں کی آمدنیوں کے فرق میں پائی جاتی ہے۔ قابل جراح یا طبیب اپنے ہم چشموں کے مقابلے میں اس لیے زیادہ کماتا ہے کہ اس کی کارکردگی زیادہ ہوتی ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس انجنیر، وکیل، اور معمار۔ جب کسی انسانی جماعت کے افراد میں ایک ہی قسم کے کام کے بارے میں باہم مقابلہ ہوتا ہے تو، وہ لوگ جن کی کارکردگی اعلیٰ یعنی

181

باب ۵ — کاروباری منافعہ (بسلسلۂ سابق)

زیادہ پیدآور ہوتی ہے، اپنی اعلیٰ کارکردگی کے لحاظ سے زیادہ اُجرت پاتے ہیں جس حد تک کہ فرق کا باعث جبلی اوصاف ہوں اس حد تک نتائج از قسم لگان رونما ہوتے ہیں۔

اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے اور سب سے زیادہ موثر طریق پر مارشل نے اعتراض کیا ہے کہ خطرے کے عنصر کا بھی لحاظ کرنا چاہیئے؛ اور یہ جبکہ خطرے کا پوری طرح لحاظ کیا جائے گا تو، لگان کی تمثیل کی اہمیت میں بہت کچھ قطع و برید واقع ہو جاتی ہے۔ گو کامیاب وکیل بھی ہوتے ہیں، لیکن ایسے بیرسٹر بھی ہیں جن کے پاس مقدمات کا مرجوعہ کم ہوتا ہے۔ جب صفر یا نقصان کے ساتھ ساتھ انعامات یا فوائد بھی ہوں تو ہو سکتا ہے کہ انعامات صفر کو زائل کرنے کے لیے مکتفی نہ ہوں؛ اور اس طرح اس پیشے کی آمدنی میں بحیثیت مجموعی نہ تو ماحصل زائد ہوا اور نہ لگان کا عنصر چنانچہ کہا جاتا ہے کہ یہ بات خاص طور سے کاروباری منافعے کے بارے میں صادق آتی ہے۔ کاروبار میں کامیابی نہایت غیر یقینی ہے۔ کسی شخص کے بارے میں جو اس کو شروع کرتا ہے پیشین گوئی کرنا نہایت مشکل ہے، خاصکر اس دھندے کے ابتدائی مراحل میں۔ یہ خیال کیا گیا ہے کہ جو لوگ اپنا کاروبار قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان میں سے صرف ۱/۴ حصہ انجام کار کامیاب ہوتا ہے۔ اندازہ محض قیاس پر مبنی ہوتا ہے اور اس میں مبالغے کا بہت قرینہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ ایک واقعے کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ ناکامی کے خطرات اور بدیہی امکانات پر نظر کرتے ہوئے کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ پیشیوں تک دسترس باقی رکھنے کے لیے کچھ انعامات و فوائد بھی ہوں؟ کاروباری عمل کا بحیثیت مجموعی اور کاروباری منافعہ کا بحیثیت مجموعی لحاظ کرنے کے بعد کیا چند خوش قسمت لوگوں کے اعلیٰ منافعے کو حقیقی معنوں میں ماحصل زائد کہا جا سکتا ہے؟

182

اس اعتراض میں وزن تو موجود ہے، لیکن اعتراض نتیجہ خیز نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کاروباری خطرات برداشت کرنے کے نتائج پہلے سے متعین نہیں کیے جا سکتے؛ نہ صرف اس وجہ سے کہ ایسے کاروبار کی بنیاد ہی خطرات برداشت کرنے پر قائم ہوتی ہے؛ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ نئے نئے امیدواروں کے لیے اس کا پیشگی تخمینہ قائم کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ آیا ان میں وہ اوصاف و خصوصیات موجود ہیں جن کی بنا پر وہ خطرات کا مقابلہ کر سکتے اور ان سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

باب ۵

کاروباری منافع (بسلسلۂ سابق)

بر خلاف اس کے جو خطرات برداشت کیے جاتے ہیں ان کی وسعت کے بارے میں بہت آسانی کے ساتھ مبالغہ کیا جاتا ہے محض اس واقعے کی بنا پر کہ کوئی ابتدائی بیش خرچ تعلیم ضروری نہیں ہے، ان لوگوں کے ایثار اور نا امیدی میں کمی واقع ہو جاتی ہے جو کوشش کرتے اور ناکام ہوتے ہیں۔ یہ بلا شبہ ممکن ہے کہ وہ جن ذرایع کے مالک ہوں یا جو ان کے تفویض کیے گئے ہوں ان میں سے بعض ان کے ہاتھ سے کھو جائیں؛ اور یہ نقصان بعض اوقات بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن عام طور سے ابتدائی مراحل میں معتدل پیمانے پر کاروبار کیا جاتا ہے، اور معتدل پیمانے کا تجربہ اس بات کی آزمایش کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے کہ آیا ضروری قابلیت وصلاحیت ہے یا نہیں۔ اگر ناکامی ہو تو، بدبخت امیدوار اجرت پر کام کرنے والی معمولی جماعت میں جا گرتا ہے اور محرر، محاسب یا منتظم بن جاتا ہے۔ اس کی کمانے کی قوت اس کی توقع سے کم نکلی، لیکن وہ بالکل صفر نہیں ہوتی۔

اس بارے میں کاروباری دھندے میں اور ایسے دیگر پیشوں میں جن میں رسمی تعلیم ضروری ہے بظاہر فرق معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ قانونی پیشے کی بیش خرچ اور مکمل تیاری اکارت جائے اور بے سود ثابت ہو۔ ہونے والے وکیل میں ممکن ہے کہ وہ چیزیں نہ ہوں جو قانونی پیشے میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے لابدی ہوں۔ لیکن اکثر پیشوں کے اس خطرے کا مقابلہ، عملی کاروبار کی ناکامی کے خطرے سے نہیں ہو سکتا۔ عام طور سے جو شخص کسی پیشے کی عمدہ تعلیم پائے ہوئے ہوتا ہے وہ معقولیت کے ساتھ اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ اس پیشے میں کام کر کے وہ کسب معاش کرنے کے قابل ہوگا ممکن ہے کہ اس کو اعلیٰ ترین آمدنی حاصل نہ ہو، لیکن اس کا تو قرینہ ہوتا ہے کہ معتدل قسم کی آمدنی پیدا کر لے، جو اتنی کافی ہو کہ اس کی تعلیم میں زر خرچ کرنے میں وہ پس و پیش نہ کرے۔ چنانچہ اطبا، انجینیروں، معماروں اور معلموں سب کا یہی حال ہے۔ قانون میں البتہ خطرات کچھ زیادہ ہیں؛ گو اس کے فوائد بھی بہت غیر معمولی اور کثیر المقدار ہوتے ہیں۔ قانون میں عظیم الشان مالی کامیابی صرف اعلیٰ ذہنی و عقلی قوتوں پر ہی موقوف نہیں ہے، بلکہ کاروباری اوصاف اور خصوصیات پر بھی اس کا انحصار ہے۔ علاوہ ازیں بعض پیشے ایسے ہیں جو طویل اور مکمل تیاری چاہتے ہیں، اور جن میں

باب ۵

کاروباری منافعہ (بسلسلۂ سابق)

183

اس کے بعد بھی نتیجہ بالکل غیر یقینی ہوتا ہے۔ تصویر کشی، گتوں اور دھنوں کی ایجاد اور ان کا مظاہرہ اور ناٹکوں کے گانے، سب کا یہی حال ہے۔ ممکن ہے کہ ان فنون میں کافی توقعات، ہونہاری اور حقیقی ذوق و شوق کے باوجود بھی آخر میں ناکامی کی صورت دیکھنی پڑے؛ اس لیے کہ ان چیزوں میں صرف انتہائی قابلیت اور کمال اور تحصیل ہی سے قابل لحاظ کامیابی ہو سکتی ہے۔ مگر اس میں بھی اور کچھ نہیں تو آخر میں سکھانے کی نوکری کا وسیلہ موجود رہتا ہے؛ جو پُرجوش اور اولوالعزم ماہرفن کے لیے بہت ہی مایوس کن ثابت ہوتا ہے، لیکن بالعموم بکفایت گزر اوقات کی صورت نکل آتی ہے۔ بہر صورت فنی پیشے استثنائی حیثیت رکھتے ہیں؛ چنانچہ مقابلۃً بہت کم لوگ اس جانب رجوع ہوتے ہیں، اور جو لوگ ادھر رجوع ہوتے ہیں ان میں سے بیشتر ان محرکات سے مختلف محرکات کی بنا پر رجوع ہوتے ہیں جن کی بنا پر لوگ عام طور سے کسی پیشے کا انتخاب عمل میں لاتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی عرفی پیشوں میں ناکامی کا کچھ زیادہ خطرہ نہیں ہوتا۔ تعلیم میں جو زر صرف کیا جاتا ہے اس کا حاصل بالعموم وصول ہو جاتا ہے۔

اس طرح کم و بیش مختلف اسباب کی بنا پر خطرے کا عنصر کاروبار پر یا دیگر پیشوں پر اتنی قوت کے ساتھ اثر انداز نہیں ہوتا کہ آمدنی کے انفرادی فرقوں کی اہمیت زائل ہو جائے۔ کاروبار میں ابتدائی بازی کچھ زیادہ بڑی نہیں ہوتی؛ پیشوں میں معقول آمدنی کا حاصل کرنا کچھ زیادہ غیر یقینی نہیں ہوتا۔ بعض لوگ دوسروں کے مقابلے میں بہتر پیدائشی قابلیت رکھتے ہیں، اور ان کی آمدنی کی اعلیٰ سطح، جو ان کی غیر معمولی قابلیت کا نتیجہ ہوتی ہے، لگان سے مماثلت رکھتی ہے۔ چونکہ خوش حال طبقے کی دوسری آمدنیوں کے مقابلے میں کاروباری منافعے میں حیثیّٰی اختلافات نسبتہً زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں، اس لیے لگان کی تمثیل بہت زیادہ قریبی ہے۔

لیکن اس قسم کے استدلال سے صرف کاروباری منافعے کے اختلافات پر روشنی پڑ سکتی ہے، اور خاصکر آمدنیوں کی اس اعلیٰ سطح پر جس کی جانب ہم خاص طور سے توجہ مبذول کر چکے ہیں۔ کاروباری آمدنی اور دیگر پیشوں کی آمدنی کی ادنیٰ سطحوں کی کارفرما قوتیں وہی ہیں جو اُجرتوں کو عام طور سے متعین کرتی ہیں۔

باب ۵
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

اسی وجہ سے لگان کا نظریہ منافع اساسی مسائل پر کوئی روشنی نہیں ڈال سکتا۔ یہ مسائل، اُجرت کے عام مسائل سے نہایت گہرا اور قریبی تعلق رکھتے ہیں۔

۴۔ ایک ہی پیشے میں کام کرنے والے کاروباری اشخاص کی قابلیتوں کے اختلافات ہی اُس واقعے کی اصل توجیہ کرتے ہیں جس نے اکثر مبصرین کو حیرت میں ڈال رکھا ہے، یعنی متقابل کارخانوں میں مصارف پیدائش کے تغیرات و اختلافات۔ قدر کی بحث میں[1] اُن صنعتوں کو بیان کیا گیا جو قانون استقرار حاصل کی تابع ہیں اور جن کی اشیا کی قدر، کل حریفوں کے لیے یکسانی کے ساتھ، مصارف پیدائش کی بنا پر متعین ہوتی ہے۔ لیکن یہ متعدد دفعہ بتا دیا گیا کہ حقیقت میں ایسی یکسانی موجود نہیں ہوتی۔ موجودہ زمانے کی کسی بڑی صنعت میں بھی ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے والے کارخانے کبھی ایک سطح پر نہیں ہوتے۔ بعض کارخانے، دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ارزاں مال تیار کرتے ہیں، اس لیے کہ ان کی کلیں زیادہ بہتر، ان کا انتظام زیادہ عمدہ، ان کو زیادہ موثر یا زیادہ ارزاں محنت یا زیادہ ارزاں اشیائے خام پر دسترس حاصل ہوتی ہے اور ان کا محل وقوع زیادہ باموقع ہوتا ہے۔

184

اگر اس قسم کے اختلافات مستقل اور ناقابل تغیر ہوں تو، ان کی وجہ سے سب صنعتیں تقلیل حاصل کے تحت آجائیں گی، اور لگان کے اصول کا اطلاق عام طور سے ہو سکے گا۔ لیکن اختلافات مستقل اور ناقابل تغیر نہیں ہوتے، بجز اس حد کے جس حد تک کہ عمدہ معدنی زمین یا ارزاں اشیائے خام محدود ہوتے ہیں۔ اکثر حالات، جن سے عام طور سے یہ امر ثابت کیا جاتا ہے کہ مختلف کاروبار میں کن وجوہ سے مصارف پیدائش مختلف ہوتے ہیں، دراصل نتیجہ ہیں کاروباری قائدوں کے ذاتی اوصاف کا۔ اگر کچھ کارخانوں کو دوسروں کے مقابلے میں عمدہ کلیں یا زیادہ بہتر محل وقوع حاصل ہے تو، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا خاکہ مرتب کرتے وقت زیادہ مہارت اور دور اندیشی سے کام لیا گیا۔ خاص کر صنائع کی سریع ترقی کے ان حالات کے تحت جو عصر جدید کی خصوصیت کا خاصہ ہے، صنعتی ساز و سامان کی اصلاح و ترقی کے

---

[1] دیکھو باب (۱۲)۔

کاروباری منافعہ (بسلسلۂ سابق)

مواقع سے سب سے اول قائدین صنعت اپنی ذکاوت طبع اور دلیری کے ذریعے سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، اور اس کے بعد دوسرے اہل کاروبار جن میں نسبتہً کم مگر پھر بھی خاصی قابلیت و صلاحیت ہوتی ہے تقلید کرتے ہیں۔ جب کسی مقررہ صنعت میں کام کرنے والی کثیر جماعت، قائدوں کی اختیار کردہ اصلاح و ترقی کو اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو، یہ قائد قدم آگے بڑھا کر اور بھی نئی نئی اصلاحیں عمل میں لاتے ہیں؛ اور اس طرح مصارف پیدائش اور سہولتوں کے اختلافات غیر معین مدت تک قائم رہتے ہیں۔

اس صورت حال کو اپنے قدر اور مصارف پیدائش کے استدلال پر منطبق کرنے کے لیے ہم پروفیسر مارشل کے "نمایندہ کارخانے" کے تصور کو قبول کرسکتے ہیں۔ "نمایندہ کارخانے" سے پروفیسر موصوف ایسا کارخانہ مراد لیتے ہیں "جو دوسروں سے بہت زیادہ آگے بڑھا ہوا نہ ہو، جدید ترین اور بہترین کلوں اور مشینوں سے تو آراستہ نہ ہو لیکن اچھا خاصا ساز و سامان رکھتا ہو، عمدہ انتظام کے تحت کام کرتا ہو اور اپنے آپ کو معقول منافعے کے ساتھ قائم رکھ سکتا ہو"۔ ایسے "نمایندہ کارخانوں" کے دوش بدوش ایک طرف غیر معمولی خوبی کے کارخانے، اعلیٰ قابلیت رکھنے والے قائدوں کے تحت سرگرم کار رہتے ہیں؛ اور دوسری طرف کمزور کارخانے کشمکش حیات میں مبتلا رہتے ہیں۔ موخر الذکر میں سے بعض تو ناتجربہ کار منتظموں کے تحت کام کرتے ہیں اور ان کا بیٹھ جانا یقینی ہوتا ہے؛ اور بعض عمدہ انتظام کے تحت کام کرتے ہیں لیکن پھر بھی وہ اصل کی قلت اور نامکمل تعلقات کے ابتدائی مراحل میں ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نمایندہ کارخانے کے مصارف پیدائش کے لحاظ سے قیمتیں اپنے آپ کو منظم کرلیتی ہیں۔ جب صنعت اپنی معمولی اور مقررہ حالت میں کام کرتی ہے تو، یہ کارخانہ خاصا منافعہ حاصل کرتا ہے؛ اور اس منافعے کی مقدار کم و بیش اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کہ اعلیٰ درجے کی قابلیت رکھنے والے اہل کاروبار عام طور سے صنعت میں حاصل کرلیتے ہیں۔ اس سے بڑھیا کارخانے اس سے زیادہ نفع حاصل کرتے ہیں؛ اور اس سے گھٹیا اس سے کم، بلکہ غالباً سب سے کم نفع حاصل کرتے ہیں؛ اور بہت دیر میں اور رفتہ رفتہ اعلیٰ شرح حاصل کرنے کے

باب ۵
کاروباری منافع
(بسلسلۂ ما سبق)
185

تقابل بنتے رہیں۔

لیکن اگر ایسی صنعت پر کچھ افتاد پڑ جائے، یعنی اگر طلب میں دفعتاً کمی واقع ہو جائے، یا حکومت کی جانب سے بھاری محصول عائد کر دئیے جائیں تو، اس کا پہلا نتیجہ یہ ہوگا کہ کمزور اور مبتلائے کشمکش کارخانے غائب ہو جائیں گے، نمایندہ کارخانوں کو مالی نقصان برداشت کرنا پڑے گا، یا کم از کم وہ نفع حاصل کرنے سے محروم رہیں گے؛ اور اعلیٰ درجے کی رہنما فرموں کو پہلے کے مقابلے میں کم نفع پر قناعت کرنی پڑے گی۔ نتیجہ انجام کار یہ ہوگا کہ بعض نمایندہ کارخانے میدان سے ہٹ جائیں گے، اور بعض غالباً دیوالیہ ہو جائیں گے۔ اب رہے قائدین تو ان میں سے بعض اپنی قوتوں کو دوسری سمتوں میں پھیر دیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ کسی صنعت کے آیندہ توقعات کو بہ یک نظر بھانپ لینا، ایسی صنعتوں کا ہوشیاری سے انتخاب کر لینا جن میں مستقبل قریب میں خوش حالی کا دور دورہ ہونے والا ہے اور ان صنعتوں سے فوراً ہاتھ اٹھا لینا جو مصائب کا شکار ہونے والی ہوں، کسب زر کرنے والے کے لوازم خصوصی میں سے چند لوازم ہیں۔ اگر کسی صنعت کی قسمت جاگ اٹھے، یعنی طلب غیر معمولی طور سے بڑھ جائے یا اس کی اشیائے خام دفعتاً ارزاں ہو جائیں تو، پہلی صورت کے برعکس صورت حالات رونما ہوگی۔ ایسی صنعت میں جو کوئی بھی کام کرے گا مالی فائدہ حاصل کرے گا، خواہ اس کا ساز و سامان کتنا ہی گھٹیا کیوں نہ ہو۔ جن کے پاس عمدہ ساز و سامان اور اعلیٰ قابلیت ہوگی انھی کو موافق حالات کی سہولتوں سے فوائد حاصل کرنے کا بہترین موقع ملے گا اور وہی تھوڑے سے انتظام سے اپنی جیبیں نفع سے بھر سکتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ معمولی حالات از سر نو کتنی جلدی اور کتنی آسانی کے ساتھ عود کر آئیں گے اس کا مدار ایک طرف تو اس اصل قائم پر ہے جو کلون کی صورت میں ناقابل بازگشت طریق پہ لگا یا گیا ہو اور دوسرے طلب کے متعلق پیشگی تخمینے پہ ہے، اور صنعت کے عملی قائدوں کے ذاتی خصوصیات پہ بھی ایک حد تک انحصار ہے۔ ان تمام معاملات کے مثل جن کا انحصار انسانی جذبات اور انسانی قیاسات پر ہے اس میں بھی مظاہر میں کسی میکانیکی باقاعدگی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ صرف

باب ۵
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)

بہت زمانے کے بعد اور آخر میں چلکر یہ ہوتا ہے کہ قابل کاروباری اشخاص اپنی قابلیت کی مناسبت سے آمدنی حاصل کرتے ہیں؛ صرف آخر میں چلکر ہی وہ اور ان کے مقلد اپنی قوتوں کو بدحال صنعتوں سے ہٹاکر خوش حال صنعتوں کی جانب پھیرتے ہیں۔ اور صرف انجام کار ہی نمایندہ کارخانے اور ان کے مصارف پیدائش، قیمتوں کی سطح پر زبردست طریق پر اثر ڈالنے والے ثابت ہوتے ہیں۔

۴۔ انفرادی دولت پیدا کرنے والوں کے باہمی فرق نہ صرف لگان سے تمثیل رکھتے ہیں بلکہ ان کا اثر لگان پر اور تقسیم دولت پر بھی پڑتا ہے۔ ایک قابل کاروباری شخص جو سہولت بخش سکنی خطے کا مالک ہوتا ہے، اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ دو قسم کا لگان وصول کرتا ہے، ایک تو غیر معمولی سکنی خطے سے اور دوسرے اپنی غیر معمولی قابلیت سے۔

ہم یہ خیال کرسکتے ہیں کہ یہ دونوں قسم کے منافعے ایک دوسرے سے بالکل بے تعلق ہوتے ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوگا کہ قابل آدمی اپنی قابلیت کو نہ صرف حد مختتم پر صرف کرسکتا ہے بلکہ اس حد مختتم سے اوپر بھی صرف کرسکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ بالعموم حد مختتم سے اوپر اپنی قابلیت سے کام لیتا ہے۔ قابلیت کے اظہار کے طریقوں میں سے ایک طریقہ عمدہ سکنی خطوں کے امکانات کے متعلق مکمل اور مستعدانہ طور سے اندازہ قائم کرنا ہے۔ سکنی خطے پٹہ یا خریداری کے ذریعے سے عام طور سے قابل منتظموں کی نگرانی میں آتے ہیں؛ چنانچہ کم قابل ہاتھوں میں ان سے جس طرح استحصال دولت کیا جاتا اس سے بدرجہا بہتر استحصال دولت اب کیا جاتا ہے۔ زراعت میں اعلیٰ درجے کے کاشتکار اعلیٰ درجے کی زمینیں خریدتے یا پٹہ پر لیتے ہیں اور قابلیت اور زرخیزی (یا موقع محل) دونوں کا ایک ساتھ لگان حاصل کرتے ہیں اور اس کی مقدار اس سے زیادہ ہوتی ہے جتنی کہ تنہا قابلیت یا تنہا زرخیزی سے وصول ہوتی۔ سکنی زمین کے لگان کے بارے میں یہ بات خاص طور سے پیش آتی ہے۔ عام طور سے اعلیٰ طبقے کے کاروباری اشخاص یعنی قائدین صنعت اور

186

باب ۳

کاروباری منافعہ (بسلسلۂ سابق)

بڑے شہروں کے متمول تاجر نہایت قیمتی سکنی خطوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ سکنی خطے کی قیمت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی اس کے ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں چلے جانے کا قرینہ زیادہ ہوتا ہے جو غیر معمولی طور سے اعلیٰ درجے کی قابلیت رکھتا ہے۔ یہاں دو قلت پذیر اشیا ایک دوسرے کے مقابل موجود ہیں؛ ایک تو سکنی خطے دوسرے منتظم۔ اگر نمایاں قابلیت کے کاروباری لوگ بہت کثیر تعداد میں ہوں تو وہ مرکزی سکنی خطوں کو حاصل کرنے کے لیے آپس میں مقابلہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے سکنی لگان میں زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کثیر التعداد نہ ہوں تو اپنے ہاتھ میں اس نفع کو رکھنے کے بدرجہا زیادہ قابل ہوں گے جو ان خطوں پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کاروباری منافعہ اور لگان کے مابین جو تمثیل ہے اس کے بارے میں ایک اور بات کہہ دینی ضروری ہے۔ غیر مسابق جماعتوں سے اجرت کے جو فرق ظاہر ہوتے ہیں اور جو اس طرح تسویہ کرنے والے نہیں ہوتے، وہ لگان کے مماثل ہو سکتے ہیں۔ نجار، دن میں کام کرنے والے مزدور کے مقابلے میں اس لیے زیادہ کماتا ہے کہ اس کی خدمات کی رسد محدود ہوتی ہے، اور اس کی خدمات کا افادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس طرح اجرتوں کے تمام حقیقی اختلافات میں لگان کے مماثل ایک عنصر موجود ہوتا ہے۔ لیکن ان صورتوں اور قدرتی عاملین کے لگان کے مابین ایک اہم فرق ہے۔ ایک میں تو محض انسانی عمل اور انسانی محرک کام کرتا ہے؛ اور دوسرے میں قدرت کی بندشیں اساسی عامل ہوتے ہیں۔ نجار اور کاروباری شخص اپنی اپنی قوتوں سے محض انعام یا صلے کی وجہ سے کام لیتے ہیں اور صلہ جتنا جتنا زیادہ ملتا ہے اتنا اتنا انھیں ان قوتوں سے زیادہ کام لینے کی ترغیب ہوتی ہے۔ عمدہ سکنی زمینوں اور خراب سکنی زمینوں کے باہمی اختلافات اس طرح کے محرکات سے کوئی لگاؤ ہی نہیں رکھتے۔ اور اس کے معاشری پہلوؤں کی حد تک یہ فرق و امتیاز بہت اہم ہوتا ہے۔ معاشرے کے لیے یہ کسی طرح ناقابل عمل نہیں ہے کہ وہ معاشی لگان اور اجارہ کے منافعہ کو وصول کر لے۔ لیکن حکومت کی جانب سے نفع زائد کی تحصیل، جو عوام کو محض اس بنا پر ملتا ہے کہ ان میں غیر معمولی قابلیت اور صلاحیت

باب ۵
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)
187

موجود ہے، ان قوتوں کو عمل میں لانے سے عوام کو باز رکھے گی۔ یہ کہنا تو حد سے بہت زیادہ آگے قدم بڑھانا ہے کہ ان قوتوں سے کام لینے میں قطعاً رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ مالی منفعت کے علاوہ دوسرے محرکات کو موجودہ حالت سے زیادہ موثر بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن انسانوں کی موجودہ حالت میں اور ان کے خانگی ملک اور مقابلے سے متاثر ہونے کی حالت میں تقریباً سب کو مادی صلے کے مہمیز کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنی قابلیتوں سے پوری طرح کام لے سکیں۔ زائد نفع وہ قیمت ہے جو زائد خدمت حاصل کرنے کے لیے معاشرے کی جانب سے ادا کی جانی چاہیئے۔

۴۔ اگر کاروباری منافعہ بعض اعتبارات سے لگان کے مماثل ہے تو، بعض اعتبارات سے سود سے بہت قریبی تعلق رکھتا ہے۔

ہم نے یہ واضح طور سے فرض کیا ہے کہ کاروباری شخص کی آمدنی کا وہ حصہ نفع شمار کرنا چاہیئے جو اس کے زیر انتظام اصل کے سود سے زائد و متجاوز ہو۔ اگر اس کو اپنا اصل مستعار لینے کا اتفاق ہو تو، ہمارا قول بالکل صحیح ہو گا۔ اس صورت میں وہ دوسرے کو سود ادا کرے گا اور صرف وہ خالص آمدنی اس کا کاروباری نفع شمار ہو گی جو اس کے مصروفہ اصل کے سود کی ادائی کے بعد بچ رہے گی۔ عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ وہ کچھ تو اپنا اصل لگاتا ہے (یا اپنے اعزہ و احباب کا اصل لگاتا ہے جس کو وہ ذاتی مالی منفعت کے ماسوا دوسرے محرکات کی بنا پر دیتے ہیں) اور کچھ مستعار لیتا ہے۔ اس حصۂ اصل کے بارے میں جو اس نے بذات خود فراہم کیا ہے، اس کو یہ بات حقیقتاً ذہن نشیں رکھنی ضروری ہے کہ حقیقی انتظام کی محنت اور خطرہ برداشت کیئے بغیر مروجہ شرحوں پر اس کو سود مل سکتا ہے؛ اور اس لحاظ سے اس کو آمدنی کے صرف اس جزو کو اپنی اجرت تنظیم یا کاروباری منافعہ شمار کرنا چاہیئے جو سود کے ماسوا وصول ہو۔ صورت حالات پر اس طرح غور کرنے کے طریق کی اتباع ایسی متعدد کمپنیوں کے انتظام میں کی جاتی ہے جن میں خاموش یا غیر عملی شرکا ہوتے ہیں۔ کسی مقررہ مدت مثلاً پورے ایک سال کی خالص آمدنی سے مصروفہ اصل کا سود پہلے نکال لیا جاتا ہے، خواہ اصل عملی شرکا کی جانب سے لگایا گیا ہو یا دیگر اشخاص سے مستعار لیکر۔ مجموعی سود ادا کرنے کے بعد جو رقم بچ رہتی ہے وہی

باب ۵
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

خالص کاروباری منافع شمار ہوتی ہے۔ لیکن اس میں سے بھی سب سے اول وہ مقررہ رقم الگ کردی جاتی ہے جو تنخواہ کی صورت میں عملی حصہ لینے والے شرکا کو ادا کرنی ہو۔ اس کے بعد جو رقم بچ رہتی ہے وہ عملی اور غیر عملی شرکا کے مابین ان کے فراہم کردہ اصل کے تناسب سے تقسیم کردی جاتی ہے، اور خطرات برداشت کرنے، عام نگرانی کرنے اور اصابت رائے سے کام لینے کا معاوضہ شمار ہوتی ہے۔

منافع خام کے اجزائے ترکیبی کے مابین اس قسم کی باریک تفریق قائم کرنا اس وقت اور بھی زیادہ ممکن ہے جبکہ اس کے بالمقابل عمل کی تقسیم موجود ہو، یعنی جبکہ بعضے اصل فراہم کریں اور بعضے انتظامی کام میں عملی حصہ لیں، کچھ لوگ خطرات برداشت کریں اور کچھ لوگ اس سے الگ رہیں۔ اٹھارھویں صدی میں کاروباری تنظیم کی عام صورت خانگی کمپنی یا شراکت کی تھی، اور یہ صورت اس قسم کا فرق قائم کرنے کی موئد نہ تھی۔ اس صورت میں شغل اصل کرنے والا یعنی وہ شخص جو صرف سود کی شکل میں آمدنی کا متوقع ہوتا تھا کاروبار سے کوئی سروکار نہ رکھتا تھا؛ وہ یا تو زمین میں اصل کو مشغول کرتا تھا یا سرکاری قرضوں میں۔ اہل کاروبار کبھی کبھی بنکوں سے یا پیشہ ور ساہوکاروں سے زر مستعار حاصل کرتے تھے، لیکن اس کے ایسے کوئی دائمی رفیق نہ تھے جو انتظام سے الگ ہوں۔ اسی وجہ سے اس زمانے کے معاشئین کاروباری منافع کو ایسی یک جنس آمدنی خیال کرتے تھے جو تاجروں اور اصل لگانے والے آجروں کو وصول ہوتی تھی۔ برطانیہ کے معاشئین میں بحث کا یہ طریقہ تقریباً ہمارے موجودہ زمانے تک بھی قائم چلا آتا ہے۔ آدم اسمتھ منافع خام کو اصل کا ماحصل اور منتظمان اصل کا ماحصل، دونوں خیال کرتا تھا۔ اس نے بیان کیا ہے کہ دھرے سود کو واجبی، معتدل اور معقول منافع تصور کیا جاتا تھا۔ اعلیٰ منافع اور اعلیٰ سود دونوں کا چولی دامن کا ساتھ تھا؛ چنانچہ اس نے شرح سود کے تاریخی تغیرات کو منافع کے تغیرات پر محمول کیا ہے کہ گویا ایک کے تغیرات دوسرے کے تغیرات بھی پیش کرتے ہیں۔

188

باب ۵
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)

موجودہ زمانے میں سرمایۂ مشترک کی بڑی بڑی انجمنوں کے نشوونما پانے کے باعث شغل اصل کرنے والوں کی کثیر تعداد بڑے بڑے کاروبار میں حصہ لینے لگی ہے، اہل کاروبار اور شغل اصل کرنے والوں کے مابین کام تقسیم پاگئے ہیں اور اس وجہ سے ان کے کاموں اور آمدنیوں کی فی الحقیقت مختلف نوعیت کی جانب زیادہ توجہ مبذول کی جانے لگی ہے۔ اکثر مشترک سرمایہ کی انجمنیں تمسکات کی شکل میں طویل المدت قرضے حاصل کرتی ہیں، ان تمسکات کے مالک خطرات سے آزاد تصور کیے جاتے ہیں، اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انھیں خالص سود وصول ہوگا، حالانکہ ان کا تعلق کاروبار سے دائمی ہوتا ہے۔ تمسک دار معمولی شغل اصل کرنے والوں کی حیثیت سے بھی کچھ زیادہ حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ گویا ایک طرح کے خاموش شرکا ہیں؛ وہ اپنی قوت فیصلہ سے کام لیتے اور خطرات برداشت کرتے ہیں۔ تنظیم کا اصلی کام تنخواہ دار منتظموں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے جو تمسک داروں کی جماعت کے بھی ہوسکتے ہیں اور اس کے باہر کے بھی۔

ان مختلف اشخاص کا باہمی تعلق سب سے زیادہ واضح طور سے بڑے بڑے کاروبار اور خاصکر کاروبار بر پیمانۂ کبیر کے ابتدائی مراحل میں رونما ہوتا ہے۔ شغل اصل کرنے والا، جو خالص سود کی شکل میں آمدنی کا متوقع ہوئے کاروبار میں حصہ نہیں لیتا، وہ "ٹھوس" تمسکات خرید کرتا ہے۔ وہ لوگ جو پُرخطر کاروبار کا بیڑا اٹھاتے ہیں زیادہ تر کہنہ مشق اور تجربہ کار کاروباری اشخاص اور ان کے موکل یا رفقائے کار ہوتے ہیں جنھیں یہ کاروباری اشخاص اپنے لیے فراہم کرلیتے ہیں۔ وہ زیادہ تر اپنی مردم شناسی کے برتے پر کاروبار کئے جاتے ہیں۔ اگر جان اسمتھ کوئی کاروبار شروع کرے اور ان کو اس پر اعتماد ہو تو، وہ بالعموم اس کے کاروبار میں بلا پس و پیش اور آیندہ توقعات کا ارادی لحاظ کئے بغیر حصص لے لیتے ہیں۔ وہ اپنا جو کچھ زر مشغول کرتے ہیں اس پر سود سے زیادہ بھی کچھ وصول ہونے کی توقع رکھتے ہیں؛ ورنہ وہ خطرات برداشت نہ کریں گے۔ اگر مرور زمانہ کے ساتھ کاروبار کامیاب ثابت ہو، اور طویل مدت تک عمدہ شرح پر مقسوم ملتے رہیں تو، وہ دوسرے شغل اصل کرنے والوں کو

189

باب ۶

کاروباری منافع (بسلسلۂ سابق)

بڑھوتری پر اپنے حصص فروخت کر دیتے ہیں۔ اگر کاروبار اس صورت میں بالکلیہ معین حالت میں نہیں ہو تو ممکن ہے کہ شغل اصل کرنے والے حقیقتاً کوئی خطرہ ہی بر داشت نہ کریں، اس صورت میں ان کی آمدنی معمولی سود سے زیادہ نہیں ہوتی؛ گو حصص خریدنے میں کچھ نہ کچھ خطرہ بر داشت کرنا ہی پڑتا ہے، خواہ وہ کتنا ہی خفیف کیوں نہ ہو۔ عملی کاروباری آدمی یا جوکھم بر داشت کر کے شغل اصل کرنے والا، جس نے اپنے حصص منافعہ کے ساتھ فروخت کر دیئے ہوں، اس طرح دوسرے نئے اور بڑے بڑے کاروبار کی جانب متوجہ ہوتا ہے، اور ممکن ہے کہ اپنے اس عمل کو غیر معین طور سے متعدد دفعہ دھرائے۔ اس کی آمدنی کو زیادہ تر کاروباری منافعہ خیال کرنا چاہیئے؛ اور اس کے برخلاف شغل اصل کرنے والے کی آمدنی، خواہ وہ حصے دار ہو یا "سنہرے کنارے" (اعلیٰ درجے) کے تمسکات کا مالک، زیادہ تر سود ہوتی ہے، اور اس میں لگان کی سربستہ مالیت اور نفع اجارہ کی بھی کچھ آمیزش ہوتی ہے۔

۵۔ قلیل مدت کے لیے، بلکہ خاصی بڑی مدت کے لیے بھی، کاروباری منافعہ اور سود بالعموم بہت قریبی باہمی تعلق رکھتے ہیں۔ اگر کسی منفرد کارخانے کو کثیر المقدار اصل پر دسترس حاصل ہو تو، اس کی وجہ سے نہ صرف اصل کی مقدار کے تناسب سے سود کی شکل میں آمدنی وصول ہوتی ہے، بلکہ نفع کثیر حاصل کرنے کا بھی عمدہ موقع ملتا ہے۔

فرد واحد کے لیے، کثیر المقدار یا قلیل المقدار اصل جس پر اس کو دسترس حاصل ہو، اور اس کے نتیجے کے طور پر کاروبار بہ پیمانۂ کبیر یا کاروبار بہ پیمانۂ صغیر، اس کی خالص آمدنی پر بہت اہم اثر ڈالتے ہیں۔ بادی النظر میں یہی سب سے اہم عامل معلوم ہوتے ہیں۔ کاروباری اشخاص جو اشیا کی قلیل مقدار پیدا یا فروخت کرتے ہیں، وہی قیمتیں وصول کرتے ہیں جو کثیر مقدار پیدا یا فروخت کرنے والوں کو ملتی ہیں؛ بڑے پیمانے پر پیدائش یا تجارت کرنے والے شخص کے مصارف فی اکائی بہ پیمانۂ صغیر پر پیدائش یا تجارت کرنے والے حریف کے مصارف سے بالعموم کم ہوتے ہیں، اس سے

باب ۲۶
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)

بظاہر یہ نتیجہ نکلے گا کہ محض اس وجہ سے کہ اول الذکر کے پاس کثیر المقدار اصل ہے، اس کو نفع بھی زیادہ ہوگا۔ اگر بڑے کاروبار کے انتظام کے لیے اس سے زیادہ قابلیت کی ضرورت نہ ہوتی جتنی کہ چھوٹے کاروبار کے لیے ہوتی ہے اور اگر کثیر المقدار اصل پر دسترس محض ورثے کے ذریعے سے یا خوش قسمتی کی بنا پر ہو تو یقیناً مقررہ نتیجہ برآمد ہوگا۔ لیکن انجام کار اصل کی کثرت اور منافعہ کی مقدار کا باہمی تعلق کسی طرح خود بخود ظاہر ہونے والا ثابت نہ ہوگا۔ کاروبار بہ پیمانۂ کبیر کے لیے بمقابلۂ کاروبار بہ پیمانۂ صغیر کے زیادہ انتظامی قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے، یہی نہیں بلکہ بہت زیادہ بصیرت، اصابت رائے اور دلیری بھی لابدی ہوتی ہے، خلاصہ یہ کہ انجام کار اصل پر اتفاقیہ طور سے دسترس حاصل نہیں ہوتی، بلکہ قابلیت کے مطابق حاصل ہوتی ہے۔ آغاز میں یا معمولی اوقات میں چھوٹے کاروبار کا انتظام جتنا آسان ہوتا ہے اتنا ہی بڑے کاروبار کا انتظام ہوتا ہے یا کم از کم بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کاروباری آدمی کی زندگی کے ابتدائی مراحل میں اصل اور تعلقات کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ نیز اسی وجہ سے ان کاروبار میں جو کسی قابل لحاظ بڑے پیمانے پر نہیں پہنچتے، یا انتظام کے سادہ ترین حالات سے متجاوز نہیں ہوتے، اصل اور تعلقات کا اثر بہت زیادہ دیرپا ہوتا ہے۔ لیکن تمام تر کاروبار کے حالات میں مرور زمانہ کے ساتھ تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں؛ ذکی الطبع اور باہمت اشخاص آئے دن نئے نئے طریقے اور نئے نئے اختراعات عمل میں لاتے رہتے ہیں، اور جدید مقابلے سے دوچار ہونے کے لیے موزونیت پیدا کرنی پڑتی ہے۔ تب کہیں قابل اور اولوالعزم اشخاص بڑے بڑے پرجوکھم کاروبار اور کثیر المقدار اصل پر مسلسل دسترس حاصل کر سکتے ہیں۔ نسبتہً کم قابلیت رکھنے والوں کو ان کے متوقعہ نفع سے کم مقدار میں نفع ملتا ہے۔ اگر جیسا کہ بالعموم ہوتا ہے اتنے بڑے کاروبار کا انتظام کرنے کی پیہم کوشش کریں جو ان سے سنبھل نہ سکے اور ان کی قابلیت سے بالاتر ہو تو ان کا دوالہ نکل جاتا ہے اور وہ سب کچھ ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔

190

باب ۶
کاروباری منافع (سلسلۂ سابق)

کاروبار کے پیمانے اور اس سے حاصل ہونے والے منافعے کے پیمانے کی انفرادی قابلیت سے نسبت رسم و رواج، مقررہ نیک نامی اور شہرت سے بڑی حد تک متاثر ہوتی ہے۔ کوئی فرم جس کی تاسیس قابل آدمی کے ہاتھوں عمل میں آئی ہو اپنے بل بوتے پر طویل مدت تک قائم رہتی ہے۔ یہ بات خاص طور سے تجارت، تھوک اور خردہ فروش، دونوں کے بارے میں صادق آتی ہے، جہاں اہل معاملہ کو برقرار رکھنے میں تعلقات اور شہرت کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے۔ یہ بات مصنوعات کے بارے میں جہاں ٹریڈ مارک کا اثر بہت اہم ہوتا ہے بالعموم صادق آتی ہے؛ اور بنک کاری کے بارے میں تو سب سے زیادہ صحیح ثابت ہوتی ہے جہاں شہرت اور نیک نامی ہی پر منفعت بخش کاروبار کی اساس قائم ہوتی ہے۔ جو لوگ عمدہ اساس رکھنے والے بڑے بڑے کاروبار کو چلانے میں کامیاب ہوتے ہیں مسلسل کثیر المقدار نفع حاصل کر سکتے ہیں، خواہ ان میں کوئی خاص قابلیت موجود نہ ہو۔ لیکن جبلی اوصاف کا قوی اثر مرور زمانہ کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ قدیم کمپنیوں میں خون تازہ نئی روح نہ پھونکے وہ فرسودہ ہو کر ٹوٹ جاتی ہیں۔ نئی نئی کمپنیاں قائم ہوتی ہیں اور کاروباری اشخاص کی دوسری ہی نسل ان کی نگرانی کو اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے۔ اس میں ممکن ہے کہ قابل باپوں کے قابل سپوت ہوں، جنھیں اصل اور تعلقات کے علاوہ قابلیت بھی وراثت میں ملی ہو۔ لیکن نئی پود کے اکثر لوگ پرانے لوگوں کے پورے جانشین نہیں ہوتے۔ وہ محض اپنے خصائل اور کردار کی قوت سے چھوٹے درجے سے عروج پاتے ہیں۔ انھیں کو کثیر المقدار اصل اور معتدبہ نفع پر دسترس حاصل ہوتی ہے۔

۶۔ سود بحیثیت مجموعی اور کاروباری منافعہ بحیثیت مجموعی کے باہمی تعلقات میں محدود مدت کے لیے وہی قریبی علاقہ اور طویل مدت کے لیے وہی تضاد رونما ہوتا ہے۔ سود پر سب سے زیادہ براہ راست اور مسلسل طریق پر اثر ڈالنے والا عامل وہ مقدار ہے جو کاروباری اشخاص بطیب خاطر ادا کر سکتے ہوں اور مقابلے کے باعث ادا کرنے پر مجبور ہوں جس عمل کے ذریعے سے اصل کا سود متعین

191

باب ۳
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)

ہوتا ہے وہ اپنے نتیجے میں کاروباری منافعہ پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ مزدوروں کو عملی اصلدار یعنی کاروباری اشخاص اُجرت ادا کرتے ہیں، اور اس کے نتیجے کے طور پر پیداوار کا اضافہ پہلے انھیں اصلداروں کے ہاتھوں میں آتا ہے؛ اس لیے کہ ان کی حیثیت اُجرت پانے والے مزدوروں اور شغلِ اصل کرنے والوں کے مابین درمیانی اشخاص کی ہوتی ہے۔ جب خام منافعہ (آدم اسمتھ کے مفہوم کے لحاظ سے) کثیر مقدار میں وصول ہوتا ہے تو، کاروباری اشخاص اعلیٰ سود یا اعلیٰ اُجرت یا دونوں اعلیٰ مقدار میں ادا کرنے کے قابل اور اس پر آمادہ ہوتے ہیں؛ اور اس کے برخلاف جبکہ نفع خام کی مقدار کم ہوتی ہے تو، ان میں نسبتہً کم اُجرت اور سود ادا کرنے کی قابلیت ہوتی ہے۔ صنائع و فنون کی اصلاح و ترقی اصل کی اختتامی پیدآوری کو بڑھا دیتی ہے اور اس طرح سب سے پہلے کاروباری نفع اور سود میں اضافہ کرتی ہے۔

لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ اس متوازی تغیر میں تبدیلی ہونے کا قرینہ ہے۔ کس طریق پر ان دونوں کے مابین نفع تقسیم کیا جائے گا اس کا انحصار کاروباری قابلیت کی رسد اور پس انداز کردہ رقوم کی رسد کے حالات پر ہوتا ہے۔ اگر وافر پس انداز کردہ رقوم اور اس طرح کثیر المقدار اصل پر کاروباری شخص کو دسترس حاصل ہو تو اس کے حصے میں منافعہ کی نسبتہً زیادہ مقدار آئے گی۔ اگر اس کے برعکس کثیر التعداد اشخاص پس انداز کردہ رقوم کے طالب ہوں تو، سود کی ذیل میں نسبتہً زیادہ رقم وصول ہوگی۔ اگر اصل اور کاروباری قوت دونوں وافر مقدار میں موجود نہ ہوں تو، اُجرتوں میں اضافہ نمودار ہوگا، بحیثیت مجموعی اصلدار جماعتوں کی آمدنیاں گھٹ جائیں گی اور اس حد تک دولت کی عدم مساوات میں کمی واقع ہوگی۔

موجودہ زمانے میں اغلب یہ ہے کہ صنعتوں کی گوناگوں ترقی سے جو نفع حاصل ہو اس کا مقابلتہً کثیر جزو کاروباری منافعہ کے تحت وصول ہو۔ شغلِ اصل کے امکانات میں جو عظیم الشان اضافہ ہوا ہے اسی کے تناسب سے اصل اور پس اندازیوں میں بھی کثیر المقدار اضافہ بسرعت تمام عمل میں آیا ہے۔

باب ۵

کاروباری منافعہ (بسلسلۂ سابق)

192

گو صنعتی انقلاب کے آغاز کے بعد سے اصل کی فراہم کردہ مقدار میں معتدبہ اضافہ ہو گیا ہے اور اصل سے کام لینے کے طریقوں میں گوناگوں ترقیاں رونما ہوئی ہیں، لیکن اس کے باوجود طویل مدت کا لحاظ کرتے ہوئے شرح سود بڑی حد تک استوار اور ثبات پذیر رہی۔ تمام تہذیب یافتہ ممالک نے غیر معمولی طور سے تیز رفتار کے ساتھ ترقی کی اور اس کے اثنا میں محنت کی پیدا آوری بہت تیزی کے ساتھ بڑھ گئی، اور کثیر المقدار خام منافعہ اور اعلیٰ سود وصول کرنے کے بہت ہی موافق مواقع بہم پہنچے۔ چنانچہ انیسویں صدی کے پہلے تین ارباع حصے میں انگلستان کا یہی تجربہ تھا؛ علیٰ ہذا اسی صدی کے آخری حصے میں جرمنی میں یہی ہوا؛ اور ریاستہائے متحدہ میں بھی تقریباً تمام تاریخ اسی کی شہادت پیش کرتی ہے۔ گو ان سب ممالک میں ان تحریکات کے زور شور کے زمانے میں سود کی شرح میں اضافہ ہوتا رہا، لیکن یہ تحریکیں جب کبھی سرد پڑیں شرح سود میں پھر کمی واقع ہوتی گئی۔ لیکن اس پورے زمانے میں ان لوگوں کو جن میں قیادت کے اوصاف موجود تھے کثیر المقدار کاروباری منافعہ وصول ہوا اور یہ مقدار اتنی زیادہ ہوتی تھی کہ اس سے بالعموم مضر نتائج پیدا ہوتے تھے۔

۷۔ ہم اب کاروباری منافعے کے متعلق ان مختلف خیالات پر غور کر سکتے ہیں جو بعض خصوصیات کو ان کے استحقاق کے مطابق نمایاں کرتے ہیں۔ ان خیالات میں کاروباری منافعہ اور اجرت میں باریک فرق قائم کیا گیا ہے؛ اور یہ بتایا گیا ہے کہ کاروباری شخص کو جو کچھ ملتا ہے وہ مرکب آمدنی ہوتی ہے جو سود اور لگان کو، جنھیں واجبی طور سے عناصر ترکیبی کہا جا سکتا ہے، خارج کرنے کے بعد وصول ہوتی ہے۔ جو کچھ اس کو ملتا ہے اس کا ایک جزو اب بھی محض اجرت خیال کیا جاتا ہے؛ لیکن بقیہ جزو نہ تو اجرت ہے نہ سود، اور نہ لگان؛ وہ ان تینوں سے کچھ مختلف ہی شے ہے؛ اور صرف اس مخصوص عنصر ہی کو "منافعہ" تصور کیا جاتا ہے۔

ان خیالات میں سے ایک خیال میں صنعتوں کے تغیرات کے نتائج پر خاص طور سے زور دیا گیا ہے۔ کاروباری منافعے کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ

باب ۵
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)

وہ خالصتہً اسی قسم کے تغیرات کا نتیجہ ہیں۔ اگر صنعتوں میں قطعاً تغیرات واقع نہ ہوں، مسابقت کے نتائج کامل طور سے نمودار رہوں، اور اشیاء کی قیمتیں مصارف پیدائش سے قریب رہیں تو، صنعت کے منتظمین کو اجرت کے سوا کچھ اور وصول نہ ہوگا، اور اس اجرت کا تعین اسی طریق پر ہوگا جس پر کہ دوسری قسم کی محنت کی اجرت کا تعین ہوتا ہے۔ لیکن حرکی حالت میں، یعنی تغیر و ترقی اور غیر ثبات پذیر توازن کی حالت میں کاروباری اشخاص کے لیے اس اجرت سے کچھ زیادہ ہی وصول کرنے کا موقع ہے۔ ایجادات سے استفادہ کرنے میں یا تنظیم کی اصلاح کرنے میں پیش قدمی کرکے وہ نفع حاصل کرتے ہیں، اور جس وقت تک وہ پیش پیش رہتے ہیں اس وقت تک انھیں خاصہ نفع ملتا رہتا ہے۔ اس طرح سے دیکھا جائے تو کاروباری منافع میں ہمیشہ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ کاروباری منافعہ ترقی کا مہیج اور ترقی کا انعام ہے۔ چنانچہ جب اصلاح و ترقی پوری طرح سے کرلی جائے تو، منافعہ ملنا موقوف ہوجاتا ہے۔

یہ بحث کہ آیا "کاروباری منافعہ" کی اصطلاح کو اس طرح محدود کردینا چاہیئے محض لفظی بحث ہوگی۔ اصلاح و ترقی اور کاروباری شخص کے منافع کے باہمی تعلق پر اس خیال میں جو زور دیا گیا ہے وہ مناسب اور رواجبی ہے۔ حقیقت میں کثیر المقدار اور نمایاں منافعہ تقریباً بلا استثنا صنعتوں کی ترقی کے ساتھ نئے نئے پرخطر کاروبار میں حصہ لینے اور نئے نئے طریقوں کو اختیار کرنے میں ہمت اور ہوشمندی سے کام کرنے کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ بااین ہمہ مصنف کو کاروباری منافع اور اجرت میں اس طرح باریک امتیاز کرنے کا طریق مصنوعی معلوم ہوتا ہے۔ قائم شدہ صنعتوں کو باضابطگی کے ساتھ چلانا بھی قوت فیصلہ اور تنظیمی قابلیت چاہتا ہے، اور اس طرح انھی اوصاف اور قابلیتوں کا طالب ہے جن سے سریع ترقی کے حالات کے تحت نسبتہً زیادہ نمایاں طریقے پر اور زیادہ منفعت بخش طریقے پر کام لیا جاتا ہے۔ کامیاب کاروباری شخص کی آمدنی کو خام طریقے پر دو حصوں میں تقسیم کرنا، یعنی ایک اجرت اور دوسرا ترقی سے حاصل شدہ نفع کے مفہوم میں منافعہ، بظاہر بالکل ناقابل عمل طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ کاروباری پیشہ سے تعلق رکھنے والے اشخاص کی آمدنیوں کی کل ناہموار سطح پر نظر کرتے ہوئے سب سے سادہ طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ

193

باب ۵
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)

ان سب آمدنیوں کو محنت کا ما حصل تصور کیا جائے؛ اور ان آمدنیوں کے متعدد خصوصیات ہیں؛ چنانچہ ان میں سے سب سے نمایاں یہ ہیں کہ ان میں خطرات اور عدم تیقن موجود ہے، ان میں گوناگوں اختلافات پائے جاتے ہیں اور قابلیت کے ساتھ قیادت کرنے کے باعث کثیر مقدار میں منافعہ وصول ہوتا ہے۔

۸۔ اس بارے میں ایک اور خیال پیش کیا جاتا ہے جو مذکور الصدر خیال سے بہت مماثلت رکھتا ہے، اس میں بھی منافعہ کو اُجرت سے مختلف شے تصور کیا گیا ہے، اور اُس مقدار کو اجرت تصور کیا جاتا ہے جو منتظم کے کسی دوسرے کے پاس ملازمت کرنے کی صورت میں ادا کیا جاتا۔ اس کا قرینہ ہے کہ آزاد کاروباری شخص کی حقیقی آمدنی اس مقدار سے زائد ہو، یہی زائد آمدنی کاروباری منافعہ ہوتا ہے۔ یہاں خطرے کے عنصر پر زور دیا گیا ہے۔ منافعہ، اُجرت سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ منافعہ خطرات برداشت کرنے کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

یہ مسئلہ بھی زیادہ تر لفظی بحث کی نوعیت اختیار کر لیتا ہے؛ لیکن اس میں یہ معقول سوال مضمر ہے کہ آیا اطمینان بخش طریقے پر کوئی خط فاصل قائم کیا جا سکتا ہے؟ اور اس مفہوم کے لحاظ سے "اُجرت" اور "منافعہ" میں کوئی حقیقی فرق قرار دیا جا سکتا ہے؟ تنخواہ دار منتظمین کے عہدے بھی مختلف قسم اور درجوں کے ہوتے ہیں، یعنی فورمین مہتم، صدر منتظم، صدر نشین وغیرہ۔ تنخواہ دار منتظموں اور آزاد کاروباری منتظموں کے عہدوں کے مابین منتقلی کا عمل دائمی طور سے واقع ہوتا رہتا ہے۔ دونوں پر ایک ہی قسم کے اسباب کا اثر پڑتا ہے۔ قابل آدمی کثیر المقدار خام منافعہ حاصل کرے گا، یا اگر دوسرے اس کی خدمات کو مستعار حاصل کریں تو، خاصی بڑی تنخواہ ادا کی جائے گی۔ بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسری کے پاس ملازمت کرنے کی صورت میں اس کو فی الواقع زیادہ آمدنی وصول ہو؛ ممکن ہے کہ اس میں تنظیمی قابلیت موجود ہو، تاہم ہوش مندی اور اصابت رائے کا فقدان ہو۔

بڑے پیمانے کے کاروبار اور انجمنوں کے ترقی پانے کی وجہ سے قیادت و صدارت کے عہدوں پر اشخاص کو تنخواہ دے کر ملازم رکھنے کے مواقع بہت

بڑھ گئے ہیں، اور قیادت کے لیے مطلوبہ ضروری اوصاف کی مناسبت سے تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ تنخواہ دار منتظمین کو اس بات کی تحریص و ترغیب دلانے کی عام خواہش کی بنا پر کہ وہ اپنے اوصاف سے بہترین طریق پر کام لیں ہر قسم کی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ براعظم یورپ، اور خاصکر جرمنی، ٹین ٹی میں (Tantiemes) کا عام رواج ہے، یعنی مقررہ تنخواہ کے علاوہ منافعے میں بھی حصہ دیا جاتا ہے۔ انگلستان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں یہ قاعدہ ہے کہ بڑے کارخانے کے صدر منتظم کو بڑی تنخواہ مستقلاً دی جاتی ہے، اور اس کا مقصد صاف طور سے یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے گراں قدر مشاہرے کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیے معقول مقداریں منافعہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ اپنے آپ کو اس جگہ پر برقرار رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آجروں کے لیے منافعہ حاصل کرے۔ ریاستہائے متحدہ میں یہ صورت خاص طور سے پائی جاتی ہے۔ یہاں دوسرے ممالک کے مقابلے میں بہت زیادہ بیش قرار تنخواہیں دی جاتی ہیں اور منتظموں اور صدر نشینوں کو نسبتاً زیادہ اقتدار اور زیادہ ذمہ داری دی جاتی ہے اور "نتائج" کے طور پر ان سے نسبتاً زیادہ مقدار منافعے کی توقع کی جاتی ہے۔ امریکہ میں بڑے بڑے پرخطر کاروبار کے صدر منتظموں کو سالانہ ۵۰۰۰۰ ڈالر یا ایک لاکھ ڈالر یا اس سے زیادہ مشاہرہ بھی دیا جاتا ہے۔ گو بعض صورتوں میں یہ محض ایک طرح کی خویش و اقارب کی خاطر داری ہوتی ہے، لیکن اس کا مقصد زیادہ تر تنخواہ دار اشخاص سے اسی شوق قابلیت اور خلوص سے کام لینا ہوتا ہے جتنا کہ وہ خود اپنے طور پر کام انجام دینے کی صورت میں ظاہر کرتے۔ اس قسم کی قابلیت سے آزادانہ طور پر کام لینے کا ہمیشہ امکان ہوتا ہے، اور اجرت دینے والی تجارتی انجمنوں کو اسی پیمانے پر معقول صلہ دینا پڑتا ہے جس طرح کہ قابلیت کو کام میں لانے سے وصول ہونے کی توقع ہوتی ہے۔

اس قسم کی حقیقی منافعہ کی شرکت سے اس امر کی توجیہ ہوتی ہے کہ کیوں مشترک سرمایہ کی تنظیم کے تحت بھی عام اور مشترکہ صنعت کے مقابلے میں

باب ۵
کاروباری منافع (بسلسلۂ سابق)

خانگی صنعت کی کارکردگی بالعموم زیادہ اچھی ہوتی ہے یا اس میں کم از کم ترقی کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے معاشیات والوں کا یہ قول ہے کہ جو نہی معاملات بڑے کارخانوں کے ذریعے سے انجام پانے لگیں، خانگی صنعت کا فائدہ باقی نہیں رہتا؛ اس لیے کہ حکومتوں کے مثل اس قسم کی بڑی انجمنوں کو اصلی انتظام تنخواہ دار عہدہ داروں کے تفویض کرنا پڑتا ہے؛ اور اس لحاظ سے اس مہمیز سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے جو مالک کے خود براہ راست دلچسپی لینے اور نگرانی کرنے کی صورت میں موجود ہوتی ہے۔ لیکن حکومتیں عہدہ داروں کے ساتھ اتنی آزادی سے معاملات طے نہیں کر سکتیں جتنی آزادی کے ساتھ خانگی انجمنیں طے کر سکتی ہیں۔ وہ نہ تو ان انجمنوں کے مساوی بیش قرار تنخواہیں دے سکتی ہیں اور نہ یہ تنخواہیں اس قدر تغیر پذیر ہوتی ہیں؛ متعدد سیاسی قوتیں اس کو ناقابل عمل بنائی ہیں۔ گو سرکاری ملازمت میں عزت و شہرت حاصل ہوتی ہے جس کی بنا پر سرکاری ملازمت میں معتدل تنخواہ پر بھی قابل آدمی دستیاب ہو سکتے ہیں، لیکن کاروباری اوصاف کو عمل میں لانے کے لیے جیسا ہیج ملتا ہے ویسا سرکاری ملازمت انجام دینے میں موجود نہیں ہوتا۔ پیدائش دولت کی قوتوں کی سب سے موثر طریق پر تنظیم کرنے کے لیے خانگی ملکیت اور انتظام کے طریق میں بلاشبہ زیادہ فوائد ہیں، خواہ انتظام تنخواہ دار منتظمین کے ذریعے سے ہی کیوں نہ انجام دیا جائے۔

195

۹۔ گزشتہ بحث کا میلان یہ ثابت کرنے کی جانب رہا ہے کہ کاروباری منافع کا باعث زیادہ تر کارکردگی اور قابلیت ہے۔ بحیثیت مجموعی قوم کو کاروباری شخص کی آمدنی کے مساوی حصہ مل جاتا ہے؛ حقیقت یہ ہے کہ قوم کو اس قسم کی آمدنی کا کچھ حصہ انجام دادہ مفید خدمات کے حاصل کرنے کے لیے دینا پڑتا ہے۔ لیکن عام طور سے یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ اس قسم کی حق بجانب آمدنی کاروباری آمدنی کا محض ایک جزو ہے اور یہ کہ مجموعی آمدنی اوسط آمدنی کی سطح سے زائد ہونی چاہیئے۔ یہ استدلال مبنی بر صداقت ہے؛ جائز اور ناجائز دونوں طرح کا کاروباری منافع ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں کاروبار کا

باب ۵
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)

اکثر حصہ غیر پیدا آور ہوتا ہے؛ اس سے قوم کی خوش حالی میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ دوسرے لوگوں سے کچھ حصہ چھین جاتا ہے۔

بعض اوقات حالت بہت ہی سادہ ہوتی ہے۔ قمار بازی کی تخمین مثلاً سٹہ بالکلیہ غیر پیدا آور ہوتا ہے۔ سرکاری عہدہ داروں سے رشوت دے کر معاہدات کرنا، یعنی ایک شخص برائے نام ٹھیکہ لے کر دوسرے کو اپنے طور پر ذیلی ٹھیکہ دار مقرر کرے اور اس سے سب کام لے اسی غیر پیدا آور تخمین میں داخل ہے۔ بددیانتی کے ساتھ کسی ضرر رساں (یا بے ضرر) پیٹنٹ دوا کا تیار کرنا اور اشتہار دینا بھی اسی ذیل میں شمار ہو سکتا ہے۔

لیکن عام طور سے مفید اور ضرر رساں کاروبار ساتھ ساتھ انجام پاتے ہیں، اور منافعہ جائز و ناجائز دونوں طریقوں سے ملتا ہے، مثلاً ایسی مالی مدد کی مثال لو جو رشوت دے کر ناجائز طریقے پر حاصل کی گئی ہو اور جس کی صنعت زیر بحث کو ترقی دینے کے لیے کوئی خاص ضرورت نہ ہو۔ اس امداد کے حاصل کرنے میں کاروباری شخص کی محنت گویا عوام سے اتنی رقم چھین لیتی ہے؛ لیکن صنعت کی تنظیم و رہنمائی میں اس کی جو محنت صرف ہوتی ہے وہ ممکن ہے کہ پورے موثر طریقے پر صرف ہو اور نتائج کے اعتبار سے مفید ثابت ہو۔ آزاد تجارت کا غیر متناقض حامی یہ استدلال پیش کرے گا کہ باہمی صنعتوں کی موافقت میں محصول کے آئین و قوانین الٹ پھیر کے ساتھ وضع کرنے کے لیے جو محنت صرف کی جائے گی وہ غیر پیدا آور ہوگی؛ لیکن ممکن ہے کہ ایسے اشخاص جن کی نگرانی میں صنعتیں ہوں ان کا اچھی طرح انتظام کریں۔ آجر، عورتوں اور بچوں کی مظلومیت سے اور دوسری قسموں کے غیر منظم مزدوروں کی جہالت اور معاملت نہ کر سکنے کی کمزوری سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اور ان کی محنت "واجبی" شرحوں سے کم شرح پر حاصل کر سکتا ہے؛[1] لیکن اسی کے ساتھ وہ اس محنت کو اعلیٰ درجے کی کارکردگی کے ساتھ منظم بھی کر سکتا ہے۔

---

[1] مقابلہ کرو باب ۵ اور باب ۵ سے۔

ایسے بے شمار طریقے ہیں جن میں کاروباری قوت کا غیر پیدآور عمل مفید اور پیدآور جدوجہد کے ساتھ امتزاج پاتا ہے چنانچہ اشیا کی تیاری میں فریب سے کام لینا اور ان میں میل کرنا؛ کسی شے کو جھنڈے پر چڑھانا خواہ وہ اپنے رقیبوں سے اچھی نہ ہو یا بُری ہو؛ اور جھوٹ موٹ اشتہار بازی کر کے اشیا کو اعلیٰ قیمت پر بے وقوف عوام کے سر منڈھنا؛ مزدوروں کو "کمپنی گوداموں" کے ذریعے سے یا کمپنی کے مکانات کرایہ پر دے کر دھوکہ دینا؛ پارچہ بافوں پر بظاہر خرابیٔ کار کے الزام سے جرمانہ کرنا یا کان کنوں کو اشیا اور رسد کے زائد مطالبات کے ذریعے سے جھانسہ دینا؛ سب اسی تعریف میں داخل ہیں۔ تاراجی کاروبار کی سب سے نمایاں اور دوررس شکلوں میں سے ایک شکل یہ ہے کہ نظما اور منتظمین (بالعموم صرافے کے) اپنی ذمہ دارانہ حیثیتوں کو ناواجب طریقے پر استعمال کریں۔ ایک ہی شخص صنعت کا قائد ہونے کے باوجود امانتی ذمہ داریوں کے خلاف عمل پیرا ہو سکتا اور صرافہ میں اپنے داؤں کی قمار بازی کر سکتا ہے۔ امریکہ کی صنعتی تاریخ اس قسم کے اشخاص کی مثالوں سے بھری پڑی ہے، اور ہمارے یہاں کے لوگوں نے جس طرح دھن دولت پیدا کی اس کا باعث بڑی حد تک اسی قسم کی غیر متدین کاروباری جدوجہد ہے۔ کاروباری آدمی کا فوری مقصد زر پیدا کرنا ہے۔ اس کے جال میں ہمیشہ مچھلی ہی آتی ہے۔ تاوقتیکہ قانون کے ذریعے سے یا رائے عامہ یا اخلاقی قواعد کے ذریعے سے قیود عائد نہ ہوں، وہ ہر اس طریق پر عمل پیرا ہونا جائز رکھے گا جس میں اس کو معقول آمدنی وصول ہو اور وہ اپنے مصارف بخوبی پورے کرنے کی توقع رکھ سکے۔

"جائز" حدود کے اندر منافع کی تحدید کا انحصار دو چیزوں پر ہے؛ ایک تو کامل آزادانہ مقابلہ؛ دوسرے مقابلے کا قیام اعلیٰ پیمانے پر۔

اول کامل آزادانہ مقابلے کو لیجیے۔ نفع اجارہ اس معنی میں "ناجائز" نہیں ہے جس معنی میں کہ چالاکی اور مکر سے حاصل کیا ہوا منافع ناجائز ہوتا ہے؛ لیکن وہ اس معنی میں ناجائز ہے کہ پیدآور قوتوں سے پوری طرح کام لینے کی ترغیب دینے کے لیے جتنی آمدنی کی ضرورت ہوتی ہے اس سے زائد لیا جاتا ہے۔ پیٹنٹ اور

باب ۵

کاروباری منافع۔ (بسلسلۂ سابق)

حق تصنیف کی سی مثالوں سے قطع نظر کرتے ہوئے ایسے منافعے کے معنی یہ ہیں کہ مخلوق ضرورت سے زیادہ دام ادا کرتی ہے۔ اجارہ کے امکانات کو اچھی طرح سمجھنا اور اجارہ کی صنعتوں کی باقاعدہ تنظیم کرنا ہی کاروباری آدمیوں کی آمدنی اور دولت کے بڑے ذرایع رہے ہیں؛ اور یہ بھی قانون کی خلاف ورزی یا کاروباری زندگی کی شایستگی اور آداب کے خلاف کئے بغیر اجارہ کی صنعتوں کی تنظیم اشد ضروری معاشری مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے، اور وہ کاروباری منافعے کو معقول یا جائز حدود کے اندر رکھنے کے لیے ضروری ہے۔

مقابلے کو اعلیٰ پیمانے پر قائم رکھنے کا انحصار ایک حد تک تو قانون پر ہے اور ایک حد تک رائے عامہ اور مروجہ اخلاقی رنگ ڈھنگ پر ہے۔ قانون کا مقصد انسانوں کے مابین اس قسم کے تعلقات قائم کرنا ہے جس سے عام خوش حالی میں اضافہ اور غیر پیداآور جد وجہد کا سدباب ہو۔ خانگی ملک کے قانون کے اصلی شرایط کی یہی بنیاد ہے کہ جائداد کے مالکوں کی تامین کی جائے، جسمانی تشدد اور سرقے کے لیے سزا مقرر کی جائے، معاہدات آزادانہ طریق پر عمل میں آئیں، دغا اور فریب کی تعریف مقرر کی جائے اور ان کا سدباب کیا جائے۔ جتنی جتنی صنعتی حالات میں تبدیلی ہوتی ہے اور جتنا جتنا مشترکہ اغراض کا احساس انسانوں میں بڑھتا ہے اتنے اتنے قانونی تعلقات متغیر ہوتے جاتے ہیں۔ غلامی نہ صرف ایام قدیم میں مقررہ نظام حالات کا جزو تھی، بلکہ تقریباً ہمارے زمانے تک بھی رہی؛ لیکن اب ان سب ملکوں میں جو مہذب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اس کی ممانعت ہے۔ سرفیت (Serfdom) کے متعلق بھی یہی بات صادق آتی ہے۔ بنی نوع انسان کے مابین جو مقابلہ اور لین دین ہوتا ہے اور قوت کا استعمال کیا جاتا ہے وہ نہ تو اس بنیاد پر روا رکھا جاتا ہے اور نہ اس انتہائی حالت تک جائز سمجھا جاتا ہے۔ خود ہمارے زمانے کی خصوصیت آجر اور اجیر کے باہمی معاملات کے شرایط کی تنظیم ہے، یعنی اجرت کی ادائی کے طریق کے انضباط کے قوانین، محنت کے گھنٹوں اور اقل ترین اجرت کی تنظیم کے قوانین، نیز مبادلۂ اجناس کی دکانوں اور "کمپنی گوداموں" کے

197

باب ۵
کاروباری منافع (بسلسلۂ سابق)

انتظام اور اسی طرح اس منافع کے ممکنہ ذرایع کے متعلق قوانین جس کو ناجائز تصور کیا جاتا ہے۔ خالص غذا کے متعلق قوانین بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔ علی ہذا انجمنہائے سرمایۂ مشترک سے متعلق وضع آئین و قوانین کی اصلاح، نظما اور منتظمین کی ذمہ داریوں کی تعریف اور ان کا نفاذ اور تجارتی انجمنوں کی ترویج و ترقی میں فریب کا سد باب۔ مقصد تمامتر یہ ہوتا ہے کہ سب اشخاص کو اور خاصکر صنعت کے قائد اور منتظمین کو اس بات پہ مجبور کیا جائے کہ وہ اپنا کاروبار ایسے حالات کے تحت سرانجام دیں جن سے ان کی جد و جہد صرف پیدآوری اور مفید مسابقت و رقابت کی جانب مائل ہو۔

رائے عامہ بھی نہ صرف وضع آئین و قوانین کی جانب رہبری کرنے میں بلکہ وضع قوانین کے اثر کو دوبالا کرنے میں بہت اہم عامل ہے۔ تاراجی جد و جہد کے ایسے اثرات جو اشتراکیت کے متضاد ہوں جتنے زیادہ تسلیم کئے جائیں گے اور جتنی زیادہ ان کی مخالفت کی جائے گی اتنا ہی زیادہ کاروباری جد و جہد حقیقی خدمت کے راستوں کی جانب مائل ہوگی۔ خود کاروباری حلقے میں اور اس پورے معاشری طبقے میں جس میں کاروباری اشخاص رہتے سہتے ہیں، زر پیدا کرنے کا خیال دماغوں پر حد سے زیادہ مسلط رہا ہے؛ اور کرو ڑپتی کی پوجا کی جاتی ہے۔ ان دونوں جماعتوں کے ذہنوں میں کاروباری اشخاص کے حقیقی عمل کے متعلق اور اس عمل کے معیار کے متعلق بصیرت افروز تاثرات جتنے جتنے زیادہ قائم ہوتے جائیں گے اتنا اتنا کاروباری آدمی کی رہبری کے تحت خانگی ملک کے نظام کا عمل بہتر ہوتا جائے گا۔

198 معاشیات کی عام اور وسیع تعلیم، جیسی کچھ موجودہ زمانے میں امریکہ کے جامعوں، کلیوں اور مدارس میں دی جارہی ہے، یقیناً اس مقصد کو بوجوہ احسن پورا کرے گی۔

لیکن زیادہ سے زیادہ غیر معین کاروباری منافعے کی کچھ نہ کچھ مقدار ہمیشہ ملتی رہے گی جس وقت تک شغل اصل اور معاہدہ کی آزادی موجود ہے اس وقت تک، نادان شغل اصل کرنے والوں، غیر محتاط تخمنوں اور کوتاہ بین

باب۸
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

اہل کاروبار کا وجود باقی رہے گا؛ اور چالاک اور قوی اشخاص کمزوروں اور جاہلوں کو اپنی منفعت کا ذریعہ بنائیں گے۔ ایسے کاروبار ہمیشہ ہوتے رہیں گے جن میں فریب اور ہوشیاری کے لین دین کے مابین خط فاصل قائم کرنا مشکل ہوگا۔ ایسے آدمی ہمیشہ موجود رہیں گے جن کے نزدیک اخلاقی اصول کی وقعت بہت کم ہوگی۔ اس قسم کی باتیں خانگی ملک کے نظام کا ناگزیر نتیجہ ہیں اور اس نظام کا اس کی بہترین حالت میں بھی صرف ایسی صورت میں جواز ہو سکتا ہے کہ اس کی خوبیاں اس کی برائیوں کے مقابلے میں زیادہ ہوں۔

باب ۱۵

کثیر تمول

199

(۱) پیدائش بر پیمانہ کبیر کی ترقی اور تعداد نفوس کی زیادتی یہ دونوں کثیر تمول کی ترقی کے اساسی اسباب رہے ہیں۔ (۲) اعلیٰ درجہ کی کاروباری قابلیت کی قلت اس کثیر المقدار دولت کی توجیہ کرتی ہے جو کاروباری منافعے سے جمع کی گئی ہو۔ (۳) دوسرے قسم کے اثرات میں شہر کی سکنی زمین کا لگان، زر ریز قدرتی ذرائع کا استحصال اور اجارہ کا منافع شامل ہیں یہ غیر مکتسب اور اتفاقی تمول۔ (۴) غیر مکتسب منافعے میں مکتسب منافعے کا لاینفک طریقے پر آمیزش ہوتی ہے۔ (۵) کثیر المقدار تمول پیدا ورجد وجہد کے لیے مہمیز ہے۔ کاروباری نفع سے کارخانوں اور پلانٹ کی تیاری اور تمول۔ (۶) معاشی اور معاشری قوتوں کی بہتر رہبری کی ضرورت۔

۱۔ کثیر المقدار دولت، عصر حاضر کے سب سے نمایاں مظاہر میں سے ایک مظہر ہے؛ اور آج کل تو ایسی دولت کی مقدار اتنی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے کہ آیندہ کے لیے آثار اچھے نہیں نظر آتے۔ انیسویں صدی کے بیشتر حصے میں لکھ پتی بڑی جائداد کا مالک سمجھا جاتا تھا؛ لیکن پچھلی نسل میں کروڑپتی بہت عام ہو گئے ہیں! ایک کروڑ، دو کروڑ، پانچ کروڑ بلکہ دس بیس کروڑ جمع کر لینا معمولی بات ہو گئی ہے۔ سچ ہے کہ معیار بدل گئے ہیں۔ لیکن زر کی قیمت کی تخفیف کا لحاظ بھی ضروری ہے؛ سنہ ۱۹۲۰ء کے

باب ۲۵
کثیر تمول

پچاس لاکھ کی حیثیت سنہ ۱۸۹۰ء کے دس لاکھ سے بہت زیادہ نہیں ہے۔ ہر قسم کی جائدادیں چھوٹی اور متوسط سے لے کر بڑی سے بڑی تک تعداد میں بڑھ گئی ہیں، اور اوسط غالباً زیادہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود جب ہم سے غیر معمولی طور سے کثیر المقدار تمول کا ذکر کیا جاتا ہے تو، ہمیں اس کی تعداد اور مقدار محوِ حیرت کر دیتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کی کس طرح تشریح کی جا سکتی ہے، اور ان میں بھلائی بُرائی کیا دیکھی جا سکتی ہے؟ تشریح اور تجزیے کے ان سوالات میں سے یہ پہلا سوال ہے جس پر اس باب میں زیادہ تر غور کیا جائے گا؛ اس سے زیادہ اہم سوال یہ معلوم کرنا ہے کہ موافق اور مخالف پلڑوں میں کونسا بھاری ہے یا ہلکا، مگر اس پر بعد میں چل کر غور کیا جائے گا[1] اور اس باب میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ لازمی طور سے عام تقسیم دولت کی سابقہ بحث کی تشریح اور خلاصہ ہے۔

کثیر المقدار تمول کے اسباب میں سے اساسی سبب پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی ترقی ہے۔ صنائی، تجارت، نقل و حمل، یہ سب صنعتی انقلاب کے بعد سے ایسے پیمانے پر اور منافعے کے ایسے مواقع کے ساتھ چلائے جا رہے ہیں جو اس سے قبل تک معدوم تھے۔ تعدادِ نفوس کی ترقی بھی اس سے بمشکل کم اہم رہی ہے۔ مہذب ممالک میں آبادی انیسویں صدی میں بہت بڑھ گئی۔ لوگوں کی عدیم النظیر تعداد کو اشیا کی کثیر مقدار کی سربراہی کی گئی، اور لائق یا خوش نصیب قائدوں اور مخترعوں کو معقول منافع ملا۔ ایسی عام تحریکات و ترقیات، جو اس قدر معمولی اور مسلسل طور سے وقوع میں آتی تھیں کہ انھیں روزمرہ کے واقعات شمار کیا جا سکتا ہے، کثیر المقدار دولت کی ترقی کی اساس تھیں۔

200

گزشتہ بابوں میں تقسیم دولت کا جو خاکہ بالتفصیل پیش کیا گیا اس کے سلسلے میں کثیر تمول کے اسباب کو زیادہ توضیح کے ساتھ اس حیثیت سے تقسیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ مندرجۂ ذیل ذرائع میں سے کن سے ماخوذ ہیں:۔ کاروباری منافع، معاشی لگان، اجارہ کا منافع، ناجائز یا غیر پیدا آور منافع۔ چنانچہ ان میں سے

[1] دیکھو باب ۲۸ عدم مساوات پر اور باب ۲۶، باب ۲۷ اشتراکیت پر۔

ہر ایک پر یکے بعد دیگرے بحث کرنا مناسب ہوگا۔

۲۔ سب سے سادہ صورت وہ ہے جس میں دولت کاروباری منافعے سے جوڑی گئی ہو۔ یہ ایک عام صورت ہے۔ خالص تقابلی کاروبار میں کثیر المقدار منافعہ اور کثیر المقدار نیس اندازیاں ہمارے روزمرہ کے مشاہدہ میں آتی ہیں۔ چنانچہ متعدد قسم کی صنعتوں مثلاً کفش سازی، پارچہ بافی، ظروف سازی، کالر اور نکٹائی کی تیاری، سب میں یہی ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ بظاہر کسی غیر اہم شے اور معمولی سی مخصوص شے کی تیاری کثیر المقدار منافعے کا باعث ثابت ہوتی ہے۔ جب وہ شے لکھوکھہا اہل معاملہ کے ہاتھ فروخت کی جاسکتی ہو تو زیادہ مقدار میں مصنوعات تیار کرنے کا، پیدائش بہ پیمانۂ کبیر کے کفایات کا اور بحیثیت مجموعی زیادہ منافعہ حاصل کرنے کا، خواہ انفرادی حیثیت سے وہ کتنا ہی کم نہ ہو، موقع ملتا ہے۔ تجارتی کاروبار اسی کی ذیل میں آتا ہے۔ موجودہ زمانے کی کاروباری کمپنی بہت بڑے رقبے پر حاوی ہے اور کثیر التعداد اشخاص تک رسائی حاصل کرسکتی ہے۔ بالعموم صنعتی کاروبار کے ساتھ تجارتی کاروبار بھی شریک کیا گیا ہے۔ اشیا تقسیم کرنے والا کارخانہ ایک مرتبہ اپنے پرانے گاہکوں کے حلقے کے ساتھ جب قائم ہو جاتا ہے تو، اسی کے ساتھ ساتھ ایک زائد کارخانہ مصنوعات تیار کرنے کے لیے قائم کرلیتا ہے اور ان دونوں کاروبار کے منافعے کو ساتھ ساتھ وصول کرتا ہے۔ اس قسم کے کاروباری اتحاد سے جائداد پیدا کئے ہوئے جب ایک مدت گزر جاتی ہے، تو اس میں اس کے وارث اور مالک ایک خاص قسم کی لذت محسوس کرتے ہیں جو غالباً انھیں اس سے بہت بڑی اور جدید تر جائدادوں میں محسوس نہیں ہوتی۔ بنک کا کاروبار اسی قسم کا ایک اور نیا شعبہ ہے جس کو بالعموم نسبتاً زیادہ باوقعت خیال کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی خالص بنک کا کاروبار کرنے والی انجمنیں ہوتی ہیں، اور دوسری جانب بعض ایسی ہوتی ہیں جو اپنے سرمایہ کو مصنوعات تیار کرنے والے اور کان کنی کے پرخطر کاروبار میں مصروف رکھتی ہیں۔

201

اس قسم کے منافعے کی مخصوص خصوصیات یہ ہیں کہ وہ آزاد مقابلے کے حالات کے تحت حاصل کیا جاتا ہے، وہ اساسی حیثیت سے بانیوں کی قابلیت

باب ۱۵ ۔ کثیر تمول

اور کارکردگی کا نتیجہ ہوتا ہے، اور اس کے متعلق بجا طور سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا اکتساب کیا جاتا ہے۔ ایسے کاروبار میں نہ تو مقابلہ کرنے والوں پر کوئی بندش عائد ہوتی ہے اور نہ کسی کو کوئی خاص اجارہ یا حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ میدان سب کے لیے کھلا ہوا ہوتا ہے، نئے لوگوں کی شرکت کا سلسلہ لامتناہی طریقے پر جاری رہتا ہے، سرمایے کے واپس لے لینے اور نئے سرمایوں کے مصروف ہونے کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ایک مرتبہ جب بڑا کاروبار چلنے لگتا ہے تو اپنے زور میں ایک مدت تک خود بخود چلتا ہی رہتا ہے۔ حقوق، بندھے ہوئے تعلقات، اختراعات اور ٹریڈ مارک کی بدولت منافعہ بظاہر خود بخود وصول ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، یہ صورت خصوصیت کے ساتھ بنک کاری میں پیش آتی ہے؛ اور مصنوعات تیار کرنے والے کارخانوں میں بھی اس کے خلاف بہت کم عمل ہوتا ہے۔ لیکن انجام کار انتظام کرنے والے ماہر شخص کی موجودگی ضروری ہے؛ ورنہ کاروبار بیٹھنے لگتا ہے۔ کارخانے کا بانی اور مالک ممکن ہے کہ کاروبار سے ہفتوں دور رہیں، لیکن ان کی عدم موجودگی میں بھی معاملات اچھی طرح طے پاتے رہتے ہیں۔ محض اس واقعے سے کہ معاملات اچھی طرح انجام پاتے رہتے ہیں یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اس کی تاسیس اور تنظیم کس قدر عمدہ ہے۔ اس قسم کا بے پروائی کا انتظام تو آغاز کاروبار میں ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ کارخانے کے بانی کی موت یا علٰحدگی جلد یا بدیر یا تو کاروبار کی تباہی کا موجب ہوتی ہے یا نئے اور زیادہ منتظم ہاتھوں میں کاروبار کی منتقلی کی جانب رہبری کرتی ہے۔ اعلیٰ درجے کی کاروباری قابلیت کی قلت ہی کثیر المقدار تمول کی توجیہ کرتی ہے؛ اور یہی وہ شے ہے جو خانگی ملک کے قواعد وضوابط کے تحت اس تمول کو حق بجانب قرار دیتی ہے۔ موجودالوقت معاشی و معاشری نظام کے تحت مقصد اور رجحان یہ ہے کہ انعام یا صلہ، کارکردگی کی مناسبت سے وصول ہو؛ اور اعلیٰ صلے کے حق بجانب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اعلیٰ کارکردگی کے حق میں مہیج کا کام کرتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ پُرخطر کاروبار میں ہمت، محنت اور استقلال سے کام کرنے اور صنعتوں میں ایسی گوناگوں اصلاح و ترقی عمل میں

باب ۵ کثیر تمول

لانے کے لیے جن کی بنا پر پیدائش اپنی موجودہ حالت پر قائم ہے کثیرالمقدار منافعے کے وصول ہونے کی توقع بہت بڑی ترغیب و تحریص دلاتی ہے۔ مستقبل کے لیے اس قسم کی ترغیب و تحریص کی ضرورت کے بارے میں عام طور سے کچھ ہی خیالات کیوں نہ ہوں، کوئی سنجیدہ مبصر یا کوئی دوراندیش اشتراکی یہ سوال ہرگز نہیں اٹھا سکتا کہ اس قسم کی ترغیب و تحریص زمانۂ گزشتہ میں قوی رہی ہے۔

۴۔ ایسے منافعے کے بارے میں جو مسابقت کی عدم موجودگی کے حالات کے تحت وصول کیا جاتا ہے مختلف قسم کے مسائل رونما ہوتے ہیں۔ 202

مثلاً لگان کی سب سے نمایاں شکل یعنی شہر کی سکنی زمین کے لگان کے بارے میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں وہ بالکل مختلف قسم کے مسائل ہیں چنانچہ ان غیرمعمولی طور سے کثیرالمقدار وراثتی املاک کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے جو لندن کی زمینوں کے پٹے کے ختم ہونے کے زمانے میں انگلستان کے بعض ڈیوکوں کے خاندانوں کے ہاتھ آئیں۔ امریکہ کے بعض خاندانوں مثلاً ایسٹرس[1] کی دولت کی بھی یہی حالت رہی ہے چنانچہ انھوں نے بھی شہر کی آبادی کے اضافے اور شہر کی سکنی زمین کے لگان کی زیادتی سے غیرمعمولی مقدار میں منافعے حاصل کیا۔ اکثر ممالک میں خاصکر یہ یاستہائے متحدہ امریکہ میں منافعہ کی یہ خاص شکل متعدد ہاتھوں میں منقسم ہوئی تاہم اکثر صورتوں میں افراد اور خاندانوں کے ہاتھوں میں کثیرالمقدار دولت آئی۔

خام دھات، جنگلات، اور تیل جیسے قدرتی ذرایع سے متعلق منافعہ بھی اس سے بہت مشابہ ہے، اگرچہ بالکلیہ ویسا ہی نہیں ہے۔ وجہ یہ کہ اس میں شغل اصلی، ارادی اصلاح و ترقی، خطرات برداشت کرنے اور ہمت سے کام کرنے کے عناصر زیادہ موجود رہیں۔ پوری صحت کے ساتھ یہ کہنا بالعموم مشکل ہوتا ہے کہ ان ذرایع سے حاصل ہونے والے منافعے کا کتنا جزو مکتسب ہوتا ہے اور کتنا غیرمکتسب۔ لیکن غیرمکتسب منافعہ کافی کثیرمقدار میں وصول

[1] Astors

باب
کثیر تول

ہوا ہے۔ اس کے علاوہ زرخیز قدرتی ذرائع کے استحصال کی وجہ سے منافعے کی مقدار بہت بڑھ گئی ہے۔ آبادی کی غیر متوقعہ زیادتی، ذرائع نقل و حمل اور صنعتوں کی غیر متوقعہ ترقی کے باعث معدنیات اور جنگلات سے اس قدر زائد منافعہ وصول ہوا ہے کہ وہ ابتدائی مالکوں کی توقع سے، اور اس چیز سے جس کو ان مالکوں کو کامل ترقی کے لیے انتہائی ترغیب دینے والی ضروری شے کہا جاسکتا ہے، بہت زیادہ ہے۔

عدم مسابقت کے حالات کی وجہ سے جو منافعے وصول ہوتے ہیں ان میں دوسرے درجے پر نفع اجارہ ہے۔ جہاں تک اس نفع کا انحصار پیٹنٹ یا اس کے مماثل قانونی تائید پر ہے وہاں تک اس کو مکتسب کہا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں قانون، قوم کے اس ارادی نتیجے کا اظہار کرتا ہے کہ بیش قرار منافعہ، ایجاد اختراع کے لیے مہمیز کے طور پر ضروری ہے۔ لیکن بڑی بڑی صنعتیں جو پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی اچانک ترقی اور چند بڑے بڑے کارخانوں یا واحد کارخانے کی صورت میں ایک پوری صنعت کے ارتکاز کی وجہ سے رونما ہوئی ہوں ان کے اہتمام و انتظام کی بدولت اتنا کثیر المقدار منافعہ وصول ہوا ہے جو تقابلی کاروبار کے منافعے سے بہت زیادہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عرفی خدمات عامہ کی صنعتیں اسی قسم سے متعلق ہیں۔ ریلوں، ٹراموں، گیس اور برقی روشنی کے کاروبار میں، پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی جانب اور اس طرح واحد انتظام اور اجارہ کے منافعے کی جانب جس چیز نے رہبری کی ہے وہ دراصل فنی اصلاح و ترقی ہے۔

208

تیسری قسم میں، جس کو ایک طرح کا معجون مرکب کہنا بیجا نہ ہوگا، ان تمام متعدد اقسام کے منافعوں کو داخل کیا جاسکتا ہے جن میں مختلف قسم کے اسقام موجود ہوتے ہیں لیکن جو اس لحاظ سے ایک دوسرے کے مماثل ہوتے ہیں کہ ان کا تعلق مفید قوم کاروبار سے بالکل نہیں ہوتا یا بہت بعید ہوتا ہے۔ بعض اوقات موجودہ قانون کی صریح خلاف ورزی کی جاتی ہے؛ مثلاً جب چوبینے کی زمین کے بڑے بڑے خطے قوم سے بذریعۂ فریب یا جعلسازی

باب ۱۵
کثیر تمول

غصب کر لیے جاتے ہیں۔ مجرمانہ نوعیت کی صورتوں میں بالعموم قانون کی محض برائے نام متابعت کی جاتی ہے لیکن دراصل اس کے مفہوم و معنی کے خلاف عمل کیا جاتا ہے اور نیم خائن عہدہ داروں سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ اسی قسم کی کھلی ہوئی فریب کاریوں کا رنگ ان آدمیوں پر چڑھا ہوا ہوتا ہے جن کو تمسک کا کاروبار کرنے والے محض جعل سے قمار بازی میں حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ کسی بڑی کمپنی کے داخلی کارکن ہوتے ہیں، جو خارجی عوام کے مقابلے میں امانتی ذمہ داریوں کو نظرانداز کر کے جوا کھیلتے ہیں۔ اس صورت میں بھی لکڑی کے چوروں کی صورت کے مثل قانون کی صریحی خلاف ورزی کی جاتی ہے؛ اور اس امر کے متعلق کوئی شبہ یا بناوٹ نہیں ہوتی کہ موجودہ نظام کے قوانین پر عمل کیا گیا ہے۔ ایسے تخمینی کاروبار پر غور کیا جا چکا ہے جو اس رنگ سے مختلف ہوتے ہیں[1]؛ یہ کاروبار عوام کے لیے کلیتہً فوائد سے خالی تو نہیں ہوتے؛ لیکن جب تجارتی کشمکشوں کی وجہ سے کسی باہمت اور اولوالعزم شخص کے ہاتھ میں ایک ملین یا کئی ملین ڈالر پہنچ جاتے ہیں تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ عوام نے بہت اعلیٰ قیمت ادا کی؛ اس کے علاوہ ایسے عارضی و اتفاقی منافعے، جیسے کہ کسی جنگ عظیم کے زمانے میں وصول ہوتے ہیں، ان کو بلا تاخیر ایسی جدوجہد کے ساتھ منسوب نہیں کرنا چاہیئے جو عام مفاد کو ترقی دیتی ہے۔ امن کے زمانے کے بعض پُرخطر کاروبار جن کا مدار جھوٹے اشتہار کے قصداً استعمال پر ہوتا ہے، اسی مشتبہ قسم سے متعلق ہیں۔

۴۔ حیرانی میں ڈالنے والی چیز یہ ہے کہ ایسے کاروبار کے دوران میں غیر مکتسب منافعہ، مکتسب منافعے کے ساتھ لاینفک طور سے خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ اور ایسے کاروباری منافعے کو جسے جائز بلکہ باعزت بھی کہا جا سکتا ہے، مشتبہ اور ناجائز قسم کے منافعے کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔ گزشتہ باب میں یہ کہا جا چکا ہے کہ وہ لوگ جو دوسرے اعتبارات سے غیر معمولی طور سے مختلف ہوتے ہیں اعلیٰ درجے کی کاروباری قابلیت رکھنے کی حیثیت سے ایک دوسرے کے مثیل ہو سکتے ہیں۔

[1] دیکھو باب ۱۱ فصل (۱) و (۵)۔

باب ۵

کثیر تمول

204

ایک شخص فریب کار، محسن اراضی یا تمسکات کی تخمین کرنے والا ریل کا مینجر ہو سکتا ہے، اور اس کے باوجود اس میں کاروباری خوبیاں موجود ہو سکتی ہیں، مثلاً ہمت، جرات، جوش، اصابت رائے اور تنظیمی قوت۔ اور اس صورت میں بھی جبکہ دیانتداری کے فقدان کا ستم نہ ہو، ایسا منافعہ وصول ہوتا ہے، جس کو ہمیشہ کے لیے آمدنی نہیں کہا جا سکتا۔ اس قسم کا منافعہ وہ ہے جو قدرتی ذرایع اور غیر مکتسب آمدنی کے ضبط کر لینے سے وصول ہوتا ہے۔ وہی خصوصیات جو آدمی کو عمدہ کاروباری بناتے ہیں اس کو اعلیٰ درجے کے کاروبار کا منتخب کرنے والا بھی بناتے ہیں، چنانچہ وہ معاشی امکانات کے بارے میں بہت ہی تیز نظر رکھتا ہے، اور بہت ہوشیاری کے ساتھ معدنیات، چوبینہ کے خطوں، تیل، شہر کی سکنی زمینوں اور مضافات کی زرعی اراضی کے متعلق اندازہ قائم کرتا ہے۔ اس کو موجودہ معاشری آئین، یعنی قانون، کردار کے مسلمہ قواعد اور کسب زر کے متعلق مروجہ طرز عمل، اس امر کا موقع بہم پہنچاتے ہیں کہ ان میں وہ بہترین طریقے کا انتخاب عمل میں لائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ قدرت کے عطیے سے بہترین کام لینے کی غرض سے اس کی مہارت اور انتظامی قابلیت بہت ضروری ہے۔ ایسی صورت میں اس امر کا تصفیہ کس طرح کیا جا سکتا ہے کہ منافعے کا کتنا جزو اس کی اصابت رائے اور انتظام کا نتیجہ ہے اور کتنا جزو قدرت کا عطیہ ہے؟ یہ معلوم کرنا تو آسان ہے کہ بالعموم جملہ منافعہ اس سے زیادہ ہوتا ہے جتنا کہ آدمی کی محنت کی خاص پیدا آوری کے ساتھ جائز طور پر منسوب کیا جا سکتا ہے، لیکن اس مقررہ حالت میں خط فاصل قائم کرنا نہایت دشوار ہوتا ہے۔

ایک واقعہ اور ہے جو زر اندوزی کو فروغ دیتا ہے اور اسی کو دیتا ہے جس کے پاس کچھ موجود ہے۔ ترقی پذیر کاروباری آدمی انتظار کر سکتا ہے۔ جب وہ اپنی ترقی کے وسط میں پہنچتا ہے اور اس کو کثیر ذرایع اور کثیر اعتبار پر دسترس حاصل ہوتی ہے تو، وہ اپنے اردگرد اپنے ابتدائی اور قریبی کاروبار سے آگے پرخطر کاروبار میں حصہ لینے کے لیے نظریں دوڑانے لگتا ہے۔ اسے پہلے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مستقبل میں اس کو کیا ملے گا؛ چنانچہ وہ ارزاں زمینیں، ارزاں معدن اور ارزاں تمسکات خریدتا ہے؛ اور اس کے بعد بازار کی اصطلاح میں وہ

باب ۱۵
کثیر تعول

چکا ہو بیٹھتا ہے، یا ایک وقت ایسا آتا ہے جبکہ اس کے توقعات حق بجانب ثابت ہوتے ہیں؛ لیکن ایسا ہمیشہ اور یقینی طور سے نہیں ہوتا؛ اس لیے کہ ایسے پُرخطر کاروبار میں مایوسیوں اور دشواریوں سے بھی دو چار ہونا پڑتا ہے؛ لیکن جو لوگ دوربیں اور عاقبت اندیش ہوتے ہیں انھیں بالآخر ان کے صبر، فراست، دقیقہ رسی کا ثمرہ مل ہی جاتا ہے۔ انیسویں صدی میں امریکہ کی ریلوں کی سرگزشت پر نظر ڈالنے سے دولت اندوزی کی کل پیچیدگیوں کی بہترین مثال ملتی ہے۔ اس دور میں ہم کو اعلیٰ درجے کی قابلیت، علو ہمتی، پرخطر تخمینی کاروبار، چالاک، چوری اور دغا بازی، سبھی کچھ دکھائی دیتی ہے۔ اسی دور میں امریکہ جیسے بڑے براعظم میں وسائل نقل و حمل کا افتتاح ہوا، غیر معمولی قدرتی ذرایع کا انکشاف ہوا؛ وسیع پیمانے پر ریلوں کی تعمیر ہوئی؛ خاص قسم اور خاص کارکردگی کے ساتھ ریلوں کا انتظام عمل میں آیا؛ ریلوں کے متمول مالکوں نے عظیم الشان قوت حاصل کرلی جو اجارہ داری سے ملتی جلتی تھی؛ اس سب کے ساتھ ساتھ صرافے میں تخمینی کاروبار کی مقدار روز افزوں بڑھتی رہی، عوام بھی قمار بازی میں حصہ لیتے رہے اور چند اندرونی انتظام کرنے والے بھی جو خوش نصیب اور قابل افراد تھے قیمتیں چکا کر ہوشیاری کے ساتھ سودا کرتے تھے۔ اس کے بعد کے دور میں جبکہ بڑے بڑے صنعتی اتحادات اور ٹرسٹوں کی ترقی رونما ہوئی بالکل یہی نہیں تو اسی قسم کا عمل مسلسل جاری رہا۔ اور اسی طرح کی غیر معمولی بے قاعدہ ترقی اور عروج کا سلسلہ قائم ہو گیا اور کثیر المقدار منافعہ وصول ہوا۔

205

۵۔ کثیر المقدار منافعہ کی وصولیابی کا جواز گزشتہ صفحات کی بحث سے بخوبی واضح ہو گیا۔ اس قسم کا انعام یا ماحصل زائد، پیدا آور جد و جہد کے لیے نہایت قوی مہمیز ہے؛ وہ نہ صرف نئے پُرخطر کاروبار اور صنعتی اصلاح و ترقی کو فروغ دیتا ہے، بلکہ اصل کی مقدار کے اضافے کی جانب بھی رہبری کرتا ہے۔ کسب زر انفرادی نظام کا جزو ہے۔ خواہ یہ نظام بحیثیت مجموعی اچھا ہو یا برا، اس کے دیر پا رہنے کا امکان ہو یا جلدی مٹ جانے کا یقین، وہ جیسا کچھ بھی ہو، اپنی حالت میں موجود ہے؛ اور اس کے اندر اور اس کی

مستقبل تحریک میں کسبِ زر کی امکانی قوت موجود ہے۔ پیدائش سے متعلق صنعتوں کی عظیم الشان اصلاح و ترقی عام مفاد کے لیے ہوتی ہے۔ عوام اس اصلاح و ترقی کو اپنے طور پر حاصل کرنے کے ناقابل رہے ہیں؛ اس کی تحقیق کہ وہ کیوں اس قابل نہ ہوئے ہماری موجودہ بحث سے غیر متعلق سی معلوم ہوتی ہے۔

جس وقت تک انفرادی جدوجہد اور انفرادی منافعے پر انحصار کیا جائے گا اس وقت تک آمدنیوں میں عظیم اختلافات قائم رہیں گے اور کثیر المقدار منافعہ وصول ہوتا رہے گا۔ اور جیسا کہ ایک سے زائد دفعہ ان صفحات میں کہا جا چکا ہے، ایک حد تک اس اختلاف اور عدم مساوات ہی کی بدولت پس اندازیوں کی فراہمی اور راس المال کے اضافے کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ بحالت موجودہ جس قدر عظیم اختلافات پائے جاتے ہیں اور جس قدر کثرت سے اور عظیم المقدار منافعہ وصول ہوتا ہے وہ حقیقت یہ ہے کہ ناگزیر نہیں ہے لیکن اس سیدھے سادے واقعے کو تسلیم کرنا چاہیے کہ آمدنیوں اور املاک کے نمایاں اختلافات کے بغیر موجودہ دنیا کی مادی ترقی ہی ممکن نہ ہوتی؛ اور نہ اس بات کا بین ثبوت موجود ہے کہ ترقی کی یہ شرط مستقبل کے لیے ناگزیر نہ رہے گی۔

کسی کاروبار کے خالص منافعے سے بڑے بڑے کارخانوں اور بڑے بڑے پُرخطر کاروبار کی بنیاد، کثیر المقدار منافعے کے سلسلے میں اضافۂ اصل کے اس معاملے کا ایک رُخ ہے؛ اور اسی سے کل مسئلے کی پیچیدگیوں کی تشریح ہوتی ہے۔

موجودہ صورت حالات کے جوشیلے موئیدین اس عمل کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ گویا املاک کے مالکوں کو منافعہ ہی نہیں مل رہا ہے، اور گویا ان کو کبھی منافعہ ملا ہی نہیں۔ بالعموم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ طریق عمل فی الحقیقت اخوانی ہے؛ یعنی ماحصل زائد عوام کے فائدے کے لیے الگ رکھ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ان تمام باتوں میں صداقت کا شائبہ موجود ہے۔ مالکوں کو حقیقت میں آمدنی وصول ہی نہیں ہوتی، کم از کم فی الوقت تو وصول نہیں ہوتی۔ انھیں جو کچھ خالص آمدنی وصول ہوتی ہے اس کا ایک جزو وہ الگ رکھتے جاتے اور پس انداز کرتے ہیں، اور اس سے تمتع نہیں حاصل کرتے۔ علمائے معاشیات میں

206

باب ۱۵
کفایت مبدل

آپس میں گاہ گاہ یہ امر معرض بحث میں آیا ہے کہ آیا پس انداز کردہ رقم آمدنی ہے یا نہیں، اور صحیح نتیجہ یہ ہے کہ اساسی حیثیت سے پس انداز کردہ رقم آمدنی نہیں ہوتی۔ آخری تحلیل میں وہ شئے جس سے تمتع حاصل کیا جائے یا جس کو صرف کیا جائے آمدنی ہے؛ جو شئے علٰحدہ یا مشغول رکھی جاتی ہے وہ موجودہ آمدنی کا جزو نہیں ہوتی۔ شغل اصل تمامتر عام مفاد پر مبنی ہوتا ہے؛ قومی اصل اور مادی ساز و سامان کی تیاری سے عام مفاد کی تحریک کو تقویت پہنچتی ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ وصول ہونے والے منافعے سے کارخانے تعمیر کرنا خاص طور سے فائدہ رساں ہوتا ہے؛ چنانچہ صرف اسی طریقے ہی سے اکثر بڑے بڑے پیداآور کاروبار کی ترقی ممکن ہے۔ نئی اور غیر آزمودہ صنعتوں کا قیام اور نئی قسم کی فنی اصلاح و ترقی اور توسیع بہت عام طور سے ٹھیک اسی طریقے سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ ان کے لیے مطلوبہ اصل عجلت کے ساتھ عوام کے چندے سے فراہم نہیں کیا جاسکتا۔ صرف کاروبار کی کامیابی کا ثبوت مل چکنے کے بعد "بیرونی" اصل شغل کے لیے کھنچکر آتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ منافعے کو کاروبار میں واپس ڈالنے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ عظیم الشان مفید کارخانوں کی توسیع عمل میں آرہی ہے اور اشیا کی پیدائش وسیع پیمانے پر اور کثیر مقدار میں ترقی پارہی ہے۔

لیکن انجام کار اس کا نتیجہ پھر کثیر المقدار منافعہ اور غالباً کثیر تمول ہے۔ بالآخر مالک ہی اپنی آمدنی سے خود مستفید ہوتے ہیں۔ پس ان کا ایثار قابل اعتناء نہیں ہے۔ کارخانے سے آخر الامر اس تحل اصل کا سود وصول ہوتا ہے جو اس میں لگایا گیا ہو بلکہ بہت ممکن ہے اس سے زائد مقدار میں وصول ہو؛ اور اس ثمرے سے عملی طور پر مستفید ہونے کا موقع ملتا ہے۔ بالعموم بانیان کارخانہ جات کے ورثا آخری ثمرے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس صورت میں یہ دریافت کرنا بے سود ہے کہ ٹھیک کس طریقے سے گزشتہ نسل کی پس انداز کردہ آمدنی اور ماحصل زائد حاصل کیا گیا؛ آیا یہ محض قابلیت اور کارگزاری کا نتیجہ تھا یا ان اوصاف کے ساتھ سازشیں، فریب بلکہ بددیانتی سے بھی کام لیا گیا؛ یہ کس حد تک ارادی تدابیر کی پیداوار ہے اور کس حد تک محض آبادی اور

باب ۱۵، کثیر تمول

دولت کی زیادتی کا نتیجہ ہے؟ اس قسم کی تفریق قائم کرنا محالات سے ہے، اور کسی طریقے سے زمانۂ گزشتہ کی حق تلفیوں کی تلافی کرنا ناممکن ہے۔ منافعہ بحالت خود موجود ہے، اور اس کی موجودگی گویا ایک تنبیہ ہے کہ اس قسم کے دور کے مستقبل میں وقوع میں آنے کے متعلق احتیاط کرنی چاہیئے؛ اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے اپنی آپ نظیر ہے؛ بااین ہمہ فی الحال وہ معاشری نظام کا ایک مستقل جزو ہے۔

207 ۶۔ کثیر المقدار منافعوں کے قابل اعتراض پہلو، بمقابلہ ان کے جواز کی دلیلوں اور ممکنہ وجوہ کے بہت زیادہ واضح اور روشن ہیں۔ خرابیوں کی ساری جڑ عدم مساوات واختلاف ہے، اور خاصکر ایسی عدم مساوات جو توریث کی رسم کا نتیجہ ہے اور جس کے ذریعے سے چند افراد نمایاں تعیش اور بے کاری کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے کے صنعتی نظام کے سربرآوردہ مویدین، نوابوں اور امیروں کو فرسودہ جاگیری واعزازی نظام کی مخصوص پیداوار خیال کرتے تھے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی آرام طلب ہستیاں فطری آزادی کے سیدھے سادے اور بدیہی موجودہ نظام" کے تحت بھی رونما ہوتی ہیں۔ عالی حوصلگی کے مہمیز، دائمی مسابقت ورقابت کی چاشنی اور یکساں زندگی سے اکتا جانے کی لاکھ نفسیاتی توجیہیں پیش کی جائیں لیکن اس حقیقت پر پردہ ڈالنا ممکن نہیں ہے کہ بیشترین مفاد انسانی کو نمایاں، مستقل اور وسیع اختلاف و عدم مساوات کی وجہ سے فروغ نہیں ہوتا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کا سب سے قریبی اور آسان طریقہ کثیر المقدار منافعہ کی توریث پر بھاری محصول عائد کرنا ہے؛ یعنی یہ کہ جوں جوں موتیں واقع ہوتی جائیں اور جائدادیں ایک پشت سے دوسری پشت میں منتقل ہوتی جائیں ویسے ویسے بڑے بڑے اجزا عوام کے لیے علیحدہ کر لیے جائیں۔ لیکن یہ کوئی بالکل آسان مسئلہ نہیں ہے۔ اس سے املاک کے رسم ورواج کے عمل کے متعلق متعدد مسائل میں سے ایک مسئلہ رونما ہوتا ہے چنانچہ ان کے متعلق مزید تفصیلی بحث عنقریب کی جائے گی[1]

[1] دیکھو باب ۱۵۔

باب ٹ
کثیر تمول

سردست ہمارا تعلق زیادہ تر صورت حال کے خالص تجزیے سے ہے۔ موجودہ زندگی کے کسی دوسرے واحد شعبہ سے زیادہ بہتر طریق پر کثیر المقدار منافعہ و تمولات اور ان کے اسباب کے ذریعے سے اس امر کی تشریح ہوتی ہے کہ موجودہ زندگی کی حرکت کس قدر غیر منظم ہے، وہ کسی نصب العین کے بارے میں کس قدر بے حس ہے اور اس کے مظاہر کس درجہ خلل پیدا کرنے والے ہیں۔ کوئی اور شے اس سے زیادہ مشکل مسئلہ پیش نہیں کرتی، اور نہ کوئی شے اس سے زیادہ واضح طور سے اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ہمیں معاشی و معاشری قوتوں کی بہتر نگرانی و رہبری کے لیے کمربستہ ہو جانا ضروری ہے۔

208

باب ۵۲

اُجرتوں کی عام سطح

(۱) اُجرتوں کی عام سطح کے بارے میں اساسی سوال اُجرت پانے والے مزدوروں کی مثال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ (۲) یہ تصور کہ کثیر مصارف، محنت کی طلب پیدا کرتے اور اُجرتوں کو اعلیٰ کرتے ہیں، مشغولات اصل کے نتائج "مصارف" کے مقابلے میں۔ (۳) "کام پیدا کرنے کا "مغالطہ"۔ اُجرت پانے والے مزدور کیوں عام طور سے اس امر کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ کام بڑھنا چاہیئے اور کیوں محنت کو بچانے والے طریقوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ (۴) یہ نظریہ کہ محنت کی مخصوص پیداوار سے تعین اُجرت ہوتا ہے۔ (۵) اُجرت کا مدار محنت کی بٹہ کٹی ہوئی اختتامی پیداوار پر ہے۔ "اختتامی حد" اور "بٹہ" کی تعریف و تشریح۔ مزدوروں کو پیشگیوں کی ادائی۔ (۶) بعض شرائط:- (ا) سود کی مروجہ شرح کے متعلق فرض کیا جاتا ہے کہ وہ ترجیح زمانی سے قرار پاتی ہے! ورنہ استدلال دوری ہوگا۔ (ب) وسیع مقابلہ کی حد فرض کی جاتی ہے، ورنہ سود یا اُجرتوں کا تقرر نہ ہوگا۔ (۷) مزدوروں کو پیشگیاں ادا کرنے کا نظام حقیقی آمدنی کا ان کے ہاتھوں میں جانا موجودہ رسد کا ذخیرہ پیشگی ادائی کی پابجائی۔ (۸) پیدائش کی روز افزوں پیچیدگی کے ساتھ سود کا میلان قوم کی مجموعی آمدنی کا بڑا جزو اور اُجرتوں کا میلان قوم کی آمدنی کا ادنیٰ جزو بننے کی جانب ہوتا ہے۔ (۹) عام اُجرتوں کا نظریہ گو بظاہر حقیقی زندگی کے مسئلے سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے، لیکن بڑے بڑے

باب ۵
اُجرتوں کی عام سطح

معاشری سوالات کی حد تک بہت اہمیت رکھتا ہے۔

۱۔ اُجرتوں میں اس قدر عظیم اختلافات پائے جاتے ہیں کہ بظاہر ان کے بارے میں تعمیمات سے کام لینا بے سود معلوم ہوتا ہے۔ ان کے حدود اعلیٰ تنخواہ دار کاروباری منتظم یا پیشہ ور آدمی کی تنخواہ سے لیکر کاریگر اور معمولی مزدور کی آمدنی تک پھیلے ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں جن طریقوں سے یہ آمدنیاں وصول کی جاتی ہیں وہ بھی بہت مختلف ہیں۔ سب سے آسان طریقہ اور وہ طریقہ جس کو ہم عام طور سے "اُجرت" کی اصطلاح کے ساتھ منسوب کرتے ہیں آجر کی جانب سے مقررہ رقم کی ادائی ہے۔ آزاد مزدور کی آمدنی، خواہ وہ کاروباری آدمی ہو وکیل ہو، کاشتکار ہو یا دستکار، تقریباً ہمیشہ بہت زیادہ بے قاعدہ ہوتی ہے اور اس میں تقریباً ہمیشہ بعض عناصر (سود یا لگان کے طور پر) جو محنت کا صلہ نہیں ہوتے شامل ہوتے ہیں۔ پھر اس سے بھی زیادہ مختلف بٹائی کاشتکار اور اس ماہی گیر کی حالت ہوتی ہے جو مچھلی پکڑنے میں بطور شریک کام کرتا ہے۔

209

لیکن کرایئے کے اُن مزدوروں کی سادہ ترین صورت پر غور کرنا زیادہ مناسب ہوگا جن کی سب اُجرت دن میں ایک دفعہ یا یکمشت ادا کر دی جاتی ہے۔ اس طریق کی اُجرت، مسئلۂ اُجرت" کو اس کے محدود معنوں میں پیش کرتی ہے یہی ادائی اُجرت کا وہ طریق ہے جو پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی توسیع کے ساتھ ساتھ روز بروز زیادہ عام ہوتا جا رہا ہے۔ اس سے اُجرتوں کی عام سطح کو متعین کرنے والے اسباب سے متعلق اساسی سوال پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ سب سے اول ہم بعض غلط تصورات کو واضح کر سکتے ہیں۔ ان تصورات میں سے ایک تصور یہ ہے کہ کثیر مصارف محنت کے لیے طلب پیدا کرتے ہیں اور مزدوروں کے نقطۂ نظر سے مفید ہیں۔ اس بنیاد پر تعیش اور ہر قسم کے اسراف کو براہ راست یا بالواسطہ مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ اس کی تہ میں جو مغالطہ مضمر ہے اس کو بارہا بیان کیا جا چکا ہے۔ جو کچھ رقم پس انداز کی جاتی ہے وہ بھی ویسی ہی خرچ کی جاتی ہے جیسی کہ وہ رقم جو پس انداز نہیں کی جاتی۔ اکثر لوگ پس اندازی اور شغل اصل کے عمل کے صرف

ابتدائی مرحلے کو ذہن میں رکھتے ہیں کہ گویا یہ معاملہ محض جمعبندی کا ہے کہ رقم بنک یا کسی دوسرے محفوظ مقام پر رکھ دی جائے۔ جو رقم اس طرح جمع کی جاتی ہے وہ کسی دوسرے کو ادا کر دی جاتی ہے، اور وہ بالعموم ایسا شخص ہوتا ہے جو پیدائش دولت کے کاروبار میں مصروف ہوتا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہوتا ہے کہ وہ مختلف طریقے پر خرچ ہوتی ہے۔ باقی دونوں مساوی طور سے شغل محنت کی جانب رہبری کرتے ہیں اور مساوی طور سے ایسی حیثیت رکھتے ہیں جس کے ذریعے سے آجرا اور مزدور اپنے حسب دلخواہ اشیا کو خرید سکتے اور ان پر دسترس حاصل کر سکتے ہیں۔ تعیش اور شغل اصل کے مصارف کا باہمی فرق محض مزدوروں سے کام لینے اور ان کی نگرانی کرنے کے طریق کا فرق واختلاف ہے۔

ممکن ہے کہ مزدوروں کے کام کی نگرانی سے مستقل نتائج رونما ہوں۔ اس نگرانی کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ بعض قسم کے مزدوروں کی طلب زیادہ ہو اور بعض قسم کے مزدوروں کی کم۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ عالیشان عمارتیں یا سیر وتفریح کی بادبانی کشتیاں بنانے میں یا کسی بیش خرچ کھیل تماشے میں اُجرت پر کام کرنے والے مزدور ایک غیر مسابق گروہ سے متعلق ہیں، اور کارخانوں یا ریلوں کی تعمیر میں کام کرنے والے مزدور مسابقت کرنے والے گروہ سے متعلق ہیں تو طلب کی سمت میں، تبدیلی مستقل طور سے اضافی اُجرتوں کو متاثر کر سکتی ہے لیکن ایسی مستقل تبدیلی بڑی حد تک ناممکن ہے۔ اس کے برعکس اجرتوں میں ایسے عارضی تغیرات، جو مختلف سمتوں میں مصروف کار مزدوروں کی طلب کی تبدیلیوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، نہ صرف ممکن ہیں بلکہ معاشی مظاہر میں سے سب سے عام مظاہر ہیں۔ یہ تبدیلیاں ممکن ہیں کہ ایک قسم کے فوری مصارف کے عوض دوسری قسم کے فوری مصارف میں واقع ہوں، (یعنی بائیسکلوں کی بجائے موٹروں میں) یا ان مصارف کی بجائے پس اندازی اور شغل اصل میں واقع ہوں۔ لیکن ان سے محنت کی مجموعی طلب پر کوئی بھلا یا برا اثر نہیں پڑتا۔

مصارف کے مقابلے میں مشاغل اصل کے فوری اثرات کو نظر انداز کر کے اور آخری نتائج کو پیش نظر رکھ کر ہم ان قدیم معاشئین کے ساتھ اتفاق کر سکتے ہیں،

باب ۲۳
اُجرتوں کی عام سطح

جن کا یہ قول تھا کہ پس اندازی مزدوروں کے لیے مفید تھی شغل اصل پیدائش کے ساز و سامان یعنی آلات کلوں کارخانوں اور اشیائے خام کے اضافے اور ترقی کی جانب بالعموم رہبری کرتا ہے۔ آخر الامر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی برعکس صورت میں جتنی قابل صرف اشیا تیار ہوتیں اس سے زیادہ تیار ہوتی ہیں۔ اگر اس نتیجے کے پیدا کرنے میں آلات کامیاب نہ ہوں تو ایسے آلات منفعت بخش ثابت نہ ہوں گے اور تیار ہی نہ کئے جائیں گے۔ قابل صرف اشیا میں غالباً بڑی حد تک یا خفیف حد تک ایسی اشیا ہوتی ہیں جن کو خود مزدور خریدتے ہیں اور ان اشیا کی کثرت اور ارزانی کی وجہ سے مزدوروں کو نفع ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ فوری مصارف کے مقابلے میں شغل اصل مزدوروں کے لیے بحیثیت مجموعی زیادہ بہتر ہے۔ ابتدائی حالتوں میں مزدوروں کو نہ تو نفع ہوتا ہے اور نہ نقصان۔ البتہ انجام کار ان کو نفع پہنچنے کا امکان ہوتا ہے۔

۴۔ ایک اور تصور، جو ہر قسم کی مختلف شکلوں میں رونما ہوتا ہے یہ ہے کہ فائدہ اس میں ہے کہ مزدور کے لیے کام پیدا اور قائم کیا جائے۔ بعض اوقات بہت بڑی آتشزدگی اور بہت بڑی جنگ کو مزدور پیشہ طبقہ خداداد نعمت تصور کرتا ہے۔ سنگین برف باری کا اس لیے خیر مقدم کیا جاتا ہے کہ اس سے مزدوروں کے لیے کام پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے برعکس اصلاح و ترقی اور محنت میں کفایت کرنے والی کلیں، کام کو کم کرنے والی تصور کی جاتی ہیں؛ کیا وہ واقعی اکثر مزدوروں کی خدمات سے عوام کو مستغنی نہیں کر دیتیں؟ مزدور خود بلا استثنا کام بڑھانے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ کام کو انجام دینے کا مشکل طریقہ یعنی ایسا طریقہ جس میں زیادہ محنت کی ضرورت ہو، ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو محنت فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس قسم کے خیالات کو ارادی اور مستقل طور سے پیش کرتے ہیں؛ تاہم ایسے لوگ بھی بہت کم ہیں جن کے طرز گفتگو سے یہ معنی نہ نکلتے ہوں۔

ظاہر ہے کہ کام کو کم پیدا اور بنا کر یا ایک ہی کام کو انجام دینے کے لیے زیادہ محنت طلب کر کے بنی نوع انسان کی خوش حالی میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔

باب ۵۲

اجرتوں کی عام سطح

اگر برف باری دائمی طور سے ہوتی رہے اور کھرپے سے برف کو ہٹانے میں مسلسل محنت صرف کرنی پڑے تو، اتنی ہی محنت ایسے کاروبار میں کم صرف ہوگی جن سے قطعی اور مادی نتائج رونما ہوتے ہیں۔ آتشزدگی یا جنگ کی وجہ سے تباہ شدہ دولت کی پابجائی کرنے کے لیے صرف کردہ محنت اسی قدر نئی دولت پیدا کرنے کے لیے بھی صرف کی جا سکتی ہے۔ قابل صرف اشیا کی کثرت، جس پر سب مادی خوش حالی مبنی ہوتی ہے، بظاہر اس امر پر منحصر ہے کہ کم سے کم ممکنہ محنت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ممکنہ کام انجام دیا جائے۔ جب ایسی صورت ہو تو، لوگ کس طرح کام پیدا کرنے اور بڑھانے کے فوائد کو بار بار بیان کرسکتے ہیں؟

211

اس کی توجیہ ایک حد تک تقسیم عمل کے نتائج میں پائی جاتی ہے؛ اور ظاہر ہے کہ تقسیم عمل عام خوش حالی پر اثر ڈالنے والے اسباب اور خاص جماعتوں پر اثر انداز ہونے والے اسباب کے مابین فرق پیدا کرتی ہے؛ اور دوسری طرف اس کی توجیہ ایک حد تک اکثر اجرتی مزدوروں کی مفلسانہ حالت میں پائی جاتی ہے۔

جہاں تقسیم عمل اور مبادلہ نہ ہو وہاں، یہ تصور کبھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ کوئی کاشتکار جو اپنے طور پر کام کرتا ہو ایک لمحہ کے لیے بھی یہ خیال نہیں کرسکتا کہ کام کو ایسے طریق پر انجام دینے میں اس کا فائدہ ہے جس میں سب سے زیادہ محنت صرف ہوتی ہو۔ وہ یقیناً محنت میں کفایت کرنے والی ہر تدبیر کا خیر مقدم کرے گا۔ لیکن جب تقسیم عمل اور مبادلہ موجود ہو تو، ہر فرد کی آمدنی کا انحصار نہ صرف ان اشیا کی مقدار پر ہوگا جو اس کی محنت سے طیار ہوں گی، بلکہ ان اشیا کی قیمت فروخت پر بھی ہوگا۔ کم طیار کرنے اور اس کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنے میں ممکن ہے اس کا فائدہ ہو اور بظاہر ایسا ہی معلوم ہو، خواہ یہ ظاہر بھی ہو جائے کہ اگر سبھوں نے اس طرح عمل کیا تو سب کو نقصان ہوگا۔ چنانچہ اسی طرح سے ممکن ہے کہ اس کا اس میں بھی فائدہ ہو کہ اس کی محنت کی طلب زیادہ ہو، خواہ اس کا سبب کوئی ایسی چیز ہی کیوں نہ ہو جس سے قوم کی مجموعی آمدنی گھٹے۔ اگر شدید برف باری ہو اور متعدد کھڑکیاں ٹوٹ جائیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ شیشہ گروں کی طلب بڑھے گی۔ اگر اس قسم کی تباہ کاری کا سلسلہ ایک

باب ۵ء
اجرتوں کی عام سطح

مدت تک قائم رہے تو، ملک کے شیشہ گر سب کے سب کام سے لگ جائیں گے۔ زیادہ لوگ اس قسم کا کام انجام دینے لگیں گے، اور کم تعداد دوسرے کام انجام دینے کے لیے ملے گی۔ شیشہ گروں کو خود انجام کار فائدہ نہ ہوگا، تا وقتیکہ ان کی جماعت غیر مسابق نہ ہو اور وہ اس طرح محنت کے اجارے کی مالک نہ ہو۔ لیکن ایک مدت تک ایسے شیشہ گر جو دستیاب ہو سکیں گے اور اس خاص قسم کے کام کو انجام دینے کے لیے مستعد ہوں گے، اس وجہ سے فائدہ حاصل کریں گے کہ ان کی خدمات کی طلب بڑھ جائے گی۔ اکثر اشخاص صرف فوری اثرات کو دیکھتے ہیں اور عارضی مظاہر سے عام نتائج اخذ کرتے ہیں۔ وہ یہ فرض کرتے ہیں یا اس طرح گفتگو کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ ایسا فرض کرتے ہیں کہ جو چیز مختصر مدت کے لیے مزدوروں کی قلیل تعداد کے لیے مفید ہے وہ سب مزدوروں کے لیے غیر معین وقت کے لیے مفید ہے۔

212 لیکن مزدوروں کے عام میلان کی تشریح کرنے میں سب سے اہم شئے ان کی اجرتی مزدوروں کی حیثیت ہے۔ ان کے لیے یہ امر سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے کہ انھیں کام دیا جائے۔ جہاں کام کے مستقل طور سے ملنے کا یقین ہوتا ہے وہاں، وہ محنت میں کفایت کرنے والی تدابیر کی بہ مشکل مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ کسی مقررہ کام میں مصروف ہوتے ہیں اور کام کے ختم ہو جانے پر ان کی ضرورت باقی نہیں رہتی تو، ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کام مسلسل جاری رہے۔ اس میں شک نہیں کہ پیدائش دولت کی عام کارگردگی کے مدنظر یہ مناسب ہے کہ یہ کام حتی الامکان جلد ختم ہو جائے اور یہ کہ ان کی محنت کو دوسرے کاموں میں مصروف ہونے کا موقع ملے۔ لیکن جہاں تھوڑا بہت کام قریبی طور پر ان کے پیش نظر نہ ہو، ان کا یہ خواہش کرنا قدرتی امر ہے کہ موجودہ کام حتی الوسع زیادہ مدت تک باقی رہے۔ دوسرے کام میں منتقل ہونے کی دشواری ہی وہ شے ہے جو ان کی کام پیدا کرنے کی خواہش یا موجودہ کام کے جاری رہنے کی آرزو کی توجیہ کرتی ہے۔ نقل پذیری کی یہی دشواری مزدور کے ان نقصانات کی بڑی حد تک توجیہ کرتی ہے جو وہ آجر کے ساتھ معاملہ طے کرنے میں

باب ۲۵
اُجرتوں کی عام سطح

اٹھاتا ہے۔ چنانچہ مزدور سبھاؤں کو حق بجانب قرار دینے والے اہم اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے۔

جہاں کسی مقررہ پیشے کے مزدور کسی ایسی اصلاح سے دوچار ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے محنت زیادہ پیداآور ہو جاتی ہے تو بھی یہی صورت حال باقی رہتی ہے۔ ان کے لیے اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ کام کم ہو جائے اور کم اُجرت قبول کر لینا یا کسی دوسرے پیشے میں منتقل ہونا ضروری ہو۔ چھاپے کے لیے سیسے کے ابھرے ہوئے حروف اور ان کو جمانے کی کلوں کی ایجادوں نے طباعت کی محنت کی پیداوار کو بڑی حد تک بڑھا دیا، اور ایک مدت تک کم از کم حروف جمانے والوں (کمپوزیٹر) کی طلب کو بھی گھٹا دیا۔ اس پیشے کے بعض قدیم ارکان جو نہ تو نئی کلیں چلا سکتے تھے اور نہ کسی دوسرے پیشے میں کام کر سکتے تھے مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔

نہ صرف طباعت کے شعبے میں ایسا ہوا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دوسرے پیشوں میں بھی بالعموم یہی ہوا ہے کہ ان میں کام کرنے والوں کی مجموعی تعداد اور سابقہ کام انجام دینے والے مزدوروں کی طلب کبھی یا صرف عارضی مدت کے لیے بھی کم نہیں ہوئی۔ کسی شے کی ارزانی کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ بازاری طلب میں اس طرح اضافہ ہو کہ اس پر جو مجموعی رقم صرف کی جائے وہ حسب سابق زیادہ بلکہ پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ ہو[1]۔ کتابوں اور اخباروں کی قیمتوں کی کمی کے ساتھ یہ بالکل ممکن ہے کہ ان اشیا کی بہت زیادہ تعداد خریدی جائے، اور پہلے کے مقابلے میں اشخاص کی زیادہ تعداد نہ کہ کم ان کے چھاپنے میں مصروف ہو۔ یہ کہا گیا ہے کہ ایجادات اور محنت میں کفایت کرنے والے سازو سامان کا عام اثر اسی طرح کا ہوتا ہے۔ لیکن یہ خیال بہت زیادہ رجائیت پسندانہ ہے۔ نتیجے کا انحصار بظاہر اس مخصوص شے کی طلب کی لچک یا تغیر پذیری پر ہے۔

213

[1] اس کا مطلب اصطلاحی زبان میں یہ ہو سکتا ہے کہ طلب کی تغیر پذیری اکائی کے مقابلے میں زیادہ ہو۔ دیکھو باب ۱ فصل (۲)۔

باب ۵۲
اُجرتوں کی عام سطح

صرف اس صورت میں جبکہ قیمتوں کی تخفیف کے ساتھ طلب میں بہت تیزی کے ساتھ اضافہ ہو اس امر کا قرینہ ہوتا ہے کہ محنت کی نقل و تعطل عمل میں نہ آئے۔

۴۔ ابھی جن پیچیدہ اور مغالطہ آمیز خیالات کو بیان کیا گیا ان سے بلحاظ نوعیت بہت ہی مختلف قسم کے خیالات دورِ حاضر کے اکثر قابل علمائے معاشیات پیش کرتے ہیں؛ اور وہ یہ کہ اُجرتوں کو اساسی لحاظ سے متعین کرنے والی شے محنت کی مخصوص پیداوار ہے۔ محنت اور اصل کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک عامل اپنے طور پر پیداوار میں اعانت کرتا ہے؛ یعنی پیداوار کا ایک مخصوص حصہ اصل سے اور ایک مخصوص حصہ محنت سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مقابلے کے حالات کے تحت ان میں سے ہر ایک عامل کا میلان صرف اسی قدر بطور صلہ لینے کا ہوتا ہے جس قدر کہ اس نے پیداوار میں اضافہ کیا ہو۔ یہ ایک قدرتی نتیجہ ہے کہ صلوں کی اس طرح کی تقسیم انصاف کے مطابق ہے؛ گو یہ نتیجہ صرف اس وقت نکلتا ہے جبکہ یہ فرض کیا جائے (حالانکہ وہ خلاف واقعہ ہوگا) کہ کارکردگی کے تناسب سے تقسیم ہمیشہ منصفانہ ہوتی ہے[1]۔

اُجرتوں کی بحث کے اس طریق میں جو استدلال استعمال کیا گیا ہے اس کو تفصیلی طور سے بیان کرنے میں مباحث موجودہ کتاب کے حدود سے متجاوز ہو جائیں گے۔ اس طریق کے متعلق جس عام بنیاد پر بحث کی جاسکتی ہے اس کو پہلے بیان کیا جاچکا ہے[2]۔ وہ اصل اور محنت کی جداگانہ پیداآوری کی صورت اختیار کرتا ہے۔ لیکن اصل خود محنت سے تیار ہوتا ہے؛ گویا وہ محنت کے صرف کرنے میں ایک منزل کی نمایندگی کرتا ہے۔ اگر ایک شخص آلات بناتا ہے اور دوسرا شخص آلات کو استعمال کرتا ہے تو دونوں اشخاص قابل صرف اشیا تیار کرنے میں متحد ہیں۔ اس طویل المدت اور دقیق عمل میں سیدھے سادے عمل کی نسبت زیادہ قابل صرف اشیا تیار ہونے کا امکان

---

[1] ۔ دیکھو اشتراکیت کے تحت کیا کہا گیا ہے، باب ۶۶، فصل (۳)۔

[2] ۔ باب ۳۸، فصل (۴)۔

ہوتا ہے؛ اور پیداوار کا یہ اضافہ اس امر کی بڑی حد تک توجیہ کرتا ہے کہ آلات کے مالکوں کو کیوں آمدنی یعنی سود وصول ہوتا ہے۔ لیکن یہ توجیہ کرنا کہ مالکوں کو کس طرح آمدنی وصول ہوتی ہے ایک علٰحدہ پیداوار کو مخصوص کر دینے کے مماثل نہیں ہے؛ مثلاً آلات کی پیداوار اور ان آلات کو استعمال کرنے کی محنت کی پیداوار جدا جدا نہیں ہوتی۔ جتنی محنت صرف ہوتی ہے خواہ ابتدا میں ہو یا آخر میں اس سب سے ایک مشترکہ پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ان اسباب کو جو آلات بنانے والے اور استعمال کرنے والے مزدوروں کی 214 اُجرت کو متعین کرتے ہیں ان اسباب سے ممیز کریں جو آلات بنانے والے اور استعمال کرنے والے مزدوروں کے حاصل کردہ سود کو متعین کرتے ہیں؛ لیکن محنت اور اصل کی انفرادی پیداوار کو مادی طور سے الگ الگ کر کے پیش نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اسی بنیاد پر، جس کو یہاں حتی الامکان اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا، مصنف ان اسباب کا تجزیہ کرنے کے کسی دوسرے طریق کی جانب متوجہ ہوگا جو محنت کی آمدنی کی عام شرح کی تہ میں مضمر ہیں۔

۵۔ عام اُجرتوں کے نظریے کو سب سے سادہ اور واضح طریقے سے مصنف کی رائے میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ اُجرتوں کا تعین محنت کی بٹہ کٹی ہوئی اختتامی پیداوار کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ اس کا کسی قدر پیچیدہ سے ضابطے میں "بٹہ" اور "اختتامی حد" کے دو عناصر پر توجہ کرنا مناسب ہوگا۔

اختتامی پیداوار کے جو کچھ معنی ہیں وہ کافی طور سے بدیہی ہوں گے پیداوار کے بارے میں اور نظریۂ لگان کے بارے میں، جس کا پیداوار پر اطلاق کیا جا سکتا ہے، اس کا مفہوم سب سے زیادہ واضح ہے۔ اُجرت اور سود کا تعین کاشت کے اختتام پر ہوتا ہے۔ اختتامی کاشت والے کھیت سے بہتر کھیت پر جو ما حصل زائد وصول ہوتا ہے وہ زمیندار کو ملتا ہے اور دوسرے اشخاص کی آمدنیوں کو متاثر نہیں کرتا۔ یہی اصول اجارے کے منافع پر اور تمام تفرقی منافعوں پر بھی منطبق کیا جا سکتا ہے۔ اچھی زمین کے مالک یا اجارہ دار کے ساتھ جو مزدور معاملہ کرتا ہے اُس کو وہی اُجرت قبول کرنی پڑتی ہے جو

باب ۵۲
اُجرتوں کی عام سطح

اس کو اختتامی زمیندار یا تقابلی پیداکنندہ کی جانب سے ادا کی جاسکتی ہے۔ کوئی نہ کوئی زائد یا تفرقی آمدنی ان آلات کے خوش نصیب مالکوں کو ملتی ہے جو غیر محدود مقابلے کی زد سے یا تو قدرت کے احسان کی وجہ سے یا معاشری رسم و رواج کے ذریعے سے محفوظ رہے ہیں۔

بٹہ میں پیشگی کا مفہوم مضمر ہے۔ یہ یاد دلانا نا مناسب نہ ہوگا کہ پیدائش کے لیے وقت صرف ہوتا ہے؛ اور یہ کہ وقت صرف ہونے والے عمل میں جن اشیا اور کلوں کی ضرورت پڑتی ہے ان کو مزدور طیار کرتے ہیں۔ دولت کی تقسیم غیر مساوی ہے، اور مزدوروں کی بڑی اکثریت کو عمل پیدائش کی طویل مدت میں اپنے قیام و بقا کا انتظام کرنے کا وسیلہ میسر نہیں آتا۔ انھیں جو کچھ صلہ ملتا ہے وہ انھیں اس ماحصل زائد سے دیا جاتا ہے جو کسی دوسرے کے قبضے میں ہوتا ہے۔ چنانچہ اصلداروں کا کاروبار مزدوروں کو یکے بعد دیگرے متواتر پیشگیاں ادا کرنے پر مبنی ہوتا ہے[1]۔ اصلداروں کی جماعت کو جو کچھ منافعہ ملتا ہے وہ اس عمل کے ذریعے سے ملتا ہے کہ مزدور انجام کار جو کچھ پیدا کریں اس سے کم مزدور کو بطور اُجرت دیا جائے۔ محنت کی پیداوار پر اُجروں کی اصلدار جماعت بٹہ کاٹتی ہے۔

215 اس خیال کو اصطلاحی زبان میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ محنت اسی معنی میں "مستقبل شے" ہے جس معنی میں کل یا اشیائے خام کا ذخیرہ مستقبل شے ہوتا ہے۔ محنت ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی وساطت سے "موجودہ" اشیا یعنی قابل صرف اشیا یا تمتعات حاصل ہوتے ہیں۔ سود کی توجیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ اشیا کو مستقبل اشیا پر ترجیح دی جاتی ہے؛ اور یہ کہ موجودہ ذرایع کا یا تسکین پذیری کے ان ذرایع کا جو بحالت موجودہ ہمدست ہوں ان ذرایع سے مبادلہ نہ کیا جائے گا جو مستقبل میں پیدا یا حاصل ہونے والے ہوں[2]۔ اسی اصول کو دوسرے الفاظ میں اس طرح بھی

[1] ۔ دیکھو مقابلے کے لیے باب ۵ فصل (۵)، اور باب ۳۹ فصل (۴)۔
[2] ۔ مقابلہ کرو باب ۴۲ فصل (۴) سے۔

بیان کیا جا سکتا ہے کہ "پس اندازی" یا "التوا" یا "انتظار کشی" میں بالعموم ایثار کرنا پڑتا ہے، اور یہ ایثار اس وقت تک نہ کیا جائے گا جب تک کہ کوئی صلہ نہ ملے۔ اس طرح نظریۂ اجرت، نظریۂ سود سے بہت کچھ مطابقت رکھتا ہے۔

بٹہ کاٹنے کے اس عمل میں پیدا آور کاروبار کے پورے سلسلے کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ "عملی" آدمی صنعت کے اس مخصوص جزو کی حد تک جس سے وہ مانوس ہے، بٹہ کے تصور کو تسلیم کرے گا۔ اس پر یہ اچھی طرح واضح ہو گا کہ مزدور کو اتنا نہیں دیا جا سکتا جتنے پر پیداوار فروخت کی جا سکتی ہے؛ ورنہ آجر اور اصلدار ایک حبہ بھی نہ پا سکیں گے۔ لیکن مزدوروں کو پیشگیاں اس مدت سے زیادہ زمانے تک ادا کرتے رہنا ضروری ہے جس میں اشیاء کو محض فروخت کرکے قیمت وصول کی جاتی ہو۔ فروخت کردہ پیداوار خود ممکن ہے کہ ایک طرح کا "اصل" ہو؛ وہ پیشگیوں کی ادائی کے سلسلے کی محض ایک حالت کی نمایندگی کرتی ہے۔ جو شخص کلیں اور اشیائے خام فروخت کرتا ہے وہ گویا دوبارہ بٹہ کاٹتا ہے؛ آجر اصلدار جو ان کو خریدتا ہے وہ ابتدائی آجر کو معاوضہ ادا کرتا ہے، اور اپنی جانب سے بھی دوسرے مزدوروں کو مزید پیشگیاں ادا کرتا ہے۔ اجرت صرف ایک ہی مرحلے میں ادا نہیں کی جاتی اور نہ کوئی ایک آجر اپنی اشیاء فروخت کرنے تک اجرت ادا کرتا ہے، بلکہ اجرت سب مرحلوں میں یعنی اشیائے خام کی ابتدائی فراہمی اور آلات کی ابتدائی طیاری سے لیکر تسکین پیدا کرنے والی "مادی" آمدنی کے آخری طور پر ظاہر ہونے تک بحیثیت مجموعی سب مزدوروں کو سب اصلداروں کی جانب سے پیشگیوں کی ادائی کی جاتی ہے؛ اور ہر یکے بعد دیگرے آنے والے مرحلے میں بٹہ کاٹنے کا عمل وقوع پذیر ہوتا ہے۔

ہم عارضی طور سے یہ فرض کر سکتے ہیں کہ بٹہ کاٹنے کا یہ عمل سود کی مروجہ شرح پر وقوع پذیر ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ عمل جس قدر زیادہ سادہ ہوں گے اسی قدر ان کے نتیجے کے متعلق پہلے سے اندازہ قائم کرنا زیادہ آسان ہو گا۔ اسی طرح اصلداروں کے مابین جس قدر زیادہ موثر مقابلہ ہو گا اسی قدر زیادہ گہرا

باب ۵
اُجرتوں کی عام سطح
216

تطابق مستقبل پیداوار اور موجودہ اُجرتوں کے مابین ہوگا۔ اس صورت میں بٹہ کا حساب کرنا آسان ہوگا۔ جہاں عمل پیچیدہ، طویل المدت اور اپنے نتیجے کے اعتبار سے غیر متیقن ہوتا ہے وہاں، اُجرتوں اور پیداوار کا باہمی تعلق بہت ہی سطحی ہوتا ہے۔ چنانچہ نہر پناما کی تعمیر جیسے کاروبار سے پیداوار اور اُجرتوں کے باہمی تعلق کے بارے میں انتہائی عدم تیقن کی مثال ملتی ہے۔ نہر کے تیار ہونے میں کئی سال لگے۔ بحری راستوں اور مصارف نقل و حمل پر اس نہر کا اثر رونما ہونے میں اور کئی سال لگ جائیں گے۔ پھر ان تبدیلیوں کا اثر محنت کی بین الاقوامی تقسیم پر اور پیداوار کے آخری اضافے پر (جو روز افزوں جغرافی تخصیص کا نتیجہ ہوگا) پڑنے میں اور بھی کئی سال لگیں گے۔ نہر کی تعمیر میں کام کرنے والے وہ اُجرتیں حاصل نہیں کر سکتے تھے جو ان کی محنت کی پیداوار کی بٹہ کٹی ہوئی قدر سے متعین ہوتی تھی۔ انھیں ان معمولی صنعتوں کی محنت کے مماثل محنت کی بٹہ کٹی ہوئی مروجہ قدر ملی جن میں تجربے سے پیداوار کا اندازہ ہوتا تھا۔ گو نہر پناما کی تعمیر کی ابتدا بالکل خانگی تھی، لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اس کی تکمیل ریاستہائے متحدہ کی حکومت کے ہاتھوں ہوئی اور اس میں حکومت نے مالی فائدے کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ ان حالات کے تحت، مزدور کی مخصوص پیداوار اور مزدور کی اُجرت پر خفیف سا اثر بھی بہ مشکل ڈال سکتی تھی۔ اس صورت میں بھی جہاں شغل اصل خانگی ہو اور ممکنہ پیداوار اور متوقعہ منافعہ کا معمولی حساب کیا جائے، ہر پُر جوکھم کاروبار خاصکر اس حالت میں جبکہ نئے کارخانے کی تعمیر اس میں شامل ہو اُجرت کی ان شرحوں کے تحت انجام پاتا ہے جو تجربے اور عام صنعتوں کی روایات سے متعین ہوتے ہیں۔ ایسے کاروبار میں کاروباری شخص اپنی انتہائی قوت سے عمل کرتا ہے اور اگر اس کو کامیابی ہوئی تو، بیشتر ین آمدنی وصول کرتا ہے۔ وہ نہ صرف بٹہ کاٹتا ہے، بلکہ تخمین بھی کرتا ہے؛ اور اپنے مزدوروں کو مروجہ شرح سود اور معمولی کاروباری آدمی کے معمولی شرح منافعہ کی بنیاد پر دوسرے کاروبار کے اس بٹہ کی متعین کردہ شرح اُجرت ادا کرتا ہے جو

باب ۲۲
اجرتوں کی عام سطح

مقابلتہً بہت سادہ اور قابل شمار ہوتا ہے۔

۶- اس استدلال میں دو شرائط ذہن نشیں رکھنے چاہئیں؛ ایک تو بٹے کے بارے میں، دوسرے اختتامی حد کے بارے میں۔

(۱) سابقہ فصل میں یہ فرض کیا گیا تھا کہ بٹہ کاٹنے کا عمل سود کی مروجہ شرح پر انجام پاتا ہے۔ ہمیں اس موقعہ پر استدلال دوری کرنے کے خلاف احتیاط برتنی چاہیئے۔ گزشتہ بابوں میں سود کی توجیہ کم از کم ایک حد تک اس واقعے سے کی گئی کہ اصل میں "پیدآوری" ہوتی ہے؛ سود، محنت کو زیادہ پیدآور طریقوں سے استعمال کرنے سے رونما ہوتا ہے۔ اگر یہی کل نظریۂ سود ہو تو ہمارا یہ بیان کہ اجرتوں کا تعین بٹہ کاٹنے کے عمل سے ہوتا ہے ایک دوری استدلال ہوگا۔ اگر سود کا انحصار محض اس زائد فرق پر ہو جو مزدوروں کی مستقبل پیداوار اور ان کی موجودہ یافت بہ شکل پیشگی کے مابین ہوتا ہے تو، اس صورت میں مزدوروں کی اجرت کی ادائی کے عمل سے شرح سود رونما ہوگی۔ وہ ان پیشگیوں کی مقدار کو بھی متعین یا منظم نہیں کر سکتی۔

لیکن گزشتہ بابوں میں بیان کیا جا چکا ہے[1] کہ اصل کی "پیدآوری" کا تصور محض اصل کی قیمت طلب کی تشریح کرتا ہے۔ رسد کے حالات اور توازن طلب و رسد کے حالات پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ اگر عام یا اختتامی وقت کی ترجیح کے طور پر سود کا منظم کرنے والا عامل موجود ہو یعنی اتنی اقل شرح جو بڑے پیمانے پر پس اندازی اور فراہمی زر کی ترغیب دینے کے لیے ضروری ہو تو، اس صورت میں اور صرف اسی صورت میں سود کا تعین آزادانہ طریق پر ہوگا؛ اور اس طرح بٹہ کے عمل کے نتیجے کے طور پر اجرت کا ایک ممکن العمل نظریہ قائم ہو سکے گا۔ اس قسم کی اساسی قیمت رسد کے متعلق ہمارے پاس جو سب سے بڑی شہادت ہے وہ دور حاضر میں شرح سود کی ثبات پذیری میں پائی گئی ہے۔ بہر حال تاوقتیکہ ایسی بنیادی اور آزادانہ طور سے

[1] دیکھو باب ۲۹ خاص کر فصل (۴) و (۵)۔

217

باب ۲۷
اُجرتوں کی عام سطح

متعین شدہ شرح سود موجود نہ ہو محنت کی پیداوار پر بٹہ کاٹنے کا تصور، مزدوروں اور اصلداروں کے مابین آمدنی کی تقسیم کے بارے میں کسی ہموار نتیجے کی جانب رہبری نہیں کر سکتا۔

(۲) ایک تقابلی یا اضافی حد فرض کی جاتی ہے جس پر بٹہ کاٹنے کا عمل کسی حد تک یقین کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے، اس اختتامی حد پر لگان یا اجارے کے منافعے کے طور پر کچھ وصول نہیں ہوتا اور نہ کسی غیر معمولی قابلیت کے کاروباری شخص کو اعلیٰ منافعہ ملتا ہے۔ ہم ایک نمایندہ فرم فرض کرتے ہیں جو اپنا کاروبار اختتام کاشت پر انجام دیتی ہے، جو اپنے مالکوں اور منتظموں کے لیے معمولی کاروباری منافعہ وصول کرتی ہے، اور اس سے زیادہ اس کو کچھ نہیں ملتا۔ اس صورت میں جو کچھ اُجرت کی شکل میں ادا کیا جاتا ہے وہی زیادہ منفعت بخش کارخانوں میں بھی اُجرتوں کا تعین کرتا ہے، اور خود اس میں جو کچھ اُجرت کی شکل میں ادا کیا جاتا ہے وہ بٹہ کاٹنے کے عمل کے ذریعے سے طے پاتا ہے۔

218

پھر اس صورت میں بھی اُجرتوں کے نظریہ کا نظریۂ تقسیم دولت کے دوسرے اجزا سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک جانب سود اور دوسری جانب لگان اور نفع اجارہ کے باہمی فرق و امتیاز کا انحصار اصل کی اضافی شرح آمدنی فرض کرنے پر ہے، یعنی اسی وسیع اختتامی حد کی موجودگی پر ہے، جہاں صرف اتنی آمدنیاں حاصل کی جاتی ہیں جو اصل کے انتظام و شغل کی ترغیب دینے کے لیے ضروری ہوں۔ اگر ایسی اختتامی حد موجود نہ ہو تو، اصل اور زمین کے مالکوں کو وصول ہونے والی دوسری آمدنیوں اور سود کے مابین فرق و امتیاز قائم کرنے کی کوئی وجہ نہیں[1]۔ اور اگر ایسی کوئی اختتامی حد موجود نہ ہو تو، یہ کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ محنت کی پیداوار سے اُجرتوں کا کوئی مقررہ تعلق ہے۔ اصلداروں کی آمدنی اگر محض اتفاقی معاملہ ہو، یا صرف ان کی قوت و اقتدار کا نتیجہ ہو تو، مزدوروں کو جو رقم وہ پیشگی ادا

---

[1] دیکھو باب ۲۲ فصل (۳)۔

اُجرتوں کی عام سطح

کریں گے وہ کسی منظم رجحان کے تابع نہیں ہو سکتی۔ اس صورت میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُجرتوں کی عام سطح کا انحصار مزدوروں کی تعداد اور اُجرت کی ان مقداروں کے باہمی تعلق پر ہوگا جو اصلداروں کو ادا کرنے کی ترغیب ہوگی۔

عصر جدید میں مقابلے کی وسعت بلا شبہ گھٹ رہی ہے۔ صنعت کا میدان جس قدر وسیع ہو گیا ہے اس کے لحاظ سے مقابلہ پھیلا ہوا نہیں ہے؛ سابقہ نسلوں میں لگان اور نفع اجارہ کا اثر جس قدر وسیع تھا اب اس سے بھی بہت بڑھ گیا ہے۔ اس طرح اب اُجرتوں اور بٹہ کاٹنے کے قابل محنت کی مجموعی پیداوار کے مابین وسیع اختلاف ہے۔ اصل کے انتظام کا ارتکاز اور اتحاد اور اجارے کی ترقی اس امر کا اشارہ کرتی ہے کہ ممکن ہے کہ مقابلہ بتدریج غائب ہوتے ہوتے بالکل مفقود ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو، معمولی شرح سود یا معمولی شرح اُجرت کے بارے میں ہمارا کل استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ اس طرح تقسیم دولت کی حیثیت متضاد قوتوں کے مابین کشمکش سے زیادہ نہیں رہ جاتی۔ لیکن وہی امور، جو اس نتیجے کی جانب رہبری کرتے ہیں کہ اصل کی آمدنی کی شرح کے قرار پانے کے لیے مقابلے کا میدان موجود ہے، اس نتیجے کی جانب بھی رہبری کرتے ہیں کہ اسی مقابلے کے میدان میں شرح اُجرت کا بھی تعین ہوتا ہے۔ دور جدید کی صنعت کا بڑا بلکہ غالباً بیشتر حصہ اب بھی مقابلے کی مساوات پیدا کرنے والے حالات کے تحت انجام دیا جاتا ہے؛ اور اس حد پر جو پیداوار تیار ہوتی ہے اس کا بٹے کے عمل کے ذریعے سے اُجرتوں کے ساتھ لگاؤ ہوتا ہے۔

219

۷۔ اختتامی پیداوار پر بٹہ کاٹنے کے عمل سے اُجرتوں کی جو عام سطح متعین ہوتی ہے اس کے نشیب و فراز پر ان حالات کا بہت اثر پڑتا ہے جن کے تحت پیشگیاں ادا کی جاتی ہیں۔ اس صورت میں دوسرے معاشی مسائل کے مثل اساسی سبب کا عمل نسبتۂ سطحی عاملین کی بدولت مبہم ہو جاتا ہے۔

آجر اُجرت بہ شکل زر ادا کرتے ہیں۔ مزدور اس زر کو اشیاء اور

باب ۵
اجرتوں کی عام سطح

خدمات، خاصکر اشیاء خریدنے میں صرف کرتے ہیں۔ بہ شکل زر ادا کردہ پیشگیوں کا تسلسل اور وسعت اور اس زر سے خریدی ہوئی اشیاء کی رسد کی حالت، دونوں، اجرتوں کی سطح کے تغیرات کو متاثر کرتے ہیں۔

اشیاء کا وہ ذخیرہ جس سے اجرت صحیحہ رونما ہوتی ہے، یعنی وہ اشیاء جو اجرت متعارفہ سے خریدی جاتی ہیں ایک رَو کی شکل میں مزدوروں کے ہاتھ میں پہنچتی ہیں، بالکل اسی طرح جیسے سب آمدنیاں صارفوں کے ہاتھوں میں بذریعۂ رَو پہنچتی ہیں۔ ہم یہاں ایسے خزانۂ آب کی تشبیہ استعمال کرسکتے ہیں جس سے دائمی طور پر پانی خارج ہوتا رہتا اور جس میں بھرتا رہتا ہے۔ خردہ فروش تاجروں کے ذخائر ہی گویا وہ رسد ہے جو فوراً دستیاب ہوسکتی ہے۔ ان ذخائر کے عقب میں تھوک فروش تاجروں کے ذخائر ہوتے ہیں؛ اور علیٰ ہذا ان کی پشت پر وہ اشیاء ہوتی ہیں جو دولت آفرینوں کے پاس تیار ہوتی رہتی ہیں۔ کارخانوں کی عمارات اور کلوں کے متعلق بھی اشیائے خام کے مثل یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان میں مستقبل کی قابل صرف اشیاء کی امکانی قوتیں موجود ہوتی ہیں۔ دولت کا کل ذخیرہ اپنی متعدد حالتوں اور قسموں میں بقول بیوہم باورک ایک بڑا ذخیرۂ معاش خیال کیا جاسکتا ہے جس کا صرف ایک جزو ایک وقت فوراً دستیاب ہوسکتا ہے اور بیشتر حصہ جستہ جستہ بالاستقلال نامکمل اشیاء کے اس حالت پر منتقل ہوتے رہنے سے بتدریج دستیاب ہوسکتا ہے جس میں وہ قابل تمتع بن جاتی ہیں۔ اس طرح نظر ڈالی جائے تو کل ذخیرے کو ایک خزانۂ آب کہا جاسکتا ہے جس سے قوم دائمی طور سے مکمل اشیاء اور اس طرح تمتعات کی دھار حاصل کرتی رہتی ہے اور جس میں قوم کی محنت دائمی طور سے ان چیزوں کی بجائی کرتی رہتی ہے جو اس خزانے سے خارج ہوتی رہتی ہیں۔

مکمل اشیاء یا قابل دسترس آمدنی صحیحہ کا بہاو بظاہر تغیر پذیر ہوتا ہے۔ اس خزانے سے جس شرح سے اشیاء کا اخراج کیا جاسکتا ہے وہ بڑی حد تک تغیرات کا تابع ہوتا ہے۔ ایک لحاظ سے کل قوم کی آمدنی کے

باب ۵۲
اُجرتوں کی عام سطح

متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے سے متعین ہوتی ہے! کسی مقررہ مدت میں موجود الوقت آلات پیدائش میں جتنی اشیاء پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اس سے زیادہ اشیا اسی مقررہ مدت کے اندر حاصل نہیں کی جا سکتیں۔ ایک لحاظ سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قوم کے کسی مخصوص طبقے کی آمدنی بھی اس حد تک جس حد تک خزانے میں داخل ہونے والی اشیاء مختلف جماعتوں کے روایاتی فروق کے مطابق ہوتی ہیں پیش از پیش مقرر ہوتی ہے لیکن تطابق پذیری یعنی کم و بیش سرعت کے ساتھ بہاؤ اور اشیاء کی صارفین کے کسی ایک یا دوسرے گروہ کی جانب منتقلی باقی رہتی ہے! اور اسی وجہ سے اصلداروں کی جانب سے مزدوروں کو بہ شکل زرجو پیشگیاں ادا کی جاتی ہیں ان کے تغیرات کا ساتھ اجرت صحیحہ دیتی ہے۔ 220

علاوہ ازیں اصلدار آجروں کی جانب سے بہ شکل زرجو پیشگیاں ادا کی جاتی ہیں وہ ان کے منافع کے توقعات سے بھی متاثر ہوتی ہیں۔ رجائیت اور گرماگرمی کے زمانے میں اجرت متعارفہ بہت زیادہ فراخدلی کے ساتھ ادا کی جائے گی، اور اس کے بالمقابل دستیاب ہونے والی اشیاء کی رسد سے بھی بہت آزادی کے ساتھ استفادہ کیا جائے گا۔ عدم تیقن اور کساد بازاری کے زمانے میں یہ منتقلی سرد پڑ جائے گی۔ عمدہ موسم میں، گو قیمتوں میں اجرت متعارفہ کے مقابلے میں بالعموم بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہے تاہم کاروبار کی گرماگرمی بڑھ جاتی ہے اور دھندا بہت زیادہ یقینی اور مسلسل بن جاتا ہے اور اجرت صحیحہ بحیثیت مجموعی بڑھ جاتی ہے۔ کاروباری اشخاص اور شغل اصل کرنے والوں میں وہ زائد پیداوار تقسیم ہو جاتی ہے جو مزدوروں کا حصہ بہ شکل اجرت ادا کرنے کے بعد باقی بچ رہتی ہے۔ اگر یہ ماحصل زائد کثیر المقدار ہو اور اگر آجروں اور شغل اصل کرنے والوں کے مابین سرگرمی کے ساتھ مقابلہ ہو تو، خاصکر گرم بازاری کے زمانے میں ان لوگوں کی رہبری اعلیٰ تر پیشگیاں ادا کرنے کی جانب ہوگی، اور اس طرح اجرتوں میں بتدریج اضافہ ہو جائے گا۔ اگر ماحصل زائد گو وہ کثیر المقدار ہو، اجارے کے حالات کے تحت یا محدود قدرتی ذرائع کے

باب ۵

اُجرتوں کی عام سطح

استعمال کے ساتھ وصول کیا جائے تو، اصلداروں کی جماعت کو زائد منافعہ وصول ہوگا۔ لیکن اُجرتوں پر اثر نہ پڑے گا۔

انجام کار ذخیرے سے جو مقدار مزدوروں کی جانب سے وصول کی جاسکتی ہے اس کا انحصار نہ صرف اس شے پر ہوگا جس کو وہ اس ذخیرے میں داخل کریں گے، بلکہ اصلداروں کے باہمی مقابلے پر بھی ہوگا۔ اس طرح کرایہ کے مزدوروں کی اُجرتوں کی اعلیٰ عام شرح کا مدار صنعت کی اعلیٰ عام پیداآوری پر ہوگا، یا زیادہ صحت کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اعلیٰ اختتامی پیداآوری پر اور اصلداروں کے گرماگرم باہمی مقابلے پر ہوگا۔ جس صورت میں مزدور دوسروں کی اُجرت پر کام نہ کریں، بلکہ اپنے طور پر کام کریں، ان کی اُجرت اور ان کی محنت کی پیداآوری کا باہمی تعلق بظاہر زیادہ یقینی اور زیادہ موثر ہوگا۔ اُجرتوں کے وسیع اختلافات جو مختلف ملکوں میں پائے جاتے ہیں ان کی توجیہ اسی بڑے سبب کے ذریعے سے کی جاسکتی ہے۔ اگر انگلستان اور جرمنی کے مقابلے میں ریاستہائے متحدہ میں اُجرتوں کی شرح اعلیٰ ہے اور ہندوستان چین اور جاپان کے مقابلے میں یوروپ کے سب ممالک میں اعلیٰ اُجرت ملتی ہے تو، اس کی وجہ اس واقعے میں مل سکتی ہے کہ ان مختلف ممالک میں محنت کی پیداآوری مختلف ہے۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً اُجرتوں میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ان کی وجہ بھی یہی ہوتی ہے۔ تمام ترقی و تہذیب یافتہ ملکوں میں انیسویں صدی کے وسط سے اب تک اُجرتوں (یعنی اُجرت صحیحہ) کی عام شرح میں برابر اضافہ ہوتا چلا آرہا ہے۔ اس اضافے کی بنیاد مستقل طور سے روزافزوں بڑھنے والی محنت کی پیداآوری قرار پاتی ہے جو صنعتوں کی گوناگوں اصلاح و ترقی کا نتیجہ ہے۔

221

۸۔ لیکن بٹے کے تصور اور اُجرتوں اور سود کے باہمی تعلقات کی جانب عود کرکے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُجرتوں کی اعلیٰ مطلق شرح بالعموم اس صورت میں پائی جاتی ہے جہاں مجموعی سود کے ساتھ مجموعی اُجرت کا تناسب مقابلتہً قلیل ہوتا ہے۔ جن طبقوں کو سود ملتا ہے ان کی آمدنی کی

باب ۵۵
اُجرتوں کی عام سطح

مقدار کا انحصار ایک تو ان رقوم کی مقدار پر ہوتا ہے جو وہ پیشگی ادا کرتے ہیں، اور دوسرے بٹے کی شرح، یعنی شرح سود، پر ہوتا ہے۔ جوں جوں پیدائش میں اصل زیادہ سے زیادہ استعمال ہوتا جاتا ہے، کارخانے کی توسیع کے ساتھ اصل کے پھیلاؤ میں زیادہ وقت لگتا جاتا اور اشیا کی تیاری میں زیادہ احتیاط برتی جاتی ہے، ویسے ویسے اسی شرح کے ساتھ ساتھ ان کی آمدنی بھی بڑھتی جاتی ہے۔ جس طرح پانچ سال قبل جاری شدہ نوٹ کی قدر میں بٹہ زیادہ نمایاں صورت اختیار کرتا ہے اور اس کے مقابلے میں ایک سال قبل جاری کردہ نوٹ کی قدر پر نسبتہً کم مقدار میں بٹہ کاٹا جاتا ہے ٹھیک اسی طرح اس قوم میں سود بہت زیادہ نمایاں صورت اختیار کرتا ہے جس میں پیدائش کی مدت طویل ہو اور بحساب فی مزدور اصل کی مقدار کثیر ہو۔ مجموعی آمدنی کے اضافے کے ساتھ ساتھ آمدنی کی عدم مساواتوں میں بھی اس لحاظ سے زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ خود اصلداروں کی جماعت کے اندر عدم مساواتیں لازمی طور سے زیادہ نہ ہوں گی؛ اس لیے کہ اصلداروں کی تعداد اسی تیزی کے ساتھ بڑھ سکتی ہے جس تیزی کے ساتھ اصل کی مقدار بڑھتی ہے، اور ممکن ہے کہ اصل کی ملکیت کسی ایک کے ہاتھ میں نہ رہے۔ لیکن اس جماعت کو ملنے والی آمدنی کی قطعی مقدار کا میلان اضافے کی طرف ہوگا، اور مجموعی آمدنی میں اس جماعت کا جو حصہ ہوگا وہ بھی بڑھے گا؛ اس کے برعکس جہاں تک مزدوروں کا تعلق ہے وہاں تک، گو ممکن ہے کہ ان کی آمدنی بحیثیت مجموعی بڑھے مگر مجموعی آمدنی میں ان کا جو حصہ ہوگا اس کا میلان تخفیف کی جانب ہوگا۔

اسی وجہ سے اُجرتیں ان قوموں میں زیادہ ہوتی ہیں جن میں اصل کی فراہمی اور اصل کا شغل وسیع پیمانے پر ہوتا ہے اور جن میں اصلداروں کی مجموعی آمدنی کثیر المقدار ہوتی ہے۔ کارخانے، کلیں، اشیائے خام کے کثیر المقدار ذخائر اور مکمل آلات پیدائش یہ سب معمولاً محنت کی اعلیٰ درجے کی پیداآوری حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ نئے ممالک میں دوسرے

باب ۱۲
اُجرتوں کی عام سطح

حالات کی بنا پر اُجرتوں کی شرح اعلیٰ ہوسکتی ہے۔ ان میں یہ امکان ہوتا ہے کہ محنت زیادہ تر زراعت اور دوسری اُن استخراجی صنعتوں کی حد تک محدود ہو جن میں تازہ بہ تازہ ذرایع سے کام لیا جاتا ہے اور جن میں تکمیل یافتہ اصل دائر کا استعمال مقابلتہً بہت کم ہوتا ہے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس کی تاریخ کی پہلی صدی میں یہی صورت حالات تھی؛ اور کینیڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں اب بھی یہی حالت ہے۔ لیکن قدیم ملکوں میں اعلیٰ اُجرت ملنے کے امکان کا سبب، یعنی صنعت کی اعلیٰ پیدآوری اسی کثیر المقدار اصل کا صرف ہے جس سے اصلداروں کی جماعت کو زیادہ مقدار میں آمدنی وصول ہوتی ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں براعظم یوروپ کے دیگر ملکوں کے مقابلے میں نہ صرف اُجرتیں اعلیٰ ملتی ہیں بلکہ اصل کی آمدنی بھی زیادہ ملتی ہے؛ اور چین، جاپان اور ہندوستان کے مقابلے میں یوروپ کے سب ملکوں میں سود اور اُجرت دونوں کی شرح اعلیٰ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قوم کی مجموعی آمدنی اور اُجرتوں کی عام شرح کو جو قوتیں بڑھاتی ہیں وہی اُصل کے سود کی مقدار کو بڑھانے کا بھی موجب ہوتی ہیں۔

222

یہ رجحان پیدائش کے اس طریق میں مضمر ہوتا ہے جس میں اصل کام کرتا ہے، اور مقابلے کے حالات سے جس حد تک انحراف کیا جاتا ہے اس حد تک وہ بڑھتا جاتا ہے۔ نفع اجارہ اور معاشی لگان بھی اُس مجموعی آمدنی کی مقدار کو بڑھا دیتے ہیں جو صاحبان املاک کو ملتی ہے۔ گو اس قسم کے منافعے اس قدر ہمہ گیر نہیں ہیں کہ وہ پورے مقابلے کے میدان کو نیست و نابود کر دیں تاہم دور حاضر میں ان کا پھیلاؤ بہت بڑھ گیا ہے۔ جہاں خوش حالی کا دور دورہ ہے، جہاں محنت کی عام پیدآوری بہت اچھی ہوتی ہے اور جہاں اُجرتوں کی شرح اعلیٰ ہوتی ہے وہاں عام طور سے منافعے بھی کثیر المقدار ہوتے ہیں۔ خالص سود کی زیادتی کے مثل منافعے کی زیادتی بھی پیدائش بر پیمانۂ کبیر کا اور آبادی کی ترقی پذیری کا نتیجہ ہے۔ سود کے مقابلے میں منافعے کو بہت جلد تخفیف و تنظیم کا تابع کیا جاسکتا ہے، اور اسی وجہ سے

باب ۵
اُجرتوں کی عام سطح

منافع اس قدر ناگزیر طریق پر زمانۂ موجودہ کی صنعت کا نتیجہ نہیں ہے۔ لیکن اس سبب کی بنا پر عدم مساوات کی زیادتی بظاہر ایک حد تک ناگزیر معلوم ہوتی ہے۔ خانگی املاک کے نظام کے تحت مادی ترقیات کے فطری نتائج ہی یہ ہیں کہ متمول و آرام طلب طبقہ بڑھتا جائے اور مزدوروں کی آمدنی کا تناسب گھٹتا جائے گا۔

۹۔ اس باب میں جو اصول بیان کیا گیا ہے کہ اُجرتوں کا انحصار محنت کی اختتامی پیداوار پر بٹہ کاٹنے پر ہوتا ہے وہ اکثر اشخاص کو ایک موہوم اور تجریدی اصول معلوم ہوگا، جو حقیقی اور مادی زندگی کے مسائل سے بہت بُعد رکھتا ہے۔ عام اُجرتوں سے متعلق کسی نظریے میں لازمی طور سے بعید تر قوتوں اور موہوم نتائج سے بحث کی جاتی ہے؛ چنانچہ وہ لازمی طور پر بظاہر بعید از حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ اکثر معاشئین ایک حد تک اسی سبب سے عام بیان پیش کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لینے سے محترز رہے ہیں۔ تاہم یہ نقص تقریباً ان تمام اصول میں مضمر ہے جو وسیع معاشی مظاہر کے آخری اسباب سے بحث کرتے ہیں۔ بظاہر صنعتی زندگی کے تفصیلات 223 کے ساتھ اس قسم کے تعلق کا فقدان نہ صرف اس اصول میں پایا جاتا ہے کہ سود کا تعین اختتامی پیدآوری اور اختتامی پس اندازی کے باہمی تعلق سے ہوتا ہے، اور یہ کہ زر رداں کی مقدار قیمتوں کی عام سطح کو متعین کرتی ہے؛ بلکہ اس اصول میں بھی پایا جاتا ہے کہ بین الاقوامی طلب کا توازن مختلف ممالک میں قیمتوں کی سطحوں اور مختلف متعارف آمدنیوں کو متعین کرتا ہے۔ ان سب اصول اور قضیوں میں ایسے حقایق کی تلاش کی جاتی ہے جو راست اور عملی تعلق رکھتے ہیں، خواہ ان میں ایسے میلانات کیوں نہ بیان کئے جاتے ہوں جن کی رفتار سست ہے اور جو نمایاں حیثیت نہیں رکھتے۔ دوسرے اصول کے مثل، اُجرتوں کی عام سطح سے متعلق یہاں جو اصول بیان کیا گیا اس میں بھی، آخری نتائج سے بحث کی گئی ہے؛ اور یہی وہ قوتیں ہیں جنھیں عام شرح دریافت کرنے کے سلسلے میں جانچنا اور پرکھنا ضروری ہے۔ خانگی ملک کے نظام کے تحت صرف اس وقت

باب ۵

اُجرتوں کی عام سطح

عام وہمہ گیر اور قابل لحاظ ترقی رونما ہو سکتی ہے جبکہ پیدا آوری میں اضافہ ہو جائے، اختتامی حد منظم ہو جائے، اور اصل کی فراہمی اور مقابلے کی وجہ سے بٹہ کم ہو جائے۔ ہر وہ شے جو پیدا آوری کی حد کو بڑھا دیتی ہے اور شرح بٹہ کو گھٹا دیتی ہے، اُجرتوں کو بڑھانے کا میلان رکھتی ہے؛ اور انجام کار انھیں طریقوں ہی سے عام ترقی عمل میں آسکتی ہے۔

کیا ان حالات کے تحت بنی نوع انسان کی خوش حالی میں اصلاح و ترقی کا امکان ہے؟ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بیسویں صدی کے ابتدائی دہے میں معمولی محنت کی اُجرت کی عام شرح تقریباً ۸۰۰ ڈالر سالانہ تھی۔ یہ مقدار وحشیانہ زندگی بسر کرنے کے مقابلے میں بہت بہتر ہے؛ اور اس مقدار سے بہت زیادہ ہے جو کسی ملک میں کسی وقت اکثر اشخاص کو پانے کا موقع ملا۔ پھر بھی یہ اس سے بہت کم ہے جتنا کہ خوش نصیب اقلیت کو خوشگوار زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے۔ لیکن وہ اتنی نہیں ہوتی کہ مادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد مزید مصارف کے لیے بچ رہے۔ چنانچہ آرام اور فرصت، تفریحی جد و جہد، تعلیم و تربیت اور شخصیت کی کامل تکمیل و ترقی کا بہت کم موقع ملتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ ملنے کی توقع نہ ہو تو، خانگی ملکیت کا رواج نہ صرف مدافعانہ حیثیت اختیار کر لیتا ہے بلکہ اس کی ایسی حیثیت ہو جاتی ہے جس کی زیادہ مدت تک مدافعت نہیں کی جا سکتی۔ پھر بھی اگر اس سے کوئی چیز بہتر ہو تو، وہ اس نظام کے غیر ہم آہنگ نہ ہوگی۔ ہم ان قوتوں کے اثر کے تحت، جن پر گزشتہ صفحات میں غور کیا جا چکا ہے، صنعتی ترقیات کی بدولت اُجرتوں میں تمام آمدنیوں سے زیادہ تدریجی اضافے کی توقع کر سکتے ہیں۔ چونکہ گزشتہ ایک یا دو صدی میں صنعتوں میں بڑی حد تک ترقی ہوئی ہے، اس لیے اس کا قرینہ پایا جاتا ہے کہ آنیوالی صدیوں میں بھی اس سے زیادہ ترقی ہو؛ اور انفرادی واضداری نظام کی سب سے بڑی قوت یہ ہے کہ وہ اس کے مقابل کے نظام اجتماعیت یا اشتمالیت کی نسبت صنعتی ترقی کی رفتار کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ یہ کم از کم ایک کھلا ہوا

224

باب ۵۲
اجرتوں کی عام سطح

سوال ہے کہ عامۃ الناس میں صنعتی نظام کی کسی دوسری شکل کے تحت معینہ وسیع پیمانے پر آرام اور معاشی صحت و سلامتی کا سامان بہم پہنچ سکتا ہے آیا اس سے بہت زیادہ مرور زمانہ کے ساتھ انفرادی اور اصلداری کے نظام کے تحت نصیب نہیں ہو سکتا۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے سب سے اول یہ ضروری ہے کہ خانگی ملکیت کے نظام کے حدود اور روایتی قواعد میں معقول ترمیم و اصلاح کی جائے؛ اور دوسرے یہ کہ دستی محنت کرنے والے مزدوروں کی تعداد اس قدر تیزی سے نہ بڑھنے پائے کہ اس سے نفع کے سب امکانات زائل ہو جائیں۔ قسم اول کے ترمیمات و شرائط سے اس کتاب کے حصۂ ششم و ہفتم میں بحث کی جائے گی جن میں مسائل محنت و معاشی تنظیم کو بیان کیا گیا ہے؛ اور قسم دوم کے شرائط و حالات یعنی آبادی کے مسئلے پر آئندہ چند بابوں ہی میں بحث کی جائے گی۔

225

باب ۵۳

آبادی اور محنت کی رسد

(۱) نظریۂ مالتھس، علم حیاتیات سے اس کو کس قدر تقویت پہنچی ہے۔ (۲) بیشترین شرح پیدائش؛ اقل ترین شرح اموات اور اس کے نتیجے کے طور پر تعداد آبادی کے امکانات کس مفہوم میں سریع تعدد کا میلان ہوتا ہے؛ ایجابی و انسدادی مانعات۔ (۳) زمانۂ موجودہ کے بعض ممالک کی ولادت اور اموات کی حقیقی شرحیں۔ اعلیٰ شرح ولادت کا نتیجہ انجام کار اعلیٰ شرح اموات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ مستثنیات کی توضیح۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حالت (۴) آیا ادنیٰ اجرت کا باعث اعلیٰ شرح ولادت ہے یا اس کی برعکس صورت؛ اسباب کا باہمی عمل۔ تعداد نفوس کی تحدید خوش حالی اور اعلیٰ اجرت کی شرط ہے نہ کہ سبب۔ (۵) اجرت پر معیار زندگی کا اثر براہ راست نہیں پڑتا بلکہ پہلے تعداد نفوس پر اس کا اثر ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سے اجرت متاثر ہوتی ہے؛ اس موضوع کے بارے میں مغالطے۔ (۶) شرح ولادت کی موجودہ زمانے میں کمی کس طریق پر واقع ہوئی ہے؟

۱۔ محنت کی رسد کا انحصار بنی نوع انسان کی تعداد کے اضافے پر ہے۔ اضافۂ آبادی سے متعلق سوالات نہ صرف تقسیم دولت پر، بلکہ معاشیات کے

باب ۵۳
آبادی اور محنت کی رسد

دوسرے شعبوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ رہے عام اور وسیع تر معاشرتی مسائل تو ان پر ان سوالات کا اور بھی زیادہ اثر پڑتا ہے۔ لیکن علمائے معاشیات میں اس بارے میں اختلاف آرا ہے کہ بحث کی تشریح میں ان سوالات کو کہاں جگہ دی جائے۔ یوں تو عام طور سے آبادی کے مسئلے کی بحث مقدم رکھی جاتی ہے، لیکن اس کتاب میں اس کو کسی قدر موخر کر دیا گیا ہے۔ گو آیندہ صفحات میں اس پر تقسیم دولت کے تعلق سے زیادہ تر بحث کی گئی ہے، لیکن اس سے ایسے بعض فروع اور اختلافی مسائل کی جانب ضرور رہبری ہو گی جو اس موضوع سے رونما ہوں گے۔

مالتھس کے نظریئے کے متعلق مناظرہ و مباحثہ ایک عرصے سے ہوتا آرہا ہے۔ انیسویں صدی کے ابتدائی دور میں مالتھس نے یہ اعلان کیا کہ ادنیٰ اجرت اور افلاس کی وجہ بنی نوع انسان کی تعداد کی زیادتی میں مضمر ہے؛ اضافۂ آبادی کا اشیائے خورونوش پر دباؤ پڑتا ہے اور اس طرح اجرت کی سطح کم رہتی ہے؛ اجرت میں اس وقت تک اضافہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ محنت کرنے والی آبادی کے اضافے کے میلان کو نہ دبایا جائے؛ جب تک ایسی روک نہ ہو عامۃ الناس کی اصلاح و ترقی کی کوئی تجویز کامیاب نہیں ہو سکتی؛ اور یہ کہ انھیں وجوہ سے قوم کے تمام مجوزہ انتظامات و اصلاحات کا ناکام ہونا امر یقینی ہے۔ علاوہ ازیں مالتھس کو اس کی توقع ہی نہ تھی کہ کوئی مفید اور موثر روک درحقیقت عمل میں لائی جا سکے گی۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کو قطعاً ناامیدی تھی لیکن اس کی تعلیم کا رجحان اور اس کے متبعین کے خیالات یقیناً یہ تھے کہ مزدوروں کی تعداد میں بہت سرعت سے اضافہ ممکن ہے اور یہ کہ اجرت غالباً معیار مایحتاج یا کفاف کی سطح تک اتر آئے گی۔ اس کی نظر میں یہ صورت واقعات بنی نوع انسان کی عام مادی خوش حالی کی اصلاح کے راستے میں ایک

226

ل۔ مالتھس کے مضمون آبادی (۱۸۰۳ء) کا دوسرا ایڈیشن وہ ہے جس میں مالتھس نے اپنے اصول اس شکل میں بیان کیے ہیں جس پر وہ اور اس کے متبعین آخر تک جمے رہے۔

باب ۵
آبادی اور محنت کی رسد

زبردست بلکہ ناقابل عبور رخنہ تھا۔

مالتھس کے بعد خیالات کی جو رفتار رہی اس کے ذریعے سے اس کی تعلیمات کے بعض اجزا باقی رہ گئے۔ انسان عضویاتی اعتبار سے مثل دوسرے حیوانات کے ایک حیوان ہے؛ اور بنی نوع انسان کی تعداد کے اضافے کے امکانات ایسے ہی غیر محدود ہیں جیسے کہ حیات کی دوسری شکلوں کی تعداد کے اضافے کے امکانات۔ یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے کہ ڈارون کو مالتھس کا مضمون پڑھنے کے بعد اس خیال پر پہنچنے کا موقع ملا کہ نہ صرف انسان میں بلکہ ہر قسم کی مخلوق میں غیر محدود اضافے کا امکان ہے؛ اور اس بنا پر وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ غذا اور مکان کے لیے کشمکش کا لامتناہی سلسلہ قائم ہے اور وہی باقی رہتے ہیں جو سب سے بہتر طریق پر اپنے ماحول کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس طرح بنی نوع انسان کے بارے میں مالتھس کے خیالات کو خود ڈارون کے وسیع نتائج کی بنا پر مزید تقویت پہنچی ہے۔ ہر سو سال میں ہاتھی اپنی تعداد کو دوگنی کر سکتا ہے؛ انسان کی تعداد ہر پچیس سال میں دوگنی ہو جاتی ہے؛ بلیوں کی نسل ہر دوسرے یا تیسرے سال چھ گونہ بڑھ جاتی ہے؛ اور مچھلی کی نسل ہر موسم میں صدہا بلکہ ہزارہا گونہ بڑھ جاتی ہے۔ ہر نوع جو اپنی بیشترین شرح سے بڑھتی ہے اس کی حد تک انجام کار یہ ضروری ہے کہ ذریعۂ معاش غیر مکتفی ثابت ہو۔

۴۔ انسانی آبادی کے ممکنہ اضافے پر ہمیں نظر غائر ڈالنی چاہیئے اور اس کا مقابلہ حقیقی اضافے کی شرحوں سے کرنا چاہیئے۔ یہ ضروری ہے کہ شرح اموات پر شرح ولادت کی جتنی ممکنہ زیادتی ہوتی ہے اس پر آبادی کا ممکنہ اضافہ مبنی ہو۔ کسی آبادی میں اس کی معمولی ہیئت ترکیبی میں بیشترین شرح ولادت کم از کم ۴۵ فی ہزار ہوتی ہے؛ یعنی ایک ہزار زندہ آدمیوں میں ہر سال ۴۵ نومولودوں کا اضافہ عمل میں آتا ہے۔ اگر آبادی کلیتہً ایسے مردوں اور عورتوں پر مشتمل ہو جو بلحاظ عمر اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں تو شرح اضافہ قلیل مدت کے لیے اور بھی زیادہ ہوگی۔ اگر

باب ۵۳
آبادی اور محنت کی رسد

آبادی میں اسی قسم کے اشخاص کی تعداد غیر معمولی طور پر زیادہ ہو (جیسا کہ ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں بیرونی علاقوں سے مہاجر آ بستے ہیں) تو، ایسی صورت میں بھی شرح اضافہ بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔ ایسی آبادی کے لیے بھی جس کی ترکیب معمولی ہو اور جس میں بچوں اور بوڑھوں کی خاصی تعداد موجود ہو، ۴۵ کا عدد عضویاتی اعتبار سے بیشترین حد سے کم ہے۔ بیشترین شرح غالباً ۵۰ فی ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ سردست حقیقی اضافے سے ممکنہ اضافہ کا مقابلہ کرنے کی غرض سے اس عدد کو لینا سب سے بہتر ہوگا جس پر آبادی یقیناً پہنچ سکتی ہے؛ مثلاً ۴۵ فی ہزار سالانہ۔

اس کے برعکس اقل ترین شرح اموات بہت کم یعنی ۱۵ فی ہزار سالانہ ہے۔ یہاں بھی یہ فرض کرنا ضروری ہے کہ آبادی کی ہیئت ترکیبی معمولی ہے۔ ایسی آبادی میں جس میں جوان آدمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو شرح اموات بہت کم ہوگی؛ اس کے برعکس اس آبادی میں شرح اموات اس قدر کم نہ ہوگی جس میں خواہ بہت زیادہ موافق حالات کیوں نہ موجود ہوں اچھے قوٰی کے آدمیوں کے باہر ہجرت کر جانے کی وجہ سے بہت بوڑھے اور بہت ہی نوخیز اشخاص کی بہت زیادہ تعداد موجود ہو۔ ایسی آبادی میں جو معمولی حالت پر قائم ہو شرح کا اتنا کم ہونا یقیناً ممکن ہے۔ اگر ان تمام اسباب موت کو علٰحدہ کر لیا جائے جن کی روک تھام ممکن ہے، اگر قابل علاج امراض سے بلکہ قلیل غذا، غیر مکتفی احتیاط اور گندہ ماحول سے کوئی اموات نہ حادث ہوں، اور اگر موت صرف پُر امن کبر سنی میں یا ایسے مرض کی وجہ سے واقع ہو جو لاعلاج ہو اور کسی قسم کی احتیاط سے بھی نہیں رُک سکتی تو، پندرہ فی ہزار کے قریب قریب کوئی عدد مل سکے گا۔ حقیقت میں اگر یہ امکانات وقوع پذیر ہوں تو، شرح یقیناً کم ہوگی۔ ایسی آبادیاں موجود ہیں جن میں تقریباً اسی قدر کم شرح پائی جاتی ہے؛ اور یہ یقینی ہے کہ ان میں ایسی بہت سی موتیں واقع ہوتی ہیں جن کا رُک جانا ممکن تھا۔ علاوہ ازیں علم طب روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ چنانچہ گزشتہ نسل کے دوران میں متعدی امراض سے

باب ۳۵
آبادی اور محنت کی رسد

واقع ہونے والی موتوں کو طب نے بڑی حد تک گھٹا دیا ہے۔ عضوی اور مخرب نسل امراض نوجوانوں کے لیے سخت مہلک ہیں؛ ان سے واقع ہونے والی موتوں کو علم طب اسی طرح نمایاں طریقے پر کم کر سکتا ہے۔ پس یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ اقل شرح اموات کم سے کمتر ہوتی جائے گی۔[1]

228

کسی قوم یا ملک میں جس کے صحیح اعداد و شمار ہمیں معلوم ہیں ایسی بیشترین شرح ولادت اور اقل ترین شرح اموات نہیں ظاہر ہوتی جیسی کہ یہاں بیان کی گئی ہے۔ لیکن جن وسیع نتائج سے ہمارا تعلق ہے اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم ان آخری حدوں کی صحت کو معین کریں۔ یہ بیان کر دینا کافی ہوگا کہ شرح ولادت اور شرح اموات کے مابین ممکنہ فرق کتنا بڑا ہے، اور آبادی کا ممکنہ اضافہ کس قدر عظیم ہے۔ اگر ولادت کی شرح ۴۵ فی ہزار سالانہ ہو اور شرح اموات ۱۵ فی ہزار تو اموات پر پیدائش کی زیادتی یا اضافۂ آبادی ۳۰ فی ہزار ہوئی۔ اس شرح اضافہ سے آبادی تیئیس سال کی مدت میں دگنی ہو جائے گی۔ خود مالتھس نے اسی کے مماثل ممکنہ شرح اضافہ کا استخراج اس چیز سے کیا جس کو اس نے ایک حقیقی صورت حال پایا یا جس کو وہ کم از کم حقیقی صورت حال خیال کرتا تھا۔ "یہ معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کی شمالی ریاستوں میں

---

[1] نو آباد علاقوں اور سرعت کے ساتھ بڑھنے والے شہروں میں نوجوانوں کی آبادی بڑھتی جا رہی ہے، لیکن یہاں بھی شرح اموات بہت کم ہے، یعنی ۱۲ اور ۱۳ فی ہزار ہے۔ بعض اوقات ان شرحوں کو غیر معمولی صحت مندی کے ثبوت کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے؛ ان کا باعث بچوں اور بوڑھوں کا معمولی تعداد میں موجود نہ ہونا ہے؛ چنانچہ بوڑھوں اور بچوں ہی میں موتیں زیادہ واقع ہوتی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ نیوزی لینڈ میں دہ سالہ مدت یعنی ۱۸۸۷ء تا ۱۸۹۶ء میں شرح اموات صرف دس فی ہزار پائی گئی تھی، اور عمر کی کسی بہت زیادہ غیر معمولی تقسیم کو اس کا سبب قرار نہیں دیا گیا تھا۔ دیکھو نیوشامز کی کتاب موسوم بہ vital statistics صفحہ ۸۸۔ ایسی شرح غیر معمولی طور سے ادنیٰ ہے اور ناقص شمار کا شبہ پیدا کرتی ہے۔

باب ۱۳

آبادی اور محنت کی رسد

آبادی پچیس سال سے کم مدت میں دگنی ہوگئی اور یہ سلسلہ تقریباً ۱½ صدی سے زیادہ یعنی ۱۶۵۰ء سے ۱۸۰۰ء تک متواتر یکے بعد دیگرے جاری رہا ہے"۔ مالتھس یہ خیال کرتا تھا کہ اس سے زیادہ سریع اضافہ بھی ممکن ہے، اور یہ کہ آبادی کے دوچند ہونے کی مدت اس سے بھی کم یعنی پندرہ سال ہو سکتی ہے۔ اس میں غالباً اضافے کے امکان کے متعلق مبالغہ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ چیز یقیناً امکان کے حدود کے اندر ہے کہ بنی نوع انسان کی تعداد متذکرۂ بالا مدت یعنی ربع صدی یا اس کے قریب قریب دور میں دگنی ہو جائے۔

یہی نہیں کہ ایسے سریع اضافے کا امکان ہے؛ بلکہ ایسے اضافے کا میلان بھی ہوتا ہے۔ یہاں میلان سے ہمارا مطلب وہ نہیں ہے جو عام طور سے لیا جاتا ہے۔ عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ انجام کار فلاں نتیجہ واقع ہونا اغلب ہے۔ لیکن ہمارا مفہوم وہ ہے جس میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ اشیاء آزادی کے ساتھ طیار کی جائیں تو، وہ اسی قیمت پر فروخت ہوں گی جو ان کے مصارف پیدائش کی بنا پر متعین ہوگی۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آبادی بیشترین شرح سے بڑھتی ہے تو، ہم اس سے کچھ اور ہی مفہوم لیتے ہیں، یعنی یہ کہ ایسی قوتیں عمل کر رہی ہیں کہ ان کو اگر زائل یا رد نہیں کیا گیا تو، وہ مقررہ نتیجہ پیدا کریں گی۔ اسی طریقے سے ہم یہ کہتے ہیں کہ تمام اشیاء میں یہ میلان پایا جاتا ہے کہ اگر وہ اچھالی جائیں تو، زمین پر گرتی ہیں؛ اس میں اشیاء کے زمین پر گرنے کا محض امکان ہی نہیں ہے، بلکہ یہ کہ تاوقتیکہ ان کو گرنے سے باز نہ رکھا جائے وہ یقیناً زمین پر ہی گریں گی۔ آبادی میں بڑھنے کا جو میلان پایا جاتا ہے وہ نتیجہ ہے تولید کی جبلت کا اور والدین کی بچے پیدا کرنے کی خواہش کا۔ یہ عالمگیر اور نہایت پُرزور قوتیں ہیں، جو حیوانات میں بلا قید و بند عمل کرتی ہیں۔ حیوانات کے تمام انواع اپنی انتہائی قوت سے اضافۂ تعداد کی سعی کرتے ہیں۔ سعی کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی مزاحم سبب تعداد کو نہ گھٹائے ان کی

229

باب ۶

آبادی اور محنت کی رسد

تعداد بڑھتی ہی رہے گی۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حیوانات کی کوئی نوع بھی اپنی بیشترین شرح سے نہیں بڑھ سکتی۔ اگر وہ ایسا کرے تو مرورِ زمانہ کے ساتھ اُس کی تعداد اس قدر بڑھ جائے گی کہ دوسروں کی بقا ناممکن ہوجائے گی اور صرف وہی کرۂ ارض پر چھا جائے گی۔ انسان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ہر ربع صدی کے اختتام پر اس کی تعداد اسل دُگنی نہیں ہوسکتی۔ صرف غیر معمولی موافق حالات کے تحت اس قسم کی شرح طویل زمانے تک قائم رکھی جاسکتی ہے۔ جب صدیوں کے ترقی پذیر تمدن و تہذیب کی بدولت بتدریج ضروری آلات اور علم حاصل کرنے کے بعد کسی تہذیب یافتہ آبادی کا دفعتۃً نئے ملک پر قبضہ ہوجاتا ہے تو، ایسی آبادی کو کچھ مدت کے لیئے اضافۂ تعداد کی غیر محدود گنجایش ملجاتی ہے۔ چنانچہ جس زمانے کو مالتھس نے اضافے کے امکانات کی تمثیل کے طور پر پیش کیا ہے اس میں شمالی امریکہ میں یہی صورت پیش آئی۔ علیٰ ہذا ریاستہائے متحدہ کے باشندوں میں بھی ان کی تاریخ کے بیشتر حصے میں یہی صورت حالات تھی؛ اور اہل کنیڈا، اہل آسٹریلیا اور اہل ارجن ٹائن کی صورت میں بھی یہی ہوا۔ یہ سب صورتیں بنی نوع انسان کی تاریخ میں نہایت شاذ صورتیں ہیں۔ یہ ان مقابلتہً شاذ صورتوں کے مشابہ ہیں جن میں کوئی حیوان مثلاً پروانہ، پرند یا دودھ پلانے والا جانور کسی نوآباد علاقے کو ہجرت کرجائے جو اس کے لیے بالکل نیا ہو اور کچھ مدت تک وہاں اپنی غذا کے ذرایع کو کم یا اپنے رقیبوں کو زیادہ طاقتور پائے بغیر اپنی تعداد بڑھا سکتا ہو۔ کسی ایسے ملک میں جہاں آبادی قائم ہوئے مدت گزر چکی ہو بنی نوع انسان کسی بیشترین شرح سے اپنی آبادی کو نہیں بڑھا سکتے۔ اس کا اساسی سبب زمین کے رجحان یعنی تقلیل حاصل میں مل سکتا ہے۔ کسی مقررہ رقبے پر یہ رجحان تمام اقسام کی زرعی پیداوار کے بارے میں ظاہر ہوتا ہے۔ فنون کی ترقیات سے اس رجحان کو ایک حد تک زائل کرنا ممکن ہے۔ لیکن ہر ربع صدی کے ختم پر تعداد کے مسلسل دوگونہ ہوجانے میں غذا کی رسد

باب ۵۳ب
آبادی اور محنت کی رسد
230

حاصل کرنے کی روز افزوں وقت انجام کار مزاحمت پیدا کرے گی۔

اس طرح اضافۂ آبادی کے رجحان کو زائل کرنا ضروری ہے؛ اور اس کا زائل کرنا ان دو طریقوں سے ممکن ہے، جن کا نام مالتھس نے ایجابی و انسدادی مانعات[لہ] رکھا ہے۔ مالتھس کا مطلب ایجابی مانع سے ایسی روک ہے جو پیدا شدہ اور موجودہ آبادی کو کم کردے؛ مثلاً فاقہ، امراض، جنگ اور تمام قسم کے مصائب۔ انسدادی مانع سے اس کا مطلب ایسی روک ہے جو آبادی کو وجود میں آنے سے باز رکھے۔ پہلی قسم کی مزاحمت اعلیٰ شرح اموات کے ذریعے سے عمل کرتی ہے اور دوسری ادنیٰ شرح ولادت کے ذریعے سے عمل پیرا ہوتی ہے؛ دوسرے الفاظ میں پہلی روک اموات کی زیادتی سے اور دوسری تولید کی تحدید سے۔

یہ کہنے میں موضوع سے بہت زیادہ تجاوز نہ ہوگا کہ جس حد تک ایک قسم یا دوسری قسم کا مانع غالب رہے گا وہی تہذیب و تمدن کی ترقی کا معیار ہوگا لیکن سوال یقیناً اثبات یا نفی کا نہیں ہے بلکہ کم و بیش کا ہے۔ نوع انسانی تولید کا اختیار بہ مشکل انتہائی حد تک صرف کرتی ہے۔ ولادتوں کی تحدید معاشرے کے ہر اس طبقے میں ظاہر ہوتی ہے جس نے ادنیٰ ترین طبقے سے آگے کچھ بھی ترقی کی ہو جوں جوں تہذیب و تمدن میں ترقی ہوتی جاتی ہے عاقبت اندیشی اور پیش بینی سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ تمام قوموں میں ایجابی مانع کا بھی ایک حد تک عمل ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی خوش حال طبقے کے مختصر گروہ کے بقیہ سب طبقات میں ولادتوں کی تعداد زندہ بچ جانے والے بچوں کے بالمقابل زیادہ ہوتی ہے۔ تعداد میں کمی اس شرح اموات سے واقع ہوتی ہے جو ضرورت سے زیادہ اعلیٰ ہوتی ہے؛ یعنی شرح اموات سے مطلب وہ شرح جو کبر سنی اور لاعلاج امراض کی اقل حد سے اوپر ہو۔ ولادتوں کی تحدید جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی تہذیب و تمدن کا معیار بلند تر ہوگا؛ اور اموات کی زیادتی جتنی بڑھی ہوئی ہوگی اتنا ہی تہذیب کا معیار کم ہوگا۔

۳۔ ان عام اصول کو ذہن میں رکھ کر ولادتوں اور اموات کی ان شرحوں پر ایک نظر ڈالنی چاہیئے جو خود ہمارے زمانے میں بڑے بڑے ملکوں میں پائی جاتی ہیں۔ مندرجۂ ذیل جدول میں ولادتوں کی بیشترین شرحیں اور اموات کی اقل ترین شرحیں فوری مقابلے کے لیے پہلے دی گئی ہیں؛ اس کے بعد ان شرحوں کے اعداد درج کیے گئے ہیں جو بعض منتخب ملکوں میں پائی جاتی ہیں۔ آبادی کے دوگونہ ہوجانے کا زمانہ سے مطلب سالوں کی وہ تعداد ہے جس میں آبادی اگر ولادتوں کی مقررہ زیادتی استقلال کے ساتھ قائم رہے تو دگنی ہوجائے گی۔ شرح ولادت کے وسیع فرق قابل لاحظہ ہیں۔ روماینا، ہنگری اور سکسنی کی شرحیں ہماری مفروضہ شرحوں سے بہت زیادہ کم نہیں ہیں۔ دیگر ممالک کی شرحیں بہت نمایاں طور سے ادنیٰ ہیں۔ فرانس کی ولادتوں کی شرحیں سب سے ادنیٰ ہیں؛ یعنی روماینا اور

لہ۔ Position Checks & Preventive checks

رومانیا اور ہنگیری میں شرح اموات تقریباً ۳۰ فی ہزار یا اقل ترین شرح سے دوچند ہے۔ ہنگیری کے مقابلے میں اس کی شرح ولادت تقریباً نصف ہے۔

اموات اور ولادتوں کی شرحیں

سالانہ اوسط فی ہزار آبادی ۱۸۹۱ء تا ۱۹۰۰ء کے لیے

	ولادتیں	اموات	ولادتوں کی زیادتی	دوچند ہونے کی مدت
بیشترین و اقل ترین حد	۵۴ (بیشترین)	۱۵ (اقل ترین)	۳۰ (بیشترین)	۲۳
رومانیا	۴۰،۷	۲۹،۳	۱۱،۴	۶۱
ہنگیری	۴۰،۶	۲۹،۹	۱۰،۷	۶۵
سیکسنی	۳۹،۵	۲۴،۰	۱۵،۵	۴۵
بیوریا	۳۶،۵	۲۵،۴	۱۱،۱	۶۲
اٹلی	۳۴،۹	۲۴،۲	۱۰،۷	۶۵
انگلستان اور ویلیس	۲۹،۹	۱۸،۲	۱۱،۷	۵۹
سویڈن	۲۷،۲	۱۶،۱	۱۱،۱	۶۲
فرانس	۲۲،۲	۲۱،۵	۰،۷	۹۹۰

جدول کے آخری حصے میں اموات کے اعداد گھٹ کر بہت زیادہ معتدل شرح پر آگئے ہیں، یعنی فرانس میں ۲۰ فی ہزار سے کچھ اوپر، اور انگلستان اور سویڈن کے اعداد ان اعداد سے بھی نمایاں طور سے کم ہیں۔

فی الجملہ اعلیٰ شرح ولادت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ شرح اموات بھی پائی جاتی ہے۔ یہ حالت ان تمام ممالک میں پائی جاتی ہے جو جدول کے بالائی حصے میں درج ہیں، مثلاً رومانیا، ہنگیری، سیکسنی، بیوریا، اٹلی۔ اعلیٰ شرح ولادت کے بالمقابل اعلیٰ شرح اموات کی موجودگی کے معنی یہ ہیں کہ

باب ۵
آبادی اور محنت کی رسد

مالتھس کے تنبیہات اور پیشین گوئیوں کا اطلاق ممکن ہے۔ یہ وہ ممالک ہیں جن میں اشیائے خورد و نوش پر آبادی کا دباؤ پڑ رہا ہے۔ ممکنہ ذرایع معاش کے مقابلے میں آبادی بہت زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے؛ اور ایجابی مانعات کا عمل جاری ہے، لیکن انتہائی شکل میں نہیں ہے؛ اور نہ شرح ولادت بیشترین ہے۔ البتہ ولادتوں کی تحدید ایک حد تک ہوتی ہے۔ لیکن جتنے بچے زندہ رہ سکتے اور جوان ہوسکتے ہیں ان سے زیادہ تعداد میں ولادتیں ہوتی ہیں اور جتنے نوجوان بڑھ کر پُرامن کبرسنی تک پہنچ سکتے ہیں ان سے زیادہ لوگ جوان ہوتے ہیں۔ آبادیوں کو غذا، لباس اور مکان ناقص حالت میں میسر آسکتے ہیں؛ سرد موسم میں ان کا تحفظ پورا نہیں ہوتا اور امراض میں تیمار داری بہت خراب ہوتی ہے۔ ہنگیری اور رومانیا کی حالت بدترین ہے؛ سکسنی، بیوریا اور اٹلی کی حالت خراب ہے۔ ان سب ملکوں میں مجموعی آبادی کی حالت کی مستقل اصلاح کی ناگزیر شرط شرح ولادت کی تقلیل ہے تاکہ اس سے ذرایع معاش پر آبادی کا دباؤ گھٹ جائے۔

232

ایسے ملکوں میں شرح اموات سب سے زیادہ ہمیشہ نوجوانوں میں ہوتی ہے۔ بہترین حالات کے تحت زمانۂ طفلی وہ زمانہ ہوتا ہے جس میں طبعی بیماریوں کے قبول کرنے کی بہت صلاحیت ہوتی ہے۔ ایسے ممالک میں بھی جہاں شرح اموات بہت کم ہوتی ہے، مثلاً ناروے اور سویڈن جیسے ممالک میں اور آسٹریلیا کی بعض ریاستوں میں، دس فی صدی بچے اپنی عمر کا پہلا سال ختم کرنے سے پیشتر نذر اجل ہوجاتے ہیں۔ انگلستان، فرانس، ماساچوسیٹس اور نیو یارک میں بچے دس اور پندرہ فیصد کے مابین مرجاتے ہیں۔ آسٹریا اور ہنگیری میں بیس فیصد بلکہ اس سے زیادہ بچے ایک سال کی عمر سے قبل فوت ہوجاتے ہیں۔ روس میں اس کا اوسط ۲۵ فیصد ہے۔ بعض ایسی انتہائی صورتیں ہیں جن میں بچوں کی ایک ثلث تعداد بھی فوت ہوگئی ہے! پھر پانچ برس سے کم عمر کے بچوں کی حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ہزار نومولودوں میں سے حسب ذیل تعداد پانچ سال کی عمر کو پہنچنے سے قبل

باب ۳۵ آبادی اور محنت کی رسد

مرگئی ہے[1]

بیوریا میں	۳۹۳
آسٹریلیا میں	۳۸۹
اٹلی میں	۳۷۸
فرانس میں	۲۵۱
انگلستان اور ویلس میں	۲۴۹
سویڈن میں	۲۲۲

ان ممالک میں جن میں شرح ولادت اعلیٰ ہے، شرح اموات جیسی کچھ اعلیٰ معلوم ہوتی ہے اس کے معنی محض یہ ہیں کہ ایسے بچے پیدا ہوتے ہیں جو دنیا میں زیادہ نہیں جی سکتے۔ اس کے معنی پُر مصائب زندگی ہیں جس میں خوشگوار نتائج کا کوئی موقع نہیں ہوتا۔ جو بچے زندہ رہ جاتے اور شباب کو پہنچتے ہیں ان کو ادنیٰ اُجرت اور زندگی کے سخت حالات کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی شادی اوائل عمر ہی میں ہو جاتی ہے اور وہ آزادی کے ساتھ بچے پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح مصائب کا لامتناہی سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔

اب دیگر ممالک کی حالت پر غور کیجیے۔ سب سے اول یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرح اضافہ یعنی اموات پر ولادتوں کی زیادتی، انگلستان اور سویڈن میں اسی قدر اعلیٰ ہے جس قدر دیگر ممالک میں پائی جاتی ہے۔ لیکن سویڈن اور انگلستان میں ولادت اور وفات دونوں کی شرحیں ادنیٰ ہیں۔ گوہنگری اور

[1] اس قسم کے اعداد نامیاتی اجسام کے اعداد و شمار سے متعلق ہر کتاب میں ملیں گے چنانچہ یہاں جو اعداد درج کئے گئے ہیں وہ Newsholme's: Vital statistics صفحہ ۱۳۰ میں، بیلی کی کتاب Modern Social Conditions صفحہ ۲۲۴ میں اور Massachursetts Registration Reports میں ملیں گے۔ اضافی تبصرے کے لیے اور ریاستہائے متحدہ کے اعداد کے لیے دیکھو E. B. Phelps in Publications American Statistical Association December 1910.

باب ۵۳
آبادی اور محنت کی رسد
233

بیویریا میں ولادت کی شرحیں اعلیٰ ہیں، پھر بھی ان کی آبادی حقیقت میں تیزی کے ساتھ نہیں بڑھ رہی ہے۔ آبادی بڑھنے کی سعی کر رہی ہے، لیکن قطعی مانعات کی بنا پر اس کی تعداد گھٹ رہی ہے۔ انگلستان اور سویڈن میں لوگ اس قدر تیزی سے بڑھنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں، شرح ولادت ادنیٰ ہے، اور انسدادی مانعات کا دور دورہ بڑی حد تک ہے۔ بدیہی طور سے انگلستان اور سویڈن بدرجہا زیادہ خوش حال اور قابل تدارک مصائب سے بڑی حد تک بچے ہوئے ہیں۔ اگر اُن کی ولادتوں کی شرحیں دیگر ممالک کے مقابلے میں بڑھ جائیں تو، اُن کی اموات کی شرحیں بھی تقریباً یقینی طور سے اس کے بالمقابل بڑھ جائیں گی۔ آبادی میں بہت زیادہ سریع اضافہ تو نہ ہوگا، بلکہ محض ایک مختلف اور مصیبت انگیز عمل کے ذریعے سے اضافہ ہونا موقوف ہو جائے گا۔

یہ واقعہ کہ ان خوش حال ملکوں میں آبادی کچھ سرعت کے ساتھ بڑھتی ہے اور اس کے باوجود وہاں اموات کی شرح اعلیٰ نہیں ہے؛ اس کی توجیہ مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے۔ سویڈن میں اس کا باعث زیادہ تر خارجی توطن ہے۔ اس قسم کے اعداد سے لازمی طور سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ مختلف ممالک میں آبادی کس قدر بڑھی۔ ان سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اندرون ملک اضافہ ہوتا تو، اس سے کس قدر زیادتی رونما ہوتی۔ آبادی کی تعداد پر جو آخری اثر پڑتا ہے اس کا انحصار آبادی کی برآمد اور درآمد پر یعنی توطن خارجی و داخلی پر بھی ہوتا ہے۔ زمانۂ زیر بحث میں سویڈن سے جو لوگ باہر گئے ان کی تعداد وہاں کی مجموعی آبادی کے مقابلے میں نسبتہً زیادہ رہی۔ اس سے قطع نظر کرتے ہوئے یا تو شرح اموات زیادہ ہوتی یا شرح ولادت ادنیٰ ہوتی؛ اس لیے کہ سویڈن ایسا ملک نہیں ہے جس میں ذرائع معاش کی توسیع کے ایسے امکانات موجود ہوں کہ ان کی بنا پر ملک کی آبادی اس طرح بڑھ سکے جس طرح کہ وہ محض قدرتی اضافے سے بڑھتی۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ بعض دیگر ممالک کی آبادی کی کثرت میں بھی توطن خارجی کی بنا پر کمی رونما ہوئی۔ یہ بات اٹلی کے بارے میں خاص طور سے صادق آتی ہے۔ اگر کثیر تعداد میں لوگ توطن خارجی اختیار نہ کرتے تو، اٹلی کی شرح اموات بھی مندرجۂ جدول

باب ۱۳ آبادی اور محنت کی رسد

حالت کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ ہوتی؛ یا نہیں تو اس کی شرح ولادت بہت قلیل ہوتی۔

انگلستان کی آبادی کو بھی ترک وطن کے ذریعے سے باہر نکلنے کا کچھ موقع ملا۔ لیکن جس عشرے کے اعداد و شمار پیش کیے گئے ہیں اس میں یہ عمل بڑے پیمانہ پر نہیں ہوا۔ عام طور سے اموات پر اس کی ولادتوں کی زیادتی کے معنی یہ رہے ہیں کہ ملک کی آبادی میں حقیقی اضافہ ہوا ہے۔ چنانچہ اضافۂ آبادی کی وجہ یہ رہی ہے کہ انگلستان کی توسیع معاش کی قوتیں اضافۂ آبادی کا ساتھ دیتی رہیں۔ اگر محض انگلستان کی سرزمین سے پیدا کی ہوئی اشیائے خام پر وہاں کی آبادی کی مایحتاج حیات کا انحصار ہوتا تو، یہ اضافہ ناممکن ہوتا۔ لیکن انگلستان ایک بہت بڑا صناع ملک ہے، اور اپنے طیار کردہ مصنوعات کی برآمد کے مبادلے میں مطلوبہ غذا اور اشیائے خام حاصل کرتا ہے اور مصنوعات قانون تقلیل حاصل کے تابع نہیں ہیں کہ ان کی طیاری میں کوئی مزاحمت رونما ہو۔ چنانچہ انیسویں صدی میں اس قسم کا مبادلہ انگلستان کی دولت اور آبادی کی ترقی کی اساس رہا ہے۔ جب تک اس مبادلے کا سلسلہ قائم رہے گا اور اس کی بنا پر اضافۂ آبادی ہوتا رہے گا انگلستان اعلیٰ شرح ولادت کے ساتھ ساتھ ادنیٰ شرح اموات کو قائم رکھ سکتا ہے۔ جب اس قسم کی ترقی کی رفتار سست پڑ جائے گی، یعنی جب مصنوعات کو برآمد کرکے اشیائے خورد ونوش کو روز افزوں زیادہ مقدار میں خریدنا زیادہ دقت طلب ہو جائے گا تو، یہ ضروری ہوگا کہ یا تو انگلستان کی شرح ولادت کم ہو جائے یا شرح اموات بڑھ جائے۔ لیکن پہلا بدل تقریباً بقینی طور سے مرجح خیال کیا جائے گا؛ اور حقیقت یہ ہے کہ شرح ولادت میں خفیف سی کمی رونما ہو چکی ہے۔ جیسا کہ متعاقب پوری طرح معلوم ہو جائے گا، یہی وہ طریق ہے جس پر عمل کرکے تمام ترقی یافتہ ممالک کی آبادیوں میں سخت دباؤ کے حالات کے مطابق اپنے آپ کو منظم کرنے کا قرینہ پایا جاتا ہے۔

234

فرانس قدیم زمانے سے ایسا ملک رہا ہے جہاں انسدادی مانعات عمل

باب ۵۳

آبادی اور محنت کی رسد

کرتے رہے ہیں۔ اس کی آبادی کئی عشروں سے بالکل ایک حالت پر قائم رہی ہے؛ یا غالباً وہ فطری اضافے کے ذریعے سے بڑھنے سے قاصر رہی ہے مجموعی آبادی میں جو کچھ خفیف سا اضافہ رونما ہوا ہے اس کا باعث توطن داخلی ہے۔ فرانس میں شرح اموات اس قدر کم نہیں ہے جس قدر کہ اس کو ہونا چاہیئے۔ یہ صحیح ہے کہ اس کی مقابلتہً اعلیٰ شرح اموات کی توجیہ محض اس واقعے کی بنا پر کی جا سکتی ہے کہ اس کی آبادی کچھ مدت سے ایک حالت پر ساکن رہی ہے۔ چنانچہ اس کی بنا پر عمر کی تقسیم رونما ہوتی ہے جس میں بوڑھوں کی متناسب تعداد بہت زیادہ ہے اور اموات بوڑھوں ہی میں زیادہ واقع ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ فرانس گو بہت بڑا اور مرفہ الحال ملک ہے، تاہم اس میں دیگر ممالک کے مثل صنعتی و زراعتی آبادی کے طبقات ہیں جن میں زندگی کے حالات سخت اور دشوار ہیں اور اموات کا باعث زیادہ تر ایسے اسباب ہیں جن کا تدارک ہو سکتا ہے۔ بایں ہمہ اس کی شرح ولادت بحیثیت مجموعی کم ہے، اور اس کی آبادی کا ذرائع معاش پر کوئی بڑا دباؤ نہیں ہے۔ خاصکر دیہاتی علاقوں میں فرانس کی آبادی بہت زیادہ کفایت شعار، بردبار اور محتاط و دور اندیش ہے؛ یہ حالت ہر اعتبار سے بالکلیہ اطمینان بخش نہیں ہے؛ لیکن آبادی اٹلی، ہنگری، یا سیکسنی کے مقابلے میں بہت زیادہ مرفہ الحال اور سکھ چین کی زندگی بسر کرتی ہے۔

جہاں تک ریاستہائے متحدہ امریکہ کا بحیثیت مجموعی تعلق ہے وہاں تک، ولادتوں اور اموات کے اعداد دستیاب نہیں ہوتے۔ مردم شماری کرنے والے حکام ۱۸۹۰ء تا ۱۸۹۹ء میں اس ملک کی شرح ولادت ۳۵٫۱۱ فی ہزار اور شرح اموات ۱۷٫۷ فی ہزار بیان کرتے ہیں۔ لیکن ان دونوں اعداد کے متعلق شبہ سا ہوتا ہے۔ شرح اموات، مردم شماری کے غیر مکتفی اعداد کی بنیاد پر بیان کی گئی ہے اور شرح ولادت کا مدار پیچیدہ حساب پر ہے جس میں غیر یقینی شرح اموات بھی شامل ہے۔ یہ توقع ہو سکتی ہے کہ ریاستہائے متحدہ جیسے ملک میں، جس میں معاشی ترقیات کی سہولتیں نہایت اعلیٰ ہیں، شرح ولادت بھی نہایت اعلیٰ ہوگی؛ اور دوسری طرف عام مرفہ الحالی اور آسانیوں پر

235

باب ۵۳

آبادی اور محنت کی رسد

نظر کرتے یہ خیال ہوتا ہے کہ وہاں شرح اموات بھی مقابلتہً کم ہی ہوگی۔ لیکن ریاستہائے متحدہ امریکہ جس ملک کا نام ہے اس میں ہر جگہ یکساں حالات نہیں پائے جاتے؛ چنانچہ اس کی انسانی آبادی کے متعلق اعداد و شمار کا کوئی عام اوسط بھی نکالا جائے، خواہ وہ صحیح اعداد ہی پر کیوں مبنی نہ ہو، تو اُس کی قدر و وقعت غیر یقینی سی ہوگی۔ مثلاً کالے لوگوں میں شرح ولادت خاصکر جنوبی علاقوں میں زیادہ ہے؛ یہاں کی شرح اموات بھی اعلیٰ ہے۔ کالے باشندوں کی آبادی کی حالت رومانیا اور ہنگیری کے حالات کے مشابہ ہے۔ جنوبی حصوں کی گوری آبادی میں بھی شرح ولادت اعلیٰ ہے؛ اور شرح اموات مقابلتہً زیادہ ہے، اگرچہ اس قدر زیادہ نہیں ہے جس قدر کہ حبشیوں کی۔ ملک کے وسطی اور مغربی علاقوں میں شرح ولادت تو غالباً مقابلتہً اعلیٰ ہے، لیکن شرح اموات کم ہے۔ مشرقی ریاستوں میں اور خاصکر نیو انگلینڈ میں شرح ولادت مقابلتہً ادنیٰ ہے مثلاً ماساچوسٹس میں، اور یہی وہ واحد ریاست ہے جہاں صحیح شرحیں مسلسل درج کی جاتی رہی ہیں، شرح ولادت کچھ عشروں سے ۲۵ فی ہزار سے بہت زیادہ نہیں رہی ہے۔ اسی ریاست میں شرح اموات ادنیٰ رہی ہے؛ یعنی ۱۷ تا ۱۹ فی ہزار[1] لیکن یہاں بھی آبادی یکساں نہیں ہے

[1] ماساچوسٹس میں ولادت اور اموات کی شرحیں حسب ذیل رہی ہیں اور سب اعداد پنجسالہ مدت کے لیے مرتب کئے گئے ہیں۔

	ولادتیں	اموات
پنجسالہ دور مختتم بہ ۱۸۸۰ء	۲۴،۲	۱۸،۸
پنجسالہ دور مختتم بہ ۱۸۸۵ء	۲۵،۰	۱۹،۸
پنجسالہ دور مختتم بہ ۱۸۹۰ء	۲۵،۸	۱۹،۴
پنجسالہ دور مختتم بہ ۱۸۹۵ء	۲۶،۶	۱۹،۸
پنجسالہ دور مختتم بہ ۱۹۰۰ء	۲۷،۰	۱۸،۰
پنجسالہ دور مختتم بہ ۱۹۰۵ء	۲۴،۲	۱۶،۴

باب۱۳
آبادی اور محنت کی رسد

اور اعداد تشریح طلب ہیں۔ ماساچوسیٹس میں باہر سے آکر بسنے والوں کا سلسلہ استقلال کے ساتھ قائم ہے؛ اس لیے اس کی آبادی میں ایسے لوگوں کی غیر معمولی طور سے کثیر تعداد شامل ہے جو نوجوان ہیں، اور یہی واقعہ ایک حد تک ادنیٰ شرح اموات کی توجیہ کرتا ہے، دوسری طرف ملک کے اندر اور باہر پیدا شدہ لوگوں میں بین فرق ہے۔ باہر پیدا شدہ لوگوں میں شرح ولادت نسبتًہ بہت اعلیٰ ہے؛ اس کے برخلاف ملک میں پیدا شدہ باشندوں کی شرح بہت ادنیٰ ہے؛ اس عجیب و غریب واقعے کی مزید توجیہ متعاقب کی جائے گی۔ ریاستہائے متحدہ کے مختلف علاقوں میں جو فرق و اختلافات پائے جاتے ہیں وہ اتنے ہی بڑے ہیں جتنے کہ یورپ کی مختلف ریاستوں کے مابین۔

236

۴۔ اعلیٰ شرح ولادت، اعلیٰ شرح اموات، پست صنعتی حالات، ادنیٰ اجرت، ان سب معاملات میں چولی دامن کا تعلق ہے۔ لیکن ان میں سبب کونسا ہے اور نتیجہ کونسا ہے؟ مالتھس کا غیر مشروط خیال یہ ہے کہ آبادی کا دباؤ جو اعلیٰ شرح ولادت سے ظاہر ہو، سبب ہے، جس سے تمام خرابیاں رونما ہوتی ہیں؛ اور یہ کہ اصلاح کا واحد طریقہ شرح ولادت کی تخفیف ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ صورت حال اتنی سیدھی سادی نہیں ہے۔

اعلیٰ شرح ولادت اور مصائب بڑی حد تک ایک دوسرے پر اثر ڈالنے والے اسباب ہیں۔ اعلیٰ شرح ولادت کے معنی قدیم ملک میں مصائب کے ہیں، اور مصائب بالعموم شرح ولادت کو بڑھا دیتے ہیں۔ جب کوئی قوم مفلس ہو اور اس کو افلاس سے نجات حاصل کرنے کی کوئی صورت نہ دکھائی دے تو اس کے اخلاق کے بگڑ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ناعاقبت اندیشانہ تعدد واقع ہوتا ہے اس لیے کہ مستقبل کے متعلق ہر صورت میں کوئی امید نہیں ہوتی۔ یہی تعدد خود امید کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ موجودہ زمانے میں ایک دوسرے پر اثر ڈالنے والے اسباب کا اس قسم کا مہلک دور بالعموم صنعتی اضلاع میں ظاہر ہوتا ہے، جہاں عورتیں اور بچے کثرت سے برسر کار ہوتے ہیں؛ مثلاً جیسے سیکسنی کے پارچہ بافی کے اضلاع میں جس کا مرکز شمنٹز ہے۔ یہاں عورتیں اور بچے کارخانوں میں

باب ۱۳

آبادی اور محنت کی رسد

اپنی خدمات اس لیے پیش کرتے ہیں کہ آبادی کثیر ہے اور اجرت ادنیٰ ہے۔ دوسری جانب ملازمت حاصل کرنے کی توقع خود تعدد کو ترقی دیتی ہے؛ اس لیے کہ خاندان کی آمدنی میں ماں اور بچوں کی کمائی سے اضافہ ہو جاتا ہے۔ جہاں اس قسم کے حالات قائم ہو گئے ہوں وہاں، ان سے نجات حاصل کرنا اور بہتر راستہ ڈھونڈنا مشکل ہے۔ اخلاق کی تخریب اور مصائب کے اسباب گوناگوں ہو جاتے ہیں۔ خود ایسے ملکوں میں بھی جہاں عام حالات اچھے ہوں، عام طور سے ایک ادنیٰ طبقہ ایسا ہوتا ہے جس میں شرح ولادت اور شرح اموات اعلیٰ ہوتی ہے۔ روزگار پر دباؤ پڑتا ہے، اجرتیں ادنیٰ ہوتی ہیں؛ یہ سب ایک دوسرے سے متعلق و متصل مظاہر ہیں، تاہم ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا یقینی سبب نہیں ہے۔

بایں ہمہ یہ ظاہر ہے کہ اضافۂ آبادی کی روک ہی اصلاح و ترقی کی واحد اساسی شرط ہے۔ اس طریقے سے بیان کیا جائے تو، مالتھس کا اصول ناقابل تردید ہے۔ آبادی کی تحدید اعلیٰ اجرت کا سبب نہیں ہے؛ بلکہ وہ اعلیٰ اجرت کے قیام کی شرط ہے۔ 237

اعلیٰ اجرت کا مدار بنیادی طور سے صنعت کی اعلیٰ پیدا آوری پر ہے۔ نئے ممالک میں جہاں اضافۂ آبادی کو محدود قدرتی ذرائع کا سامنا نہیں ہوتا اور جہاں اصل بھی تیزی کے ساتھ بڑھتا ہے، مزدوروں کی تعداد میں سخت حالات زندگی کا مقابلہ کئے بغیر تیزی کے ساتھ اضافہ ہونا ممکن ہے لیکن ان ممالک میں جو اچھی طرح آباد ہو چکے ہوں، زمین کے تقلیل حاصل کی اساسی تحدید ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔ تا وقتیکہ انسدادی مانعات کسی حد تک عمل نہ کریں عام اصلاح و ترقی کی جانب کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔

لیکن محض انسدادی مانع پر عمل پیرا ہونے سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔ محض اسی صورت میں جبکہ دیگر حالات جو خوش حالی کے لیے ضروری ہیں موجود ہوں؛ یعنی فنون کی اصلاح و ترقی، اصل کی افزونی، صنعت کی کثیر پیدا آوری وغیرہ، تو عام قومی آمدنی اور اجرت میں اس قومی

باب ۵۳

آبادی اور محنت کی رسد

آمدنی کا جزو ہونے کی حیثیت سے اضافے کا میلان ظاہر ہوگا۔ اس صورت میں تعداد پر جو بندش قائم ہوگی، اگرچہ وہ فی نفسہ اضافے کا سبب نہ ہوگی، اضافے کو قائم رکھنے میں مدد دے گی۔ یہ یقینی ہے کہ اگر آبادی اپنی بیشترین شرح سے یا کم و بیش اس بیشترین شرح سے بڑھے تو، اعلیٰ شرح ولادت کا نتیجہ نہ صرف اعلیٰ شرح اموات ہوگا؛ بلکہ شرح اجرت کی کمی بھی ہوگا۔ لیکن اگر ایسی قوتیں عمل کر رہی ہوں جو صنعت کی پیدا آوری کو بڑھا دیں تو، ادنیٰ شرح ولادت کی بدولت زیادہ موافق حالات پیدا ہونے اور قائم رہنے میں مدد ملے گی۔

۵۔ عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ معیار زندگی ہی اجرت کو متعین کرنے والا اساسی سبب ہے۔ ایک لحاظ سے اس کو اساسی سبب کہا جا سکتا ہے۔ تاہم اس کا عمل براہ راست نہیں ہوتا، بلکہ تعداد پر اس کا جو اثر پڑتا ہے اس کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ اعلیٰ معیار زندگی فی نفسہ اجرت میں اضافہ نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ وہ ولادت کی شرح کو کم رکھے یا کم رکھنے میں مدد دے اور اس طرح ان حالات میں سے ایک حالت پیدا کرے جن پر اعلیٰ اجرت کا عام طور سے انحصار ہوتا ہے۔ لیکن تاوقتیکہ دیگر حالات موجود نہ ہوں، یعنی مزدوروں کی مانگ زیادہ نہ ہو جو صنعت کی روز افزوں پیدا آوری کی وجہ سے انجام کار رونما ہوتی ہے، اعلیٰ معیار زندگی سے کوئی اہم نتیجہ رونما نہیں ہوتا۔

اس موضوع کے بارے میں عجیب و غریب مغالطے ہیں۔ اوپر کے طبقے کے مزدوروں، یعنی کاریگروں وغیرہ میں، یہ خیال عام طور سے پایا جاتا ہے کہ ارزاں طرز بود و باش ان کے لیے مضر ہے اور شاہ خرچ ہونا مفید ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر وہ کفایت شعاری سے کام لیں، مثلاً ارزاں غذا استعمال کریں تو، وہ بہ کار آمد نہ رہیں گے اور ان کی اجرت میں کمی ہو جائے گی؛ اس کے برخلاف اگر وہ خوش حالی کے ساتھ بسر کریں تو ان کی اعلیٰ اجرت قائم رہے گی۔ اسی وجہ سے ایسے اشخاص کے متعلق جو یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ اشیائے خورد و نوش کو پکانے اور استعمال کرنے کے طریقوں میں کفایت برتی جائے یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ان کی اجرت کو کم کرنے کی

238

باب ۱۳
آبادی اور محنت کی رسد

سازش میں پوشیدہ طور سے ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ خام خیالی اور غیر معقول بات اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ اگر آمدنی سے حتی الامکان زیادہ سے زیادہ تمتع حاصل کرنے کا طریق اختیار کیا جائے، یعنی مصارف کی تنظیم اس طرح عمل میں لائی جائے کہ مصارف کی ہر اکائی سے بیشترین افادہ حاصل ہو تو اس سے ان قوتوں کا زور بڑھ جاتا ہے جن پر خوش حالی کی اساس قائم ہے۔ مزدوروں کی آمدنی کا انحصار کسی طرح بھی براہ راست ان کے مصارف پر یا ان اخراجات کے معیار پر نہیں ہوتا۔ اس کا انحصار ان کی تعداد پر بحیثیت ایک عامل کے ہوتا ہے۔ اس مبحث کے بارے میں خود مزدوروں کے خیالات جس قدر غلط اور پیچیدہ ہیں اس سے کچھ کم بعض علمائے معاشیات کے خیالات نہیں ہیں۔ وہ بھی اسی مغالطہ میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ انھوں نے معیار زندگی پر اس طرح سے بحث کی ہے کہ گویا وہ راست اثر ڈالنے والا عامل ہے؛ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ محض بالواسطہ اثر انداز ہوتا ہے۔

یہ اصول، معاشیات کے دیگر متعدد مسائل کی طرح جو اساسی طور سے صحیح ہیں، چند شرایط کے تابع یا ان کا محتاج ہے۔ گو اعلیٰ معیار زندگی اُجرت پر زیادہ تر اپنے اس اثر کے ذریعے سے اثر انداز ہوتی ہے جو وہ تعداد پر ڈالتی ہے، لیکن معاملے کے طے پانے کے عمل پر بھی اس کا کچھ اثر پڑتا ہے۔ مزدوروں کی اُجرت کے تصفیے میں پہلا قدم آجر کے ساتھ معاہدہ ہے۔ ہر قسم کے عاملین اس معاہدے پر اثر انداز ہوتے ہیں؛ یعنی نہ صرف مزدوروں کے نظامات جن پر عنقریب بحث کی جائے گی[۱] بلکہ "معقول اُجرت" اور "کفافی اُجرت" کے بارے میں قائم شدہ روایات بھی۔ یہ اصطلاحیں مبہم اور اکثر تشریح طلب ہوتی ہیں۔ کونسی اُجرت منصفانہ ہے اور کونسی محض زندگی بسر کرنے کے لائق ہے اس کے متعلق لوگوں کے خیالات محض ان شرحوں کی بنا پر بالعموم متعین ہوتے ہیں جن کے وہ خوگر ہوں۔ لیکن خوگر ہونے کا واقعہ معاملہ طے کرنے کے عناصر میں سے ایک شمار ہوتا ہے۔

---

[۱] دیکھو باب ۵۔

باب ۵۳
آبادی اور محنت کی رسد

اگر معیار زندگی مقررہ ہو تو اس کے باعث مزدور سختی کے ساتھ اس چیز کی مانگ پر قائم رہیں گے جس کو وہ مناسب اُجرت خیال کرتے ہوں۔ اس طرح متنازعہ فیہ حدود میں آجر و اجیر کی کھینچ تان اور کشمکش کے تابع اعلیٰ معیار زندگی نتیجے پر براہ راست اثر ڈال سکتا ہے۔

239

گو اعلیٰ معیار زندگی اپنے آپ کو ادنیٰ شرح ولادت کی شکل میں ظاہر کرنے کے باوجود بمشکل تمام اپنے آپ کو ایسی آبادی میں قائم کرتا ہے جو افلاس میں ڈوبی ہوئی ہو، پھر بھی معیار کو بلند کرنا اس قدر دشوار نہیں ہے جس قدر اکثر قدیم مصنفین خیال کرتے تھے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ حقیقی ترقی صرف کسی ایسی قسم کے فوری ارتفاع کے ذریعے سے رونما ہو سکتی ہے جو نئے عادات کے قائم ہونے کا وقت دے۔ اس نقطۂ نظر سے صورت حالات بہت کم امید افزا تھی اس لیے کہ مادی اور معاشری حالات میں فوری تبدیلی کرنا جس قدر مشکل ہے اس قدر کوئی اور شے نہیں ہے۔ خوش قسمتی سے یہ طرز خیال حالیہ تاریخ کی رفتار سے بےبنیاد ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ حالیہ چند نسلوں میں خصوصاً زیادہ ترقی یافتہ ممالک میں مرفہ الحالی میں تدریجی اور آہستہ آہستہ ترقی رونما ہوئی ہے اور شرح ولادت میں بھی تدریجی کمی نمودار ہوئی ہے۔ تمام بڑے بڑے ملکوں میں شرح ولادت بتدریج کمی کی جانب مائل معلوم ہوتی ہے، اور اسی کے ساتھ ساتھ شرح اموات میں بھی اس سے زیادہ کمی واقع ہو رہی ہے۔ یہ تبدیلی خوش حال طبقے میں بالکل نمایاں ہے جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا، لیکن مزدوروں کے بالائی طبقے میں بھی وہ رونما ہو چلی ہے، گو ان کے زیریں طبقے میں اس کے اثرات بہت زیادہ مبہم پائے جاتے ہیں۔ غرض ہر طبقے اور ہر ملک میں اس کے اثرات بتدریج رونما ہو رہے ہیں۔ یہ تبدیلی نہ صرف بڑھنے والی خوش حالی کا سبب ہے بلکہ اس کا نتیجہ بھی ہے۔ اور اسی طرح اعلیٰ معیار زندگی کا سبب اور نتیجہ بھی ہے۔ مرور زمانہ کے ساتھ توقع بندھتی ہے کہ اس سے روز افزوں زیادہ اہم نتائج مترتب ہوتے جائیں گے۔

۶۔ انیسویں صدی کے وسط سے تمام تہذیب یافتہ ممالک میں

باب ۱۳
آبادی اور محنت کی رسد

شرح ولادت کمی کی جانب مائل معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ انگلستان میں ۱۸۵۱ء تا ۱۸۶۰ء میں یہ ۳۵ فی ہزار تھی، اور ۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۵ء میں ۲۷ فی ہزار رہ ہو گئی۔ فرانس میں اسی زمانے میں وہ ۲۶ فی ہزار سے گھٹ کر ۲۲ فی ہزار ہو گئی۔ جرمنی میں اس کی کمی بہت کم نمایاں رہی، لیکن بایں ہمہ یقینی طور سے رونما ہوئی، یعنی ۳۶ یا ۳۷ فی ہزار سے گھٹ کر ۳۳ یا ۳۴ فی ہزار ہو گئی۔ اس امر کا ثبوت موجود ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بھی انیسویں صدی کے اثنا میں اسی کے مماثل تبدیلی نمودار ہوئی[1]۔ دوسرے الفاظ میں ان سب ملکوں میں اس چیز کا اطلاق ہوتا رہا ہے جس کو مالتھس نے انسدادی مانعات سے موسوم کیا تھا۔ لیکن یہ تبدیلی اس عمل سے مختلف طریقے سے واقع ہوئی جس کی مالتھس نے سفارش کی تھی اور جس کی وہ توقع رکھتا تھا۔ مالتھس کی یہ خواہش تھی کہ بیاہ کی عمر بڑھا دینی چاہیئے اور یہ کہ شادیاں زیادہ سن پر پہنچنے کے بعد ہونی چاہئیں۔ اگر ایسا کیا گیا تو، شادی کی شرح گھٹ جائے گی اس لیے کہ ممکن ہے کہ اس عمر کو پہنچنے سے قبل کچھ نوجوان مر جائیں، بایں ہمہ یہ ایسی تبدیلی ہے جو تا وقتیکہ بہت نمایاں نہ ہو بہت خفیف حد تک اثر انداز ہو گی۔ شرح ولادت میں بھی کسی قدر تخفیف واقع ہو گی، اس لیے کہ شباب کا تولیدی عہد اس شادی میں بہت کم شامل ہو گا اور دیر سے شادی کرنے میں

240

[1] اس موضوع کے بارے میں اعداد و شمار کے کسی رسالہ یا تصنیف سے بھی اعداد دستیاب ہو سکتے ہیں۔ محتاط قسم کی بحث اور منتخب اعداد کے لیے دیکھو مائر کی کتاب موسوم بہ Statistik und Gisellschaftslehre Vol III PP. 113.114 اور ریاستہائے متحدہ کے لیے دیکھو پروفیسر وِل کاکس کا مضمون Publications American Statiscal Associaation 1911, No2 میں۔ پروفیسر موصوف نے اس عجیب و غریب واقعے کی جانب اشارہ کیا ہے کہ ریاستہائے متحدہ میں تخفیف کا عمل کسی قریبی زمانے سے نہیں ہو رہا ہے، بلکہ یہ کہ ۱۸۱۰ء سے اس کا آغاز ہوتا ہے۔ نیز دیکھو دو قابل تعریف مضامین یعنی ایک نیوز ہومز اور راسٹی ون سن کا اور دوسرے مسٹر یول کا Journal Royal Statistical Society بابت ۱۹۰۶ء صفحہ ۳۴ و ۸۸ میں۔

باب ۵۳
آبادی اور محنت کی رسد

کم بچے پیدا ہوں گے۔ لیکن ان قابل پیمایش جسمانی اثرات کے ذریعے سے وہ نتائج رونما نہیں ہوئے جس کی مالتھس کو توقع تھی۔ اصل سبب قدرتی وحیاتیاتی عملوں سے ارادی مداخلت رہی ہے۔ گو اکثر ممالک میں بیاہ کی شرح کچھ تقلیل کی جانب مائل معلوم ہوتی ہے، پھر بھی اس میں بہت ہی کم تغیر ہوا ہے۔ عام طور سے وہ ۸۰ فی ہزار سے زیادہ دور نہیں ہے۔ فرانس، جرمنی اور انگلستان میں بھی تقریباً یہی شرح رہی ہے؛ پھر بھی ان ملکوں میں ولادت کی شرحیں بہت مختلف رہیں۔ اور شادی کی اوسط عمر میں بھی کوئی قابل لحاظ تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ ہر شادی سے جو بچے پیدا ہوتے ہیں ان کی تعداد تقریباً تمام ممالک میں کمی کی جانب مائل ہے، گو ہر ملک میں یہ تعداد مختلف ہے۔ فرانس اس سے مستثنیٰ ہے جہاں یہ تعداد ایسی اقل ترین حد پر پہنچ گئی ہے کہ وہ اموات کی تعداد سے ٹھیک متوازن ہو جاتی ہے۔ اس میں کلام نہیں ہو سکتا کہ ایسی عام صورت حالات کا باعث جس میں شادی کی شرحیں ایک حالت پر قائم ہوں اور اس کے باوجود شرح ولادت میں کمی ہو رہی ہو، تولید سے ارادی اجتناب ہے۔ محض ارادے اور نیت کی بنا پر پہلے کے مقابلے میں اب شادی شدہ جوڑے سے کم بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ رجحان بعض ممالک کے مقابلے میں دیگر ممالک میں بہت زیادہ نمایاں ہے؛ مثلاً کیتھولیکی ممالک کے مقابلے میں پروٹسٹنٹ ممالک میں بہت زیادہ نمایاں ہے۔ ادنیٰ طبقوں کے مقابلے میں خوش حال طبقوں میں یہ میلان بہت زیادہ واضح ہے؛ با ایں ہمہ اس کے اثرات سب طبقوں میں پھیل رہے ہیں۔ اس سے نہ صرف عام مسائل آبادی کی حد تک بلکہ معاشری طبقہ بندی کے مسائل کی حد تک بھی بعض بڑے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن ان سوالات پر ہم آیندہ باب میں بحث کریں گے۔

241
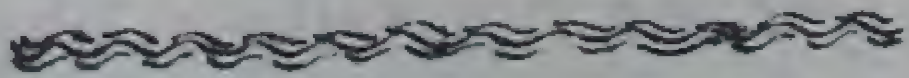
باب ۵۴

آبادی (بسلسلۂ سابق)

(۱) معاشری طبقوں میں شرح ولادت کے اختلافات، اور ان کا تعلق زندگی کے مختلف معیاروں سے ۔ (۲) شرح ولادت کو کم کرنے کے عام رجحان کا بڑا سبب معاشری رتبہ بڑھانے کی آرزو ہے ۔ اس کا تعلق خانگی ملک اور انفرادیت سے ۔ ریاستہائے متحدہ میں اصل باشندوں اور باہر سے آئے ہوئے مقیموں سے اس کی تمثیل ۔ (۳) آیا انسدادی مانعات پر حد سے بہت زیادہ عمل کیا جا رہا ہے؟ قومی خودکشی اور قوم کے توریثی ونسلی اثرات کے مسائل ۔

۱۔ مختلف معاشری طبقوں یا مقابلہ نہ کرنے والی جماعتوں کے مابین ولادت اور اموات کی شرحوں کے فرق ان اختلافات سے کچھ کم نمایاں نہیں ہیں جو مختلف ملکوں کے مابین پائے جاتے ہیں ۔ کسی ایک ملک کے اندر کے اختلافات اُن اختلافات سے کم اہم نہیں ہوتے جو مختلف ممالک کے مابین پائے جاتے ہیں؛ اس لیے کہ اول الذکر اختلافات، معاشری طبقہ بندی کی نوعیت، زندگی کے معیاروں اور آمدنی کی مروجہ شرحوں پر پوری طرح روشنی ڈالتے ہیں ۔ موضوع کے اس جزو پر جو اعدادی شہادت ملتی ہے وہ بہت ہی قلیل ہے؛ اس کے برخلاف روزمرہ کی زندگی کا

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

مشاہدہ عام صورت حالات کی توضیح کرنے میں بڑی حد تک مدد دیتا ہے۔
اولاً اعدادی شہادت کی نوعیت پر غور کیجئے۔ مزدوروں کے مقابلے میں خوش حال طبقے میں شادی بہت بعد میں ہوتی ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں مجرد مرد اور عورتوں کی اوسط عمر شادی کے وقت (یعنی پہلی شادی کے وقت) سنہ ۱۸۹۰ء میں حسب ذیل پائی گئی:—[۱]

	کنوارے	کنواریاں
کان کن	۲۴	۲۲٫۴
دستکار	۲۵٫۳	۲۳٫۷
دکاندار	۲۶٫۶	۲۴٫۲
پیشہ ور اور آزاد طبقے	۳۱٫۲	۲۶٫۴

242

اس صورت حالات کا دوسرا پہلو اس واقعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ برطانیہ عظمیٰ میں اسی تاریخ میں ہر ہزار شادی شدہ کان کنوں کے منجملہ ۴۰۷ افراد ۲۵ سال سے کم عمر کے تھے؛ اس کے برخلاف پیشہ ور اور آزاد طبقوں میں ہر ہزار آدمیوں میں صرف ۱۵۱ کی عمر ۲۵ سال سے کم تھی۔
تاخیر سے شادی کرنے کا واقعہ فی نفسہ خوش حال طبقے میں شرح ولادت کو کم کر دیتا ہے۔ لیکن شرح ولادت کی کمی محض اس واقعے کی توجیہ سے جس قدر ظاہر ہونی چاہیئے اس سے بہت بڑی حد تک کم ہے۔ معاشری طبقوں کے فرق و اختلاف نہایت حیرت افزا ہیں۔ برلن میں نہایت تحقیق و تدقیق سے معلوم ہوا کہ مفلس ترین طبقوں کی شادی شدہ عورتوں میں شرح ولادت متمول ترین طبقوں کی شادی شدہ عورتوں کے مقابلے میں دوچند تھی، اور یہ کہ شرح ولادت اور خوش حالی کے مابین ہر جگہ معکوس نسبت

[۱] دیکھو اوگل کے مقبول عام اعداد ایک رسالہ موسوم بہ Journal Royal Statistical Society شائع شدہ سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۵۳ تا ۲۵۷ میں۔

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

پائی جاتی تھی۔ سنہ ۱۹۰۰ئہ میں بچہ کشی کے قابل، یعنی ۱۵ تا ۴۵ کی عمر کی شادی شدہ ہزار عورتوں میں :-

۲۳۶ ولادتیں مفلس ترین طبقے میں ہوئیں
۲۱۲ ،، اس سے اوپر کے ،، ،، ،، ،،
۱۹۱ ،، ،، ،، ،، ،، ،،
۱۶۱ ،، ،، ،، ،، ،، ،،
۱۲۷ ،، متمول ترین ،، ،، ،،

بالعموم ایسا نہیں ہوتا کہ شادی شدہ عورتوں اور ولادتوں کے مابین اس قسم کا براہ راست مقابلہ ممکن ہو۔ لیکن یہ بات تعدد واقعات سے ثابت ہوگئی ہے کہ ۱۵ تا ۴۵ کی عمر کی بچہ کشی کی صلاحیت رکھنے والی عورتوں کی مجموعی تعداد کے مقابلے میں، خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، ولادتوں کی تعداد مفلس طبقوں میں زیادہ ہوتی ہے اور متمول طبقوں میں کم۔ یہ نتیجہ محولہ بالا تحقیق کے ذریعے سے جرمنی کے تمام شہروں کے بارے میں برآمد کیا گیا۔ ہمبرگ کی ایک مثال لی جائے تو، معلوم ہوگا کہ ۱۵ تا ۴۵ کی عمر کی حاملہ بننے کی صلاحیت رکھنے والی ہر ہزار عورتوں میں متمول ترین طبقوں میں ۵۹ اور مفلس ترین طبقوں میں ۱۵۱ ولادتیں ہوئیں۔ یورپ کے مختلف شہروں کے لیے ۱۵ تا ۵۰ کی عمر کی ہر ہزار عورتوں میں ولادتوں کی تعداد حسب ذیل قدیم اور معروف اعداد سے معلوم ہوتی ہے :-

	پیرس	برلن	ویانا	لندن
بہت مفلس طبقے	۱۰۸	۱۵۷	۲۰۰	۱۴۷
مفلس طبقے	۹۵	۱۲۹	۱۶۴	۱۴۰
آرام کی زندگی بسر کرنے والے طبقے	۷۲	۱۱۴	۱۵۵	۱۰۷
بہت ،، ،، ،، ،، ،،	۶۵	۹۶	۱۵۳	۱۰۷
متمول طبقے	۵۳	۶۳	۱۰۷	۸۷

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

243

بہت متمول طبقے	۳۴	۴۷	۱۷	۶۳

بوسٹن کے شہر میں اوسط شرحِ ولادت ۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۴ء میں ۲۷ فی ہزار نفوس تھی؛ متمول طبقے کی آبادی میں یہ شرح صرف ۱۳ فی ہزار تھی؛ مفلس طبقوں میں ۲۸ تا ۳۶ فی ہزار تھی۔ اور اس حصے میں جہاں اٹلی کے نو وارد باشندوں کی کثرت سے آبادی ہے شرح ۴۶ فی ہزار تھی۔[1]

یہ انھی مظاہر کا ایک جزو ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ملک میں پیدا شدہ باشندوں کی شرحِ ولادت، بیرون ملک پیدا شدہ باشندوں کی شرحِ ولادت سے بہت کم ہے۔ ملک میں پیدا شدہ باشندے بحیثیت مجموعی وہ لوگ ہیں جو کثیر آمدنی والے ہیں اور بہتر معاشری رتبہ رکھتے ہیں۔ مچی گن میں ۱۸۷۰ء تا ۱۸۹۵ء کے پچیس سالوں میں ملک میں پیدا شدہ عورتوں میں بچوں کی تعداد ۱۵ تا ۴۵ کی عمر کی ہر ہزار عورتوں میں ۲۰۱ (یا ۱۱۱ تا ۱۲۷) تھی؛ اور بیرون ملک پیدا شدہ عورتوں میں فی ہزار ۲۳۰ (یا ۲۲۱ تا ۲۳۵) تھی۔

شرحِ اموات کے اختلافات کے بارے میں اس کے مماثل اعداد حاصل کرنا آسان نہیں ہے؛ لیکن اساسی واقعات کو ثابت کرنے کے لیے ان کی ضرورت

---

[1] برٹن اور ہمبرگ کے اعداد موتبرٹ کی تصنیف موسوم بہ Siudien Zur Berolkerungsbewegung in Deutschlad صفحہ ۹۴ و ۱۰۵ سے ماخوذ ہیں۔ مختلف ملکوں کے لیے اس موضوع سے متعلق شہادت پر اعلیٰ درجے کا تبصرہ موتبرٹ کی کتاب میں موجود ہے۔ پیرس، برلن وغیرہ کے اعداد برٹل لن کی تصنیف موسوم بہ Bulle tin de l, Institut Internat. de Statistique جلد ۱۱ حصۂ دوم صفحہ ۱۶۳ سے اخذ کئے گئے ہیں؛ اور بوسٹن کے اعداد وُلف کی کتاب موسوم بہ The lodging house Problem in Boston صفحہ ۱۲۸ سے لیے گئے ہیں۔ برٹل لن کے اعداد و شمار میں اختلافات کی حد تک مبالغے سے کام لیا گیا ہے؛ اس لیے کہ متمول طبقوں میں غیر شادی شدہ خادماؤں کی تعداد کثیر ہے جن کی موجودگی حاملہ بننے والی عورتوں کی مجموعی تعداد کے مقابلے میں شرحِ ولادت کو کم کر دیتی ہے۔

باب ۵ے
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

نہیں ہے۔ مفلس طبقے میں خاصکر شیر خواروں اور بچوں کی حد تک نہایت افسوسناک طریقے پر نسبتۂ اعلیٰ شرح اموات پائی جاتی ہے۔ ہر مفلس علاقے میں بچوں کا ہجوم ہوتا ہے، چنانچہ وہاں بقا اور شباب تک پہنچنے کی صلاحیت خوش حال طبقوں کے مقابلے میں نسبتۂ بہت کم ہوتی ہے۔[1]

یہ اختلافات، معیار زندگی کے اختلافات کے نتائج اور ثبوت ہیں؛ اور معاشری طبقوں میں ان اختلافات کا تعلق معیار زندگی سے وہی ہے جو اس کے مماثل اختلافات کا مختلف ممالک کی زندگیوں کے معیار سے ہے۔ کسی مقررہ طبقے میں اجرت ادنیٰ ہو تو، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طبقے کی تعداد اس کی

[1] ذیل کے اعداد سنہ ۱۹۰۳ء کے لندن کی بابت ہیں۔ ان میں لندن کی آبادی کی شرح ولادت اور شرح اموات طبقہ واری دی گئی ہے۔ پہلا طبقہ مفلس ترین آبادی ہے اور چھٹا طبقہ متمول ترین آبادی ہے؛ (یہاں افلاس و تمول کا معیار اُن خادموں کی تعداد ہے جو ان کی ملازمت میں ہوں)۔ تخمینی اور مصحح، دونوں شرحیں، اموات اور ولادتوں کے لیے دی گئی ہیں۔ تخمینی شرحیں بحساب فی ہزار آبادی ہیں اور مصححہ شرحیں شادی کی زندگی کے حالات کے اختلافات کو اور عمر کے لحاظ سے آبادی کی تقسیم کو ملحوظ رکھ کر پیش کی گئی ہیں؛ وہو ہذا۔

طبقے	تخمینی شرح ولادت	تخمینی شرح اموات	مصححہ شرح ولادت	مصححہ شرح اموات
پہلا طبقہ (مفلس ترین)......	۳۵٫۰	۱۸٫۴	۳۱٫۶	۱۹٫۱
دوسرا طبقہ.........	۳۸٫۳	۱۶٫۴	۲۵٫۸	۱۵٫۰
تیسرا طبقہ.........	۲۶٫۰	۱۳٫۶	۲۵٫۶	۱۵٫۳
چوتھا طبقہ.........	۲۵٫۹	۱۲٫۱	۲۵٫۵	۱۲٫۷
پانچواں طبقہ.........	۲۵٫۱	۱۳٫۸	۲۵٫۳	۱۵٫۵
چھٹا طبقہ۔ (متمول ترین)....	۱۸٫۲	۱۳٫۰	۲۰٫۴	۱۴٫۶

دیکھو نیوز ہوم اور اسٹیونسن کا مضمون جس کا حوالہ اوپر دیا جاچکا ہے ایک رسالہ موسومہ جرنل اسٹاٹسٹی کل سوسائٹی شایع شدہ سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۳۴

باب ۱۳
آبادی
(بسلسلۂ سابق)
244

مطلوبہ خدمات کے مقابلے میں نسبتہً زیادہ ہے؛ دوسرے الفاظ میں وجہ یہ ہے کہ طبقے کے افراد کا مختتم افادہ یا فروخت پذیری ادنیٰ ہوتی ہے[1]۔ لیکن کسی طبقے کی مجموعی تعداد اس کی تعداد کی صلاحیت کے مطابق زیادہ یا کم رہتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کلیتہً اس عامل کے مطابق تعداد میں کمی بیشی نہیں ہوتی؛ کیونکہ ایک طبقے سے دوسرے میں نقل ہوتی رہتی ہے، اور خاصکر ادنیٰ طبقوں سے اعلیٰ طبقوں میں جو بھرتی ہوتی ہے اس کی وجہ سے کچھ تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی عام طور سے ہر طبقے میں خود اسی کے افراد کے ذریعے سے بھرتی ہوتی ہے۔ غیر ماہر مزدوروں کے ادنیٰ ترین طبقے میں جو کچھ اضافہ ہوتا ہے وہ یقیناً کلیتہً اسی جماعت کے اندر زیادتی کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ دن میں کام کرنے والے مزدوروں کی اجرت اس لیے کم ہوتی ہے کہ ان کی تعداد کثیر ہوتی ہے؛ اور ان کی تعداد اس لیے کثیر ہوتی ہے کہ ادنیٰ اجرت کے باوجود وہ پیدا کئے جاتے اور اضافۂ تعداد کا عمل جاری رکھتے ہیں؛ بلکہ عام قاعدہ تو یہ ہے کہ وہ اوائل عمر ہی میں شادی کرتے اور تیزی کے ساتھ اولاد پیدا کرتے ہیں۔

پھر اس صورت میں بھی معیار زندگی اور اجرت کے مابین تعلق راست نہیں ہے بلکہ محض بالواسطہ ہے۔ محض یہ واقعہ کہ خوش حال طبقہ آرام دہ زندگی کا خوگر ہے اور آرام و آسایش کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے، آمدنی کی مقدار کو نہیں بڑھا دیتا؛ بلکہ یہ واقعہ کہ طبیبوں، وکیلوں، انجینیروں، معماروں اور اوپر کے طبقے کے اہل کاروبار کی تعداد مقابلتہً قلیل ہے، ان مختلف جماعتوں کی آمدنیوں کو اعلیٰ رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ معمولی مزدوروں کی اجرت اس لیے ادنیٰ نہیں ہوتی کہ وہ موٹی جھوٹی غذا اور ناخوشگوار زندگی بسر کرنے کے خوگر ہو جاتے ہیں؛ بلکہ ان ناگوار حالات کے بالمقابل ان کی کثیر تعداد کے قیام و بقا کا بار ان کی اجرت کو ادنیٰ سطح پر رکھتا ہے۔ معیار زندگی، شرح ولادت، مزدوروں کی رسد، اور آخر میں آمدنی، ان سب میں باہمی تعلق پایا جاتا ہے۔

[1] ۔ دیکھو باب ۱۲ فصل (۱)، (۲)۔

باب ۶
آبادی
(بسلسلۂ سابق)
245

یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ معیار زندگی انجام کار تعداد پر اثر انداز ہو کر اس کے ذریعے سے اُجرت پر اثر نہیں ڈالتا بلکہ اجرت کو مقررہ حالت پر قائم کر دیتا ہے، یعنی اسی طرح کا متعین کرنے والا اثر ڈالتا ہے جس طرح کا اثر مصارف پیدائش اشیا کی طویل المدت قدر پر ڈالتے ہیں۔ اس طرح ایک مقررہ جماعت مثلاً دستی کام کرنے والے مزدوروں، میکانیکوں اور ماہر دستکاروں کے متعلق یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ ان کا معیار زندگی مقررہ ہے، جب ان کی آمدنی مقررہ حد سے متجاوز ہو جاتی ہے تو ان کی تعداد میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے، اور جب آمدنی مقررہ حد سے کم ہو جاتی ہے تو اضافۂ تعداد میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ لیکن صورت حالات کے بارے میں اس قسم کا تخیل واقعات پر صرف بہت ہی مبہم اور غیر یقینی طریقے سے منطبق ہوتا ہے۔ پہلے سے دیکھی بھالی اور حساب کی ہوئی شرح اُجرت کے علاوہ دیگر حالات و واقعات بھی شادیوں اور ولادتوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ خالص معاشی محرکات کا اثر بے قاعدہ ہوتا ہے، اور بالعموم بہت کم محسوس ہوتا ہے۔ ان محرکات کے متعلق تعداد کو بڑھانے کے مقابلے میں اس کو روکنے کا قرینہ زیادہ ہوتا ہے اور اضافۂ اُجرت کو روکنے کے مقابلے میں اُجرت کی تخفیف کو روکنے کا قرینہ زیادہ ہوتا ہے۔ جب کسی مقررہ جماعت میں اس کی خدمات کی مانگ کی زیادتی کے باعث اُجرت میں معتدل اضافہ ممکن ہوتا ہے تو اس امر کو اغلب نہ خیال کرنا چاہیئے کہ اعلیٰ شرح ولادت اور اندرونی اضافہ، ترقی کو روک دے گا۔ یہ بہت زیادہ ممکن ہے کہ بیرونی اخراج کی بدولت یعنی اس امر کے باعث کہ دیگر جماعتوں کے بعض افراد زیادہ خوش حال جماعتوں میں داخل ہونے میں کامیاب ہوں، جماعت کی تعداد اس کے حدود کے اندر قائم رہے۔ نہ صرف ملک کی عام آبادی کے لیے بلکہ آبادی کے اندر متعدد جماعتوں کے لیے بھی یہ کہنا زیادہ مبنی بر صحت ہوگا کہ اعلیٰ معیار زندگی، اعلیٰ اُجرت یا آمدنی کو قائم رکھنے کا سبب اس قدر نہیں ہے جس قدر کہ اس کی شرط ہے۔

۴۔ ترقی یافتہ ممالک میں شرح ولادت کی عام تخفیف؛ خوش حال طبقے میں اس کی بہت زیادہ تخفیف؛ اور یہ امکان بلکہ یقین کہ خوش حالی پھیلنے سے یہ میلان تمام طبقوں میں زیادہ سے زیادہ پھیلتا جائے گا؛ ان سب کا باعث زیادہ تر معاشری و صنعتی ترقی کی آرزو اور حوصلہ مندی ہے۔ بعض مصنفین نے اس تبدیلی پر اس نقطۂ نظر سے بحث کی ہے کہ گویا وہ از خود رونما ہوتی ہے، اور

باب ۵ب
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

یہ کہ خوش حال طبقے میں ادنیٰ شرح ولادت کثیر آمدنی پانے کا لازمی اور قدرتی نتیجہ ہے۔ شرح ولادت اور آمدنی کا تعلق معکوس ہے؛ بڑھنے والی خوش حالی، گھٹنے والے دباؤ کا سبب اتنا نہیں ہے جتنا کہ اس کا نتیجہ ہے۔ یہ اساسی سبب ہر خاندان کی یہ خواہش ہے کہ اپنی مادی خوش حالی کو ترقی دے۔ مالتھس کا یہ کہنا تھا کہ ہر فرد کا اپنی حالت کی اصلاح کی خواہش رکھنا معاشرے کے نقائص کے دفعیہ یا علاج کا کام کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اضافۂ آبادی کا جہاں تک تعلق ہے، اس نے نہایت صحیح بات کہی۔ جب بہتر حالات کا کوئی موقع ظاہر ہوتا ہے، جب کوئی عمدہ اجرت کا پیشہ، تعلیم اور کچھ اندوختہ یہ سب رسائی کے اندر معلوم ہوتے ہیں، جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے والوں کی کثرت کے معنی ایسے موقع سے استفادہ کرنے کے امکان کے کم ہونے کے ہیں تو، تعدد کے میلان میں زیادہ سے زیادہ رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ گھٹنے والی شرح ولادت کے اسباب ان عقلی اور مادی قوتوں میں ملتے ہیں جنھوں نے گزشتہ صدی میں مغرب کے تہذیب یافتہ اقوام کے حق میں بطور مہیج کام کیا؛ یعنی تعلیم کی ترقی و اشاعت اخبارات، اور کتابیں، ریلوں اور دخانی جہازوں کے ذریعے سے ارزاں نقل وحرکت، اور ملازمت کے نئے طریقوں کے ذریعے سے پیدائش بر پیمانۂ کبیر، کارخانوں کے نظام اور توطن خارجی کی تبدیلیوں سے غیر ترقی یافتہ جامد آبادی کا جولانی میں آنا۔ لیکن یہ سب قوتیں ایک ہی سمت میں استقلال کے ساتھ عمل نہیں کر رہی ہیں۔ کارخانے کا نظام بعض اوقات بظاہر محض مخرب اخلاق معلوم ہوا ہے، اگرچہ انجام کار اس کا اثر بیداری پیدا کرنا اور ترقی کی روح پھونکنا رہا ہے۔ جہاں زمین کی ملکیت عام رہی ہے یا حقیت یقینی رہی ہے وہاں، زرعی آبادی قطعی طور پر نئے مواقع کے قدم بقدم گامزن رہی ہے؛ چنانچہ فرانس، ریاستہائے متحدہ اور مغربی جرمنی میں یہی ہوا۔ جہاں زرعی مزدور زمین سے وابستہ نہ رہے، جیسا کہ مشرقی جرمنی، انگلستان، جنوبی اٹلی، آسٹریا اور ہنگری میں ہوا وہاں، انھیں توطن خارجی کے ذریعے سے دوسری دنیا کی تحریک کی ضرورت ہوئی، تاکہ وہ اپنی اصلاح و ترقی کے لیے چونکیں۔ بحیثیت مجموعی یہ افراد کی

246

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

بیدار شدہ امنگ ہے جو معیار زندگی کی ترقی کا سبب بنی رہی ہے۔
مالتھس کو مسئلہ آبادی پر لکھنے کی ترغیب اس لیے ہوئی کہ وہ خیال کرتا تھا کہ اس مسئلہ کی وجہ سے عبقریوں کے تجاویز میں ناقابل عبور رکاوٹیں پیدا ہوں گی۔ اس کے متبعین نے استقلال کے ساتھ یہ خیال کیا کہ آبادی میں ذرایع معاش پر بار بن جانے کا جو رجحان ہے وہ اشتراکیت کی راہ میں مزاحمت پیدا کرے گا۔ یہ مزاحمت ممکن ہے کہ ناقابل عبور نہ ہو؛ لیکن یہ یقینی ہے کہ ایک اشتراکی جماعت میں اس سے ایسے طریقے سے عہدہ برآ ہونا پڑے گا جو موجودہ قوموں میں ظاہر شدہ طریقوں سے مختلف ہوگا۔ ایک جانب تو عدم مساوات اور اعلیٰ معاشی و معاشری رتبہ حاصل کرنے کا مطمح نظر؛ اور دوسری جانب شخص واحد کے ذاتی مفاد اور اس کے اہل و عیال کے مفاد کا ہیجان؛ یہی وہ عامل ہیں جنھوں نے آبادی کی نقل و حرکت کی تحدید کی ہے، ترقی کی آرزو کے حق میں تازیانے کا کام انجام دیا ہے، بندشیں عائد کی ہیں، اور اس طرح ترقی کا باعث اور مادی خوش حالی کو پھیلانے کا موجب بنے ہیں۔ انفرادیت اس واقعے کی تہ میں مضمر ہے۔

247

یہ تمام انفرادی قوتیں سب سے زیادہ شد و مد کے ساتھ ریاستہائے متحدہ میں عمل کرتی رہی ہیں۔ کسی اور جگہ مواقع اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کی اس قدر آزادی حاصل نہیں رہی ہے، نہ کسی جگہ انفرادی امنگوں کو پورا کرنے کی ایسی قوت محرکہ نصیب ہوئی ہے، اور نہ تعلیم اور وسیع امکانات کے احساس سے اس قدر بیداری پیدا ہوئی ہے۔ اس وجہ سے ملک کے اُن علاقوں اور اُن معاشری طبقات میں جہاں ترقی پذیر آبادی کا دباؤ خطرے کی پیشین گوئی کر رہا تھا دباؤ گھٹنا شروع ہو گیا ہے۔

مثلاً نیو انگلینڈ میں ملکی نژاد آبادی ایک مدت دراز سے بہت ہی دھیمی رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نیو انگلینڈ کی آبادی کا مجموعی اضافہ مسلسل کثیر رہا ہے؛ لیکن اضافے کا باعث باہر سے لوگوں کی مسلسل آمد اور بیرون علاقہ پیدا شدہ والدین کی اعلیٰ شرح ولادت ہے۔ ملک میں پیدا شدہ عورتوں اور ملک سے باہر پیدا شدہ عورتوں کی قوتِ تولید میں

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

جو نمایاں فرق ہوتا ہے اس کو چی گن کی مثال کے ذریعے سے بیان کیا جا چکا ہے۔ مساچوسٹس میں یہ فرق اور بھی زیادہ ہے۔ بیرون ملک پیدا شدہ عورتوں کی شرح ولادت ملک میں پیدا شدہ عورتوں کی شرح سے سہ گونہ ہے، جیساکہ مندرجۂ ذیل اعداد سے ظاہر ہوتا ہے[1]۔

سالانہ شرح پیدائش

	سنہ ۱۸۸۴ء تا سنہ ۱۸۸۷ء	سنہ ۱۸۸۸ء تا سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء تا سنہ ۱۸۹۷ء
ملکی والدین	۱۷٫۱	۱۷٫۱	۱۷٫۰
غیر ملکی والدین	۴۸٫۴	۴۹٫۶	۵۲٫۱

یہ اعداد تخمینی شرح ولادت بحساب فی ہزار سے متعلق ہیں، اور ان میں دونوں جماعتوں کی قوت تولید کے فرق کو مبالغے سے بیان کیا گیا ہے، اس لیے کہ بیرونِ ملک پیدا شدہ لوگوں میں تولید کی صلاحیت رکھنے والے اشخاص کا تناسب زیادہ ہے۔ لیکن حاملہ بننے کی صلاحیت رکھنے والی عورتوں کے تناسب سے ولادتوں کا مقابلہ کرنے کے بعد بھی بیرونِ ملک پیدا شدہ لوگوں میں شرح اضافہ ملکی باشندوں کے مقابلے میں دوچند ہے، چنانچہ

[1] دیکھو R.R. Kuczynski کا مضمون ایک رسالہ موسوم بہ کوارٹرلی جرنل آف اکنامکس Quarterly Journal of Economics جلد (۱۶) صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۶ و صفحہ ۱۸۳ میں۔ نیز دیکھو نیو ہمپ شائر کے اعداد از اے، لے ینگ مطبوعات موسوم بہ Publications American Statistical Association شائع شدہ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء میں۔

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)
248

اعداد حسب ذیل ہیں:۔

۴۴ تا ۴۹ کی عمر کی فی ہزار عورتوں میں ولادتوں کی شرح

	سنہ ۱۸۸۳ء تا ۱۸۸۷ء	سنہ ۱۸۸۸ء تا ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء تا ۱۸۹۷ء
ملکی نژاد مائیں	۶۳٫۷	۶۲٫۸	۶۲٫۶
غیر ملکی نژاد مائیں	۱۲۴٫۵	۱۳۳٫۶	۱۳۹٫۴

جس محتاط ماہر اعداد و شمار سے یہ اعداد لیے گئے ہیں اس نے سنہ ۱۹۰۱ء میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مساچوسٹس کی آبادی کے لیے وہاں کے ذرایع معاش مکتفی نہیں ہو رہے تھے، سنہ ۱۸۸۳ء تا سنہ ۱۸۹۷ء میں جو شرح ولادت قائم رہی اگر وہ غیر معین مدت تک قائم رہ گئی تو آبادی بالکل ختم ہو جائے گی۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ رفتار اضافہ غیر معین طور سے جاری نہ رہے گی؛ ثبات پذیر تعداد بلکہ کسی قدر بڑھنے والی تعداد کے حالات کے مطابق از سر نو تنظیم عمل میں آئے گی بلکہ لیکن ادنیٰ شرح ولادت تقریباً یقینی طور سے اپنے آپ کو مستقل طور سے قائم کر لے گی۔

ملک کے مرکزی علاقے کے ملکی کاشتکاروں کی آبادی کی شرح اضافہ میں اسی قسم کی کمی رو نما ہو رہی ہے، گو یہ ویسی نمایاں نہیں ہے جیسی کہ نیو انگلینڈ میں ہے۔ مرکزی علاقے میں بھی فی بیاہ بچوں کی اوسط تعداد میں اس لیے کمی ظاہر ہو رہی ہے کہ والدین اپنے بچوں کی معاشری و معاشی حیثیت نہ صرف قائم رکھنے کے بلکہ اس کو بڑھانے کے بھی آرزو مند ہیں۔

یہ تحریک استقلال کے ساتھ بڑھ رہی ہے، اور رفتہ رفتہ نہ صرف ان لوگوں کو متاثر کر رہی ہے جو زیادہ مخصوص معنی میں "ملکی نژاد" خیال کیے جاتے ہیں بلکہ باہر سے آکر بسنے والوں کے ورثا کو بھی متاثر کر رہی ہے۔ آزاد رسم و رواج اور آزاد اداروں اور آزاد مواقع کا اثر معاشری طبقوں کی

باب ۱۳
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

ذات پات کی سی نوعیت کو کم کرنا یا غالباً مٹا دینا ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں جو لوگ باہر سے آکر بس جاتے ہیں ان کی دوسری نسل کو یہ اثرات ادنیٰ ترین غیر مسابق جماعتوں سے ترقی دے کر اوپر بڑھا دیتے ہیں۔ چنانچہ اس دوسری نسل میں شرح ولادت گھٹنا شروع ہو جاتی ہے، اگرچہ ابتدائی نو واردوں میں یہ شرح اعلیٰ ہوتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں معمولی مزدوروں اور کارخانے کے غیر ماہر مزدوروں کی اجرت کی شرح کم رہتی ہے جس کی وجہ ملک کے اندر مسلسل اعلیٰ شرح ولادت نہیں ہے، بلکہ بیرونی ذرائع رسد میں اعلیٰ شرح پیدائش اور ادنیٰ معیار زندگی ہے۔ یورپ کے ممالک میں لاکھوں افراد ایسے پیدا ہوتے ہیں جو ادنیٰ طبقے کو مستقلاً بڑھاتے رہتے ہیں۔ لیکن جب وہ ایک دفعہ امریکہ میں قیام پذیر ہو جاتے ہیں تو معاشری و معاشی رتبہ بڑھانے کا جذبہ ان میں موجزن ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ اس کی بنا پر اضافۂ آبادی کی شرح کی کمی تقریباً یقینی ہو جاتی ہے۔ 249
جوں جوں مرور زمانہ کے ساتھ قدرتی ذرائع پر کامل طور سے قبضہ و تصرف ہوتا جاتا ہے اور اضافے کا امکان قدیم ملک کے حالات کے تابع بن جاتا ہے تو اس میں کوئی کلام نہیں کہ مالتھس کی بیان کردہ دقت انسدادی مانع کے روز افزوں اطلاق کے ذریعے سے رفع کر دی جائے گی۔

۳۔ ترقی یافتہ ممالک اور خاصکران ممالک کے زیادہ خوش حال طبقوں کے سامنے یہ سوال ہے کہ آیا انسدادی مانع کو حد سے زیادہ دور تک استعمال کرنے کا قرینہ ہے یا نہیں؟ فرانس کی آبادی بحیثیت مجموعی اپنے آپ کو بمشکل تمام قائم و برقرار رکھتی ہے؛ یہ ممکن ہے کہ فرانس کے خوش حال طبقے اپنے آپ کو قائم و برقرار رکھنے میں کلیتہً ناکام رہیں۔ مساچوسٹس کی خالص ملکی آبادی اپنے آپ کو قائم و برقرار رکھنے میں غالباً قاصر ہے؛ اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ اس ریاست کے خوش حال طبقے کی بھی یہی حالت ہوگی۔ اس واقعے کا بڑا اور اصلی سبب جاہ طلبی اور معاشری رتبہ بڑھانے کی حد سے زیادہ آرزو ہے؛ یعنی بزدلی کی حد تک پیش بینی اور احتیاط ہے۔ استقلال کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا مناسب طریقہ کیا ہے اس کے بارے میں

۲۵۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

لوگوں کے خیالات زیادہ تکلیف دہ ہوتے جاتے ہیں اور رسمی معیار پر خاندان کی پرورش کرنے کے مصارف بڑھ جاتے ہیں۔ شادیاں مقابلتہً تاخیر کے ساتھ کی جاتی ہیں اور مجرد اشخاص کی تعداد میں خاصہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ جہاں جائداد مجتمع ہوجاتی ہے وہاں، خاندان کی تعداد بڑھانے سے اجتناب اس لیے کیا جاتا ہے کہ مبادا ترکے کی تقسیم و تسہیم بہت زیادہ افراد میں کرنی پڑے۔ سب سے زیادہ متمول طبقہ بظاہر بہت ہی سست رفتار کے ساتھ اپنی تعداد بڑھاتا ہے۔

یہ رجحان خرابیاں پیدا کرتا ہے۔ مقابلے اور دباؤ سے جو نتیجہ مترتب ہوتا ہے اس کے ایک جزو کو یہ رجحان دور کردیتا ہے۔ جن بچوں کی پرورش بہت زیادہ احتیاط کے ساتھ کی جاتی ہے، جن کی تعلیم بہت محنت سے دی جاتی ہے اور جن کو توریثی ذرایع سے مالی امداد کا کامل یقین ہوتا ہے ان بچوں میں ہمت و جرات نہیں ہوتی۔ بظاہر یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایسے والدین کی اولاد جنھوں نے اعصاب کو مضمحل کردینے والی زندگی بسر کی ہو، اور خاصکر اگر والدین نے زیادہ عمر میں شادی کی ہو تو، جوش و خروش اور جولانی سے معرا ہوگی جس آبادی میں شادیاں اوائل عمر میں ہوتی ہیں اور تیزی کے ساتھ بچے پیدا ہوتے ہیں اور جس کے نئے افراد کو خود اپنے ذاتی ذرایع پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے اس کے زیادہ ترقی کرنے کا قرینہ ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں آبادی میں زیادہ خوش حال طبقے وہ ہوتے ہیں جن میں عقلی اور دماغی جوہر ظاہر ہونے کا زیادہ قرینہ ہو۔ وہ زیادہ تر اس لیے خوش حال ہوتے ہیں کہ ان میں ایسے قویٰ اور جوہر موجود ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ متمول طبقوں میں، جن میں تعدد نمایاں طور سے محدود ہوتا ہے، معمولی قابلیت رکھنے والوں کی تعداد کثیر ہوتی ہے۔ لیکن ان میں قابل اور ذہین افراد کی تعداد بھی غالب ہوتی ہے۔ اسی بنا پر خوش حال طبقے میں اس رجحان کی موجودگی سے یہ خطرہ ہے کہ آبادی کی خوبیاں انحطاط پذیر ہوجائیں گی۔ وہبی قابلیت کے لوگ کم پیدا ہوتے ہیں، اور جو کچھ پیدا ہوتے ہیں، ان پر اپنی وہبی استعداد سے

250

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

پوری طرح کام لینے کے لیے عملی مقابلے کا بطور مہیج بہت کم اثر پڑتا ہے۔ اس کے برخلاف آبادی کے ادنیٰ ترین طبقوں میں شرح ولادت بہت اعلیٰ ہوتی ہے۔ گو ان کی جماعت سے بھی اعلیٰ قابلیت کے چند افراد پیدا ہوتے ہیں لیکن عام جماعت معمولی قابلیت کے افراد پر مشتمل ہوتی ہے اور یہ سلسلہ دوامًا جاری رہتا ہے۔ وہ چند افراد جن کی غیر معمولی قابلیت ان کی مادی ترقی میں معاون ہوتی ہے، ان معاشری آرزوؤں اور حد بندیوں کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں جو خوش حال طبقے میں جاری وساری ہوتی ہیں اور اس خوش حال طبقے کی طرح وہ بھی آزادانہ طریقے سے تولید کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

گزشتہ چند سال سے اس عجیب وغریب تضاد پر بہت توجہ کی گئی ہے جو حیوانات کی پرورش میں ہماری احتیاط اور نسل انسانی کی بقا و پرورش میں ہماری بے احتیاطی کے مابین پایا جاتا ہے۔ نسل انسانی کی اصلاح اس کے خواص وصفات کے اعتبار سے کرنی ممکن ہے اور اسی طرح اس کی مرفہ الحالی کو بڑھانا بھی ممکن ہے، بشرطیکہ کمزور جسمانی و دماغی قوتی کے انسانوں کو، ازدواج سے باز رکھا جائے۔ لیکن یہ امر بالکل غیر یقینی ہے کہ تولید کے لیے مناسب اشخاص کا انتخاب کرنے کا عمل کس حد تک ممکن ثابت ہوگا۔ اگرچہ توارث کا بڑا اور وسیع واقعہ سب پر واضح ہے، لیکن قوانین توارث کے تفصیلات کا علم، خاصکر انسان پر ان کے تمام اطلاقات کا جہاں تک تعلق ہے، ہم کو بہت کم ہے۔ نسلیات[1] کے مطالعے سے آئندہ چلکر اس مسئلے پر بہت کچھ روشنی پڑے گی۔ یعنی اگر پرورش وانتخاب کے امکانات کو پیش نظر رکھ کر اس امر کی باقاعدہ تحقیق کی جائے کہ ایک نسل سے دوسری نسل میں وہبی واکتسابی خواص وصفات کی منتقلی کس طرح عمل میں آتی ہے تو نئی معلومات میں بے حد اضافہ ہوگا۔ علم کی موجودہ حالت میں انفرادی تفریق ناقابل عمل ہے۔ رہا یہ امر کہ وہ کیا حالات و شرایط ہیں جو غیر معمولی قابلیت رکھنے والے افراد کی ولادت کا سبب ہوتے ہیں تو اس کا ہمیں بہت ہی کم علم ہے۔

[1] Eugenics

باب ۵ آبادی (بسلسلۂ ماسبق)

اور اگر زیادہ صحیح معلومات حاصل بھی ہو جائے تو بھی، تحدید وانتخاب کا کوئی نظام اس آزادی مواقع اور انفرادی ترقی کے غالباً ہم آہنگ نہ ہوگا جو ترقی کے جذبے کی جان ہے۔ کسی ایسے نظام کا خاکہ مرتب کرنا جس میں بے شمار افراد کو نسل انسانی کی آخری اصلاح کے مبہم وبعید نصب العین کی خاطر اپنی موجودہ خوشی ومسرت کا ایثار نہ کرنا پڑے، دشوار کام ہے۔ اس وقت اس اصول کے بظاہر بہت ہی محدود اور چند اطلاقات انتہائی صورتوں میں حیطۂ امکان کے اندر معلوم ہوتے ہیں۔ بعض قسم کے مجرم اور بھیک منگے اپنی ہی سی اولاد پیدا کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے سوسائٹی کو یہ حق حاصل ہے اور اس کا یہ فریضہ ہے کہ اس قسم کے مار آستین کو پالنے اور ان کی نگرانی کرنے کے دُہرے بوجھ سے اپنے افراد کی حفاظت کرے۔ بعض قسم کی بیماریاں اور گندگیاں وراثۃً پھیلتی ہیں۔ ہونے والے والدین اور ان کے پیدا ہونے والے بچوں کو ان کے تعدیہ سے محفوظ رکھنا بہت بڑی کریم النفسی ہوگی۔ اس سے آگے کسی نظام کے تحت بھی جس کا ہم تصور کرسکتے ہوں اس کی بہت کم توقع ہے کہ نوع انسانی اپنے افراد میں سے ایسا حصہ ارادۃً منتخب کرلے گی جس کو بلا شرکتِ غیرے نسل انسانی میں اضافہ کرنے کا امتیازی حق حاصل رہے گا۔

251

بہت زیادہ زور اس چیز پر نہ دینا چاہیئے جس کو "نسلی خودکشی" کہا جاتا ہے۔ خوش حال طبقے میں اجتناب کی جانب جو میلان ہے اس کی وسعت میں بالعموم مبالغہ کیا جاتا ہے۔ گو عاقبت اندیشی کو اعلیٰ طبقے میں قریب قریب اعدام نسل کے نقطے تک وسیع کیا جا سکتا ہے، لیکن اغلب یہ ہے کہ ایسا نہیں کیا جائے گا حقیقت یہ ہے کہ ان طبقوں میں کثیر العیالی اور سریع تعدد کا قرینہ نہیں ہوتا۔ لیکن ان کی موجودہ تعداد اور معتدل اضافے کا برقرار رکھنا کسی طرح سے غیر ممکن نہیں ہے۔ جو نصب العین اور مقاصد ان کی زندگیوں کو متاثر کرتے ہیں ان پر کسی نہ کسی چیز کا مدار ہوگا۔ حوصلہ مندیوں کا ادنیٰ جذبہ، نمایش کی عامیانہ خواہش، مصنوعی امتیازات میں مبالغہ آمیزی، یہ سب تاخیر سے شادی کرنے میں ممد ومعاون ہیں اور اولاد پیدا کرنے میں پس وپیش کا باعث ہوتے ہیں عالی ہمتی اور حوصلہ مندی کا رجحان جلد ہی اہل وعیال مہیا کرنے اور تولید کی کمتر تحدید کی جانب ہوتا ہے۔

باب ۵ آبادی (بسلسلۂ سابق)

دوسری جانب تعدد سے اجتناب کرنے کے جو عمدہ پہلو ہیں ان کو فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ نسل انسانی کے لیے بحیثیت مجموعی ادنیٰ شرح ولادت اور آبادی پر قلیل دباؤ کے معنی ترقی کے ہیں، نہ کہ انحطاط کے۔ اگر سب طبقوں میں عاقبت اندیشی کے عادات جاگزیں ہو جائیں تو، اس کو انسانی خوش حالی کے لیے فال نیک خیال کرنا چاہیئے۔ غالباً وہ وقت آئے گا جبکہ اس قسم کی دور اندیشی پر اس حد تک عمل کیا جائے گا کہ ترقی یافتہ قوموں میں آبادی کا بڑھنا یکقلم موقوف ہو جائے گا۔ اس صورت میں ترقی غالباً محدود ہو گی؛ یا کم از کم دوسری سمت میں ہو گی، مختلف جذبات و محرکات کے تحت رو نما ہو گی اور اس کے عواقب و نتائج بھی مختلف ہوں گے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں پیدائش کی صنعتوں میں ترقی کا سلسلہ نہ جاری رہے، اور یقیناً اس کی بھی کوئی وجہ نہیں کہ کیوں اخلاقی و عقلی زندگی کو ترقی نہ ہو۔ مسرت اور خوش حالی کے لیے سرعت کے ساتھ اضافۂ تعداد کی کوشش اور مسابقت لازمی نہیں ہے؛ اور نہ آبادی کو یکساں حالت پر قائم رکھنے کی کوشش کرنا تکالیف یا مصائب کا باعث ہو سکتا ہے۔ 252

قدیم معاشئین میں سب سے زیادہ وسیع النظر عالم معاشیات جان اسٹورٹ مل کے فصیح مقولے کو یہاں درج کرنا ناموزوں نہ ہو گا؛ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ "ایسی مملکت میں جس کی آبادی ایک حالت پر قائم ہو نہ صرف ہر قسم کی دماغی تہذیب و ترقی کا وسیع میدان موجود ہو گا اور اخلاقی و معاشرتی ترقی کی راہ کھلی ہوئی ہو گی، بلکہ فن معیشت کی اصلاح و ترقی کا بھی خاصہ موقع ہو گا؛ اور جب دماغ تولید و پرورش اطفال کے افکار سے خالی ہو تو اس اصلاح و ترقی کا اور بھی زیادہ قرینہ ہے۔ صرف اُس صورت میں جبکہ مناسب و موزوں رسم و رواج اور آئین کے علاوہ، اضافۂ نسل انسانی بالقصد و ارادہ عاقبت اندیشی کے ساتھ ہو، یہ ممکن ہو گا کہ عقل انسانی اور علمی انکشافات کی جد و جہد کے ذریعے سے قدرت کی قوتوں پر حاصل کردہ فتوح کو نوع انسانی کی مشترکہ ملک قرار دیا جا سکے اور

باب پنجم
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

عالمگیر ترقی و اصلاح کا ذریعہ بنایا جاسکے[1]"۔
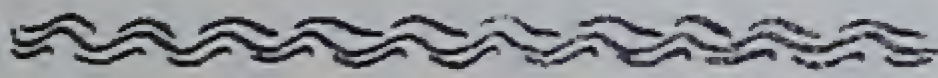
[1] دیکھو جان اسٹورٹ مل کی تصنیف موسوم بہ "معاشیات" Political Economy حصۂ چہارم باب (۶) فصل (۲)۔

253

باب ۵۵

عدم مساوات اور اس کے اسباب۔ وراثت

(۱) عدم مساوات کا واقعہ: تقسیم دولت کی شکل منشوری ہوتی ہے۔ پرشیا، برطانیہ عظمیٰ، اور لندن کی آمدنی کی تقسیم کے اعداد۔ (۲) املاک کی تقسیم جیسی کہ برطانیہ کے دستاویزی وصیت ناموں سے اور پرشیا کے ٹکس کے اعداد سے ظاہر ہوتی ہے۔ (۳) ریاستہائے متحدہ امریکہ میں آمدنی کی تقسیم۔ (۴) آیا عدم مساوات بڑھتی جا رہی ہے؟۔ (۵) عدم مساوات کے اسباب: جبلی قابلیت کے اختلافات؛ اکتسابی فوائد کا استمرار موقع اور میراث کے ذریعے سے۔ (۶) خانگی ملک کے نظام کے تحت اصل کے قیام کے لیے وراثت ضروری ہے۔ (۷) وراثت کی ممکنہ حد بندیاں محصول اور دیگر طریقوں سے۔ (۸) وراثت کی کامل حد بندی کی تجاویز۔ (۹) خانگی ملک کی اساس۔ افادیت کا استدلال۔ (۱۰) آرام طلب طبقہ؛ اس کی معاشی و اخلاقی حیثیت۔

۱۔ املاک اور آمدنی کی تقسیم میں سب سے نمایاں واقعہ عدم مساوات ہے۔ یہ عدم مساوات کس حد تک ہے اور اس کے کیا اسباب ہیں؟ اس موضوع کے

باب ۱۲

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

بارے میں ہماری معلومات ابھی حال ہی تک نہایت حیرت افزا طریقے پر محدود تھیں؛ اور اب بھی ان کو مکمل یا بالکلیہ صحیح نہیں مانا جا سکتا۔ ہمیں جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ زیادہ تر محصول بر آمدنی (انکم ٹیکس) کے اعداد و شمار پر مبنی ہے؛ لیکن ایسے اعداد و شمار صرف چند ملکوں کی حد تک دستیاب ہوتے ہیں، اور ان میں بھی ترمیم اور تشریح کی ضرورت ہے۔ بایں ہمہ عام مشاہدہ اور اس کے ساتھ محصلہ اعداد ہمیں نہ صرف عدم مساوات کے واقعے کا یقین دلانے کے لیے کافی ہیں، بلکہ وہ عدم مساوات کی عام وسعت و نوعیت بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ متمول اشخاص کی تعداد بہت قلیل ہے؛ خوش حال اور آرام سے رہنے والے اشخاص کی تعداد گو ان سے بہت زیادہ ہے، پھر بھی قلیل ہی ہے؛ اور قلیل آمدنی والے اشخاص کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ دولت اور آمدنی دونوں کی تقسیم بھدی مخروطی شکل رکھتی ہے؛ اس کا صرف ایک اہم استثنیٰ ہے جس کو عنقریب بیان کیا جائے گا۔ اگر اس تشبیہ کو زیادہ احتیاط کے ساتھ بیان کیا جائے تو، اس کی شکل ایک الٹے لٹو کی سی ہے؛ یعنی نیچے کا حصہ چھوٹا ہے، اس کے بعد بڑا پھیلاؤ ہے، اور پھر اس کے بعد جیسے جیسے بلندی کی جانب بڑھتے ہیں تدریجی کمی نمودار ہوتی ہے۔

254

تمثیلاً چند اعداد پیش کرنا کافی ہوگا۔ بہترین قسم کے محصول کے اعداد، جو کسی بڑے ملک کی آبادی میں آمدنی کی تقسیم کو ظاہر کرتے ہیں، ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ سے قبل تک پروشیا کے تھے[1]۔ مندرجہ ذیل اعداد ۱۹۰۸ء کے لیے ہیں؛ اسی زمانے کے کسی دوسرے سال کے متعلق بھی وہی نتائج ظاہر ہوں گے۔

پروشیا کی مجموعی آبادی یعنی ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ نفوس کے منجملہ تقریباً ایک کروڑ ۸۰ لاکھ اشخاص (یا ۸۳ لاکھ قابل ادائی ٹکس اشخاص) محصول آمدنی سے متاثر نہیں ہوئے، اس لیے کہ متعدد قابل ٹکس اشخاص کی آمدنی مستثنیٰ مقدار یعنی ۹۰۰ مارک سے کم خیال کی گئی[2]۔ قابل ادائی محصول اشخاص کی تعداد ۵٫۸۷۲٫۰۰۰ تھی؛ اس لیے کہ

[1] دیکھو باب ۱۶، محصول بر آمدنی کے طریقوں کے متعلق۔
[2] ان اعداد پر غور کرتے وقت زمانۂ قبل از جنگ کی آمدنی کے حالات کا لحاظ کرنا چاہیئے۔

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

ان کی آمدنی مستثنیٰ مقدار سے زائد تھی۔ ان میں آمدنی کی تقسیم بستہ رقوم میں حسب ذیل تھی:۔

محصول ادا کرنے کے قابل اشخاص

۲۴۸،۰۰۰ یا ۹۰ء۵ فیصد کی آمدنی بحساب ۹۰۰ ——— ۳۰۰۰ مارک تھی

۲۱،۳۰۰ یا ۷ فیصد ″ ″ ۳،۰۰۰ ——— ۶،۵۰۰ ″

۶،۶۰۰ یا ۱ء۳ ″ ″ ″ ۶،۵۰۰ ——— ۹،۵۰۰ ″

۶۳،۲۰۰ یا ۱ء۴ ″ ″ ″ ۹،۵۰۰ ——— ۳۰،۵۰۰ ″

۱۸،۰۰۰ یا ۰ء۲۵ ″ ″ ″ ۳۰،۵۰۰ ——— ۱۰۰،۰۰۰ ″

۳،۸۰۰ یا ۰ء۰۵ ″ ″ ″ زائد از ۱۰۰،۰۰۰ ″

اگر خوش حال اور تنگ حال اشخاص کے مابین ۳۰۰۰ مارک پر خط کھینچا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ محصول ادا کنندگان میں سے صرف دس فیصد اشخاص خوشحال طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ اعداد صرف ان اشخاص سے متعلق ہیں جو محصول آمدنی کے حدود کے اندر آتے ہیں اور جن پر محصول حقیقت میں عائد کیا گیا۔ تقریباً اتنی ہی اور تعداد کے اشخاص کی آمدنی مستثنیٰ مقدار آمدنی سے کم تھی۔ تمام خاندانوں کی تعداد کے منجملہ تقریباً ۵ فیصد خوش حال تھے[1]۔ برطانوی انکم ٹکس[2] سے ایسا مواد ملتا ہے جس سے موجودہ غرض کے لیے برطانیہ عظمیٰ کی آمدنی کی تقسیم کے خصوصیات کا کافی طور سے صحیح تخمینہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

مندرجۂ ذیل اعداد ۱۹۰۴ء کے لیے ہیں:۔

255

خاندانوں کی تعداد جن کی آمدنی ۱۶۰ پونڈ سے کم تھی ——— ۶،۷۷۵،۰۰۰ تھی

---

[1] دیکھو شمولر کے تخمینے ۱۸۹۹ء کے لیے ان کی کتاب موسوم بہ Grundriss der Volkswirthsch aftslehre جلد (۲)، صفحہ ۱۳۹ تا صفحہ ۱۴۰ میں۔

[2] دیکھو باب ۲۹ فصل (۳)۔

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

خاندانوں کی تعداد جن کی آمدنی ۱۶۰ پونڈ اور ۷۰۰ پونڈ کے مابین تھی ــــ ۸۳۰،۰۰۰ تھی
″ ″ ″ ″ ۷۰۰ ″ ۲۰۰۰ ″ ″ ــــ ۱۲۲،۰۰۰ تھی
″ ″ ″ ″ ۲۰۰۰ ″ ۵۰۰۰ ″ ″ ــــ ۳۴،۰۰۰ تھی
″ ″ ″ ″ ۵۰۰۰ ″ ۵۰،۰۰۰ ″ ″ ــــ ۱۴،۲۰۰ تھی
″ ″ ″ ″ زائد از ۵۰،۰۰۰ ″ ″ ــــ ۳۵۰ تھی

اس نتیجے کو دوسرے طریقے سے بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔ ۴ کروڑ ۳۰ لاکھ آبادی کے منجملہ تقریباً پچاس لاکھ ایسے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کی آمدنی ۱۶۰ پونڈ سالانہ یا اس سے زیادہ ہے؛ اور ان پچاس لاکھ اشخاص کی آمدنی برطانوی قوم کی مجموعی آمدنی کا تقریباً نصف ہے؛ بقیہ ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ اشخاص جن کی آمدنی ۱۶۰ پونڈ فی خاندان سے کم ہے، مجموعی آمدنی کے بقیہ نصف حصے کے مالک ہیں۔ ان اعداد کے متعلق پوری طرح صحیح ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ جو اشخاص موجودہ عدم مساوات کو حق بجانب قرار دینے اور اس کی مدافعت کرنے کی جانب مائل ہیں وہ ایسا تخمینہ پیش کرتے ہیں جس کی رو سے بہت بڑی آمدنی والوں کی تعداد نسبتاً کم اور اوسط آمدنی والوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ ان کے حسابات کی تفصیلات ماہران اعداد و شمار کے لیے دلچسپ اور اہم ہیں، لیکن عام تبصرے کے اغراض کے لیے وہ زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔ جو اعداد پیش کیے گئے ہیں ان سے ترقی یافتہ ممالک کی تقسیم آمدنی کے عدم مساوات کی کافی طور پر صحیح تصویر کھنچ جاتی ہے[1]۔

[1] یہ اعداد Mr. A.L.Bowley کے پیش کردہ اعداد سے ماخوذ ہیں، جو حسب ذیل رپورٹ میں مل سکتے ہیں:- Report of the Commiltee on Income Tax دستاویز پارلیمنٹ شائع شدہ سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۹) صفحہ ۲۲۹۔ ۱۶۰ پونڈ سے اوپر کی آمدنیوں کے اعداد کی بابت میری ترتیب و تقسیم بولی صاحب کی تقسیم سے کسی قدر مختلف ہے، اور میں نے ۱۶۰ پونڈ سے کم آمدنی والے خاندانوں کی کل تعداد کے متعلق مسٹر شیوزامنی کے تخمینہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ خط فارق ۱۶۰ پونڈ پر قائم کیا گیا ہے اس لیے کہ اس سے کم آمدنیاں محصول سے مستثنیٰ ہیں۔ نیز دیکھو شیوزامنی صاحب کی کتاب تمول و افلاس Riches and Poverty شائع شدہ سنہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۴۱ اور مذکورہ بالا رپورٹ پارلیمنٹ جس میں معلومات کا ذخیرہ ہے۔ تمام ممالک کے اعدادی معلومات کے مفید خلاصے ڈاکٹر رابرٹ ہیرنے ایک کتاب موسوم بہ Handworterbuch der Staats wissen Schaften کی متعدد اشاعتوں میں یکے بعد دیگرے شائع کئے۔

باب ۵۵
عدم مساوات اور اسکے
اسباب ۔ وراثت

	اشخاص کی تعداد	آبادی کا فیصد	
ملازم رکھنے والی کل جماعت ...	۴۷۶،۲۵۰	۱۱،۰	
ان کی ذیلی تقسیم :-			
(ا) ایک ملازم رکھنے والے ...	۲۲۲،۰۰۰	۵،۵	۱۱،۰
(ب) دو ملازم ″ ″	۱۴۴،۰۰۰	۳،۴	
(ج) ۳ ″ ″ ″	۵۷،۷۰۰	۱،۳	
(د) ۴ ″ ″ ″	۱۸،۸۰۰	۰،۴	
(ر) ۵ ″ ″ ″	۱۳،۳۰۰	۰،۳	
(ز) ۶ ″ ″ ″	۷،۱۰۰	۰،۲	
(س) ۷ ″ ″ ″	۳،۰۰۰	۰،۱	
(ش) زائد ملازم رکھنے والے ...	۴،۳۵۰	۰،۱	
کوئی ملازم نہ رکھنے والی جماعت ...	۳،۳۷۲،۰۰۰	۸۰،۱	

256

تقسیم آمدنی کا اندازہ قائم کرنے کے لیے مسٹر چارلس بوتھ نے ایک بالکل جداگانہ بنیاد استعمال کی ہے ۔ لندن کے بارے میں انھوں نے جو مہتم بالشان تحقیقات کی اس میں ان کو آمدنیوں کے متعلق صحیح معلومات حاصل نہ ہو سکے تو انھوں نے ملازم رکھنے کی صلاحیت کو اپنا معیار قرار دیا ہے، اور یہ طریقہ بدیہی طور سے بہت اہم ہے ۔ باملازم اور بے ملازم افراد کے مابین بیّن خطِ فارق ہے؛ پھر انھوں نے باملازم جماعت کی ذیلی تقسیم ملازموں کی تعداد کے لحاظ سے بھی کی ہے ۔ معلوم ہوا کہ لندن کی ۵/۴ آبادی، یعنی ۸۰،۱ فیصد یا ۳،۳۷۲،۰۰۰ اشخاص ایسے تھے جن کے پاس کوئی ملازم نہ تھا ۔ بالائی یا ملازم رکھنے والی جماعت ۴۷۶،۰۰۰ اشخاص پر مشتمل تھی جو آبادی کا ۱۱ فیصد تھے ۔ بقیہ ۹ فیصد آبادی میں خود ملازم اور ہوٹلوں، اقامت خانوں اور اداروں وغیرہ کے مقیم اور دیگر اشخاص جو مذکورہ حساب میں شامل نہیں کئے گئے،

باب ۵۵ — عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

داخل تھے۔ اوپر کا طبقہ بحساب فی خاندان ملازم رکھنے کی صلاحیت رکھنے کے حساب سے دو حصوں میں قابل تقسیم ثابت ہوا (چنانچہ دیکھو جدول مندرجہ صفحہ ۵۵۴ سطر ۰)۔

براہ راست مشاہدے کی بنا پر مسٹر بوتھ نے لندن کی آبادی کو حسب ذیل طریقے پر تقسیم کیا:—

	اشخاص کی تعداد	آبادی کا فیصد
پہلی جماعت (ادنیٰ ترین)	۳۸,۰۰۰	۰٫۹
دوسری جماعت (بہت مفلس)	۳۱۷,۰۰۰	۷٫۵
تیسری اور چوتھی جماعت (مفلس)	۹۳۸,۰۰۰	۲۲٫۳
پانچویں اور چھٹی جماعت (آرام سے رہنے والی مزدور جماعت)	۲,۱۶۶,۰۰۰	۵۱٫۵
ساتویں جماعت (زیرین اوسط)	۵۰۰,۰۰۰	۱۱٫۹
آٹھویں جماعت (اعلیٰ ترین)	۲۵۰,۰۰۰	۵٫۹

ان اعداد سے اس استثنیٰ کو ظاہر کرنے میں مدد ملتی ہے جس کی طرف تھوڑی دیر قبل اشارہ کیا گیا تھا۔ یہ استثنیٰ اس بیان کے متعلق ہے کہ تقسیم آمدنی کامل طور سے منشوری شکل رکھتی ہے۔ وہ صرف ادنیٰ ترین طبقے سے پہلے تک منشوری ہے۔ اس ادنیٰ ترین طبقے میں اس سے ماقبل طبقے کے مقابلے میں تعداد زیادہ نہیں ہے۔ لندن کی آبادی میں سب سے بڑا واحد عنصر مفلس ترین طبقہ نہیں ہے، بلکہ مقابلتہً آرام سے زندگی بسر کرنے والے مزدوروں کا طبقہ ہے۔ یہی صورت حالات بظاہر پروشیا میں بھی پائی جائے گی، اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ انکم ٹکس کے اعداد

257

لہ۔ دیکھو مسٹر بوتھ کی کتاب موسومہ بہ لندن کی آبادی کی زندگی اور محنت Life and Labour of the Peoples of London, Second Series جلد (۱) صفحہ ۵ شائع شدہ ۱۹۰۲ء۔

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

۹۰۰ مارک سے کم آمدنی کو اتنی زیادہ تعداد اشخاص کی جانب منسوب کرنے کی حد تک غلط ہیں، جن کی آمدنی اس سے زیادہ ہے۔ غالباً یہی نتیجہ ادنیٰ ترین طبقے کی حد تک برآمد ہوتا، اگر ہمیں برطانیہ عظمیٰ، فرانس اور ریاستہائے متحدہ جیسے ترقی یافتہ ممالک میں سے کسی ایک کی آمدنیوں کی تقسیم کے بارے میں باوثوق اطلاعات یا معلومات حاصل ہوتیں۔

۲۔ املاک و جائداد کی ملکیت کی تقسیم کے بارے میں بھی صورت حالات اساسی طور سے اسی کے مماثل ہے۔ اعداد کے ایک یا دو جدول تمثیل کے لیے کافی ہوں گے۔ برطانیہ میں توریثی محصولات اس بنیاد پر متعدد سالوں تک بہت احتیاط کے ساتھ عائد کئے گئے، گو کل مدت میں شرح محصول مقررہ نہیں رہی، لیکن ایسے طریقے سے عائد کی گئی جس سے طویل مدت کے لیے مختلف حیثیتوں کی جائدادوں کی تعداد معلوم ہوتی ہے۔ اگر سرکاری مالی سال ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۰ء سے شروع کر کے ۱۹۰۸ء۔۱۹۰۹ء تک دس سال کی مدت کو شمار کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ دستاویزی وصیت ناموں کے لحاظ سے ہر سال جائدادوں کی حسب ذیل تعداد تھی[۱]:-

چھوٹی جائدادیں جن کی مالیت ۵۰۰ پونڈ سے زائد نہ تھی	۴۸،۰۰۰
جائدادیں جن کی مالیت ۵۰۰ پونڈ تا ۱۰۰۰ پونڈ تھی	۹،۹۲۳
" " (۱۰۰۰) " (۱۰،۰۰۰) "	۱۲،۴۸۴
" " (۱۰،۰۰۰) " (۲۵،۰۰۰) "	۲،۳۱۱

[۱] ایک گوشوارہ موسوم بہ Statistical Abstracts for the united Kingdom میں متعدد سالوں کے جو اعداد دئے گئے ہیں، میں نے ان سے اپنے اوسطوں کو مرتب کیا ہے، اور اس سے صرف چھوٹی جائدادیں مستثنیٰ ہیں۔ Statistical Abstract میں چھوٹی جائدادوں کی کل میزان نہیں دی گئی ہے، اس لیے کہ اس میں ۱۰۰ پونڈ سے کم مالیت کی جائدادوں کو شمار نہیں کیا گیا ہے۔ مندرجۂ بالا عدد (یعنی وہ عدد جو جدول میں سب سے اوپر درج ہے) بستہ عدد ہے اور اعدادی اعتبار سے صحیح نہیں ہے؛ لیکن متعلقہ اغراض کے لیے کافی صحیح ہے۔

باب ۵۵
عدم مساوات اور اسکے اسباب ۔ وراثت

جائدادیں جن کی مالیت (۲۵،۰۰۰) پونڈ تا ۵۰،۰۰۰ پونڈ تھی	۹۱۱
" " " (۵۰،۰۰۰) " (۷۵،۰۰۰) "	۲۸۶
" " " (۷۵،۰۰۰) " (۱۰۰،۰۰۰) "	۱۴۰
" " " (۱۰۰،۰۰۰) " (۱۵۰،۰۰۰) "	۱۳۵
" " " (۱۵۰،۰۰۰) " (۲۵۰،۰۰۰) "	۸۸
" " " (۲۵۰،۰۰۰) " (۵۰۰،۰۰۰) "	۵۱
" " " (۵۰۰،۰۰۰) " (۱،۰۰۰،۰۰۰) "	۱۸
" " زائد از (۱،۰۰۰،۰۰۰) پونڈ تھی	۷ تا ۸

پرشیا کے لیے بھی اسی قسم کے اعداد تھے اور وہ ایک قسم کے ٹکس موسوم بہ تکمیلی ٹکس (Erganzungssteuer) کے سلسلے میں شائع کئے گئے تھے، یہ ٹکس انکم ٹکس کے اعداد پر مبنی تھا، لیکن آمدنی کے لحاظ سے وصول کئے جانے کے بجائے املاک کے لحاظ سے وصول کیا جاتا تھا۔ ۱۹۰۸ء میں ۱،۵۰۰،۰۰۰ کی تعداد اُن اشخاص کی تھی جن کے پاس ۶۰۰۰ مارک یا زیادہ مالیت کی جائداد موجود ہونے کا تخمینہ کیا گیا تھا؛ ان اشخاص اور ان کے خاندانوں کی مجموعی تعداد ۵،۳۵۰،۰۰۰ تھی۔ جن اشخاص کو محصول کے لیے شمار کیا گیا تھا ان کی تفصیلی حالت حسب ذیل تھی:۔[1]

258

۱،۳۷۰،۰۰۰ اشخاص ایسے تھے جن کی جائداد (۶،۰۰۰ مارک) تا (۲۰،۰۰۰ مارک) کی مالیت کی تھی

۲۶۲،۳۰۰	"	"	(۲۰،۰۰۰) تا (۳۲،۰۰۰)	"
۲۰۳،۸۰۰	"	"	(۳۲،۰۰۰) تا (۵۲،۰۰۰)	"
۱۶۰،۰۰۰	"	"	(۵۲،۰۰۰) تا (۱۰۰،۰۰۰)	"
۷۹،۹۰۰	"	"	(۱۰۰،۰۰۰) تا (۲۰۰،۰۰۰)	"

[1] میں نے یہ اعداد تقابلی گوشوارے Verglei chende Uebersicht سے اخذ کئے ہیں جو پرشیائی پارلیمان Landtag کے روبرو سرکاری مالی سال ۱۹۰۸ء تا ۱۹۰۹ء کے لیے پیش کئے گئے تھے ان سے سہ سالہ دور کے تخمینوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔

باب ۵۵
عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

۳۴و۳۶۰	اشخاص ایسے تھے جن کی جائداد	(۲۰۰و۰۰۰ مارک) تا (۵۰۰و۰۰۰ مارک)	کی مالیت تھی
۱۲و۶۰۰	” ”	(۵۰۰و۰۰۰) تا (۱۰۰۰و۰۰۰)	”
۵و۳۰۰	” ”	(۱۰۰۰و۰۰۰) تا (۲۰۰۰و۰۰۰)	”
۳و۰۰۰	” ”	زائد از (۲۰۰۰و۰۰۰) تا (۲۰۰۰و۰۰۰)	مارک تھی

دونوں ملکوں میں نتائج آمدنیوں کے نتائج کے اساسی طور سے مماثل ہیں۔ لکھ پتیوں کی تعداد فی الحقیقت بہت ہی قلیل ہے؛ متمول گروہ کی تعداد بھی کم ہی ہے؛ لیکن جتنی جتنی املاک کی مالیت کم ہوتی جاتی ہے مالکوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے، اور سب سے کم مالیت کی جائداد جن اشخاص کے پاس ہے ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اس سے کم مالیت کی جائدادوں کے مالکوں کا حساب لگایا جائے تو ان میں یہ رجحان کس حد تک رونما ہوگا اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے؛ لیکن یہ یقینی ہے کہ اس جدول کے حدود سے نیچے جو اشخاص صاحب جائداد ہیں ان کی تعداد اس جدول کی مشمولہ تعداد سے بہت زیادہ ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں ہر چھ معمر اشخاص میں سے صرف ایک نے اپنی وفات پر ۱۰۰ پونڈ کی جائداد کا ترکہ چھوڑا اور بیس اشخاص میں سے صرف ایک نے ۱۰۰۰ پونڈ کی جائداد چھوڑی[1]۔ پرشیا میں ہر سات اشخاص کے منجملہ ایک شخص کی جائداد ۶۰۰۰ مارک یا اس سے زیادہ کی تھی؛ ۶/۷ حصۂ آبادی محصول املاک سے متاثر نہیں ہوا، اس لیے کہ اس کی جائداد ۶۰۰۰ مارک سے کم کی تھی[2]۔ جن اشخاص کے پاس بڑی مالیت کی جائداد ہے وہ ہر تہذیب یافتہ ملک میں آبادی کا

---

[1] مسٹر شیوزا منی نے اپنی کتاب موسومہ Riches and Poverty صفحہ ۱۵ و ۲۷ میں اس حالت کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے؛ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ہر دس کی آبادی میں صرف ایک وفات پر جائداد چھوڑتا ہے۔ لیکن جیسا کہ مسٹر اے، یل، بولی نے مجھ سے بیان کیا یہ تناسب مجموعی آبادی کے لحاظ سے صحیح نہیں ہو سکتا بلکہ بالغ آبادی کی تعداد کے لحاظ سے ٹھیک بیٹھتا ہے؛ اسی لحاظ سے متن میں چھ بالغ اشخاص میں سے ایک شخص کا تناسب بیان کیا گیا۔

[2] پرشیا کی مجموعی آبادی ۱۹۰۸ء میں ۳۸و۰۰۰و۰۰۰ تھی؛ اور (۱۵و۰۰۰و۰۰۰) اشخاص پر مشتمل جتنے خاندان محصول املاک کے لیے محسوب کئے گئے تھے ان میں صاحب جائداد افراد کی تعداد ۵و۳۵۰و۰۰۰ تھی۔

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

بہت ہی قلیل جزو ہیں۔

۳۔ ریاستہائے متحدہ کے لیے ہم کو تقسیم آمدنی کے کارآمد اعداد دستیاب ہوتے ہیں، مگر تقسیم املاک کے بارے میں ایسے کارآمد اعداد دستیاب نہیں ہوتے۔ آمدنی کے اعداد، یوروپ کے ممالک کے اعداد کے مثل محصول کے حسابات پر مبنی ہیں ۱۹۱۳ء میں وفاقی حکومت نے ایک انکم ٹکس مقرر کیا،[1] اور اسی کے بعد سے اعداد و شمار شائع ہونے لگے جن سے محصول عائد ہونے والی آمدنیوں کی مقدار اور وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جس زمانے میں نیا نظام جاری رہا اس کے ابتدائی پانچ سالوں کے لیے اعدادی نتائج اگر ان کو تقسیم کی صحیح حالت کی علامت کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا، محتاج تصحیح خیال کئے جاتے تھے جیسا کہ ٹکس عائد کرنے اور اس کا انتظام کرنے کی تمام صورتوں میں ہوتا ہے، مرور زمانہ کے ساتھ قابل محصول ذرائع پر پہنچنے میں زیادہ کامیابی ہوئی۔ ۱۹۱۸ء میں ملک جس وقت جنگ عظیم کے مصائب میں مبتلا تھا، حکام نے صحیح اور مفصل کیفیت حاصل کرنے کی خاص طور سے کوشش کی اور جنگ عظیم نے خدمات عامہ کا جو جذبہ ابھارا تھا اس نے محصول ادا کرنے والوں کی رہبری اس کا مستعدانہ جواب دینے کی جانب معمولی اوقات کے مقابلے میں بہت زیادہ موثر طریقے پر کی۔ لیکن اس کے باوجود حسابات کئی اعتبارات سے نامکمل رہے۔ جس زمانے میں یہ نظام رائج رہا اس کی مدت پھر بھی قلیل ہی تھی؛ علاوہ ازیں ضوابط ناقص طریقے سے مرتب کئے جانے کی وجہ سے لوگوں کو محصول سے ایک حد تک جائز قانونی طریقے پر اور ایک حد تک ناجائز طور سے بچ جانے کا موقع ملا محکمۂ محاصل داخلہ (Bureau of Internal Revenue) نے جو اعداد مرتب کئے تھے، اگرچہ وہ اس قدر ناقابل اعتماد نہ تھے جتنے کہ وہ خیال کئے جا سکتے تھے پھر بھی محتاج نظر ثانی و تصحیح تھے، اور اس تصحیح کے بغیر ان کو صحیح تقسیم آمدنی کے نمایندوں کی حیثیت سے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ماہرین اعداد و شمار کی ایک قابل جماعت نے دوسرے متعدد ذرائع سے مواد حاصل کر کے نہ صرف ان کی تحلیل، توضیح و تصحیح کی بلکہ ان میں

259

[1] دیکھو باب (۶۹) فصل (۵)۔

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

اضافہ بھی کیا۔ اس طرح ان سے اس خلاصہ کیفیت و جدول کی ترتیب میں کام لیا گیا جس کو معقولیت کے ساتھ صحیح کہا جا سکتا ہے[1]۔

سنہ ۱۹۱۸ء میں مقررہ مقداروں کی آمدنیاں رکھنے والے اشخاص کی تعداد کا اندازہ حسب ذیل کیا گیا:-

	تعداد اشخاص
آمدنی (۲,۰۰۰ ڈالر) تک	۳۲,۰۷۸,۴۱۱
آمدنی (۲,۰۰۰) تا (۳,۰۰۰ ڈالر)	۳,۰۶۵,۰۲۴
" (۳,۰۰۰) تا (۱۰,۰۰۰ ")	۱,۹۷۰,۹۹۱
" (۱۰,۰۰۰) تا (۵۰,۰۰۰ ")	۲۳۳,۱۸۱
" (۵۰,۰۰۰) تا (۲۰۰,۰۰۰ ")	۱۸,۹۵۶
" (۲۰۰,۰۰۰) تا (۵۰۰,۰۰۰ ")	۱,۹۷۶
" (۵۰۰,۰۰۰) تا (۱,۰۰۰,۰۰۰ ")	۳۶۹
" زائد از ۱,۰۰۰,۰۰۰ ڈالر	۱۴۵

عام صورت حال کو پیش کرنے کا دوسرا طریق یہ ہے کہ خوش حال طبقے کی مجموعی آمدنی کا تناسب بقیہ حصۂ قوم کی مجموعی آمدنی سے بیان کیا جائے۔ ۲,۰۰۰ ڈالر یا اس سے کم آمدنی والے افراد، مجموعی تعداد کا ۸۶ فیصد تھے؛ اور مجموعی آمدنی کے منجملہ ۶۰ فیصد آمدنی کے وہ مالک تھے۔ ۲,۰۰۰ ڈالر سے زائد آمدنی والوں کی تعداد مجموعی تعداد کا ۱۴ فیصد تھی اور ان کو مجموعی آمدنی کا ۴۰ فیصد وصول ہوتا تھا۔ خوش حال اور غیر خوش حال طبقوں کے مابین ۳,۰۰۰ ڈالر پر خط فارق کھینچنے سے معلوم ہوا کہ اس حد کے اندر آمدنی پانے والوں کی تعداد، مجموعی تعداد کا ۹۴ فیصد تھی،

260

[1] دیکھو ایک رپورٹ موسوم بہ Income in the United States its Amount and Distribution, 1909—1919. By the Staff of the National Bureau of Economic Research, New York, شائع شدہ سنہ ۱۹۲۱ء۔

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

اوران کو مجموعی آمدنی کا ۳۷ فیصد وصول ہوتا تھا؛ اس کے برخلاف ۳۰۰۰ ڈالر سے زائد آمدنی پانے والوں کی تعداد آبادی کا ۶ فیصد تھی اور آبادی کی آمدنی کا ۲۷ فیصد پاتی تھی۔ اس واقعے کو قدرے مختلف طریق پر بھی بیان کیا جاسکتا ہے۔ چوٹی کے آمدنی وصول کرنے والے ۵ فیصد اشخاص جن پر خوش حال ترین طبقہ مشتمل ہے مجموعی آمدنی کا ۲۶ فیصد پاتے ہیں؛ مجموعی آمدنی کے اعداد مطلق ۶۰۰۵ بلین ڈالر ہوتے ہیں جس کے منجملہ یہ خوش قسمت طبقہ ۱۶ بلین ڈالر وصول کرتا ہے۔

اس سے زیادہ مفصل نمایندگی دی ہوئی شکل سے ہوتی ہے۔ اس شکل میں مختلف متوازی الاضلاع کے عرض سے ان اشخاص کی تعداد معلوم ہوتی ہے جو مندرجۂ حاشیہ آمدنی پاتے ہیں، اوپر کی طرف کا ہر زینہ آمدنی میں ۱۰۰ ڈالر کے تغیر کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ معلوم ہوگا کہ یہ شکل الٹے لٹو کی شکل سے بہت قریبی مماثلت رکھتی ہے۔ وسیع ترین متوازی الاضلاع سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس واحد طبقے میں آمدنی وصول کرنے والوں کی سب سے زیادہ تعداد ہے، لیکن یہ سب سے
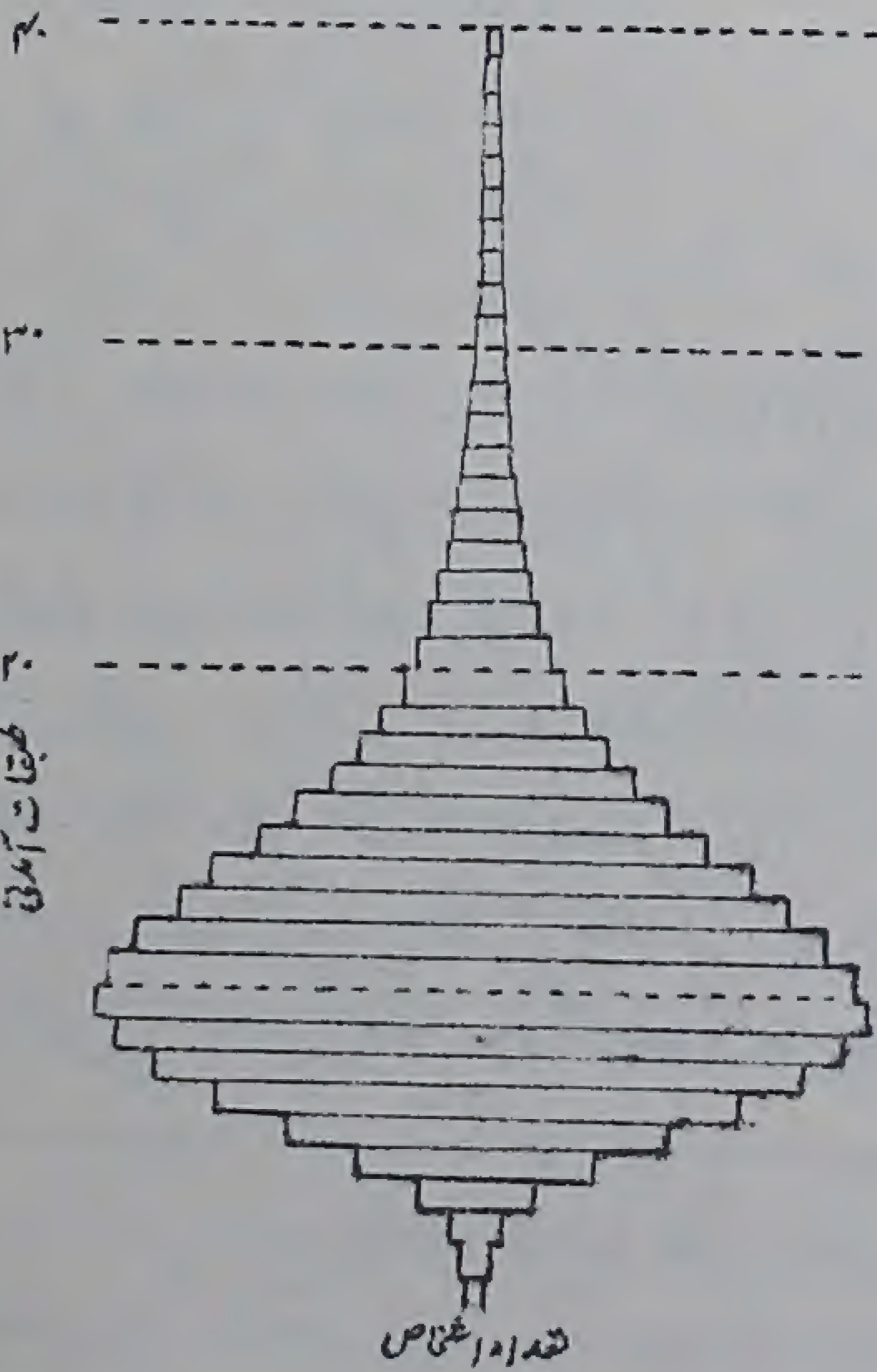
باب ۵۵
عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

261

نیچے نہیں ہے؛ اس میں ۹۰۰ تا ۱۰۰۰ ڈالر پانے والے اشخاص شامل ہیں۔ اس سے اوپر اور نیچے کے مقررہ طبقوں کی آمدنیاں ۸۰۰ تا ۱۲۰۰ ڈالر ہیں یہ بھی پھیلی ہوئی ہیں اور ان سے خاصی بڑی تعداد ظاہر ہوتی ہے۔ جتنی جتنی آمدنی بڑھتی ہے طبقے سکڑتے جاتے ہیں، حتیٰ کہ ۴۰۰۰ ڈالر پانے والوں کی تعداد بہت گھٹ جاتی ہے۔ اس حد سے آگے شکل اس لیے وسیع نہیں کی گئی ہے کہ تقریباً فوراً ہی وہ پتلی لکیر کی شکل اختیار کرلے گی۔ یہ لکیر اگر اسی پیمانے پر اعلیٰ ترین آمدنی کو ظاہر کرنے کے لیے کھینچی جائے تو اس کا طول کئی ہزار فٹ ہوگا۔ گویا لٹو کا سرا بہت زیادہ طویل ہو جائے گا اور بہت دور تک چلا جائے گا۔

اس قسم کے معطیات سے نتائج اخذ کرنے میں، معیار ہائے زر، قیمتوں کی سطحوں اور متعارف آمدنیوں کا ہمیشہ لحاظ کرنا ضروری ہے۔ بعض شرائط بدیہی ہیں۔ دیگر کم بدیہی ہیں، ان کا اقتضاد یہ ہے کہ عام معاشی اصولوں کا اطلاق ناقدانہ طریقہ پر کیا جائے۔ ایک بدیہی تصحیح زر کے حالات کے اس غیر معمولی تغیر سے متعلق ہے جو بیسویں صدی کے اوائل اور ۱۹۱۸ئہ کے مابین رونما ہوئی۔ برطانیہ و پرشیا کے اعداد اول الذکر مدت سے متعلق ہیں اور ریاستہائے متحدہ کے اعداد ۱۹۱۸ئہ کے لیے مرتب ہوئے[1]۔ ۱۹۱۸ئہ کے امریکہ کی ۳۰۰۰ ڈالر کی آمدنی ۱۹۱۳ئہ کی ۱۵۰۰ ڈالر کی آمدنی سے کچھ زیادہ نہ تھی۔ مختلف ممالک کی اضافی آمدنیوں کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک اس کے مساوی بدیہی ضرورت بین الاقوامی اختلافات کا لحاظ کرنے کی ہے۔ مثلاً عام نظر سے دیکھا جائے تو ۱۹۱۳ئہ کے برطانیہ کی ۱۶۰ پونڈ (یعنی تقریباً ۸۰۰ ڈالر) کی آمدنی معاشری معیار کے لحاظ سے اس سال کی امریکہ کی ۱۵۰۰ ڈالر کی آمدنی یا ۱۹۱۸ئہ کی ۳۰۰۰ ڈالر کی آمدنی کے مساوی تھی گو قوت خرید کے اعتبار سے وہ اس قدر مساوی نہ تھی۔ ۱۹۱۳ئہ کے برطانوی اعداد کی تشریح کے سلسلے میں، ۱۶۰ پونڈ کی رقم کو خوش حال طبقے اور بقیہ کثیر آبادی کے مابین خط فارق مانا جاسکتا ہے۔ اس کے بالمقابل

[1] دیکھو باب ۲۳ فصل (۶)۔

باب ۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

اس سے زیادہ بڑی رقم یعنی ۰۰۰ ۳ ڈالر کو ۱۹۱۸ء کے امریکہ کی دونوں جماعتوں کے مابین خط فارق مانا جا سکتا ہے[1]۔ جیساکہ مندرجہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے اور جیساکہ دوسرے عنقریب پیش کئے جانے والے اعداد و شمار سے پوری طرح ظاہر ہوگا، خوش حال طبقے کو میسر آنیوالی آمدنی کا تناسب ریاستہائے متحدہ کے مقابلے میں برطانیہ عظمیٰ میں زیادہ ہے۔

ایک اور تصحیح نسبتاً بہت زیادہ دقت طلب قسم کی ہے۔ اس کا تعلق ایسی جماعت کی معاشری حیثیت اور متعارف آمدنی کے مفہوم سے ہے جس کی تعداد ریاستہائے متحدہ میں زیادہ ہے اور جس کی کوئی نظیر برطانیہ عظمیٰ میں نہیں ہے۔ یہ آزاد کاشتکاروں کی جماعت ہے۔ امریکہ کے لاکھوں کاشتکاروں کی آمدنیاں خوش حال طبقے کی آمدنیوں سے بالعموم بہت کم ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بظاہر مزدوری پیشہ طبقے کی آمدنیوں کے اوسط سے بھی کم معلوم ہوتی ہیں۔ مصنف نے "بظاہر کم معلوم ہوتی ہیں" اس لیے کہا کہ کاشتکاروں کی آمدنیوں کا حساب تشریح طلب ہے اور اعتراضات کی گنجائش رکھتا ہے۔ وہ اور اس کے اہل و عیال کھیت کی جتنی پیداوار صرف کرتے ہیں وہ بھی اس کی آمدنی میں شمار ہوتی ہے اور بجائے خود ایک بہت بڑی مد ہے۔ اس کی مقدار کی پیمائش کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ یہ سوال کیا جائے کہ اگر پیداوار کو کاشتکار اپنے صرف میں نہ لاتا اور فروخت کرتا تو، اس کی کیا قیمت وصول ہوتی؟ اگر اس کے کھیت کا مکھن، انڈے، میوے، ترکاریاں، مرغ، گوشت فروخت کرنے سے اور مکان کا کرایہ شامل کرنے سے کل قیمت (۳۰۰) ڈالر وصول ہو تو، اس کی مجموعی متعارف آمدنی کو ظاہر کرنے کے لیے اس کی خالص متعارف آمدنی میں یہ (۳۰۰) ڈالر بھی شامل کرنے پڑیں گے۔ لیکن (یہیں سے دقت شروع ہوتی ہے)! یہ زائد (۳۰۰) ڈالر بحوالۂ اشیا یا

262

[1] علیٰ ہذا ۱۹۱۰ء کے پرشیا کے ۰۰۰ ۳ مارک کی آمدنی معاشری اہمیت کے لحاظ سے ۱۹۱۸ء کے ریاستہائے متحدہ کی ۰۰۰ ۳ ڈالر کی آمدنی کے بالمقابل رکھی جا سکتی ہے۔

باب ۵۵
عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

بحوالۂ آمدنی صحیحہ بہت زیادہ رقم کی نمایندگی کرتے ہیں، گویا ۳۰۰ ڈالر کی اسی رقم کی قدر شہر میں رہنے والے مزدور کے حق میں ۳۰۰ ڈالر سے زیادہ نہ ہوگی۔ کاشتکار اپنے کھیت پر جتنی اشیا ۳۰۰ ڈالر پر فروخت کر سکتا ہے اُن کو اگر شہر کا باشندہ خریدے تو اُسے ۳۰۰ ڈالر سے بہت زیادہ قیمت ادا کرنی پڑے گی؛ بلا شبہ یہ قیمت اوسطاً دگنی ہوگی۔ پیدا کنندے کو، اس اصطلاح کے عام مفہوم کے لحاظ سے، جو قیمت وصول ہوتی ہے اور صارف کو جو قیمت ادا کرنی پڑتی ہے ان دونوں کا فرق علمائے معاشیات کے نزدیک ایک مستقل محلِ حیرت ہے؛ یہ فرق زیر بحث زرعی پیداوار کی حد تک غالباً سب سے بڑا ہے۔ اس طرح کاشتکار کی آمدنی کا تخمینہ کرتے وقت ہمیں تصحیح میں وہی عامل استعمال کرنا چاہیئے جیسا کہ بین الاقوامی معاملات کے تقابل میں استعمال کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ امریکہ کے ایک میکانک کی آمدنی متعارف انگلستان اور فرانس کے میکانکوں کی آمدنی متعارف کے مقابلے میں علی الترتیب دوگونہ اور سہ گونہ ہو، لیکن اس کی آمدنی صحیحہ اس حساب سے ہرگز اتنی زیادہ نہ ہوگی۔ علیٰ ہذا اگرچہ ممکن ہے کہ امریکہ کے میکانک کی آمدنی امریکہ کے کاشتکار کی آمدنی سے ۵۰ فیصد زیادہ ہو، لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں کی صحیحہ آمدنیاں تقریباً مساوی ہوں۔ یہ ایسے معاملات ہیں جن کی جانب عوام بحث مباحثوں میں کچھ بھی توجہ نہیں کرتے، ملک کے دیگر معاملات کا تقابل تو بڑی چیز ہے۔ یہ معاملات ایک جانب عام اعداد و شمار اور خاص کران اعداد و شمار کے استعمال میں جو باشندوں کی مجموعی آمدنی کو ظاہر کرتے ہیں اور دوسری جانب مختلف طبقوں میں اس آمدنی کی تقسیم کے باہمی فرق و امتیاز کی ضرورت کو واضح کرتے ہیں۔

263

۴۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ عدم مساوات بڑھ رہی یا گھٹ رہی ہے؟ آیا یہ صحیح ہے، جیسا کہ بالعموم بیان کیا جاتا ہے، کہ دولتمند زیادہ دولتمند اور مفلس زیادہ مفلس بنتے جا رہے ہیں؟ اس بارے میں بھی ہمیں صحیح معلومات زیادہ حاصل نہیں ہیں۔ لیکن جو کچھ معطیات ہمارے پاس موجود ہیں ان کی بنا پر عام رجحان یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں متمول لوگ غالباً زیادہ متمول ہوتے جا رہے ہیں اور اُن کے

باب ۵ب
عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

تمول میں یقیناً کمی نہیں ہو رہی ہے، مفلس زیادہ مفلس نہیں ہو رہے ہیں۔
برطانیہ کے لیے ۱۸۸۰ء اور ۱۹۱۳ء کے دو سالوں کا محتاط مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ درمیانی مدت میں (یعنی ایک نسل کے قریب) اجرت پانے والی جماعتوں کی آمدنیوں میں بقدر ۴۵ فی صد اضافہ ہوا، اور خوش حال طبقوں کی آمدنیوں میں یعنی ایسی آمدنیوں میں جن کی مقدار محصول آمدنی کی استثنائی حد سے زیادہ ہے بقدر ۳۰ فی صد اضافہ ہوا خوش حال طبقے کو برطانوی قوم کی مجموعی آمدنی کے منجملہ جتنا حصہ ۱۸۸۰ء میں پہنچا تقریباً ٹھیک اتنا ہی ۱۹۱۳ء میں بھی پہنچا اور اس کی مقدار نصف سے کچھ ہی کم ہے۔ واضح رہے کہ یہ کسر ریاستہائے متحدہ کی اسی کے بالمقابل کسر کی نسبت زیادہ ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں، جیساکہ ابھی بیان کیے ہوئے اعداد سے معلوم ہوتا ہے، خوش حال طبقے کو جو مجموعی آمدنی ملتی ہے اس کا تناسب کل آبادی کی مجموعی آمدنی کے مقابلے میں تقریباً ۱/۳ ہے۔ ان دو ملکوں کے مابین اس بین فرق کی بڑی وجہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی آزاد کاشتکاروں کی جماعت کی کثرت تعداد اور عام خوش حالی ہے۔ برطانیۂ عظمیٰ میں تغیر کے عام رجحان پر اگر بکرر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہاں خوش حال طبقے کے افراد کی تعداد تقریباً دوچند ہو گئی تھی، اور اس کے برخلاف اُجرت پانے والے طبقے کے افراد کی تعداد میں ۱/۲ سے بھی کم اضافہ ہوا تھا۔ مختلف طبقوں کی آبادی کی تقسیم میں نمایاں تغیر خوش حال طبقے اور مزدوروں کے طبقے کی درمیانی جماعت کی آمدنی کا اضافہ تھا۔ اس جماعت میں چھوٹی تنخواہ پانے والے اشخاص، دوکاندار اور ایسے لوگ شامل ہیں جن کی آمدنیاں مستثنیٰ مقدار سے کم ہیں لیکن دستکاروں اور مزدوروں کی معمولی اوسط آمدنیوں سے زیادہ ہیں۔ آبادی کا بیشتر تناسب درمیانی جماعت اور خوش حال طبقے کی سطحوں تک ترقی کر جانے کے قابل ہوا۔ اس کے برخلاف جو لوگ مفلس تھے وہ کسی قدر اور مفلس ہو گئے[1]۔

---

[1] دیکھو A.L. Bowly کا تجزیہ فن اعداد و شمار کی نہایت قابل تعریف تصنیف موسوم بہ The Technique in the Distribution of the National Incomes برائے ۱۸۸۰ء تا ۱۹۱۳ء شائع شدہ ۱۹۲۰ء میں۔

باب ۵۵
عدم مساوات اور اسکے اسباب ۔ ۵ز
264

اس زمانے میں جرمنی میں اسی کے مماثل میلان رونما ہوا۔ یہاں بھی محصول کے اعداد و شمار خاصی صحیح اطلاعات کا منبع ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی میں بھی مفلس طبقے کی آمدنیوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ علاوہ ازیں یہاں ایک مستقل ترقی کی تحریک جاری رہی اور آبادی کا کچھ تناسب زیادہ خوش حال طبقے میں اپنے کو دفعتہً پہنچا دینے کی دوامی کوشش کرتا رہا۔ آرام سے زندگی بسر کرنے والے مزدوروں کی جماعت اور زیرین متوسط جماعت کمزور نہیں ہوئی بلکہ زیادہ طاقتور ہو گئی۔ نہ تو متوسط طبقے کے غائب ہونے کا کوئی میلان رونما ہوا اور نہ بہت ہی متمول اشخاص کی مختصر جماعت میں اعلیٰ آمدنیوں کے انجذاب کا کوئی رجحان پیدا ہوا۔ اس زمانے میں جرمنی، برطانیہ سے زیادہ تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا تھا؛ اور اس وقت اس کی حالت وہی تھی جو اس کے رقیب کی نصف صدی پیشتر رہی تھی۔ یہ توقع کیجا سکتی ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ اس سریع مادی ترقی کے دوش بدوش کاروباری جماعت کو خاصہ منافعہ وصول ہوگا اور خوش حال طبقہ بھی عام طور سے فائدہ حاصل کرے گا۔ اس وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ جرمنی کے بہت زیادہ خوش حال طبقے کے پاس آمدنی اور املاک کے روز افزوں زیادہ مقدار میں مجتمع ہونے کے علامات عیاں ہیں اور پھر بھی اس طبقے کے اندر تعداد کا اضافہ ہو رہا ہے؛ لیکن یہ سب کچھ کم خوش حال طبقے کی حالت کو نقصان پہنچائے بغیر ہوا ہے۔

ریاستہائے متحدہ میں موجود الوقت صورت حال کے مقابلے میں عدم مساوات کے رجحان کے متعلق کہ آیا وہ کم ہو رہا ہے یا زیادہ، ہمیں بہت کم معلومات حاصل ہیں۔ لیکن یہ بالکل اغلب ہے کہ جنگ یورپ سے پیشتر کی نسل میں ترقی کی رفتار عام طور سے جرمنی کی رفتار ترقی کے مثل تھی، اس لیے کہ دونوں ملکوں کی حالت سریع صنعتی ترقی کی حد تک ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھی۔ بہت نمایاں طور سے کثیر المقدار دولت و تمول کے مجتمع ہو جانے کی وجہ سے اکثر حصوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ عدم مساوات اور زیادہ ترقی کر رہی تھی۔ لیکن ملک خاصہ وسیع ہے اور اس کی آبادی بھی کثیر ہے؛ متوسط طبقے کے اشخاص خواہ وہ بالائی حصے کے ہوں یا زیریں حصے کے کثیر التعداد ہیں، اگرچہ متمول طبقے کی طرح ممتاز و نمایاں

باب ششم

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

نہیں رہیا۔ یہ ممکن ہے کہ لکھ پتیوں کی تعداد اور آمدنیاں خوش حال یا متوسط درجے کے متمول اشخاص کی تعداد اور آمدنیوں کے مقابلے میں بہت تیزی کے ساتھ بڑھ گئی ہوں، اس لیے کہ سب سے اوپر کی جماعت میں نہ صرف صنعت بر پیمانہ کبیر کے جدید رجحان کے عمل کے ذریعے سے اضافہ ہوا، بلکہ امریکہ کی انجمن ہائے سرمایہ مشترک کے مخصوص حالات، خانگی انتظام کے تحت کاروبار کرنے والی صنعتوں کی توسیع اور مادی ترقی کی غیر معمولی تیز رفتار کی وجہ سے بھی اضافہ ہوا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بیرونی ممالک سے آکر بسنے والوں کا جو دباؤ یہاں کے ادنیٰ ترین طبقے پر پڑا اس نے اس طبقے کو عام ترقی میں اسی حد تک حصہ لینے سے باز رکھا ہو جس حد تک، دیگر ممالک میں اس طبقے کے لوگ لے رہے تھے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں جو خاص عاملین ظاہر ہوئے ان کے خاص اثرات کے بارے میں خواہ کچھ ہی نتیجہ کیوں نہ اخذ کیا جائے، یہ غیر ممکن ہے کہ تغیر کی عام صورتیں ان ممالک کے تغیر کی صورتوں سے مختلف رہی ہوں گی جن میں اسی کے مماثل صنعتی خصوصیات موجود تھیں[1]۔

265

[1] ۔ تقسیم دولت کے میلانات کے لیے جو جرمنی کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتے ہیں، دیکھو پروفیسر اڈالف واگز کا مشہور مضمون Zeitschrift d. Pruss. Statist. Bureau شائع شدہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۲ ۶ میں، نیز دیگر حوالہ جات۔ اس کے نتائج کی تصدیق روبرٹ ٹیرنے اپنی کتاب موسوم بہ Handworterburg der Staatwissen Scharten جلد سوم صفحہ ۲۸۸ (تیسرا ایڈیشن ۱۹۰۹ء) میں کی ہے اس کا مقابلہ گروسومبارٹ کی کتاب موسوم بہ Deutche Volkswirtschaft im 19. Jahrhundert صفحہ ۵۰۶ سے۔

پروفیسر پریٹو کی مشہور و معروف تجویز کہ عام میلان کو بجا الٰہ ریاضی بیان کیا جائے اس کی کتاب موسوم بہ Cours d'Economics Politique جلد دوم حصہ سوم باب پنجم میں موجود ہے، جس میں مختلف ذرائع سے اعداد بھی درج کئے گئے ہیں۔ پروفیسر اے سی پی گو نے اپنی کتاب موسوم بہ The Economics of Welfare حصۂ پنجم باب دوم میں اس پر محققانہ نقد و تبصرہ کیا ہے۔

باب ۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

۵۔ یہاں تک تو عدم مساوات کے عام واقعات بیان ہوئے۔ اب ان کی تشریح و توجیہ کس طرح کی جائے؟ اور ان کو کس طرح درست ٹھیرایا جائے؟

عدم مساوات کے اسباب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو وہبی قابلیت کے جبلی فرق؛ اور دوسرے اکتسابی فوائد کا قیام و دوام، ماحول اور املاک کی توریث کے ذریعے سے۔ عدم مساوات کی بنیاد مختلف انسانوں کے مختلف صفات اور مختلف فطری قابلیت میں ملتی ہے؛ اور اس کے بقا و دوام کی وجہ املاک و مواقع کی توریث کے اثر میں، نیز جبلی قابلیت کے دیرپا اثر میں ملتی ہے، جو آبا و اجداد سے اخلاف و اولاد میں منتقل ہوتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ابتداءً سب فرق و اختلافات اس وجہ سے رونما ہوئے کہ چند انسان دیگر انسانوں پر وہبی طور سے تفوق رکھتے تھے۔ وحشیوں کا سردار اپنے متبعین پر قوت چالاکی و عیاری میں تفوق رکھتا ہے۔ تمام تاریخیں اس بات کی شاہد ہیں کہ سب سے طاقتور اور سب سے قابل افراد ہمیشہ قائد و سرگروہ رہے ہیں۔ چنانچہ اب بھی تہذیب یافتہ قوموں کی پُر امن رقیبانہ جد و جہد میں برابر یہی ہوتا ہے۔ ہمارے موجودہ معاشرے میں اُجرتوں، یعنی ہر قسم کی محنت کی آمدنیوں، کے فرق کم از کم بڑی حد تک تو قدرتی قویٰ کے اختلافات کے نتائج ہوتے ہیں۔ عصر جدید میں اس کی سب سے نمایاں مثال کاروباری طبقے میں ملتی ہے۔ خاصکر بالائی حصے میں اعلیٰ درجے کی جبلی قابلیت، کاروباری جماعت میں سے چند خوش قسمت افراد کی غیر معمولی آمدنیوں کی توجیہ کرتی ہے۔ دیگر پیشوں میں اگرچہ تربیت و تعلیم اور ماحول کا بڑا اثر ہے، پھر بھی جبلی قابلیتیں، محنت سے بیشتر بن آمدنیاں حاصل ہونے کی تشریح کرنے میں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔

لیکن قوم کی ترقی کے بہت ہی ابتدائی دور میں فرق و اختلاف کا یہ ابتدائی سبب بدل جاتا بلکہ سرے سے غائب ہو جاتا ہے، اور اس کی جگہ مقررہ فوائد کا استمرار ہونے لگتا ہے۔ جاگیری نظام میں اور ہر اس معاشرے میں جو ذات پات کی بنیاد پر منظم ہو عدم مساوات شدید قوانین کے زور سے

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

قائم کی جاتی ہے۔ موجودہ زمانے کے مفروضہ آزاد اور مسابقت کرنے والے معاشرے میں فوائد کا رجحان پھر بھی اپنے آپ کو قائم رکھنے کی جانب ہوتا ہے۔ یہ رجحان دو طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک تو ماحول اور موقع سے اور دوسرے املاک کی توریث کے ذریعے سے۔

ماحول اور موقع پر پہلے غور کیا جا چکا ہے[1]۔ اگرچہ یہ یقین نہیں ہے کہ معاشری طبقہ بندیوں کا انحصار کس حد تک اکتسابی فوائد اور سہولتوں پر ہوگا اور کس حد تک مختلف جماعتوں کے جبلی اخلاقی اور عقلی صفات و خواص پر ہوگا، لیکن یہ ظاہر ہے کہ مصنوعی اسباب بڑی حد تک عمل کرتے ہیں مختلف قوتوں کا عمل ہر شخص کو اس کے آبا و اجداد کے معاشری رتبے ہی میں رکھتا ہے۔ صرف وہ لوگ جو غیر معمولی جبلی خوبیاں رکھتے ہیں آسانی سے اس رتبے سے آگے ترقی کرتے ہیں اور صرف وہی لوگ اس سے گھر جاتے ہیں جن میں غیر معمولی نقائص موجود ہوتے ہیں۔

لیکن اس سے زیادہ اہم شے املاک کی براہ راست توریث ہے۔ اس کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ بدیہی طور سے محض یہی اس چیز کی تشریح کر دیتی ہے کہ اصل، زمین اور آمدنی پیدا کرنے والی ہر قسم کی جائدادوں سے وصول ہونے والی آمدنی میں دوام کیوں ہوتا ہے، اور اس طرح متمول اور غیر متمول کے درمیان دائمی خلیج کیوں حائل رہتی ہے۔ توریث، معاشری طبقہ بندیوں کے خطوط فارق کو مضبوط کرنے میں اور رسم و رواج اور عادات کے اثرات کو از سر نو پر زور بنانے میں بھی مدد دیتی ہے۔ جو اشخاص ورثہ حاصل کرتے ہیں انھیں موقع اور سہولت بھی ارث میں ملتی ہے۔ ان کا آغاز نہایت بہتر ہوتا ہے، ان کا ماحول زبردست مہیج کا کام دیتا ہے اور ان کی ترقی کی آرزوئیں بھی بلند ہوتی ہیں۔ ایسے اشخاص کی آمدنیوں میں مزید اضافے کا امکان ہوتا ہے اور تاخیر کی شادیوں اور کم اولاد کے ذریعے سے ان کے معیار زندگی اعلیٰ درجے پر

[1] دیکھو باب ۴۷۔

باب ۵۵
عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

برقرار رہنے کا قرینہ ہوتا ہے۔ توریث کا آئین معاشری طبقہ بندی کو جس طرح راست طریقے پر متاثر کرتا ہے اس سے کچھ کم درجے پر بالواسطہ طریق پر متاثر نہیں کرتا۔

کوئی اور شے جبلی قوی، توریث املاک، اور دوامی ماحول کے متحدہ اثر کو اس قدر کامل طور سے ظاہر نہیں کرتی جس قدر موجودہ زمانے کی سوسائٹی کی سب سے ممتاز ہستی یعنی سرمایہ بڑھانے والے کاروباری شخص کی حیثیت ظاہر کرتی ہے۔ کسی انفرادی کاروباری شخص کی زندگی کے ابتدائی مراحل میں ذرایع کی تملیک بہت اہم مانی جاتی ہے۔ ابتدائی مرحلے کے بعد جبلی قابلیت کا زیادہ سے زیادہ اثر پڑتا ہے۔ صنعت کا قائد خواہ کسی طریقے سے اپنے کاروبار کا آغاز کرے وہ ترقی کرتا اور سرمایہ بڑھاتا جاتا ہے؛ اور جوں جوں وہ سرمایہ بڑھاتا جاتا ہے، کثیر املاک کی بدولت اس کو پھر زیادہ سے زیادہ موافق حالات میسر آتے ہیں۔ جب وہ مرتا ہے تو اپنے پیچھے متعدد ورثا چھوڑ جاتا ہے، جو غالباً نہ صرف قابلیت ورثے میں حاصل کرتے ہیں؛ بلکہ املاک بھی یقینی طور سے حاصل کرتے ہیں۔ املاک کے ساتھ وہ نیا ماحول اور نئے نئے مواقع بھی ارث میں پاتے ہیں۔ حقیقت میں ایسا ہونا ممکن ہے کہ کفایت شعاری یا ہوشمندی کے فقدان کی وجہ سے جائداد تباہ ہو جائے یا ورثا میں حصہ بندی کے باعث اس کے ٹکڑے ہو جائیں۔ لیکن ان دونوں نتائج میں سے کوئی نتیجہ بھی اغلب نہیں ہے؛ اور اگر یہ نتائج رونما بھی ہوں تو بھی ورثا کے خیالات عالی اور ارد گرد کے حالات اس مفلس طبقے کے ماحول اور امنگوں سے بہت مختلف ہوتے ہیں جن کی صفوں سے ممکن ہے کہ ان کا جد اعلیٰ نکلا ہو۔ بہر صورت عدم مساوات، توریث اور ماحول کے ذریعے سے دوامی شکل اختیار کرتی جاتی ہے، خواہ وہ ابتداءً موافق حالات کے بغیر ہی کیوں نہ رونما ہوئی ہو۔

267

۶۔ املاک کی توریث عدم مساوات کو قائم و برقرار رکھنے میں جب اس قدر قوی اثر ڈالتی ہے تو، اس کو کس طرح حق بجانب قرار دیا جا سکتا ہے؟

باشب

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

تاریخی لحاظ سے توریث کی ابتدا خاندان کی وحدت کے احساس سے ہوئی۔ قدیم زمانے میں جدّ، املاک کا قریبی مالک اس قدر نہ ہوتا تھا جس قدر وہ اُس خاندان کا صدر اور نمایندہ ہوتا تھا جن کی ملک میں یہ املاک ہوتے تھے۔ متوفی کے بعد اس کے پسماندگان کے ہاتھ جو ملک آتی تھی اس سے تملیک کا تغیر نہ ہوتا تھا، بلکہ سلسلے میں آنے والے مالکوں کے نئے نمایندوں میں ملک کی منتقلی عمل میں آتی تھی۔ گو تاریخی اعتبار سے توریث کی یہ تشریح کافی ہے لیکن وہ آیین وراثت کو حق بجانب قرار دینا تو درکنار اس کی موجودہ حالت میں توجیہ و توضیح کرنے میں بھی کچھ مدد نہیں دیتی۔ جس بنیاد پر اب وراثت کی مدافعت کی جاتی ہے وہ صاف بات یہ ہے کہ افادی بنیاد ہے۔ جو سوسائٹی خانگی ملک کی بنیاد پر منظم ہو اس میں اصل کے قیام و دوام کے لیے توریث ضروری ہے۔

یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ فراہمی اصل کے ابتدائی مراحل میں توریث کس حد تک ضروری ہے۔ زر اندوزی اور پس اندازی و شغل اصل کے ابتدائی مراحل کی جانب متعدد محرکات رہبری کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں:- اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال کے مستقبل کے تحفظ کا خیال، معاشری حیثیت بڑھانے کا ولولہ، امتیاز حاصل کرنے کی خواہش، جد و جہد کرنے سرگرمی دکھانے اور حکومت و اختیارات حاصل کرنے کے جذبات۔ لیکن مسلسل اصل کی فراہمی اور اس کو مستقل طور سے مصروف کرنا، یہ اسی وقت ممکن ہے جب گھر بار کی محبت اور خاندان کی آرزوں کا پورا کرنا بطور محرک موجود ہوں۔ جائداد یا دولت کا وقف، اگرچہ ورثا کے لیے بالعموم ایک مشکوک سا عطیہ ہوتا ہے، پھر بھی جد کا بنایا ہوا ایسا سرچشمہ ہوتا ہے جس کو بڑھایا اور پھیلایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم توریث کا خاتمہ کردیں اور یہ حکم نافذ کردیا جائے کہ متوفی کی جائداد بحق سرکار ضبط کرلی جائے گی تو، مالک عام طور سے خود مرنے سے بیشتر جائداد ختم کردے گا۔ اکتساب جائداد کے اولین محرکات میں سے ایک محرک غائب ہو جائے گا اور اس طرح جائداد کے قیام و بقا کا یقیناً سب سے بڑا محرک نابود ہو جائے گا۔ پھر عامتہ الناس کے فائدے کے لیے کون اصل جوڑے گا اور اس کو مصروف کرے گا؟

268

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

یہی اس اصول کی بنیاد ہے کہ توریث کے محصول کو حدود کے اندر رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ بعد میں چلکر معلوم ہو گا، وفات پر جائداد کی منتقلی محصول عائد کرنے کا اور متزائد شرحوں کے اطلاق کا مناسب موقع پیش کرتی ہے[1] لیکن اس قسم کے محصول، اصل کی جڑ کھوکھلی کر دیتے ہیں۔ تا وقتیکہ ان کو معتدل حدود کے اندر نہ رکھا جائے ان کی ادائی اصل جائداد میں سے کرنی پڑتی ہے نہ کہ آمدنی سے؛ اور افراد کے "اصل" کی تقلیل اجتماعی اصل کی اتنی ہی تقلیل کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ یہ کہ محصولات جس قدر زیادہ ہوں گے اور اس کے نتیجے کے طور پر جائدادوں کی قرقی سے وہ جس قدر متصل ہوتے جائیں گے اسی قدر یہ زیادہ اغلب ہو گا کہ اصل کی ابتدائی فراہمی میں مزاحمت رونما ہو۔

۷۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ توریث غیر محدود ہونی چاہیئے۔ بعض ایسے تحدیدات یقیناً عائد کئے جا سکتے ہیں جو اس آئین کی اساسی تاثیر کو متاثر نہ کریں۔ گو دیگر بندشیں ممکن ہے کہ اصل کو کم کرنے کی جانب رہبری کریں، لیکن ان سے نقصانات کی تلافی کرنے والے فوائد رونما ہوں گے۔ عدم مساوات کو گھٹا کر ممکن ہے وہ ایسی معاشری منفعت پیدا کریں جو مادی نقصان کی کافی سے زیادہ تلافی کر دے۔

اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ بلا وصیت توریث کا عمل غیر معین طور سے سب سے دور کے عزیز تک کیوں وسیع کیا جائے۔ جہاں کوئی شخص وصیت تحریر کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا وہاں، یہ بات بخوبی مانی جا سکتی ہے کہ اس نے اپنی جائداد دور کے رشتہ دار وارثوں کے خیال سے نہیں جوڑی تھی۔ اگر عوام اس قسم کی غیر مترقبہ دولت کا کلی یا جزوی استحصال کر لیں تو، ایسے شخص یا دوسرے اشخاص کی جوڑی ہوئی دولت میں رکاوٹ نہ پیدا ہو گی۔ اسی بنیاد پر، جیسی جیسی وارث کی رشتہ داری متوفی سے زیادہ بعید ہوتی جائے، توریث پر

---

[1] دیکھو باب ۶۹ فصل (۶)؛ نیز باب ۶۸ و باب ۶۹ میں محصولات متزائد کی عام بحث۔

باب ۶

عدم مساوات اور اسکے اسباب ،،

خواہ اس کے متعلق وصیت نامہ تحریر کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو، بھاری محصول لگانا حق بجانب ہوگا۔

اس سے مختلف تجویز، جس کا مقصد بھی مختلف تھا، بہت زمانے قبل جان اسٹورٹ مِل نے پیش کی تھی؛ اور وہ یہ تھی کہ اس جائداد کی مقدار جو کسی واحد وارث یا وصی کو منتقلی کے قابل ہو محدود کی جائے۔ ایسی جائداد کی انتہائی مقدار مقرر کردینی چاہیئے جو کوئی شخص وصیت یا توریث کے ذریعے سے یا کسی زندہ آدمی سے بطور ہبہ حین حیات حاصل کرسکتا ہو۔ یہ مقدار دس لاکھ ڈالر یا اس سے بہت کم یا کچھ زیادہ مقرر کی جاسکتی ہے؛ مقدار کے تعین کا انحصار عامۃ الناس کے مروجہ خیالات پر اُس حد تک ہوگا جس حد تک وہ عدم مساوات کو برداشت کرنے سے عاجز آگئے ہوں۔ اس اہم تحدید کے تابع رہ کر کامیاب سرمایہ دار اپنی مِلک کو تقسیم کرنے کے بارے میں آزاد ہوگا۔ چاہے وہ متعدد پانے والوں میں اس کو تقسیم کرے یا عوام کی خدمت کے لیے بڑے بڑے عطیے دے کر اپنے لیے یادگار قائم کرے۔ اس کو اگر اس حد تک اپنی دولت پر تصرف کرنے کا اختیار دیا جائے تو، (مجوزوں کو یہ توقع ہے کہ) وہ اپنی زندگی میں دولت کو تلف کرنے سے باز رہ سکے گا۔ اس صورت میں فراہمی اصل میں تو کوئی مزاحمت پیدا نہ ہوگی لیکن کثیر المقدار دولت کی مِلک از روے وراثت کسی کو نہ ملے گی اور اوپر کے "فارِدتی" طبقہ کا دوام رُک جائے گا۔ اس طرح سب سے بڑی اور بھیانک عدم مساوات کا خاتمہ ہوجائے گا۔

269

یہاں بنیاد غیر استوار ہے۔ یہ صحیح ہے کہ زراندوزی کے محرکات قوی ہونے کی وجہ سے ان کے حق میں غیر محدود ذرایع کو تقسیم کرنے کی آزادی پھر بھی مہیج کا کام کرے گی؛ تاہم قریبی ورثا کو جو مقدار قابل انتقال ہو اس کی تحدید مالک کو اپنے حین حیات غیر محتاط مصارف یا اسراف کرنے کے جذبے کو فروغ دے گی۔ اس طرح ہمیں اس خیال پر پہنچنا پڑے گا کہ چونکہ مستقل املاک کی عدم مساوات خوش حالی کے بہترین امکانات کے متضاد ہے اس لیے وہ صرف فی نفسہ ایک نقص یا خرابی نہیں ہے، بلکہ مفروضہ خوش قسمت فیض رسانوں اور

باب ۵۵
عدم مساوات اور اسکے اسباب

اہلِ خیر کے لیے بھی بالعموم خطرناک ہے۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ بیجا اسراف کے ذریعے سے اصل کا جتنا اتلاف ہوگا اس کی تلافی کسی دوسری جگہ اصل کی فراہمی کے ذریعے سے ہو جائے گی۔ پہلے بیان ہو چکا ہے[1] کہ پس اندازی اور فراہمیٔ اصل کو جو قوتیں عمل میں لاتی ہیں ان کی رفتار موجودہ زمانے میں یکساں ہے، اور اس کا امکان ہے کہ وہ بظاہر ان کا مادی سازوسامان مہیا کرنے کا مسالہ کافی یا کافی سے زیادہ مقدار میں فراہم کر دیں۔ گو ممکن ہے کہ چند بڑے بڑے املاک اپنی ممکنہ بیشترین حد پر پہنچنے سے قبل منقطع ہو جائیں، پھر بھی پس اندازیوں کا بڑا حصہ مثلِ سابق بڑھتا رہے گا اور من حیث المجموع اس کا ذخیرہ غالباً کافی مقدار میں ہوگا۔ قوم جتنا نقصان برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اس سے زیادہ نقصان نہ ہوگا۔

۸۔ اس سے زیادہ کامل و اساسی نوعیت رکھنے والی اور اپنے عملدرآمد میں بالکلیہ مختلف تدابیر کی متقاضی تجاویز یہ ہیں کہ عامۃ الناس یا ان کی نمایندہ حکومت چند نسلوں کے مرور کے بعد متوفی کی متروکہ جائداد کا کامل استحصال کر لے۔ ایک اطالوی مصنف نے نہایت انوکھی اور جدت آمیز 270 تجویز پیش کی ہے[2]۔ وہ یہ مشورہ دیتا ہے کہ ہر اس جائداد یا ملک سے جو اقل ترین حد یا قابلِ محصول مقدار سے متجاوز ہو اس کی پہلی وراثتی تقسیم کے وقت حکومت ایک ثلث حصے پر خود قابض ہو جائے، دوسری مرتبہ جب اس بقیہ جائداد کی تقسیم عمل میں آئے تو، حکومت اس کا ایک

[1] دیکھو باب ۳۹ فصل (۲)۔

[2] دیکھو ای رگنانو کی تصنیف موسوم بہ Un Socialism en harmonie avec la doctrine economique شائع شدہ ۱۹۰۹ء مصنف نے محض اس کا فرانسیسی ترجمہ دیکھا ہے۔ اس تجویز کی تشریح و بحث ایچ ڈالٹن نے اپنی کتاب موسوم بہ The Inequality of Incomes. باب ۱۹ میں کی ہے۔

باب ۵

عدم مساوات اور اس کے اسباب۔

ثالث حصہ اور تیسری اور آخری تقسیم کے وقت کل ما بقی حصہ لے لے۔ مالک جائداد یا وصیت کرنے والا جائداد کا جتنا بڑا جزو چاہے اور جتنے زیادہ یا کم اشخاص میں چاہے تقسیم کر سکتا ہے۔ پھر بھی پہلی وراثتی تقسیم کے بعد اور غالباً پہلی نسل میں، جائداد کا بیشتر حصہ اس سے مستفید ہونے والوں کے ہی قبضے میں رہے گا۔ دوسری حالت یا منزل میں اس سے کمتر جزو ملے گا اور انجام کار تیسری حالت میں (یا منازل کے انتخاب کے مطابق چوتھی یا پانچویں حالت میں) سب کچھ سرکار کی ملک ہو جائے گا۔ مفروضہ یہ ہے کہ وصیت کرنے والا اپنے پوتوں پرپوتوں کے مقابلے میں خود اپنے بچوں کے متعلق زیادہ فکرمند ہوتا ہے، اور اسی طرح سے درجہ بدرجہ زیادہ دور کے رشتے کے اخلاف کے بارے میں کم فکرمند ہوتا ہے۔ جس وقت تک کہ اس کے املاک کا بیشتر حصہ اُن لوگوں تک پہنچ سکتا ہو جن کی خوش حالی اس کا مقصد اولین ہے وہ املاک کو صحیح و سالم محفوظ رکھے گا۔ دور کے رشتے کے ورثا کے حقوق کی پامالی اُس کو متاثر نہ کرے گی۔

اس سے بظاہر قدرے مختلف لیکن اصولی لحاظ سے بالکل مشابہ یہ تجویز ہے کہ توریث کے ذریعے سے صرف مستقل آمدنیوں کی تقسیم سلسلے کے ساتھ عمل میں لائی جائے، یعنی موصی کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے حسب منشا اپنی ملک کی آمدنی کو دو، تین یا چار ورثا میں یا جتنوں سے اس کو دلچسپی ہو اتنوں میں تقسیم کر سکے، اور اس کے بعد ہر چیز حکومت کے قبضے میں کر لی جائے۔

اس قسم کی سب تجاویز کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان پر عملدرآمد کرنے کا ابتدائی نتیجہ بھی یہ ہوتا ہے کہ املاک کی نگرانی بلکہ اس کا انتظام عمومی ہو جائے۔ ممکن ہے کہ وہ اُن قوتوں کو عمل میں رکھنے میں کامیاب ہوں جن کی بنا پر ابتدائی زر اندوزی کرنے والے بڑے بڑے املاک بنا لیتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ ان تجاویز میں یکے بعد دیگرے مستفید ہونے والے ورثا کو اس امر کی ترغیب دینے والی کوئی شے نہیں کہ وہ بھی اپنے حصے کے املاک صحیح و سالم حالت میں برقرار رکھیں۔ متعدد ورثا اور خاصکر اس

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

271

سلسلے کے آخری افراد کو اس کی ترغیب ہوگی کہ جو کچھ ان کے پاس بچ گیا ہے اس کو ضائع کر دیں۔ حکومت کو اصل پر اپنی پوری نگرانی رکھنی چاہیئے تاکہ اس کے صحیح و سالم رہنے کا یقین ہو جائے۔ تا وقتیکہ یہ نہ کیا جائے گا، ظن غالب یہ ہے کہ افراد کے پاس کے سرمائے کی رقوم اور اسی حد تک قوم کا مادی ساز و سامان ضائع جائے گا۔

حکومت کی جانب سے اس قسم کی تضئیع کی روک تھام کا انتظام کیا جانا ناممکن العمل شے نہیں ہے۔ ایک سرکاری دفتر اس غرض کے لیے قائم کیا جا سکتا ہے اور اس کے ذمے متعلقہ جائداد اور املاک کا نظم و نسق کیا جا سکتا ہے۔ یہی محکمہ ترکے سے استفادہ کرنے والے متعدد افراد کو ان کے مقررہ حصوں کے مطابق سالانہ آمدنیوں کی ادائی کا انتظام کر سکتا ہے۔ اس کی نگرانی اور ملک میں روز افزوں زیادہ املاک آتے جائیں گے۔ یہ املاک صنعت کے منتظموں کو قرضہ حاصل کرنے کے لیے مستعار دئے جا سکتے ہیں۔ ایسے انتظام کے تحت ممکن ہے کہ خانگی تنظیم مستقل صورت اختیار کرلے۔ ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی بڑے بڑے املاک بلکہ کثیر المقدار دولت کی فراہمی کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن دولتمندوں کی مفت خور جماعت صدیوں تک قائم نہ رہ سکے گی۔

ایک موزوں سرکاری محکمہ نہایت ضروری ہے۔ اس کے لیے وسیع اور مہتم بالشان پیمانے پر انتظام کرنے، قابل و عالی دماغ مستقل تنخواہ دار عہدہ داروں اور عملے کی ضرورت ہوگی؛ اور اس محکمے کے کاروبار کو حکومت کے معمولی مالیاتی معاملات کے انتظام سے بالکل الگ تھلگ رکھنا ہوگا۔ اور یہیں ہم کو اس دقت کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے جو اصلاح معاشرت کی ہر تجویز کے بارے میں ہمارے سامنے آتی ہے۔ آیا عامۃ الناس مجوزہ کاموں کا ساتھ دیں گے؟ آیا عوام ضروری ذہانت اور اجتناب کی صلاحیت رکھتے ہیں؟ آیا یہ توقع رکھنے کی معقول بنیاد ہے کہ سرکاری عہدہ داروں کے ہاتھوں میں عظیم المقدار رقوم کے فنڈ آنے کے بعد وہ ان سے واجبی طور سے کام لیں گے؟ تاریخ مالیات اس بارے میں بہت کم ہمت افزائی کرتی ہے۔ جو رقم اصل حکومت کے ہاتھ میں

باب ششم

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

رہتی ہے وہ حکومت خود بالعموم مستعار حاصل کرتی ہے؛ وہ کسی محکمہ یا دفتر کے حوالے کی جاتی ہے اور اس کے بعد خرچ بلکہ ضائع ہو جاتی ہے۔ اس سے کوئی دائمی مادی منفعت نہیں حاصل ہوتی؛ روحانی منفعت اس سے بھی کم درجے پر حاصل ہوتی ہے۔ یہ خیال کرنا آسان ہے کہ جس سررشتے کو یہ رقم دی جائے گی وہ اس کو کس قدر منفعت کے ساتھ اور مفید طریقے پر صرف کرے گا اور کس حد تک امور عامہ، مطلوبہ انتظام سکونت کی تجاویز اور تعلیمی سہولتیں پیدا کرنے میں اس کو خرچ کرے گا۔ لیکن عام اخراجات کے سلسلے میں ان کو ضائع ہو جانے سے روکنا بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ خزانۂ سرکاری کی حیثیت فرد واحد کی سی ہے۔ اس کا قرینہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی گاڑھی پسینہ کی کمائی کی بہت احتیاط کے ساتھ نگرانی کرے، اس کو محفوظ رکھے یا بطور اصل مصروف کرے۔ لیکن جو کچھ بطور ناگہانی عطیہ یا نعمت غیر مترقبہ اس کے ہاتھ لگتا ہے اس کو وہ بے فکری بلکہ غالباً ہنسی خوشی کے ساتھ خرچ کرے گا۔ خزانۂ سرکاری جب بظاہر آسان ذرایع سے رقوم حاصل کرتا ہے جو فی الوقت بڑی اکثریت پر کوئی بار نہیں ڈالتے تو، ہر معمولی سے معمولی وہمی تجویز پر ان کے بیدریغ خرچ کئے جانے کا قرینہ ہوتا ہے۔ جو رقوم بذریعۂ محصول وصول کی جاتی ہیں جس کو لوگ بہت بڑا بار خیال کرتے ہیں تو، وہ ان رقوم کو بہت دانشمندی اور جانچ کے ساتھ خرچ کرے گا۔ دونوں صورتوں میں جو مداخل بآسانی وصول ہوتے ہیں، وہ بہت جلد خرچ ہو جاتے ہیں۔

272

اور اگر توریثی املاک کے تدریجی استحصال سے جو رقوم ہاتھ آئیں وہ شغل اصل کے لیے قائم کی جائیں تو اس شغل اصل میں کس حد تک دانشمندی سے کام لیے جانے کا قرینہ ہے؟ امریکہ کا کاروباری آدمی ایک وسیع سرکاری محکمے کے قیام سے خائف ہوگا جو فی الحقیقت ایسا قرضے کا بنک ہوگا جو منتخب شدہ یا مقرر کردہ عہدہ داروں کے منظور کردہ قرضگیروں کو لاکھوں اور کروڑوں کے قرضے دے گا۔ اس محکمے کو نہ صرف معاشی مسائل اور معاشی امکانات پر بلکہ قوم کے خصائل سے متعلق دوررس مسائل پر بھی غور کرنا پڑے گا؛ اور اسی کے ساتھ

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

اس کو نہ صرف سیاسی تحریکات میں حصہ لینے والے اشخاص کو مسترد کرنا اور عمدہ خدام ملک کی خدمات حاصل کرنا ہوگا بلکہ اُس میں اس قدر ذہانت بھی ہونا چاہیئے کہ عمدہ حکمت عملی اور عمدہ آئین و قوانین پر استواری کے ساتھ جمارہے۔

اس قسم کے سوال اور شبہے کا ہمیں ہر سمت میں مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ سوال صرف یہی نہیں ہے کہ آیا جمہوریت پسند قوم روایتی افعال کے حدود کے اندر اپنے آپ پر حکومت کرسکتی ہے؛ بلکہ یہ بھی کہ آیا وہ ان افعال کو کامیابی کے ساتھ انجام دے سکتی ہے جو بہت زیادہ تغیر یافتہ، پیچیدہ اور دقت طلب ہیں۔ عام دلچسپ اصول کا خاکہ مرتب کرنا آسان ہے؛ لیکن تفصیل کے ساتھ اس خاکہ پر عمل پیرا ہونے کے لیے نظام العمل مرتب کرنا اور انتظام کرنا بہت مشکل ہے؛ اور عوام کی اُس ذہانت اور ان کے اس جوش و خروش کی تشفی کرنا جو تنہا کامیاب عمل کی قوت محرکہ مہیا کرسکتے ہیں بہت زیادہ مشکل ہے۔

اس کی بہت کم توقع ہے کہ اس فصل میں توریث کے جن انقلاب انگیز تحدیدات پر بحث کی گئی ہے ان کو مستقبل قریب میں استعمال کیا جائے گا۔ اس طرح اس کی بھی بہت کم توقع ہے کہ خانگی ملک کے آئین کا اساسی اصول کامل طور سے ترک کردیا جائے گا۔ اس سے زیادہ اغلب یہ ہے کہ توریث کے بارے میں محصول متزائد کے اصول کا اطلاق وسیع کیا جائے، اس عمل سے کثیر المقدار تمول کی قطع و برید کی جائے، اور مالیات کے چند نئے اور دقت طلب مسائل رونما ہوں۔ سب سے آخر میں قوم کے اصل کی کاٹ چھانٹ کرنے کا بھی میلان ہوگا اور اس کا ازالہ ایک تو اُس خالص معاشری منفعت سے ہوگا جو عدم مساوات کی تخفیف کے ذریعے سے عمل میں آئے گا اور دوسرے ہمیں توقع کرنی چاہیئے کہ اصل کی اُس افزائش سے اس کا ازالہ ہوگا جو معمولی ذرایع سے عمل میں آئے گی۔

۹۔ اب سوال یہ ہے کہ خانگی ملک کے کل نظام کی بنیاد کیا ہے؟ یہاں اس موضوع پر کچھ بحث کرنا ناموزوں نہ ہوگا، اگرچہ اس کی بنا پر اس سے قریبی تعلق رکھنے والے موضوع، یعنی اشتراکیت کی بحث آیندہ

باب ۵۵

عدم مساوات اور اس کے اسباب۔

صفحات کے لیے ملتوی کیوں نہ ہو جائے۔[۱]

یہ نظریہ کہ مِلک کا انحصار محنت پر ہے یعنی اس پیدائشی حق پر جو ہر انسان کو اپنی پیدا کردہ دولت پر قدرتی طور پر حاصل ہے اب اصول متروکہ کی ذیل میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کو بڑی جانفشانی کے ساتھ لاک نے ابتداً پیش کیا تھا، اسی کے بعد کم و بیش پوری اٹھارھویں صدی میں اس کو تسلیم کیا جاتا رہا، اور انگریز معاشئین نے انیسویں صدی کے نصف اول حصے میں اسی اصول کو آزادی کے ساتھ استعمال کیا۔ لیکن عصر جدید کے مباحث میں اس کا بہت کم استعمال کیا جاتا ہے۔ قدرتی حقوق کو تسلیم کرنے کا رواج بالکل اُٹھ گیا ہے۔ جہاں انتہائی طور سے پیچیدہ تقسیم عمل مروج ہے، جیسا کہ موجود الوقت معاشرے کی خصوصیت متاثر معلوم ہوتی ہے وہاں صحت کے ساتھ یہ معلوم کرنا کہ فرد واحد نے اپنی محنت سے مجموعی پیدا وار میں کتنا جز و شریک کیا ہے یا اس کا حصہ یا حقیقی مِلک متعین کرنا ناممکن ہے۔ اگر ایسا کرنا ممکن بھی ہو تو اس سے کسی قدرتی یا پیدائشی حق کی بنیاد قائم نہیں ہو جاتی۔ اور ایسے استدلال کی بنا پر توریث کو حق بجانب قرار دینا تو بدرجہا کم ممکن ہے۔ جس طرح توریث کا آئین صرف افادیت کی بنیاد پر حق بجانب قرار پا سکتا ہے اسی طرح عام مِلک کا آئین بھی اسی بنیاد پر قرار پا سکتا ہے۔

افادی استدلال کا خلاصہ حسب ذیل طریق پر بیان کیا جا سکتا ہے:۔ انسان مستقل اور موثر طور پر اس وقت تک محنت نہ کرے گا جس وقت تک اس کا ذاتی مفاد اس میں مضمر نہ ہو۔ محنت ایک تکلیف دہ چیز ہے اور مشترکہ مفاد کا احساس کمزور ہے۔ محنت بجز انفرادی مفاد کے کسی اور چیز کی خاطر مسلسل اور پُر جوش طریقے پر نہ کی جائے گی۔ متوقعہ ماحصل کے تناسب سے محنت بھی تندہی اور اہتمام کے ساتھ کی جاتی ہے۔

حقیقت میں ان تمام معاملات میں سب سے زیادہ دقت طلب

---

[۱] ۔ دیکھو باب ۶۲ و باب ۶۷۔

باب ۵۵

عدم مساوات اور اس کے اسباب

274

اور پیچیدہ ہی معاملہ ہے۔ اگر یہ یقین کر لیا جائے کہ مشترکہ مفاد کا احساس گہرا اور قوی ہوتا ہے، اکثر آدمیوں کو اپنے بنی نوع کی خدمت انجام دینے کی بہت قوی تحریک ہوتی ہے اور وہ اپنے اعزہ و اقربا کی خوش حالی کو بڑھانے کی جس قدر سرگرمی کے ساتھ کوشش کریں گے اسی قدر اپنے دور کے جان پہچان کے لوگوں کے لیے بھی کریں گے تو، تمام معاشری و معاشی مسائل کے متعلق خیالات کا طرز اساسی طور سے مختلف ہو جائے گا۔ مصنف کے خیال میں حق یہ ہے کہ گو انسان کلیتہً مجسم خود غرضی نہیں ہے جیسا کہ لذتیئے (Hedomists) کہتے ہیں، اور نہ انسان کا دل خدمات انجام دینے کے لیے اس قدر مملو ہوتا ہے کہ پیداآور محنت و مشقت برداشت کرنے کے لیے قوت محرکہ کا کام دے؛ پھر بھی وہ دوسری انتہا کے مقابلے میں پہلی انتہا سے بہت زیادہ قریب ہے۔ رہا یہ امر کہ تعلیم، ماحول اور اعلیٰ درجے کا اثر ڈالنے والی معاشری فضا کے ذریعے سے انسانی صفات و خصائل کی ترمیم و اصلاح کے امکانات کس قدر عظیم ہیں تو اس کے متعلق ہمیں علم نہیں ہے اور نہ ہمیں یہاں خیال آرائی کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ امکانات بہت کثیر ہیں، لیکن وہ بہت آہستہ آہستہ صورت پذیر ہوں گے۔ بحالت موجودہ روزمرہ کی زندگی کی معمولی رفتار میں انسان پر اثر ڈالنے والے محرکات زیادہ تر وہ تنگ و محدود جذبات ہیں اور آیندہ بھی طویل مدت تک رہیں گے جن کو ہم ذاتی اغراض کہتے ہیں۔

سادہ ترین حالات کے تحت بھی عدم مساوات کا باعث انسانوں کے غیر مساوی قدرتی خواص و خصائل ہیں۔ تقسیم عمل کی روز افزوں پیچیدگی کی بنا پر یہ عدم مساوات اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جہاں تقسیم عمل نہیں ہے وہاں، ہر انسان کو وہ سب کچھ کرنے کی جانب رہبری ہوتی ہے جس کے نتیجے کے طور پر اس کی محنت کا بیشترین ماحصل اس کے ذاتی استعمال کے لیے براہ راست یا بلا واسطہ ملتا ہے۔ ایک مختلف النوع معاشرے میں اس کی عقل ہر اس عمل کی جانب اس کی رہبری کرتی ہے جس کے نتیجے کے طور پر محنت کا

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

بیشترین ماحصل اس کو بالواسطہ ملتا ہے؛ اور یہ ماحصل وہ ہوتا ہے جس کی دوسرے بہت قدر کرتے اور بہت اعلیٰ معاوضہ ادا کرتے ہیں۔ اس طرح مقابلہ اور ذاتی مفاد نہ صرف محنت کی سرگرمی کو بڑھاتا ہے، بلکہ پیدائش کی موثر تنظیم کو بھی فروغ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ جوں جوں صنعتی صورت حالات زیادہ پیچیدہ ہوتی جاتی ہے، درمیانی شخص یعنی آجر، تاجر اور ساہوکار رونما ہوتا جاتا ہے؛ اور یہ سب اشخاص صنعت کی ترقی کے لیے ناگزیر ہیں۔ اور جب روزافزوں پیچیدگی مختلف النوع قابلیتوں کے عمل کو وجود میں لاتی ہے تو عدم مساوات اور زیادہ نمایاں شکل اختیار کر لیتی ہے۔ خواہ عدم مساوات جبلی اوصاف کے باعث ہو یا اکتسابی فوائد سے پیدا ہونے والے فروق کا نتیجہ ہو، واقعہ یہ ہے کہ عدم مساوات ہر شخص کے حق میں اپنی قابلیتوں کو پوری طرح عمل میں لانے کا ناگزیر مہیج رہتی ہے۔

اس طرح آمدنیوں، املاک اور سرحاصل کے وسیع فرق و اختلافات رونما ہوتے ہیں۔ اصل کا نچوڑ سرحاصل یا بچت ہے[1] متعدد افراد پس اندازی اور فراہمی اصل کا کام انجام دیتے ہیں اور اس پس انداز کردہ اصل کو وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جو محنت کو دقت طلب طریقوں سے موثر طور سے منظم کرنے کا موقع پاتے ہیں۔ تا وقتیکہ کوئی ترغیب و تحریص نہ ہو مسلسل محنت سے اصل کی بڑے پیمانے پر فراہمی اور اس کا شغل واقع نہ ہوگا یہاں اصل کے سود کا واقعہ رونما ہوتا ہے۔ جس طرح خانگی ذرایع کو پس انداز کرنے اور معاشری اصل میں اضافہ کرنے کے لیے سود ناگزیر مہیج کے طور پر عمل کرتا ہے اس سے کچھ کم درجے پر توریث خواہ اس کی تاریخی نوعیت کچھ ہی ہو اثر انداز نہیں ہوتی۔

اس طرح آرام و فرصت سے بسر کرنے والی جماعت رونما ہوتی ہے؛ اور یہ محض عدم مساوات، فراہمی اصل، سود اور توریث کا نتیجہ ہے۔ قوم کے

[1] مقابلہ کرو باب فصل (۳) سے۔

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

ایک جزو کی بیکاری و کاہلی کا جو قریبی اثر مترتب ہوتا ہے وہ بظاہر یہ ہے کہ دستیاب ہونے والے مزدوروں کی جماعت کی مجموعی قوت گھٹ جاتی ہے۔ مزدوروں کی کثیر جماعت کو نہ صرف اپنے قیام و بقا کے لیے بلکہ اس مخصوص حقوق یافتہ جزو کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن آرام و فرصت سے بسر کرنے والی جماعت کا رکن ہونے کی توقع، موثر جد و جہد اور مستقل شغل اصل کے حق میں حیرت افزا طریق پر بہایت زبردست مہیج ثابت ہوئی ہے۔ خواہ چند اہل الرائے محنت و مشقت سے مستثنیٰ رہنے کے نصب العین کو بظاہر کتنا ہی جھوٹا خیال کریں اور خواہ آرام و فرصت کی زندگی کے لیے جو لوگ پیدا ہوں ان کی خوشی و خوش حالی کتنی ہی مشتبہ کیوں نہ ہو، پھر بھی کسی شخص کی اپنی ذات یا اپنے اہل و عیال کے لیے ذی وقار مرتبہ حاصل کرنے کی توقع ہی معاشرے کی مادی ترقی کی سب سے بڑی قوت محرکہ رہی ہے۔

موثر محنت اور موثر شغل اصل کے حق میں مہیج کا کام کرنے والے نظام کا ایک جزو ملکیت ارضی ہے۔ زمین کے بغیر پیدائش ممکن نہیں؛ پیدائش کے تمام ساز و سامان کو کسی نہ کسی موقع یا محل پر قائم کرنا ضروری ہے۔ افزونی اصل کے لیے تملیک زمین و حق ملکیت زمین ناگزیر رہے ہیں۔ جائداد کے بارے میں اس قسم کا غیر مشروط حق ممکن ہے کہ مثالی طور پر قائم کئے ہوئے معاشرے میں لازمی نہ ہو؛ اور ممکن ہے کہ موجودالوقت معاشروں میں تحدید کے امکانات جتنے عام طور سے خیال کئے جاتے ہیں ان سے زیادہ ہوں؛ پھر بھی تاریخی لحاظ سے زمین کا خانگی حق مطلق اس کے موثر استعمال کو حاصل کرنے کا یقینی ذریعہ رہا ہے۔ اس طرح لگان، تقسیم دولت کے عنصر کی حیثیت سے رونما ہوتا ہے۔ لگان میں ایک حد تک اصل کا سود شریک ہوتا ہے اور ان دونوں کی تفریق ناممکن ہے۔ بہر صورت لگان، ملکیت کے نظام کا اُس کی ابتدائی اور بعدی حالتوں میں ایک ناگزیر شاخسانہ ہے۔

۱۰۔ اگر سابقہ فصلوں کا استدلال کسی قید و بند اور شرط کے بغیر جاری رکھا جائے تو، اس نتیجے کی جانب رہبری کرے گا کہ آرام و فرصت سے بسر

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

کرنے والے طبقے کے وجود کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیے اس طبقے کے افراد کا استحقاق ضروری نہیں ہے۔ اس کی آرام و آسائش کی زندگی، فراہمی اصل اور حوصلہ مندی کے حق میں مہمیز کا کام کرنے کا ایک حیلہ ہے۔ دولت جوڑنے والوں کے اخلاف و ورثا کی جانب سے کسی براہ راست خدمت کا انجام پانا بظاہر غیر متعلق شے ہے۔ تاہم عدل و انصاف کے مروجہ تصورات گو ان کی نوعیت مبہم ہے، خدمت اور صلے کے مابین کچھ نہ کچھ قریبی رشتہ قائم کرتے ہیں؛ اور یہ سوال قائم رہتا ہے کہ آیا موجودالوقت عدم مساوات کو پوری طرح حق بجانب قرار دینے میں حقوق یافتہ جماعت کے ذاتی اوصاف پر اور مشترکہ بہبودی میں ان کے قریبی حصے پر غور نہ کرنا چاہیئے؟

276

اکثر مفکر اس سوال کا جواب اثبات میں دیتے ہیں[1] ان کا خیال ہے کہ اگر ہر فرد واحد سے ممکن نہ ہو تو کم از کم پوری جماعت کو من حیث المجموع مسلسل خدمت انجام دینی چاہیئے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ گو عدم مساوات کا منبع اور ماخذ انسانوں کے غیر مساوی قدرتی اوصاف میں ملتا ہے، تاہم اس کو مختلف نوعیت کی خدمات میں بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ طبقہ بندیوں کے ابتدائی مراحل میں معاشری طبقے یعنی مذہبی پیشواؤں کے یا جاگیرداروں کے یا صنعتی طبقے، اس لیے رونما ہوئے کہ بعض افراد عام جماعت کے لیے بدرجہا زیادہ مفید اور کارآمد تھے۔ معاشرے میں مختلف طبقات کے عام تفریقات کی توجیہ و تشریح نہ صرف تاراجی قوت اور مکر و عیاری کے ذریعے سے ہوتی ہے، بلکہ ان قابلیتوں کے ذریعے سے بھی ہوئی ہے جو عام مفاد کو فروغ

---

[1] مثلاً دیکھو شمولر کی کتاب موسوم بہ (Volkswirthschaftslehre) جلد اول صفحہ ۹-۴ تا ۱۱۴۔ مقابلہ کرو پالسن کی کتاب موسوم بہ (Ethick) حصۂ چہارم جزو سوم باب ۳ فصل (۳) صفحہ ۱۳، شایع شدہ ۱۸۸۹ء سے؛ یا نیز ڈیوی و ٹفٹس کی کتاب موسوم بہ (Ethick) باب ۲۲ فصل (۱ تا ۳) سے۔

باب ۵۵
عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

دینے کی خاطر عمل میں لائی جاتی ہیں۔ لیکن مابعد مرحلوں میں جبکہ فائق اور برتر جماعتیں خاص حقوق نہایت محکم طریقے سے حاصل کرلیں، یہ امر مشتبہ ہو جاتا ہے کہ آیا قابلیت و خدمت برقرار رکھی گئی ہے اور آیا عدم مساوات کا حق بجانب ہونا اب بھی صادق آتا ہے۔

اس قسم کے مسائل اخلاقیات کے نظریے کی تہ کو پہنچتے ہیں۔ لذت پسندی (Hedomistic) کے اصول کے لحاظ سے مناسبت کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ذاتی استحقاق بے بنیاد شے ہے۔ ٹھنڈے دل سے غور کرنے والا معاشیات دان کاہل الوجود دولتمندوں کو ایسے نظام کا ناگزیر لزوم خیال کرتا ہے جو بجائے خود انسانوں کے عقلی و اخلاقی تحدیدات پر مبنی ہے، اور ان کے طرز بود و باش کی اصلاح کو وہ واعظ پر چھوڑ سکتا ہے۔ مصنف یہ کہنے کی ذمہ داری نہ لیگا کہ افراد یا جماعت کے لیے عدل و انصاف کے کیا معیار رہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ جب آرام سے بسر کرنے والی جماعت بالواسطہ یا بلا واسطہ خدمت انجام دینے لگے اور کارآمد ہو جائے تو، عدم مساوات اور اس کے عواقب بالکل حق بجانب ثابت ہو جائیں گے۔ گو اصلداروں کی متمول جماعت کا محض وجود ہی حیثیت کو فروغ دینے اور اصل کو محفوظ کرنے کے لیے مہمیز کا کام کرتا ہے، تاہم اگر اس جماعت کے منفرد ارکان عام بہبود و خوش حالی میں اضافہ کرنے کے لیے عملی طور سے سرگرمی دکھائیں، یعنی صنعتی قیادت کا سلسلہ جاری رکھیں، علم و حکمت ادب اور فن کو ترقی دیں اور عوام کی حقیقی خدمت انجام دیں تو، اس جماعت کی حیثیت بدرجہا زیادہ قوی اور مستحکم ہوگی۔

آیا اس قسم کی خدمات حقیقت میں انجام دی جائیں گی یا نہیں اس کا انحصار نہ صرف قابلیت پر (اور قابلیت کا انحصار توریث پر ہے) ہے بلکہ حقوق یافتہ جماعت کے متعلق رائے عامہ پر اور عام قوم پر ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ متمول طبقے کے عادات اور مقاصد کوئی بڑی توقع دلاتے ہیں۔

"ظلم و درشتی، حرص و طمع اور اسراف ہمارا مذہب ہے اور اسی کے

باب ۵۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب۔

ہم دلدادہ ہیں"کثیر التعداد عامۃ الناس کے مقاصد اور مطامح نظر بھی اس سے اساسی طور سے مختلف نہیں ہیں۔ وہ دولتمندوں کی عیب جوئی و حرف گیری نہیں کرتے؛ بلکہ ان سے کسی قدر حسد و رقابت رکھتے ہیں، اور ان کی بُری باتوں کی بہت جلد تقلید کرتے ہیں۔ بہتر تعلیم کی اشاعت سے اور قوم کے زیادہ جمہوریت پسند بن جانے سے مروجہ خیالات و مقاصد کس حد تک متاثر ہوں گے ان کی بابتہ پیش گوئی کرنا بہت زیادتی ہوگی۔ اگر صورت حالات کا تجزیہ کیا جائے تو بہت کچھ منفعت حاصل ہوگی؛ اور معاشری و معاشی مباحث پر اسی قسم کی توجہ زیادہ منعطف کرنے سے اصلاح و ترقی ہوگی۔ معاشی اصول، معاشری طبقہ بندیوں کے عام واقعات اور حقوق یافتہ قلیل جماعت کی حیثیت یگانہ کاہل زندگی کے عام نقصانات اور معاشری موضوعات پر خوش حال طبقے کے خیالات کا کھوکھلاپن اور ان کی مغالطہ انگیزی، ان تمام معاملات کو اگر سب لوگ پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں تو یہ معلومات خوش نصیب طبقے کے حق میں باکار زندگی بسر کرنے کے لیے مہمیز کا کام دے گی۔ واقعہ یہ ہے کہ اکثر اشخاص کی رائیں اور خاصکر ان لوگوں کی رائیں جو معاشری خدمت کا احساس و جذبہ رکھتے ہوں اُن مذہبی اور ظاہری خدمات سے متاثر ہوں گی جو آرام و فرصت سے بسر کرنے والی جماعت کے افراد مفاد عامہ کے لیے انجام دیں۔

تعلیقات حصۂ پنجم

عام تقسیم دولت اور قدر کے نظریوں کے بارے میں پہلی قابل ذکر کتاب اے مارشل کی "اصول معاشیات" حصۂ چہارم، حصۂ پنجم، حصۂ ششم چھٹی اشاعت ۱۹۱۰ء ہے۔ ایک جامع اور قابلانہ نظری تجزیہ ٹی این کارور کی کتاب موسوم بہ "تقسیم دولت" شائع شدہ ۱۹۰۴ء میں ملتا ہے۔ قومی مقسوم اور اس کی تقسیم کے بارے میں نیز موجودہ کتاب کے متعاقب حصوں میں پیش کردہ مباحث کے بارے میں محققانہ بحث اے سی پیگو کی کتاب موسوم بہ (The Economics of Welfare) شائع شدہ ۱۹۲۰ء میں ملتی ہے۔ جی شمولر کی کتاب موسوم بہ (Grundriss der Vokswirtschaflstehre) حصۂ سوم و چہارم شائع شدہ ۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۴ء جس کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ ۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا پیگو کے طریق تحقیق سے کلیتہً مختلف ہے، لیکن اس میں تاریخی و اعدادی تجزیے بکثرت ملتے ہیں۔ اس سے بھی مختلف اور جداگانہ نقطۂ نظر کی کتاب جے۔ اے ہابسن کی کتاب موسوم بہ (Work and Wealth) شائع شدہ ۱۹۱۴ء ہے۔ اس کی ایک ذیلی سرخی "انسانی قدر و قیمت کا تخمینہ" ہے۔ یہ کتاب واقعی اس عنوان کو حق بجانب قرار دیتی ہے۔

اصل و سود سے متعلق متعدد جدید کتابوں میں بوہم بورک کی کتاب موسوم بہ (Positive Theory of Capital) ہے جس کا انگریزی ترجمہ ۱۸۹۱ء میں ہوا، زمانہ حال کے معاشی خیال کو بہت بڑی حد تک متاثر کیا ہے جرمن زبان میں جو ترجمہ ہوا اس کی اشاعت نظر ثانی کے بعد ۱۹۰۹ء میں ہوئی۔ آئی فشر کی دو تصانیف یعنی (۱) اصل و آمدنی کی نوعیت (شائع شدہ ۱۹۰۶ء) اور (۲) شرح سود (شائع شدہ ۱۹۰۷ء) اور جی کیسیل کی کتاب موسوم بہ "سود کی نوعیت و ضرورت" بوہم باورک کی کتاب سے اعلیٰ درجے کی ذہانت کے اعتبار سے گھٹیا نہیں بلکہ اس کی طرح ان میں بھی نازک خیالی اور نفاست طبع کا اظہار ہوتا ہے کیسیل کی کتاب موسوم بہ "سود کی نوعیت و ضرورت" کا انگریزی ترجمہ لندن میں ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا نظریۂ سود کے بارے میں تسویۂ انتخاب مابین حال و مستقبل کی بابت نہایت عمدہ بحث پی ایچ وکسٹیڈ کی کتاب موسوم بہ (The common sense of Political Economy) شائع شدہ

278

۱۹۱۰ء میں موجود ہے۔ فرانسیسی مفکر اے لینڈری کی کتاب موسوم بہ (L'interet du capital)
(۱۹۰۴ء) نہایت قابلانہ کتاب ہے۔ کلارک اپنی کتاب موسوم بہ "تقسیم دولت" (شائع شدہ ۱۸۹۹ء) میں
اجرت وسود کا نظریہ پیش کرتا ہے کہ یہ دونوں محنت واصل کی مخصوص پیداوار ہیں میں اس استدلال کو
تسلیم کرلینے کے لیے اپنے کو ناقابل پاتا ہوں لیکن بعض علمائے معاشیات کو وہ بظاہر نتیجہ خیز معلوم ہوتا ہے۔
فیٹر نے اپنی کتاب موسوم بہ "معاشی اصول" (شائع شدہ ۱۹۱۵ء) میں نظریہ تقسیم دولت وقدر کو نئے طریقے پر
ازسرنو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ کاروباری منافع پر ایک قابلانہ بحث یف ایچ نائٹ کی کتاب موسوم بہ
(Risk, uncertanity and profit) شائع شدہ ۱۹۲۱ء میں موجود ہے؛
اگرچہ اس کا نقطۂ نظر میرے نقطۂ نظر سے جداگانہ ہے۔

جے بونر کی کتاب موسوم بہ Malthus شائع شدہ ۱۸۸۵ء میں
مالتھس کی تصانیف پر اور اس کے اصول کے متعلق ابتدائی مباحث پر اعلیٰ درجے کی بحث کی گئی ہے۔
اے ڈیومانٹ کی کتاب موسوم بہ (Depopulation et civilization)
شائع شدہ ۱۸۹۰ء گو اعلیٰ درجے کی کتاب نہیں ہے؛ پھر بھی اس میں جدید فرانسیسی خیال کو بیان کیا گیا ہے اور جنسی
کمزوری پر زور دیا ہے کہ یہی شرح تولید کی تقلیل کی توجیہ کرتی ہے اور بڑھتی ہوئی آبادی کے مناسب ہونے کے متعلق
تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ ای لیواسیور کی کتاب موسوم بہ La population francaise
شائع شدہ ۱۸۹۲ء جلد سوم حصۂ اول میں اضافۂ دولت کے مقابلے میں تکثیر آبادی کے متعلق عمدہ اور جامع
بیان ہے۔ جی میئر کی کتاب موسوم بہ Statistik und gesellschaflslehre جلد دوم،
Bevolkerungsstatistik شائع شدہ ۱۸۹۷ء جلد سوم حصۂ اول
Moralstatistik شائع شدہ ۱۹۱۰ء میں اعدادی معطیات
کے متعلق نہایت عمدہ خلاصہ اور اصولی مسائل کے متعلق منصفانہ بیان دیا گیا ہے۔ ڈالٹن کی
کتاب موسوم بہ (Some aspects of the inequality of Incomes in
modern communities) (شائع شدہ ۱۹۲۰ء) میں
عدم مساوات، متعلقہ اصول اور تصانیف کے بارے میں اعدادی معلومات بہم پہنچانے کی
کوشش کے بغیر بحث کی گئی ہے۔

حصۂ ششم
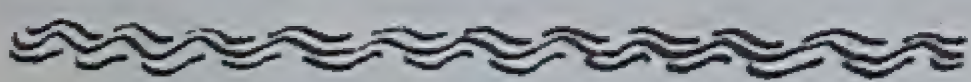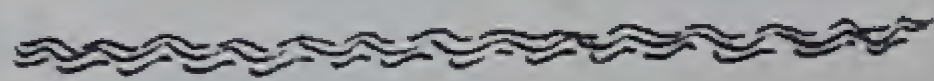
مسائل محنت

باب ۵۶

اُجرت کا نظام۔ ہڑتال اور ہڑتال کرنے کا حق

281

(۱) تمہید۔ اس حصے کے مسائل کی نوعیت:۔ وہ متضاد عناصر کے موازنہ پر مشتمل ہیں، اور معاشری ہمدردی سے متاثر ہوتے ہیں۔ (۲) اُجرت کا نظام لازمی طور سے افراد کی آزادی کی تحدید پر مبنی ہے۔ (۳) اس میں مادی و روحانی نقائص ہیں، پھر بھی اس سے نفع کی خالص زیادتی رونما ہوتی ہے۔ (۴) ہڑتال محض کام کے ترک کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ نزاعی تحریک ہے۔ وہ ملازمت سے نکال دینے کی قوت کے توڑ کے لیے کی جاتی ہے۔ (۵) کیا ہڑتال کرنے کے حق کی تحدید کرنی چاہیئے؟ (۶) مزدوروں کی نمایندگی؛ اس کے امکانات اور تحدیدات۔

۱۔ اس حصے اور آئندہ حصص میں جن موضوعات پر بحث کی جانے والی ہے وہ گزشتہ حصوں کے مباحث سے بعض اہم اعتبارات سے مختلف ہیں۔ ان میں محض بیان اور تحلیل کی ضرورت کم ہے، اور موجود الوقت آئین و رواجات کی قدر پر رائے صائب اور اصلاحی مشوروں کی ضرورت زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے نتائج کا انحصار سابقہ معاملات کے مقابلے میں بہت زیادہ موافق و مخالف صورتوں کے موازنے پر ہے۔

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

اب تک جتنے اصول بیان کئے گئے ان میں سے اکثر معین اور قطعی اصول تھے۔ وہ یا تو صحیح ہیں یا غلط، چنانچہ یہ صورت، مبادلہ، تجارت بین الاقوام، قدر زر، قیمتوں کی سطح، لگان، سود اور اُجرت کے اصول کے بارے میں صادق آتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اصول عمل کے مسائل پر بھی غور کیا گیا اور اس میں لازماً متضاد ملحوظات کا تھوڑا بہت توازن بھی کیا گیا، مثلاً بنک کاری کے قوانین کی وضع یا اُن حالات کے بارے میں جن کے تحت تائینی محصول مفید ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس قسم کا توازن اُن معاشری مسائل کے لیے خاص طور سے ضروری ہے جن پر اب بحث کی جانے والی ہے۔ تقریباً ان سب مسائل کی حدتک موافق و مخالف دونوں طرف کچھ نہ کچھ کہنا پڑے گا؛ کوئی قانون ان کے بارے میں نہیں پیش کیا جا سکتا، اور کسی ناقابل تردید استدلال یا قائل کرنے والی شہادت کے ذریعے سے کوئی نتائج ثابت نہیں کئے جا سکتے۔ تقریباً ہمیشہ کچھ نہ کچھ اختلاف رائے کی گنجائش رہے گی؛ چنانچہ اس بارے میں نتائج کے وسیع اختلافات کی حدتک اور اُن مسائل کے تلخ بحث مباحث کی حدتک جن میں واقعات مسلم ہیں، کافی شہادت ملتی ہے۔ 282

علاوہ ازیں ایسے مسائل کے بارے میں اخذ کردہ نتائج بڑی حدتک ہر شخص کے اپنے زاویۂ خیال کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ اگر مسائل پر ہمدردانہ رنگ میں یا بے لاگ طریقے پر بحث کی جائے تو اس سے بہت عظیم فرق نمودار ہوگا۔ بہت کچھ انحصار کسی شخص کے معاشری جذبات کی سرگرمی پر ہوتا ہے۔ بعض لوگ اخوانیت کا نہایت سرگرم جذبہ لیکر پیدا ہوتے ہیں؛ بعضے اخلاقی حس سے بدرجۂ اتم عاری ہوتے ہیں۔ مختلف مزاج رکھنے والے اشخاص میں استدلال کے لیے بہت کم مشترکہ مقدمات ملتے ہیں۔ اگر کسی شخص کا نقطۂ نظر آپ کے نقطۂ نظر سے تمامتر مختلف ہو تو اس کو کسی طرح قائل نہیں کیا جا سکتا۔ عام اخلاقی فضا کا بلا شبہ بڑی حدتک اثر ہوتا ہے۔ اکثر خوش حال اشخاص، گو کسی طرح خود غرض یا بے لاگ نہیں ہوتے، اپنی جماعت کے احساسات سے متاثر ہوتے ہیں؛ اور ان کا میلان غیر محسوس طریقے پر اُن تدابیر کے متخالف ہوتا ہے جن کا مقصد سب کو مساوی مواقع دینا اور مساوی ملکیت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ وہ اس قدر ناقد یا متخالف نہیں ہیں جس قدر کہ پچاس یا

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

سو سال قبل تھے؛ اس لیے کہ فی زمانا جذبات بہت زیادہ کریمانہ، اصلاحی اور بہت زیادہ ہمدردانہ ہو گئے ہیں۔ بایں ہمہ معاشری مساوات کی تجاویز کے بارے میں اصلدار جماعتوں میں پوشیدہ مخالفت پائی جاتی ہے؛ اور کاروباری جماعتوں میں بھی، جو اصلداروں کو ان کی حیثیت عطا کرتی ہیں، یہ جذبہ کچھ کم نہیں پایا جاتا۔ دوسری جانب معاشرے کے کم خوش حال طبقے کے نمائندے جبلی طور سے مخالفت کا طرز رکھتے ہیں۔ موجود الوقت نظام املاک و مسابقت سے بلا لحاظ اس نظام کے مفید اثرات اور اُن ناگزیر عواقب کے جو ان فوائد کا نتیجہ ہیں، ان نمایندوں کو اختلاف ہے۔ پھر اس میں بھی رائے کے اُن اختلافات کا ایک سبب ملتا ہے جن کا رفع کرنا ناممکن ہے۔

اس حصے میں مسائل محنت سے بحث کی جائے گی؛ اس کے بعد کے حصے میں سرکاری انتظام یا نگرانی عامہ اور تنظیم صنعت کے مسائل پر گفتگو ہوگی۔ دونوں قسم کے مسائل کا مرکز، تقسیم دولت کی عدم مساوات اور اس کو رفع کرنے کے طریقے ہیں۔ مصنف ان دقت طلب و پیچیدہ معاملات پر حتی الامکان خارجاً اور معاشری ہمدردی کے جذبے سے مملوء ہو کر بحث کرنے کی کوشش کرے گا؛ تاہم انسانوں کے دیرینہ عادات و روایات، حکومتی نظام کے نقائص، اور سب سے بڑھ کر، فطرت انسانی کی اخلاقی و عقلی کمزوریوں کے عائد کردہ تحدیدات کا کرہاً و قہراً مقابلہ کرے گا۔

288 ۲۔ اکثر مسائل محنت، آجر و مزدور کے باہمی تعلقات پر مرتکز ہوتے ہیں؛ اور مسئلۂ اُجرت کے سلسلے میں اس کے محدود معنی میں رونما ہوتے ہیں؛ یعنی اس اُجرت کے مسئلے کے سلسلے میں جو عام مزدوروں کو نہ دی جائے بلکہ جو اصلدار آجر مزدوروں سے کام لیکر ادا کرتا ہے۔ اس نوعیت کی اُجرت کا طریق اس درجہ عام ہے کہ اس کے وجود کو ایک امر واقعہ کے طور پر عام طور سے تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ ابتداءً اس کی موجودگی کے اسباب، اس کے فوائد و نقائص کے متعلق کچھ نہ کچھ کہنا ضروری ہے۔

بحالت موجودہ اُجرت کا نظام جیسا کچھ ہے تقسیم عمل کا نتیجہ ہے؛

باب ۵٦
اُجرت کا نظام

اور فی زمانہ اس کے اہم ترین مسائل کا باعث وہ روزافزوں پیچیدگی ہے جو پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی خصوصیت متمائز ہے۔ صنعت کی حالیہ ترقی نے انتظام و اہتمام رہنمائی و نگرانی اور ضبط انضباط کو یعنی تنظیم بہ مقصد واحد کو ضروری بنا دیا ہے۔ رہنمائی کرنے والی اور سب کو ملا کر کام لینے والی حکمران جماعت کی موجودگی ضروری ہے۔ انفرادی مزدور کی آزادی لازمی طور سے محدود ہوتی ہے۔ اس کو اپنے روزمرہ کے معاملات کا تصفیہ کرنے کی ویسی آزادی حاصل نہیں ہوسکتی جیسی کہ آزاد دستکار یا کاشتکار کو ہوتی ہے۔ نظام کے ایک جزو کی حیثیت سے اس کا کام کرنا ضروری ہے؛ اور اس کا کام، اس کی رفتار اور اس کے اوقات ان سب کا مجموعی خاکے اور منصوبے کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ اس پر احکام کی تعمیل و پابندی لازمی ہے۔

آزادی کی یہ تحدید بالعموم اضلدار آجروں کے طریق اور خانگی ملکیت کی خصوصیت متمائز خیال کی جاتی ہے۔ لیکن یہ اعلیٰ درجے کی تنظیم یافتہ صنعت و پیدائش کا ناگزیر نتیجہ ہے۔ یہ تحدید، صنعت کی انفرادی تملیک کے تحت جس قدر سخت ہوتی ہے اسی قدر تملیک عامہ کے تحت بھی ہوتی ہے! خود مزدوروں کی باہمی اتحادی تنظیم کی کامیابی کی بھی وہ لازمی شرط ہے! وہ موجودالوقت نظام کے تحت جس قدر اچوک اور نمایاں ہے اسی قدر ایک کامل اشتراکی معاشرے میں بھی ہوگی۔ موجودہ طریق اُجرت پر اس تحدید کے اثر کے بارے میں یہ بات صحت کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اس طریق نے تحدید کی ضرورت کو واضح اور حکمی بنا دیا ہے؛ اس لئے کہ اُس نے تنہا پیدائش بر پیمانۂ کبیر کے طریقوں کو ترقی دی ہے اور اس طرح پیچیدہ تقسیم عمل کے فوائد و نقائص تک پہنچی ہے۔ یہ کہنے میں مصنف نے صنعت عامہ کی عظیم وسعت کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ صنعت عامہ یا مشترکہ نے اب تک خود اپنا خاکہ یا نظام مرتب و مکمل نہیں کیا ہے؛ اس نے صرف انفرادی صنعت کے لازمی اکتسابات کی تقلید کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ خانگی تنظیم ہی نے مطلوبہ تنظیم، انضباط اور قیادت کو حاصل کرنے کے طریقوں کی

نشانہ ہی اور ان کی تکمیل کی ہے۔ اس حد تک خانگی تنظیم اور اس کے ساتھ خانگی ملکیت ناگزیر ہے۔ خوش حال طبقے کے اکثر اشخاص صنعت کے خانگی انتظام کو جبلی اور دائمی طور سے ناگزیر خیال کرتے ہیں۔ یہ واقعہ کے خلاف ہے؛ لیکن اس کی خصوصیات، یعنی انفرادی آزادی کی تحدید اور متحدہ نگرانی سے کوئی مفر نہیں۔ اس لحاظ سے اجرت کے طریق سے کوئی گریز نہیں ہو سکتا۔

۳۔ اس طرح اُجرت کا طریق خواہ تنظیم کی شکل کچھ ہی ہو، شدید نقائص پیدا کرتا ہے۔ مزدور کی دلچسپی اپنے کام میں جیسی راست، قوی اور ذاتی اس کے اپنے طور پر کسی کی ہدایت و نگرانی کے بغیر کام کرنے کی صورت میں ہو سکتی ہے ویسی دوسری صورت میں نہیں ہو سکتی، خواہ وہ خانگی ملکیت و تنظیم کے تحت کام کرے یا غیر خانگی ملکیت و تنظیم کے تحت۔ لیکن ان نقائص کو اصلدار مالک اپنی نگرانی سے بلا شبہ بہت زیادہ کامیابی کے ساتھ رفع کر سکتے ہیں۔ حقیقت میں اصلداروں کی نگرانی، اساسی فوائد کو حاصل کرنے کے خاص اثر کے ذریعے سے اپنے آپ کو حق بجانب ٹھیرا سکتی اور اپنا تسلط قائم رکھ سکتی ہے۔ بایں ہمہ نقائص کا مقابلہ کرنا ضروری ہے اور ان کو رفع کرنے کی تدابیر تلاش کرنی چاہئیں۔

نقائص دو قسم کے ہیں: مادی اور روحانی۔ مادی خوبیاں اس سے کم ہیں جتنی کہ ہو سکتی ہیں۔ روحانی نقائص اس سے زیادہ ہیں جتنے کہ ہو سکتے ہیں۔ موجودہ طریق اجرت کے اکثر حوادث، زندگی کی مسرت میں رخنہ ڈالتے ہیں۔

بیشتر بن پیدا آوری اور پیداوار حاصل کرنے کی ناکامی ظاہر ہے۔ عام شہادت تو یہ ہے کہ اُجرت پر کام کرنے والے مزدور اتنا کام نہیں کرتے جتنا کہ وہ مستعدی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ اس کو زیادہ صحت کے ساتھ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ تا وقتیکہ آجر کا معاشی تسلط زیادہ نہ ہو اور وہ مزدوروں سے بیشتر بن کام بزور لینے کے اقتدار کو کام میں نہ لائے، مزدور اپنی انتہائی یا اس کے قریب محنت کرنے سے قاصر رہیں گے۔ یہ محض کام انجام دینے کا معاملہ نہیں ہے؛ (چنانچہ اس کے متعلق کسی دوسری جگہ

باب ۹۶
اُجرت کا نظام

کچھ کہا بھی گیا ہے[۱]) اور نہ وہ اساسی طور سے کاہلی کی بنا پر کام سے نفرت کا معاملہ ہے۔ ان عاملین کو دخل ضرور ہے، لیکن یہی سب سے اہم ترین نہیں ہیں۔ اساسی چیز یہ ہے کہ مزدور اپنے کام سے براہ راست دلچسپی نہیں رکھتے، بلکہ اپنی اُجرت سے۔ جو کچھ وہ تیار کرتے ہیں اس کا فائدہ آجر حاصل کرتا ہے اور خود ان کو کوئی ظاہری یا معتدبہ نفع نہیں حاصل ہوتا۔ انجام کار معاشری مقسوم میں اضافے کی بعید توقع اور اس مقسوم میں ان کی انجام کار شرکت، ان کے تخیل یا عمل پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔ یہ حالت اس صورت سے بظاہر تضاد رکھتی ہے (285) جس میں کاشتکار یا دستکار اپنی محنت صرف کرنے کے بعد اس محنت کی پیداوار کا مالک بن جاتا ہے۔ جہاں پیدائش مقررہ نوعیت رکھتی ہو، پیداوار کا اندازہ اور نگرانی صحت کے ساتھ کی جاسکتی ہو اور جہاں کلوں کے ذریعے سے بسرعت کام لیا جاتا ہو وہاں، خرابی فطری طور سے کم ہوتی ہے؛ تاہم ان حالات کے تحت بھی خرابی حیرت افزا طریق پر بڑی ہوتی ہے۔ جہاں انفرادی عقل وتمیز پر بہت کچھ انحصار کرنا پڑتا ہے وہاں خرابی سب سے زیادہ ہوتی ہے، اور اُجرت کے طریق کے تمام تر میدان میں یہ خرابی خاصی بڑی ہے۔

واضح رہے کہ یہ خالص نقصان نہیں ہے؛ بلکہ ممکنہ بیشترین فوائد میں ایک گھاٹا ہے۔ وہ نقص ضرور ہے، لیکن ایسا نقص ہے جس کے مقابلے میں تقسیم عمل اور اہتمام و انتظام سے حاصل ہونے والے فوائد کا پلہ بھاری ہے۔ گو مزدوروں دل سے اور پورے انہماک کے ساتھ کام کرنے کی صورت میں جتنی پیداوار حاصل کرسکتے ہیں اس سے بدرجہا کم طیار کرتے ہیں، پھر بھی وہ طریق اُجرت کے بغیر جتنی پیداوار طیار کرتے اس سے زیادہ ہی طیار کرلیتے ہیں۔ اگر یہ خالص منافع وصول نہ ہوتا تو یہ طریق ترقی ہی نہ کرتا۔ اصلدار اُجرتی مزدوری اُجرت اس سے زیادہ ادا کرسکتا ہے جتنی کہ خود مزدور آزادی کے ساتھ اپنے طور پر کام کرنے کی صورت میں حاصل کرسکتا ہے، خواہ وہ آجر کے تحت

[۱] - دیکھو باب ۵۲ فصل (۳) اور باب ۵۷ فصل (۴)۔

بد دلی کے ساتھ ہی کیوں نہ کام کرے۔ موچی خود جوتے طیار کرنے کی صورت میں جتنا کما سکتا ہے اس سے زیادہ اجرت اُس کو جوتوں کا کارخانہ دار دے سکتا ہے۔

روحانی نقصان پر اس زمانے میں بہت زیادہ توجہ صرف کی گئی ہے؛ اور یہ نفسیات و معاشیات کے باہمی تعلق کی جانب روزافزوں زیادہ توجہ کئے جانے کی متعدد علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ ہم آہستہ آہستہ اس سیدھے سادے واقعے کو محسوس کرتے جارہے ہیں کہ اگر انسانوں کے روزمرہ کے کام کی دلچسپی و مسرت بڑھادی جائے تو ان کی خوش حالی میں کئی گونہ اضافہ ہو جائے گا۔ طریق اجرت اپنی بہترین شکل میں بھی خوش حالی کے منبع کو مسدود کر دیتا ہے؛ اور اس کی بدترین شکل میں، انسان کی دلچسپی اس کے روزمرہ کے کام میں ہرگز نہیں ہوتی؛ اس کا دھیان اور اس کی شخصیت کسی دوسری جانب لگی ہوئی ہوتی ہے۔ مزدور اپنی خوشی سے جتنی پیدا دار دے سکتا ہے اس سے زیادہ مقدار زجر و توبیخ یا قوت سے حاصل کرنے میں جس قدر زیادہ تشدد سے کام لیا جائے گا اسی قدر اس تشدد سے حاصل کردہ ممکنہ مادی اضافہ مزدوروں کے روحانی نقصان سے زائل ہو جائے گا۔

لیکن پھر بھی ان تمام امور میں مبالغے سے کام لیے جانے کا خطرہ ہے؛ علاوہ ازیں ان سے متعلق بعض مسائل ایسے ہیں جن کی بابتہ اپنی معلومات کی موجودہ حالت میں ہمیں بہت حزم و احتیاط کے ساتھ کام لینا چاہیئے۔ یہ مبالغہ اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ انسانی خوش حالی کے نقصانات کو بیان کرتے ہیں وہ خود ایک خاص میلان اور نمایاں شخصیت رکھنے والے اشخاص ہیں۔ یہ مفکر، محسن اور مصنف ہیں؛ اور ان میں شعرا، ماہران موسیقی اور اہل فن اور موجدین کا کچھ انداز بھی موجود ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ انفرادیت اور تخلیقی جبلت کا شائبہ ہم سب میں کچھ نہ کچھ موجود ہوتا ہے۔ لیکن اس کے اظہار کی شدید ضرورت صرف ایک مختصر اقلیت میں ہوتی ہے۔ اکثر لوگوں کی خوشی میں سیدھے سادے اور یکساں کام یا حکومت و نگرانی کے دباؤ کی وجہ سے کمی نہیں ہو جاتی۔ دور وسطیٰ کے دستکار کی زندگی کو جس طرح پُر لطف خیال

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

کیا جاتا ہے اس میں بہت کچھ مبالغے سے کام لیا گیا ہے؛ اور یہی بات مقررہ کاموں میں خوشی کے نقدان کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔ جس افتاد مزاج کے ساتھ قوت کا استعمال کیا جاتا ہے وہ نفس قوت کے مقابلے میں خوش حالی کی بہت زیادہ مخالف ہے۔

اس سے مختلف قسم کے سوالات، جن پر ہمیں اور بھی زیادہ محتاط طریقے پر بحث کرنی چاہیئے، وہ ہیں جو انتظام و نگرانی کی موجودہ تقسیم اور اُن اشخاص کی قابلیتوں کے باہمی تعلق سے متعلق ہیں جو اب انتظامی اختیارات سے کام لیتے ہیں۔ اس واقعے میں بحث کی کوئی گنجایش نہیں کہ افراد میں ان کی قیادت کے اختیارات اور قوتوں کی حد تک اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ حکمرانی کے لیے پیدا ہوتے ہیں تو بعض لوگ متابعت اور اطاعت کے لیے؛ بعض لوگ حکمرانی سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور بعض لوگ اطاعت میں مگن رہتے ہیں۔ لیکن کیا وہ لوگ جو صنعت کے قائد ہیں قیادت کے لیے خاص طور سے موزوں ہیں؟ اور کیا وہ لوگ جو اب ان کی پیروی اور متابعت کر رہے ہیں وہ قدرتاً اطاعت کرنے کے لیے پیدا کئے گئے ہیں؟ خوش حال طبقے کی معمولی گفتگو کے بیشتر حصے سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اس قسم کی حیثیتوں کی قدرتی اور مفروضی طور سے مناسب و واجبی تقسیم اب موجود ہے۔ اس کے برخلاف جو لوگ کامل انقلاب پر زور دیتے ہیں وہ بالعموم تفریق اور انتخاب کے مسائل کی موجودگی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کسی دوسرے مقام پر متعلقہ موضوع پر بحث کرتے وقت[1] راقم الحروف نے بتایا تھا کہ معاشرے کے طبقہ بندیوں کے کل مسئلے کے بارے میں ہماری معلومات کس قدر ادھوری ہے۔ یہ کسی طرح یقینی نہیں ہے، گو کچھ شہادت اس کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ اصلداروں اور آجروں کی جماعتیں بلحاظ نوعیت معمولی درجے کے مزدوروں سے مختلف ہیں۔ ممکن ہے کہ کاموں کی موجودہ تقسیم متعدد شرکا کی قابلیتوں اور

[1] ۔ دیکھو باب ۴۹ فصل (۳)؛ کاروباری منافع اور معاشری طبقوں میں تنظیمی قابلیت کی تقسیم پر۔

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

شخصیتوں کے ہم آہنگ و مطابق ہو۔ اس کے برخلاف یہ بھی بالکل یقینی نہیں ہے کہ اس سے ایک کلّیتہً مختلف معاشری نظام کی بدولت قابلیتوں کے لحاظ سے کاموں کی زیادہ بہتر تقسیم و تنظیم اور انسانی خوش حالی کے لیے اس شرط کی زیادہ کامل تحصیل ممکن ہو گی۔

بہر صورت یہ امر قابل ذکر ہے کہ نہ صرف روحانی بلکہ مادی پہلو سے بھی اُجرت کے نظام کے تحت انسانی خوش حالی کی کمی کوئی خالص نقصان نہیں ہے۔ روزمرہ اپنی پسند سے کام کرنے کا واقعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ موچی کا کام کل چلانے والے کے مقابلے میں زیادہ دلچسپ اور محسوس طریقے پر زیادہ تخلیقی ہو؛ اس لیے کہ کارخانے کے مقررہ کاموں کی یکسانیت وہاں کام کرنے والے کی زندگی کو ٹھس اور غیر دلچسپ بنا سکتی ہے۔ بایں ہمہ اگر موچی کو کارخانے میں زیادہ اُجرت ملے خواہ یہ زیادتی معمولی ہی کیوں نہ ہو تو وہ اپنی چوکی چھوڑ دے گا اور کارخانے میں کام کرنے چلا جائے گا۔ علیٰ ہذا زرعی مزدور، خواہ وہ مالک زمین ہو یا ایسا ساقی جس کی حقیت قطعی ہے شہر میں منتقل ہو جائے گا؛ اور وہ ایسا محض اس وجہ سے نہ کرے گا کہ شہر میں اس کو صحبت اور تفریح اچھی ملے گی، جو احکام کی اطاعت اور کاموں کی یکسانی کے نقائص کو زائل کر دے گی؛ بلکہ اس وجہ سے کہ اس کو زیادہ آمدنی ملے گی۔ اعلیٰ درجے کی تنظیم یافتہ صنعت سے مقدار پیداوار کی صورت میں اور اس کے نتیجے کے طور پر آمدنی کی صورت میں اس قدر عظیم نفع ملتا ہے کہ وہ نہ صرف دلچسپی نہ رکھنے والی محنت کے مادی نقصان کی تلافی کر دیتا ہے بلکہ شخصیت کے دب جانے سے جو روحانی نقصان ہو اس کو بھی زائل کر دیتا ہے۔ ان دو امور کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک سوال یہ ہے کہ نقصانات کو کس طرح کم کیا جائے؛ اور پیچیدہ صنعت کے فوائد کو باقی رکھتے ہوئے نقائص و نقصانات کو کس طرح زائل کیا جائے؟

بعض اوقات اس امر پر زور دیا جاتا ہے کہ اس قسم کا کوئی انتخاب نہیں ہوتا جس طرح کا اوپر بیان ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اُجرت کے طریق کے تحت

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

انتخاب کا کامل فقدان ہوتا ہے۔ مزدور کے لیے کام قبول کر لینا اور اطاعت کرنا ناگزیر ہے؛ وہ ان سے دیگر حالات کے تحت اپنے آپ کو کام سے لگا کر بچ نہیں سکتا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جب ایک دفعہ نئے نظم کی جانب تغیر عمل میں آجاتا ہے اور یہ نیا نظام ایک دفعہ قائم ہو جاتا ہے تو مزدور کے لیے بالعموم کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوتا۔ لیکن یہ امر کہ وہ بہر صورت قائم ہو گیا ہے اس کا باعث اساسی طور سے وہ انتخابات ہیں جن سے متعدد بار کام لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بالکل صحیح ہے کہ اصلداری کے جدید نظام کی تاریخ ایسے واقعات و حادثات سے مملو ہے جو جبر و تعدی پر دال ہیں؛ یعنی یہ کہ ضرورت کے دباؤ کے ذریعے سے قدیم زندگی کے سیدھے سادے اور غالباً زیادہ دلچسپ حالات کا ترک عمل میں آئے۔ لیکن پھر بھی یہ مستثنیات ہیں۔ سب سے بڑی قوت محرکہ جو قدیم حالات کے مغلوب ہو جانے کا باعث بنی وہ انسانوں کے انبوہ کثیر کا کارخانوں، فکٹریوں، قصبات اور شہروں میں ہجوم ہے، اس لیے کہ یہاں کی زندگی ان کو بحیثیت مجموعی زیادہ دلچسپ معلوم ہوئی۔ موجودہ صنعتی نظام اور موجود الوقت اُجرت کے طریق کی توجیہ ترجیحات کے خاموش اور دیرپا عمل سے ہوتی ہے نہ کہ جابرانہ قوت یا اُجرت کی محتاجی سے۔

۴۔ اب مصنف اُجرت کے نظام کے بعض دیگر پہلوؤں پر توجہ کرتا ہے جن کے بارے میں بہت موہوم خیال آرائی اور مبہم بحث و گفتگو کی جاتی ہے؛ یعنی ہڑتال اور ہڑتال کرنے کا حق۔"

288

گو اُجرت کے طریق کی جانب مزدوروں کے میلان کی توجیہ زیادہ دلچسپ حالات کے انتخاب میں ملتی ہے؛ پھر بھی یہ صحیح ہے کہ یہ طریق ایک مرتبہ قائم و مروج ہو جانے کے بعد انتخاب فی الوقت محدود ہو کر رہ جاتا ہے اور اس کو عمل میں لانا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ مزدور صرف مختلف آجروں کے مابین؛ یا اُجرتی کام اور بیکاری کے مابین انتخاب کر سکتے ہیں۔ کام سے اخراج کے حق میں، اور یہ کہنے کا اقتدار رکھنے میں کہ آیا کوئی آدمی اُجرت پر حاصل کیا جائے یا نہیں، کام پر باقی رکھا جائے یا نہیں، آجر کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا خطرناک

آلہ ہوتا ہے۔ وہ مزدور کو اس کے ذرایع معاش سے کم از کم وقتی طور پر محروم کر سکتا ہے۔ کسی دوسری جگہ کام تلاش کرنے کا راستہ کم و بیش پُرخطر ہوتا ہے۔ پس اس اخراج کے آلے کے مقابلے میں مزدور ہڑتال کا آلہ استعمال کرتا ہے۔

ہڑتال کی تعریف عام طور سے یہ کی جاتی ہے کہ گویا وہ افراد کی جانب سے محنت کے کسی معاہدے میں دعوت شرکت کے شرایط کو تسلیم کرنے سے انکار ہے۔ یہ تعریف بعض اوقات اس ترمیم کے ساتھ پیش کی جاتی ہے کہ ہڑتال اس قسم کے معاہدے کے انفرادی انکار کا نام نہیں ہے بلکہ اجتماعی انکار کا نام ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہڑتال ان دونوں سے کچھ زیادہ معنی اپنے اندر رکھتی ہے؛ یعنی بہ اتفاق و اتحاد کام چھوڑ دینا تاکہ اُس کام اور پیشے کی اُجرت آجروں کے پیش کردہ شرایط سے بہتر شرایط کے تحت حاصل کی جائے۔ حالات کی بہتری مختلف رُخوں میں ہو سکتی ہے؛ یعنی اعلیٰ اُجرت حاصل کرنا، اُجرت کی تخفیف کو روکنا، کام کے اوقات یا دیگر حالات کو تبدیل کرنا۔ لیکن مقصد ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ سابقہ حیثیتوں کو برقرار رکھ کر اطمینان بخش شرایط حاصل کئے جائیں، اور ان جگہوں کو ترک کر کے دوسرے مقام کا قصد نہ کیا جائے۔ مقررہ کام کو قائم و برقرار رکھنے کی غرض سے دباو ڈالنے کے لیے متحدہ طور سے کام سے ہٹ جانے کا نام ہڑتال ہے۔

اس معاملے کی محض تعریف بیان کر دینا کافی نہ ہوگا بلکہ اس میں یہ سمجھنے کی بھی ضرورت ہے کہ حقیقت میں اس سے لوگوں کی کیا غرض و غایت ہوتی ہے، اگرچہ ان کے دل میں جو بات ہوتی ہے اس کو وہ صحت کے ساتھ بیان نہیں کرتے۔ ہڑتال کے حق کی تحدید کی تجاویز (یعنی اُس مسئلے کے اخلاقی و قانونی پہلوؤں) پر غور کرنے میں حقیقی صورت حالات کو باحتیاط سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ہڑتال کے حق کی تحدید کی بالعموم مخالفت کی گئی ہے اور یہ گنجلک بحث و مباحثہ کی مثالوں میں سے ایک مثال ہے؛ اس مخالفت کی بنیاد یہ ہے کہ ایسی تحدید انسانوں کو قعر غلامی میں پھینک دے گی۔ کہا گیا ہے کہ

انسانوں کو ہڑتال کے حق سے محروم رکھنا ان کو بجبر ان کی حیثیتوں میں رکھنے کے مرادف ہے۔ جو لوگ تحدید کی تجویز پیش کرتے ہیں ان کے ذہن میں اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہوتی؛ اور نہ جو لوگ ہڑتال مناتے ہیں وہ حقیقت میں دوسرے پیشے کو منتخب کرنے کی آزادی کا اظہار کرتے ہیں۔ ہڑتالیوں کے مقصد کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اپنی مقررہ حیثیتوں کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ ہڑتال اس وقت کامیاب تصور کی جاتی ہے جبکہ ہڑتالی من حیث الجماعت کام ترک کرکے اپنے مطلوبہ و پیش کردہ شرایط کے مطابق اپنی سابقہ حیثیت دوبارہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر دوسرے کام کو تلاش کرنے کی ضرورت ہوئی تو ہڑتال ناکام تصور کی جاتی ہے؛ خواہ نیا پیشہ حقیقت میں اطمینان کا کیوں نہ ہو اور خواہ ہڑتالی انجام کار اپنے نئے پیشوں میں بہتر طریق پر گزارہ کیوں نہ کریں۔ دوسرے الفاظ میں، ہڑتال قدیم جگہ کو قائم رکھنے کے لیے دباؤ ڈالنے کا ایک طریقہ ہے۔ اس دباؤ کے معنی آجروں بلکہ غالباً عامۃ الناس کو اور ابتداً خود ہڑتالیوں کو نقصان پہنچنے کے ہیں؛ کیونکہ یہ قابل قبول شرایط پر قدیم جگہیں از سر نو حاصل کر لینے کی کوشش کے ناگزیر واقعات ہیں، اگرچہ قابل افسوس ہیں۔

ہڑتالیوں کا جو عام طرز عمل نوواردوں اور مقابلہ کرنے والوں یعنی "ہڑتال توڑوں" کی جانب ہوتا ہے خود اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل مقصد اور صورت حال کیا ہے۔ ہڑتالی اس کے عوض کہ اپنی جگہوں کو چھوڑ دیں اور یہ کہیں کہ دوسرے اگر ان کو شرایط اطمینان بخش معلوم ہوں تو ان جگہوں پر قبضہ کر لیں، اس بات کی انتہائی کوشش کرتے ہیں کہ دوسروں کو کسی شرط پر بھی ان جگہوں کو پُر کرنے سے باز رکھیں۔ ترغیب، جماعت کے احساسات کا خیال رکھنے اور جماعت سے وفادار رہنے کی استدعا، جسمانی تشدد وغیرہ طریقوں کو استعمال کیا جاتا ہے؛ تاکہ نووارد مداخلت کرنے سے باز رہیں۔ ان کی رائے میں ہڑتال کا پُر امن اور اطمینان بخش عملدرآمد اُس وقت ہوتا ہے جبکہ خالیہ جگہوں کو پُر کرنے کی کوئی کوشش نہ کی جائے اور جب فریقین تساہل اور صبر و انتظار کے ساتھ اور طویل گفت و شنید کے بعد تصفیے کی جانب مائل ہوں۔

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

اس طرح ہڑتال ایک پُرحیلہ اور جارحانہ تحریک ہے! اس کو زیادہ تر اس لیے
پسند کیا جاتا اور استعمال کیا جاتا ہے کہ وہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کے
قبضے کا سب سے زیادہ کارگر آلہ ہے۔ وہ آجروں کے مزدوروں کو نکال
دینے کے حق کے خلاف استعمال کرنے کا ایک ہی بڑا قوی
ہتیار ہے۔

حق اخراج آجروں کے ہاتھوں میں کتنی بڑی قوت دیدیتا ہے اس کا اندازہ
ایسے لوگ بہت کم کرسکتے ہیں جو صنعتی کشمکش کے دائرے سے باہر ہیں۔ ملازمت سے
خارج اور بے روزگار کر دیے جانے کا کھٹکا اُجرتی مزدوروں کو ہمیشہ لگا رہتا ہے۔
290
اپنے معاملات طے کرنے کے بارے میں مزدور کے ذاتی استقام، اس کا نسبتہً
غیر نقل پذیر ہونا، دوسرے پیشے میں فوراً منتقل ہو جانے کے بارے میں اس کی
راہ میں مزاحمتیں، ان سب امور پر تمام کتب معاشیات میں بہت کچھ بحث موجود
ہے۔ ان اساسی قوتوں کے اثرات کے متعلق بھی بہت کچھ صداقت کے ساتھ
کہا جاچکا ہے جو اُجرتوں کو متعین کرتے اور انجام کار ان فوائد اور سہولتوں کی روک تھام
کرتے ہیں جو آجر کو معاملہ طے کرنے میں حاصل ہوتی ہیں۔ کوئی عام بیان احساسات کی
معمولی حالتوں کی تصویر کافی طور سے نہیں کھینچ سکتا۔ یہ احساسات حسب ذیل ہیں:۔
انسانوں کی دائمی بے چینی جو بڑھ کر خوف کی شکل حاصل کرلیتی ہے؛ اور نام نہاد
آقاؤں میں اقتدار کا احساس اور اقتدار کو قائم رکھنے کا مصمم ارادہ۔ آجر کو اخراج کا
جو حق حاصل ہے وہ صنعت کے موجودہ نظام کا ناگزیر جزو ہے۔ اگرچہ اس پر کچھ
تحدیدات عائد کیے جاسکتے ہیں اور گو اس حق کے بیجا استعمال کو روکا جاسکتا ہے،
پھر بھی یہ حق ضبط قائم کرنے کے لیے اور پیدائش میں خوبی کار اور پیدآوری کے لیے
ضروری ہے۔ لیکن اس کے بیجا طور سے استعمال کیے جانے کا امکان و قرینہ
بلاشبہ موجود ہوتا ہے۔ غیر مشروط حق کو آجر نہ صرف اس لیے پسند کرتے ہیں کہ وہ
ضبط قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے، بلکہ بڑی حد تک اس لیے بھی کہ اس سے
تسلط و اقتدار کی خواہش پوری ہوتی ہے۔ یہی تسلط کا جذبہ مزدوروں میں مخالفت کی
آگ بھڑکاتا ہے اور اسی بنا پر ان میں اپنے جارحانہ و مدافعانہ آلے یعنی ہڑتال کو

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

استعمال کرنے کی خواہش موجزن ہوتی ہے۔ اس آلے کے بغیر وہ اپنے کو بے یارو مددگار پاتے ہیں۔ اور چونکہ انسان میں ذرایع کو مقصد قرار دینے کا میلان ہوتا ہے، اس لیے ہڑتال اور ہڑتال کرنے کا حق خالص حیلہ اور عملی ضرورت کے معاملات نہیں بلکہ اصول کے معاملات بھی بن جاتے ہیں جس طرح اخراج کے حق کو آجر ناممکن الانفکاک حق خیال کرتے ہیں اسی طرح مزدور بھی ہڑتال کے حق کو خیال کرتے ہیں۔

۵۔ ہڑتال کے حق کو استعمال کرنے کو کس حد تک روا رکھا جائے گا، قانون کس درجے تک ہڑتالیوں کو اجازت دے گا کہ ان لوگوں پر جو ان کی جگہیں پر کرنے کے لیے مستعد ہیں، دباؤ ڈالیں، کس شکل میں قانون کی قوت استعمال کی جائے گی، یہ سب انتہائی مشکل اور پیچیدہ سوالات ہیں۔ قانون فی نفسہ یعنی نہ صرف دستوری قانون بلکہ عدالتی قانون بھی، ہنوز معرض تکون و تغیر میں ہے، اور کوئی اس طرح کا مقررہ اساسی اصول نہیں ہے جو وضع آئین و قوانین و عدل گستری کے لیے محکم بنیاد کا کام دے سکے۔ آخری تحلیل میں، تمام چیزوں کا مدار اس پر ہے کہ موجودالوقت صنعتی نظام کے متعلق کسی شخص کا طرز عمل کیا ہے۔ معاشری نظام کی از سرِ نو ترتیب اور عدم مساوات کی تقلیل کی سمت میں دور رس تغیرات کی توقع اور خواہش رکھنے والا آدمی ہڑتال کے حق کی عام توسیع کی اس لیے موافقت کرے گا، کہ یہ آجروں کی قوت کو کم کرنے کا اور غالباً انجام کار ان کا شیرازہ بکھیرنے کا ذریعہ ہے۔ خانگی ملک اور آجر کے انتظام کو ناگزیر اور ناقابل تبدیلی خیال کرنے والا شخص ہڑتال کا استیصال کرنے پر زور دے گا۔ اس معاملے میں، اُن متعدد دیگر معاملات کے مثل جن پر آیندہ صفحات میں بحث کی گئی ہے، اکثر اشخاص (اس سے واضعان قانون اور حکام عدالت مستثنیٰ نہیں ہیں) ایسے مقدمات سے استدلال کرتے ہیں جن کو انھوں نے مرتب ہی نہیں کیا ہے اور جن کے متعلق ان کو کافی تجربہ نہیں ہے۔ ان کا میلان طبع اور طرز عمل ہمیشہ کے لیے ان کے تعصبات اور پیش از پیش قائم کیے ہوئے خیالات کی بنا پر متعین ہوتا ہے۔

تاہم بعض ایسے امور ہیں جو متعلقہ آئینی مسائل کے لیے اہم ہیں اور جن کا لحاظ بغیر اس امر کے ضروری ہے کہ معاشری و صنعتی ترقی کے آخری نتیجے اور

291

باب ۵۶
اجرت کا نظام

مقصد کے بارے میں کسی شخص کے خیالات کیا ہیں۔

ہڑتال پر محض اس لحاظ سے غور نہ کرنا چاہیئے کہ وہ ترک کار ہے، بلکہ اس لحاظ سے کہ وہ ایک ایسی حربی چال ہے جو کاروبار کو بہ تمام وکمال روک دینے کی غرض سے اختیار کی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کاروبار قوم کے لیے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہو، مثلاً ریلیں، شہری نقل وحمل کے ذرایع، روشنی، آب رسانی وغیرہ۔ ایسے کاروبار کے رکنے کے معنی خطرہ بلکہ تباہی ہیں۔ دوسری جانب ممکن ہے کہ اسی قسم کے کاروبار میں مزدوروں کا حق ملازمت مقابلتہً محفوظ ہو اور اخراج کا اقتدار محدود و منظم ہو۔ ایسی صنعتوں میں بھی اسی قسم کی صورت رونما ہونے کا قرینہ ہے جو براہ راست سرکاری انتظام کے تحت ہیں۔ سرکاری عہدہ داروں کو بہت شاذ اخراج کا غیر محدود اقتدار حاصل ہوتا ہے۔ قانون یا رواج کی رو سے جو مزدور نکال دیا جائے اس کو دادرسی اور کسی حد تک مرافعے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اسی قبیل کی کوئی چیز، یعنی روزگار اور ملازمت کے بے قاعدہ تعین کی کچھ نہ کچھ روک تھام معمولی صنعتی دستور العمل کا جزو بنا دینی چاہیئے۔ یہ محض ایک صورت ہے اس حالت کی جس پر بڑے پیمانے پر اور وسیع بنیادوں پر عمل کرنا ضروری ومناسب ہے؛ یعنی اجیر جن حالات کے تحت کام کرتے ہیں ان کے تصفیے میں حصہ لیں۔ اس قسم کی شرکت کے امکانات نیز تحدیدات پر عنقریب بحث کی جائے گی۔ سردست یہ مان لو کہ وہ موثر شکل میں موجود ہے۔ اس طرح ہڑتال اور ہڑتال کرنے کا حق مختلف پہلو اور نوعیتیں اختیار کر لیتے ہیں۔ دادرسی اور کام پر بزور کامل قابو حاصل کرنے کے لیے ہڑتال، ناگزیر آلہ باقی نہیں رہتی۔ مفید اور اہم صنعتوں کے عمل کو روکنے کی کوششوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا حق قوم کو حاصل ہے۔ مزدوروں سے یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ صنعت کے عمل کو بالکل روک دینے کی ارادی سعی کے معنی میں ہڑتال نہ کریں۔ اب اس کے لیے جبر کی کون شکلیں اختیار کی جائیں گی، ان کے متعلق کچھ کہنا آسان نہیں ہے۔ آیا محض کام کو متحدہ طور سے روک دینے کی کوشش کو قابل سزا جرم قرار دینا چاہیئے یا محض دوسروں کو کام کرنے سے روکنے کی کوشش کو تعزیری جرم کی ذیل میں لانا چاہیئے۔ اصولی سوال ہڑتال کرنے کے حق کے بارے میں ہے؛ یعنی یہ کہ آیا اس حق کی تحدید

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

اس صورت میں کرنی چاہیئے جبکہ آجر اور اجیر مخالف فریقوں کی حیثیت سے ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں اور مل جل کر کام کر رہے ہوں اور جبکہ خود آجر پر اپنے تسلط کے بڑے آلے کو استعمال کرنے میں بندشیں عائد ہوں؟

یہ اصولی سوال سب سے زیادہ نمایاں طور سے ان صنعتوں میں ظاہر ہوتا ہے جن کا انتظام حکومت کرتی ہے۔ قوم نے ان صنعتوں کو سرکاری نگرانی کے تفویض کر کے گویا اپنا یہ خیال ظاہر کر دیا کہ عامۃ الناس کی مرفہ الحالی کے لیے وہ خاص طور سے اہمیت رکھتی ہیں۔ یہاں یہ امر ناقابل تردید معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف تو مزدوروں کو کام اور پیشے کے نظم ونسق میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے اور دوسری جانب صنعت کے پہیوں کی راہ میں روڑہ اٹکانے کی آزادی انھیں نہ دی جائے۔

ان صورتوں میں جہاں سرکاری انتظام نہ ہو اور پھر بھی وہ ایسی صنعت ہو جس کا سلسلے کے ساتھ کاروبار کرتے رہنا عامۃ الناس کے مفاد کی خاطر نہایت ضروری ہے وہاں سرکاری اور غیر سرکاری صنعتوں کے مابین خط فارق باآسانی نہیں کھینچا جا سکتا۔[1] بالعموم ان دونوں کے بین بین ایک تیسری شکل بھی پائی جاتی ہے، یعنی خانگی انتظام کی نگرانی وتنظیم اسی طرح کی جائے جس طرح کہ عرفی "مفادات عامۃ" کی صورت میں کی جاتی ہے۔ کیا انھی امور کا اطلاق ان صنعتوں پر براہ راست سرکاری انتظام کے تحت کیا جا سکتا ہے؟ عوام، سرکاری ملک اور انتظام میں چلنے والی ریلوں کے مسلسل عمل میں جتنی دلچسپی لیں گے اسی قدر خانگی ملک کی ریلوں کے مسلسل عمل میں بھی لیں گے۔ اس کے علاوہ کام اور حق اخراج کے حالات، ممکن ہے کہ ان حالات سے اساسی طور سے مختلف نہ ہوں جو سرکاری انتظام کے تحت پائے جاتے ہیں؛ گو اس بارے میں یکطرفہ افعال کے خلاف مزدوروں کی مقررہ حفاظت اتنی مستعدی کے ساتھ نہیں کی جا سکتی یا اتنی آسانی کے ساتھ قائم نہیں رکھی جا سکتی۔

[1] ۔ مقابلہ کرو باب ۶۴ فصل (۱) سے۔

باب ۵۲
اُجرت کا نظام

293

اس کے برخلاف بہت معقولیت کے ساتھ یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ خانگی اشخاص کے ہاتھوں میں صنعت کو چھوڑ کر یا دے کر قوم نے صنعتی تنظیم کی اس شکل کے خطرات و عواقب خود برداشت کر لیے ہیں۔ خانگی تملیک میں تخالف و تضاد کے تخم مضمر ہوتے ہیں، یعنی یہ آجروں اور اجیروں کے ناگزیر باہمی نزاع کا باعث ہوتی ہے۔ خواہ اس کی کسی طرح سے پردہ پوشی کیوں نہ کی جائے، بظاہر اس کو کتنا ہی بے ضرر کیوں نہ ثابت کیا جائے، اس کی کتنی ہی اصلاح و تنظیم کیوں نہ کی جائے، پھر بھی نزاع کا وجود قائم رہتا اور اس کے عملی شکل اختیار کرنے کا قرینہ ہوتا ہے۔ اس خطرے کے سامنے ہم صرف اس لیے سر تسلیم خم کرتے ہیں کہ اس نظام کے متعلق بحیثیت مجموعی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں نقائص کے مقابلے میں فوائد کا پلہ بھاری ہے۔ اگر ریلوں کے سرکاری انتظام پر خانگی انتظام کو ترجیح دی جاتی ہے تو اس کی وجہ لازمی طور سے یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی وہ زیادہ بہتر طریقے پر عمل کرتا ہے، اور ذاتی مفاد کا محرک، اولوالعزمی و حوصلہ مندی کی ترغیب، سیاسی قیود سے آزادی، نقل و حمل کو بہتر طریق پر عمل میں لانے کا باعث ہوتے ہیں۔ اگر کوئلے کی کان کنی کا انتظام خانگی اشخاص کے ہاتھوں میں دے دیا جاتا ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں بھی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خانگی صنعت سرکاری صنعت کے مقابلے میں قوم کی ضرورت بہتر طریق پر پوری کر سکتی ہے۔ بایں ہمہ خانگی آجر کاروبار کو اپنا ذاتی معاملہ تصور کرتا ہے اور اس کے انتظام کے طریقوں کے متعلق یہ خیال کرتا ہے کہ وہ صرف اس کی اصابت رائے کے تابع ہیں۔ وہ اور اس کا گماشتہ ہمیشہ اس امر پر زور دیتے ہیں کہ کاروبار کے انتظام کو موثر طریقے پر عمل میں لانے کا انحصار سب سے اول اجیروں کے انتخاب اور حق اخراج کی غیر محدود آزادی پر ہے۔ جس وقت تک یہ میلان طبع اور طرز عمل قائم رہے گا مزدور اپنی جگہ پر یہ محسوس کرے گا کہ اس کو اپنا آلۂ مدافعت قائم رکھنا چاہیئے، خواہ اس کے نتیجے کے طور پر کثیر تعداد افراد ہی متاثر کیوں نہ ہو۔ اگر عامۃ الناس خانگی تملیک اور خانگی انتظام سے حاصل ہونے والے فوائد سے مستفید ہونا

باب ۵۶

اُجرت کا نظام

چاہتے ہیں تو انھیں وہ نقائص و نقصانات بھی تسلیم کرنے پڑیں گے جو نزاع اور کام کے رک جانے سے پیدا ہوں گے۔ ہڑتال کے حق کی تحدید کرنا اور خانگی منتظموں کو روزگار اور کام کی قطعی نگرانی تفویض کردینا ایک ہی فریق کو تقویت دینا اور دوسرے کو کمزور کرنا ہے۔

اب تک جو کچھ بیان ہوا وہ بہت عام طریقے پر بیان کیا گیا ہے؛ اور یہ عام بیان حقیقی حالات کی مختلف صورتوں پر حاوی نہیں ہے۔ اعلیٰ درجے کی سرکاری صنعتی تنظیم اور غیر محدود خانگی ملکیت و انتظام کی دو انتہاؤں کے مابین مختلف مدارج و مراحل پائے جاتے ہیں، یعنی سرکاری و نیم سرکاری نگرانی کے تحت کام کرنے والی انجمن ہائے تجارت۔ سرکاری صنعت خود ہمیشہ عملے کی فلاح کو ملحوظ رکھ کر نہیں انجام دی جاتی۔ اکثر و بیشتر یہ ہوتا ہے کہ عہدہ داران متعلقہ خانگی صنعت کے نقطۂ نظر اور طریق کار کو تسلیم کرلیتے ہیں اور اپنے اقتدار کی قطع و برید کو مساوی طور سے ناپسند کرتے ہیں۔ اس قسم کے طرز عمل کی مدافعت اس بنیاد پر کی جاتی ہے کہ وہ ضبط و انتظام کے قیام کے لیے ضروری ہے؛ یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی نوعیت ہمیشہ حیلے یا بہانے کی ہوتی ہے۔ بہر کیف جہاں اس قسم کی صورت حالات موجود ہو وہاں، ہڑتال کو فی نفسہ تعزیری جرم اس بنیاد پر نہیں قرار دیا جاسکتا کہ صنعت سرکاری ہے۔ اس کے برخلاف یہ خیال کرنا بالکل ممکن ہے کہ ایک مثل سرکاری انجمن تجارت، جو بلحاظ ملکیت خانگی اور بلحاظ انتظام سرکاری ہو، نہ صرف مصارف و منافعہ بلکہ محنت کے اصول کی حد تک بھی، خانگی صنعت کے مرمرہ طریقوں کے تحت عمل کرسکتی ہے۔ ممکن ہے کہ اجیروں کے انتخاب، حق اخراج، عملے کے ضبط و انتظام کے شرائط و حالات ایسے قواعد و ضوابط کے تابع ہوں جن کی اعلیٰ سرکاری انتظام کے تحت توقع کی جاسکتی ہے؛ اور پھر بھی یہ ان ہی شرائط کا جزو ہوسکتی ہے جن کے تحت خانگی انتظام کی اجازت دی گئی ہو۔ جب صورت حالات یہ ہو تو ہڑتال ناجائز آلہ بن جاتی ہے۔ عوام نے اجیروں کی تامین و حفاظت تو کرلی ہے اور اب وہ خود اپنی حفاظت کرنے کا حق بھی رکھتے ہیں۔

294

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

اوپر کی بحث سے قارئین نے سمجھ لیا ہوگا کہ ہڑتال اور اخراج کو کھیل میں برابر کے پتے خیال کرنا چاہیئے؛ دونوں کا وجود ایک دوسرے کے مقابلے میں ضروری ہے، اگر کسی ایک کو ہٹایا گیا تو دوسرے کو بھی ہٹانا ضروری ہے۔ لیکن مسئلے پر اس قسم کے میکانیکی طریق پر بحث کر کے نہ تو فریقین کے تعصبات و معتقدات میں اعتدال پیدا کیا جا سکتا ہے اور نہ خود مسئلے ہی کی پیچیدگیوں کو رفع کیا جا سکتا ہے۔ مزدور ہڑتال کے حق کو صرف غیر مساوی حالات کے تحت ہی آلۂ مدافعت تصور نہیں کرتے ہیں؛ بلکہ کم و بیش محسوس طریقے پر اور کم و بیش وسیع پیمانے پر اس کو حالات کی اصلاح اور از سر نو تنظیم کا جزو خیال کرتے ہیں۔ اگر آجر اپنے اقتدار اخراج کی تحدید کیے جانے پر بھی رضامند ہو جائیں تو بھی، لڑائی جھگڑے باقی رہیں گے اور ہڑتالوں سے کام لیا جائے گا۔ اس لیے کہ حق اخراج محض ان معاملات میں سے ایک معاملہ ہے جن میں آجر کی قطعی حکمرانی سے معارضہ کیا جاتا ہے۔ اخراج کی قوت اس وجہ سے نمایاں ہو جاتی ہے کہ وہ سب سے زیادہ نمایاں آلۂ کار ہے۔ لیکن اگر کام کرنے والے یعنی مزدور کو بھی نگرانی میں رکھنا ہے تو کام لینے کے جملہ حالات و شرائط کو بھی کچھ نہ کچھ نگرانی کے تابع بنایا جا سکتا ہے۔ نہ صرف اجیروں کا تقرر اور ان کی برطرفی، بلکہ اُجرت کے معیار، مزدکاری کی شرحیں، تقسیم کار، فورمین کے اقتدارات اور کارخانے کے قواعد کا تصفیہ صرف آجر کے واحد اور غیر محدود اختیار تمیزی پر نہیں چھوڑا جا سکتا بلکہ باہمی مشاورت، گفت و شنید اور معاہدے کے ذریعے سے ہو سکتا ہے۔ جب اس موثر طریقے پر تصفیے ہونے لگیں اور معاہدۂ کار میں اس قبیل پر مشاورت و مشارکت عمل میں آنے لگے تو، ہڑتال کی جس قدر تحدید ان چیزوں کے نہ ہونے کی صورت میں ممکن ہوتی اس سے کہیں زیادہ عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ یہ خیال کرنا بالکل ممکن ہے کہ ہڑتال کے جارحانہ مفہوم کے لحاظ سے یعنی ہڑتالیوں کے اپنے شرائط کو حاصل کرنے تک کام کو روک رکھنے کے معنی میں ہڑتال کو قانوناً ناجائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

۶۔ مذکورہ بالا بحث سے اس چیز کی تائید ہوتی ہے جسے مبہم طور سے

صنعتی جمہوریت" کہا جاتا ہے۔ کارخانوں کی کونسل صنعتی کونسل، کارخانوں کی کمیٹیاں، اجیروں کی نمایندگی[1] یہ سب متعدد انتظامات کے مختلف نام ہیں جو اجیروں کو تنظیم کے کم از کم چند مسائل کے حل کرنے میں حصہ اور موقع دینے کے لیے پیش کیے جاتے ہیں۔ اس کا قرینہ ہے کہ ہر مخصوص تجویز اس کے سرگرم پیش کرنے والے کی جانب سے تمام معاشری خرابیوں کو دور کرنے کا علاج تصور کی جائے لیکن حقیقت میں کسی تجویز میں اس قسم کی عجیب و غریب قوت و صلاحیت نہیں ہے مستقبل کے لیے بہترین توقع اس میں مضمر ہے کہ یکے بعد دیگرے متعدد اصلاحی تدابیر پر عمل کیا جائے، جن میں سے ہر ایک مفید ثابت ہونے کے لیے حقیقی تجربے کی محتاج ہے۔ امید افزا اور کامیاب ثابت ہونے والی تجاویز کے منجملہ ایک تجویز یہ ہے کہ مزدوروں کے ساتھ معاہدہ کرنے اور خصوصاً اس کے نظم و نسق میں اُن کی نمایندگی کا بھی اہتمام کیا جائے اس تجویز میں امکانات کے ساتھ ساتھ تحدیدات بھی ہیں۔ کچھ نہ کچھ اس سے ضرور حاصل ہو سکتا ہے، لیکن اس سے بہت زیادہ توقع نہ رکھنی چاہیئے۔

اول تو یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا اس انتظام سے اُجرت کے نظام کی اُن خرابیوں کی حد تک کچھ زیادہ فوائد حاصل ہوں گے جن پر اس باب کی ابتدائی فصلوں میں غور کیا گیا ہے۔ نہ تو اس نظام کے مادی نقائص کے دور ہونے کا امکان ہے اور نہ اس کے روحانی اسقام کے رفع ہونے کا قرینہ، بلکہ ان خرابیوں کو بڑی حد تک کم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ "صنعتی جمہوریت" کے اکثر مویدین یہ توقع رکھتے ہیں کہ مجلسوں یا انجمنوں میں نمایندگی ایک دفعہ قائم ہو جانے کے بعد مزدوروں کے اپنے روزمرہ کے کام کی جانب طرزِ عمل میں انقلاب عظیم پیدا ہو جائے گا۔ وہ کام کو اپنا ذاتی کام خیال کرنے لگیں گے، پوری تندہی اور انہماک کے ساتھ محنت کریں گے اور خوشی و آزادی کے ساتھ اپنے قویٰ سے

[1] Works Councils, Industrial Councils, Shop Committees, Employe Representation

کام لیں گے۔ مگر مصنف کو بظاہر یہ سب کچھ خیالی منصوبہ معلوم ہوتا ہے، اسی طرح جس طرح شرکت منافعہ کی تجویز اور دیگر تجاویز کے متعلق اس قسم کے توقعات خیالی منصوبے معلوم ہوتے ہیں۔ اس واقعے کی بنا پر کہ مزدور کو مجلس میں اپنا نمایندہ منتخب کرنے کا حق رائے دہی حاصل ہے یا وہ خود اجلاس میں حاضر ہوتا ہے، اس کے روز مرہ کے کاموں کی جانب اس کے طرز عمل پر کوئی قابل لحاظ اثر پڑنے کا کوئی قرینہ نہیں معلوم ہوتا۔ ممکن ہے کہ وہ اسی مقررہ سمت میں عمل کرنے والے دیگر عاملین کو تقویت دینے کی جانب کچھ اثر انداز ہو، مثلاً مزدکاری یا اُجرت بہ لحاظ کار کا طریق بخوبی مرتب و منظم ہو جائے یا آجرہ کی حد تک صبر و استقلال، کریمانہ غور و خوض اور نیک نیتی پر اس کا اثر پڑے۔ لیکن اس قسم کی جزوی مشارکت کا اثر بحیثیت مجموعی نظر انداز کرنے کے قابل ہوگا۔ کارخانے میں کام کرنے والا مزدور یا ریلوے کا فائرمن اپنے مقررہ کام کو بڑی حد تک سابقہ طریقے ہی پر انجام دیتا رہے گا، اور یہ اُن صدہا یا ہزاروں مزدوروں میں سے ایک ہوگا جو قواعد و ضوابط کی پابندی کو اپنا اولین شعار بنائے رہنے اور اپنی مقررہ تنخواہ وصول کرنے کی جانب مائل ہوں گے اور جنھیں اس سے کوئی بحث نہ ہوگی کہ روز بروز مزدوروں کی جماعت کی حیثیت کو متاثر کرنے والے کونسے واقعات ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔

296

اگر اُن تجاویز کو خود مزدوروں کے تنظیمات کے مقابلے میں بطور ایک چال یا توڑ کے استعمال کیا گیا تو، مزدوروں کی اخلاقی حالت کی درستی کی توقع اور بھی کم ہوگی۔ چنانچہ کارخانوں کی مجلس مشاورت قائم کرنے والے آجروں میں سے اکثروں کے دل میں یہی بات ہوتی ہے۔ وہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ اس قسم کے نئے انتظامات سے ان کے مزدوروں کی موجود الوقت تنظیمات دب جائیں گی۔ یہ توقع بالعموم علانیہ ظاہر نہیں کی جاتی، بلکہ نئے انتظام کے حقیقی فوائد کو اور حق و انصاف کی خواہش کو بیان کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ اس سے مزدوروں کی انفرادی و اجتماعی کارکردگی کے اضافے اور خوبی کار کی ترغیب کی توقع

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

کی جاتی ہے؛ لیکن روز مرہ کے کام کی جانب بہتر اور خوش دلی کا طرز عمل اختیار کرنے کا گاہ گاہ خیال کیا جاتا ہے۔ پھر بھی متعدد صورتوں میں، بلکہ غالباً اکثر و بیشتر صورتوں میں، کم از کم ریاستہائے متحدہ میں آجروں کی یہ نیت و توقع ہوتی ہے کہ وہ مزدور سبھاؤں کا خاتمہ کردیں اور ان کی جگہ اپنی دوسری انجمنیں قائم کریں جس وقت تک صورت حالات کی یہ نوعیت رہے گی اس وقت تک مصنف کی رائے میں تحریک کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ اجیروں کی نمایندگی اور مزدور سبھائیں کسی حال ایک دوسرے سے متناقض اور غیر ہم آہنگ نہیں ہیں۔ اس کے برخلاف نمایندگی کے کسی نظام کے کامیابی کے ساتھ چلنے کا مدار خود مزدوروں میں تنظیم کی موجودگی پر اور غالباً خود اس نظام کے باہر کی تنظیم پر ہے۔ لیکن آجر ان دونوں چیزوں کو بالعموم ایک دوسرے کا ضد تصور کرتا ہے؛ اور خود اجیر بھی یہی خیال کرنے کی جانب مائل ہوتا ہے جس وقت تک یہ سوءظن موجود ہے اور حقیقی مقصد پوشیدہ رکھا جائے گا اس وقت تک اس قسم کی کوئی تجویز سرسبز اور مطلوبہ نتائج کی حامل نہیں ہوسکتی۔ علاوہ ازیں مخالفت کے اصول کو، خواہ وہ کتنا ہی چھپا ہوا کیوں نہ ہو، پوشیدہ نہیں رکھا جاسکتا۔ خواہ اس کو راز داری کے کتنے ہی پردوں کے اندر کیوں نہ رکھا جائے اور اس کے وجود سے کتنا ہی انکار کیوں نہ کیا جائے، وہ ظاہر ہو کر رہے گا۔ خود مزدوروں کے پیش کردہ استدلال پر ان کے شکایات کو رفع کرنے کا حقیقی جذبہ اور ان کے ذاتی مقاصد کے لیے ان کے اندر اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے کے طریقوں کو صاف دلی سے تسلیم کرنا، یہ دو چیزیں ناگزیر ہیں۔

دوسری جانب اگر ہر عامل موافق ہو تو بھی یہ غیر اغلب ہے کہ مشارکت یا نمایندگی کی کوئی تجویز اس قدر وسیع کی جاسکے کہ اس کے حدود کے اندر انتظام کا کل خاکہ آجائے۔ ممکن ہے کہ وہ تنظیم محنت تک اس کے محدود معنوں میں، یعنی صرف تقرر و اخراج کے مسائل، شرح اُجرت، معیار کار، مزدوروں کی مختلف جماعتوں کی اضافی اُجرتوں، چھوٹی اور بڑی شکایات، حد سے زائد ضبط یا بغض و عناد کے مسائل تک محدود رہے۔ دوسرے اور بالعموم بڑے مسائل انتظام و نظم و نسق اس سے

297

بہ مشکل متاثر ہوں گے؛ بلکہ اغلب یہ ہے کہ انھیں متاثر نہ ہونا چاہیئے۔ اس قسم کے انتظامات کے امکانات کے بارے میں قائم کردہ توقعات عجیب وغریب افراط و تفریط رکھتی ہیں۔ زر جوڑنے والے معمولی قسم کے سخت دل آجران تجاویز پر اس حیثیت سے نظر ڈالتے ہیں کہ دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ؛ یعنی بے چینی کے جذبے کو دبانے کے لیے جھوٹی مراعات خیالی دنیا میں گھومنے والے اور معیاری تصورات قائم کرنے والے اشخاص ان تجاویز کے عملدرآمد کو نئے معاشری نظام کے افتتاح کی ضروری شرط خیال کرتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ مجلسیں اور انجمنیں مزدوروں کو اپنے کارخانوں پر کامل قابو حاصل کرنے کا موقع دینے کا پہلا زینہ ہیں۔ لیکن اس کا قرینہ نہیں ہے کہ دونوں جماعتوں میں سے کوئی بھی اپنے متوقعہ نتیجے کا مشاہدہ کرے۔ انتظام کے اساسی مسائل ایک مختصر و منتخب گروہ کے ہاتھ میں ابھی طویل مدت تک رہیں گے۔ اصلدار آجروں کے نیم آمرانہ یا نیم مستبدانہ اقتدارات کی قطع و برید یقیناً عمل میں آئے گی؛ وہ نہ صرف مزدوروں کے تعلقات اور مفاد عامہ بلکہ قیمتوں کی حد تک بھی نگرانی کے تابع ہو جائیں گے۔ لیکن یہ غیر اغلب ہے کہ موجود الوقت صنعتی نظام کی اہم خصوصیات میں کوئی انقلاب انگیز تبدیلی واقع ہو۔ پیدائش بہ امداد باہمی کے تجربات کسی اور چیز کو اس قدر قطعیت کے ساتھ ثابت نہیں کرتے جس قدر دستی محنت کرنے والے مزدوروں کے ہاتھ میں عنان حکومت کے فوراً منتقل ہو جانے کے امکان کے بُعد کو۔ پیدائش بہ امداد باہمی، فی الحقیقت صنعتی جمہوریت ہوگی۔ لیکن جن صورتوں میں اس طریق پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا گیا ہے وہ اس قدر غیر معمولی طور سے شاذ و کمیاب ہیں کہ وہ صرف عام ناکامی کو نمایاں کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ کامل اصلاح کرنے والوں کی آرزوؤں اور خیالات کا میلان اب اشتراکیت کی جانب ہے؛ یعنی یہ کہ موجود الوقت نظام کو بالکلیہ الٹ دیا جائے؛ اور یہ ایک بالکل مختلف مفہوم میں صنعتی جمہوریت ہے۔ تنظیم جدید کے امکانات پر خواہ وہ کسی شکل میں ہو آئندہ بابوں میں

باب ۵۶

اُجرت کا نظام

بحث کی جائے گی[1]۔ سر دست ہمارا تعلق موجود الوقت اُجرت کے نظام، اس کے نقائص اور اصلاحی تجاویز سے ہے۔ اصلاحی تجاویز کے منجملہ ایک تجویز اجیروں کی نمایندگی ہے۔ یہ معاشرتی خرابیوں کا کوئی قطعی و کامل علاج نہیں ہے؛ لیکن موجود الوقت صنعتی نظام کے عمل کو ہموار کرنے کی آس اس سے ضرور بندھتی ہے۔
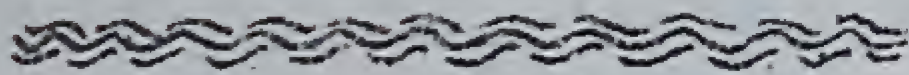
~~~~~~~~~~

[1] ۔ دیکھو باب ۶۱، اعدا؛ باہمی پر اور باب ۶۲ و باب ۶۷ اشتراکیت پر۔
~~~~~~~~~~

باب ۵۷

مزدور سبھائیں

(۱) مزدوروں کی معاملہ چکانے کی قوت کو سبھائیں تقویت دیتی ہیں۔ منفرد مزدور کی کمزوری۔ محنت کی عدم نقل پذیری؛ سرمایۂ محفوظ کا فقدان؛ فنا پذیری محنت۔ (۲) ماہر مزدوروں کی سبھاؤں کے اجارہ دی رجحانات؛ ان کی اہمیت بالعموم دوامی نہیں ہوتی۔ کھلی سبھا جو صرف ادنیٰ مہارت رکھنے والے مزدوروں میں فروغ پا سکتی ہے، اصلاح و ترقی کا قوی آلہ ہے۔ (۳) بند کارخانہ یا کھلا کارخانہ؟ کھلی سبھا کے ساتھ بند کارخانے کا استدلال بدیہی طور سے قوی ہے۔ (۴) بند کارخانے کے تحت ترقی و کارکردگی میں رکاوٹ کا خطرہ۔ پیداوار کی تحدید؛ مزدکاری کی معیاری شرح؛ محنت بچانے والے آلات؛ ضبط۔ (۵) کھلے کارخانے اور بند کارخانے کے مابین تقسیم ناقابل قبول نہیں ہے۔ آجروں کی مخالفت کی بنیاد بالعموم ناقابل جواز ہے۔ سبھا کی قیادت بہت نازک معاملہ ہے۔ (۶) غدار مزدور اور تشدد کا استعمال۔ ناکہ بندی۔ (۷) مزدور سبھا کی تحریک کے وسیع ہونے کا قرینہ ہے اور وہ ہمدردی کی مستحق ہے۔

۱۔ مزدور سبھا کی تحریک بالکل جدید ہے؛ اور زیادہ تر صنعتی انقلاب یعنی کارخانوں کے نظام اور ارتکاز صنعت کا نتیجہ ہے۔ منفرد کاروبار میں اور منفرد آجر کے تحت جتنے اشخاص کام کرتے تھے ان کی تعداد روز افزوں ہے۔ اسی وجہ سے آجر و اجیر کے باہمی ذاتی تعلقات کی

باب ۵۷ مزدور سبھائیں

حد تک کشیدگی بڑھ رہی ہے یا تعلقات معدوم ہو رہے ہیں؛ اور باہمی گفت وشنید زیادہ تشدد آمیز اور غیر ہمدردانہ نوعیت اختیار کرتی جارہی ہے۔ اسی کے ساتھ اجیروں میں متحدہ عمل بہت آسان ہو گیا ہے۔ اس معاشی رجحان کے ساتھ ساتھ جمہوریت میں اور ان آرزوؤں میں جو جمہوریت کا لازمہ ہیں ترقی ہو رہی ہے۔ مزدور سبھا کی تحریک معاشری بے چینی اور معاشری ترقی کی اہم ترین علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ مزدور انقیاد و اطاعت کے حالات سے روز بروز زیادہ اُکتاتے جارہے ہیں۔ وہ نہ صرف اعلیٰ اُجرت کے خواہاں ہیں، بلکہ نیم ابوتی[1] حالات سے آزادی کے طالب بھی ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ اُجرت ہمیشہ کے لیے آجر کے حسب دلخواہ طے نہ ہونی چاہیئے بلکہ معاہدے کے ذریعے سے طے ہونی چاہیئے جس میں ان کے ذاتی عمل کا بھی موثر حصہ ہو۔

299

ہم اس اہم ترین معاشی مسئلے کی جانب فوراً توجہ کر سکتے ہیں جو مزدور سبھائیں پیش کرتی ہیں؛ یعنی اُجرت پر ان سبھاؤں کا ممکنہ اثر۔ اس موضوع کے بارے میں پچاس سال قبل یہ کہا جاسکتا تھا کہ معاشئین اور مزدور سبھاؤں کے موئدین کے خیالات میں بین اختلافات تھے؛ اس لیے کہ اُس وقت اکثر معاشئین کا یہ خیال تھا کہ سبھائیں اُجرت پر اثر انداز نہ ہو سکتی تھیں؛ اس کے برعکس سبھا کے موئدین اُجرت کے ہر حقیقی اضافے کو اپنی ذاتی کوششوں کی جانب منسوب کرتے تھے۔ مزدوروں کے قائدوں میں اب بھی متحدہ عمل کے اثرات پر ناواجب زور دینے کا میلان پایا جاتا ہے؛ لیکن بحالت موجودہ اکثر علمائے معاشیات ان دونوں کے بین بین اعتدالی راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

یہ امر یقینی اور حقیقت میں بدیہی ہے کہ اُجرتی مزدوروں کی معاملہ چکانے کی قوت ان کے اجتماعی طور پر کام کرنے سے تقویت پاتی ہے جہاں ایک آجر سو[2] مزدوروں سے معاملہ کرے وہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ منفرد مزدور کے مقابلے میں اس کی معاملہ چکانے کی قوت سو گونہ زیادہ ہوتی ہے۔

[1] Semi-Patriarchat.

باب ۷ مزدور سبھائیں

آیا اس کے آدمیوں میں سے کوئی چلا جائے یا ٹھیرا رہے اس کا فرق اس کے نزدیک ۱۰۰ اور ۹۹ کے فرق سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن مزدور کے سامنے صرف دو صورتیں ہیں یعنی کام اور کم از کم فی الوقت بیکاری۔ یہ صحیح ہے کہ مزدور اپنا رُخ دوسری طرف پھیر سکتا ہے؛ اور یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ اپنی محنت بازاری شرح پر پیش کرے تو، اس کو کسی دوسری جگہ کام مل جائے گا۔ وہ غالباً کام پر مقرر ہو جائے گا، لیکن صرف ایک وقفے کے بعد اور کم و بیش عدم تیقن کے ساتھ ایسا ممکن ہو گا۔ یہ اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آجر کے پاس اخراج کی دھمکی کی شکل میں اور مزدور کے اپنے کام سے محروم کر دیئے جانے کے خوف کی شکل میں کس قدر قوی ہتھیار موجود ہے۔ لیکن جہاں تحت کے تمام مزدور فوراً مطالبہ پیش کر دیں اور کام فوراً ترک کر دینے کی تجویز کریں وہاں آجر کی حیثیت مقابلۃً بہت دشوار ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں اس کو بھی رُک جانا پڑے گا، اور فی الوقت وہ بھی، اپنے دھندے سے محروم ہو جائے گا۔ پس وہ سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کرے گا کہ آیا وہ مقررہ شرایط کے تحت مزدوروں کی دوسری جماعت حاصل کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ بازاری شرح پیش کرے تو بلاشبہ ۱۰۰ مزدوروں کی دوسری جماعت حاصل کر سکتا ہے؛ لیکن انفرادی مزدور کے مثل صرف ایک وقفے کے بعد اور کم و بیش عدم تیقن اور عارضی نقصان کے ساتھ اس کو نئے مزدور ملیں گے۔

بڑے آجر کا فائدہ فایقہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ اس کی حیثیت کا مقابلہ ایسے آجر کی حیثیت سے کیا جائے جو منفرد مزدور یا بہت ہی قلیل التعداد مزدوروں کو اُجرت پر رکھ سکتا ہو۔ معمولی متوسط طبقے کا صاحب خانہ، جو ایک یا دو ملازم رکھ سکتا ہو، ہر ملازم کا اسی قدر محتاج ہے جس قدر کہ ملازم اس کا محتاج ہے۔ اگر بیگم صاحبہ باورچی کو نکل جانے کی اطلاع دیں تو وہ بلاشبہ مروجہ شرحوں پر کسی دوسری جگہ نوکری حاصل کر سکتا ہے؛ لیکن فوراً یا بہت آسانی کے ساتھ حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر باورچی نکل جانے کا نوٹس دیدے تو بیگم صاحبہ کو بھی بلاشبہ مروجہ شرحوں پر دوسرا آدمی مل سکتا ہے؛ لیکن فوراً یا بلا وقت نہیں مل سکتا۔ اسی وجہ سے

800

باب ۵۷ مزدور سبھائیں

رہا ستہائے متحدہ کے سے ملک میں، جہاں ایسے خوش حال طبقوں کی تعداد کثیر ہے جن میں خانگی ملازموں کی مانگ روز افزوں اور رسد محدود ہے،[1] اجرت کی شرحیں نہ صرف اعلیٰ ہیں بلکہ محنت فروخت کرنے والوں میں کسی تنظیم کے بغیر اعلیٰ بازاری سطح پر رہتی ہیں۔ اگر اس قسم کی خدمت کے طالب عام طور سے دس بیس یا سو ملازم ایک ساتھ رکھیں تو صورت حالات اس سے مختلف ہوگی۔ اس صورت میں منفرد ملازم معاملہ چکانے کی حیثیت سے بہت کمزور ہوگا؛ اور اگرچہ اجرتوں کی عام سطح بلاشبہ متاثر نہ ہوگی، پھر بھی اس کا امکان کم ہوگا کہ ہر صورت میں حقیقی تنخواہ عام سطح کے مطابق رہے گی۔

معاملہ چکانے میں مزدور بالعموم گھاٹے میں رہتا ہے؛ جس کی وجہ صرف یہ واقعہ نہیں ہے کہ اس میں نقل پذیری نہیں ہوتی، یعنی وہ اپنی محنت کے لیے فوراً بہترین بازار تلاش نہیں کرسکتا؛ بلکہ اس کے پاس سرمائے کا فقدان اور اس کی جنس (یعنی محنت) کی سریع الزوالی یا فنا پذیری ہے۔ ان سب اعتبارات سے آجر و اجیر کا باہمی اختلاف بالعموم مدارج کا اختلاف ہے؛ پھر بھی یہ اختلاف ان کی اضافی و نسبتی حیثیتوں پر بہت اہم اثر ڈالتا ہے۔ گو ممکن ہے کہ مزدور اور اصلدار کے پاس سرمایہ موجود ہو جس پر وہ انتظار کرنے اور معاملہ چکانے کے دوران میں تکیہ کرسکے؛ پھر بھی وہ آجر کے سرمایہ کے مقابلے میں بہت کم ہوتا ہے اور بہت سے گھٹیا مہارت رکھنے والے مزدوروں کی صورت میں تو اس سرمایہ کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔ یہی حال محنت کی فنا پذیری کا ہے۔ ایک لحاظ سے آجر بھی سریع الزوال شے کے فروخت کرنے والے کی طرح ہے۔ آلات اور کلیں بیکار پڑی پڑی محض غیر مستعمل رہنے اور مرور زمانہ کی وجہ سے فرسودہ اور کم قدر ہو جاتی ہیں؛ ایک چلتے ہوئے کاروبار کے لیے پیدائش کے رکنے کے معنی قطعی نقصان کے ہیں۔ لیکن یہ بات مزدور کے لیے اور بھی زیادہ صادق آتی ہے کہ جب کام کا وقت گذر جاتا ہے تو، ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے۔

---

[1] مقابلہ کرو باب ۵۳ فصل (۱) سے۔

باب ۵
مزدور سبھائیں

بعض قسموں کی وقت طلب دماغی محنت کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک آرام یا مہلت کا وقفہ انجام کار جوش وخروش اور کارکردگی کو بڑھا دیتا ہے؛ لیکن اکثر قسموں کی جسمانی محنت کی حد تک یہ امکان بہت ہی ناقابل لحاظ اور خفیف ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی ایک دن یا ایک ہفتے کے لیے بیکار رہے تو، اس کی آمدنی حاصل کرنے کی اتنی قوت ہمیشہ کے لیے رائیگاں جاتی ہے۔

مزدوروں کی تنظیم اور ان کا متحدہ عمل ان کو بڑی حد تک اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنی ناقابلیتوں اور مجبوریوں کو کم کرسکیں۔ مزدور سبھائیں محنت کی عدم نقل پذیری کو 301 کم کرنے کے لیے، طلب کے متعلق حالات فراہم کرکے اور ارکان کو موزوں جگہیں حاصل کرنے کے لیے مدد دیکر بہت کچھ خدمت کرسکتی ہیں، چنانچہ رفاہ عام کی ایجنسیاں اسی مقررہ مقصد کو حاصل کرنے کی جانب عمل کرتی ہیں؛ اگرچہ خانگی ایجنسیاں کسب منفعت کی خاطر قائم ہوتی ہیں اور یہ امکان ہوتا ہے کہ وہ خود مزدوروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھائیں۔ مزدور سبھائیں فنڈ جمع کرکے اپنے ارکان کو معاملہ چکانے کے عمل میں اپنے کو برقرار رکھنے اور کامیاب ہونے کا زیادہ بہتر موقع دیتی ہیں۔ سب سے اہم امر یہ کہ کام چھوڑ دینے کا متحدہ عمل آجر کو یہ محسوس کراتا ہے کہ مزدور اس کے لیے اسی قدر ضروری ہیں جس قدر وہ ان کے لیے ہے۔

اس طرح مزدوروں کے ادارے "واجبی اجرت" کے حصول کے لیے موثر ثابت ہوتے ہیں؛ یعنی مروجہ یا بازاری شرحیں مسابقت کے حالات کے تحت قرار پاتی ہیں۔ یہ ادارے مزدور کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ ہر مخصوص صورت میں مخصوص قسم کی خدمت کی کامل تقابلی طلب کی بنا پر متعین شدہ اجرت حاصل کرسکیں؛ اور اجرتوں کی عام سطح کو محنت کی عام پیداوار کی پوری بٹہ کٹی ہوئی قدر کے قریب لانے میں مدد دیتے ہیں۔ خانگی ملک اور تقابلی صنعت کے نظام کے تحت بلاشبہ صرف اسی چیز کو اضافۂ اجرت کی شکل میں مزدور سبھاؤں کا طریق حاصل کرسکتا ہے۔ لیکن یہ بہت بڑی بیہ چیز ہے۔ مروجہ یا واجبی شرح اجرت کا تعین خود بخود قدرتی طور سے یا کسی صحیح تفریق کی بنا پر نہیں ہوتا۔ شرح اجرت کا تعین ہمیشہ معاملے کے چکانے کا نتیجہ ہے گفت وشنید کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے، اور طرفین کی جانب سے مفید مطلب ترکیبوں کے استعمال کا ہمیشہ موقع ہوتا ہے۔